رد قادیانیت

رسائل

- حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ
- محترم صاحبزادہ طارق محمودؒ
- حضرت مولانا احمد عبدالحلیم کانپوریؒ
- حضرت مولانا عبدالرزاق سلیم خانیؒ
- حضرت مولانا بشیر اللہ مظاہری زگونیؒ

احتساب قادیانیت

جلد ۳۳

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان — فون : 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمد للہ وکفی وسلام علی سید الرسل وخاتم الانبیاء ۰ امابعد!

قارئین کرام! لیجئے! اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق واحسان سے احتساب قادیانیت کی تینتیسویں (۳۳) جلد پیش خدمت ہے۔ اس جلد میں:

✿ … شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مرحوم (مئی ۲۰۰۹ء) کے چار رسالہ جات شامل ہیں۔

۱…… مودودی صاحب کا ایک غلط فتویٰ: جماعت اسلامی کے بانی رہنما، جناب مودودی صاحب سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ لاہوری مرزائی مسلمان ہیں یا کافر، تو مودودی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ لاہوری مرزائی اسلام اور کفر کے درمیان معلق ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ جھوٹے مدعی نبوت کو کافر نہ کہنے والا بھی کفر میں جتلا ہو جاتا ہے۔ لاہوری مرزائیوں کی طرح جھوٹے مدعی نبوت کو مجدد، مسیح و مہدی ماننے والوں کو کیونکر مسلمان قرار دیا جاسکتا ہے؟ مودودی صاحب کے اس فتویٰ کی تغلیط خود جماعت اسلامی کے رہنماؤں نے اس وقت کردی۔ جب قادیانی مسئلہ قومی اسمبلی میں زیر بحث آیا۔ اس میں لاہوری وقادیانی دونوں گروہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ جماعت اسلامی کے ممبران قومی اسمبلی نے اس دوسری ترمیم کے حق میں ووٹ دے کر مودودی صاحب کی انفرادیت پسند طبیعت کے خلاف مہر لگادی۔

جن دنوں مودودی صاحب نے لاہوری مرزائیوں کو کافر قرار نہ دینے کا فتویٰ دیا۔ انہی دنوں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ نے مودودی صاحب کے اس فتویٰ کے خلاف یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ فقیر کی ناقص معلومات کے مطابق پاکستان میں حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اس عنوان پر مستقل رسالہ لکھ کر پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔

۲۔۔ ضوء السراج فی تحقیق المعراج (چراغ کی روشنی):
مرزا قادیانی ملعون اور دیگر بے دین طبقات جیسے منکرین حدیث وغیرہ، رحمت عالم ﷺ کے معراج جسمانی کے منکر ہیں۔ حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے مرزا قادیانی سمیت ان تمام ملحدین کا اس رسالہ میں تعاقب کیا ہے۔

۳۔۔ توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام: سیدنا مسیح ابن مریم علیہما السلام کی دوبارہ دنیا میں تشریف آوری اور نزول من السماء پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کا یہ رسالہ دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی عمدہ مثال ہے۔ آپ کے تبحر علمی کے شایان شان اس رسالہ میں اس مسئلہ سے متعلق تمام معلومات کو جس حسن اور سلیقہ کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ اس عنوان پر کام کرنے والوں کے لئے گرانقدر علمی تحفہ ہے۔ ۱۹۹۶ء میں سب سے پہلے یہ شائع ہوا۔ غالباً حضرتؒ کی یہ آخری قلمی خدمت ہے جو آپ نے امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے فرمائی۔ حق تعالیٰ حضرت مرحوم کی تربت کو بقعۂ نور فرمائیں۔ ان رسائل کو احتساب کی اس جلد میں شائع کرنے پر کتنی خوشی ہے۔ الفاظ کی دنیا میں اسے بیان کرنا ممکن نہیں۔

۴۔۔ ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں: دارالعلوم دیوبند کے تحت ۲۹تا۳۱/اکتوبر ۱۹۸۶ء میں عالمی سطح کا ختم نبوت کے عنوان پر اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں دنیا بھر سے چیدہ اسکالرز حضرات کو مقالات پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔ حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ نے یہ مقالہ تحریر فرمایا۔ ویزہ کی دقت کے باعث دیوبند کے اس اجتماع پر تو تشریف نہ لے جاسکے۔ لیکن اس مقالہ کو شائع کر دیا گیا۔ بہت ہی علمی مواد سے بھرپور یہ مقالہ ہے۔

۵۔۔ حضرت مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمود مرحوم (ستمبر ۲۰۰۶ئ) کے اس جلد میں چھ رسائل کو شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی مستقل عظیم وضخیم کتاب ''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' بھی قریب میں اسے مجلس نے شائع کیا۔

اسے اس جلد میں شائع کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ باقی چھ رسائل کو شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

۵/۱..... خانہ ساز نبوت کے پجاریوں اور مرزا طاہر کی دعوت مباہلہ کا کھلا کھلا جواب: قادیانی جماعت کے چوتھے لاٹ پادری مرزا طاہر نے تمام علماء کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے اس کا یہ جواب تحریر فرمایا۔ جس کا ایک ایک حرف جان قادیانیت کے لئے تیر کا درجہ رکھتا ہے۔

۶/۲..... آنکھیں کھولیں: قادیانیوں کو تبلیغ کے نقطۂ نظر سے محترم صاحبزادہ طارق محمود صاحبؒ نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔ اے کاش! قادیانی اس سے فائدہ حاصل کریں۔

۷/۳..... نوجوانان فیصل آباد کے نام کھلا خط: فیصل آباد میں نوجوانوں کو فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے باخبر کرنے کے لئے آپ نے یہ رسالہ تحریر کیا۔

۸/۴..... یورپ میں تحریک ختم نبوت ایک نظر میں: یورپ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی بزرگ رہنما حضرت حاجی محمد علی صاحبؒ، الحاج محمد عمرؒ کے حکم پر آپ نے یہ رسالہ تالیف کیا۔

۹/۵..... فیصلہ آپ کیجئے: سادہ الفاظ میں عوام وخواص کو قادیانیت سمجھانے کے لئے محترم صاحبزادہ طارق محمود صاحبؒ نے یہ رسالہ تالیف فرمایا۔

۱۰/۶..... شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ (شرعی وقانونی حیثیت): ۱۹۹۲ء میں جناب نواز شریف وزیراعظم، مولانا عبدالستار خان نیازی وفاقی وزیر مذہبی امور، جناب چوہدری شجاعت حسین وفاقی وزیر داخلہ تھے۔ شناختی کارڈ کیپیوٹرائز کرنے کا مرحلہ آیا تو مطالبہ کیا کہ اس میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے۔ نواز حکومت یہ مطالبہ مان کر مکر گئی۔ نواز شریف کو آج تک جو جو ابتلاء پیش آئے وہ سب اس کج کرتی اور رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس سے بے وفائی کا نتیجہ تو نہیں؟ اے کاش! کوئی سمجھے! اس زمانہ

میں محترم صاحبزادہ صاحب نے یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا۔

●...... حضرت مولانا محمد عبدالحلیم کانپوریؒ (.........) کا ایک رسالہ اس جلد میں شامل ہے۔

۱۱...... راہ حق متعلقہ رد قادیان: ریاست حیدرآباد دکن میں ایک مقام سکندرآباد ہے۔ وہاں قادیانیوں کی شورہ شوری تھی۔ ۱۹۱۹ء میں مولانا عبدالحلیم کانپوریؒ وہاں تشریف لے گئے تو قادیانی مکائد کو طشت ازبام کرنے کے لئے آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ جو ۵/اکتوبر ۱۹۲۶ء میں (گویا تالیف کے دس سال بعد) اسے شائع کیا۔ اس رسالہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اشاعت سے قبل حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ نے اسے ملاحظہ فرمایا اور بعض مقامات پر اس کی اصلاح بھی فرمائی۔ اب یہ رسالہ اپنی اشاعت اوّل (اکتوبر ۱۹۲۶ئ) کے بعد (اکتوبر ۲۰۱۰ئ) میں گویا چوراسی (۸۴) سال بعد دوبارہ اسے شائع کرنے پر اللہ رب العزت کا شکر بجالاتے ہیں۔

●...... حضرت مولانا عبدالرزاق سلیم غازیؒ (.........) کا ایک رسالہ اس جلد میں شامل ہے۔

۱۲...... تحفة الایمان لاهل القادیان: حضرت مولانا عبدالرزاق سلیم غازیؒ دارالمبلغین لکھنؤ کے مناظر تھے۔ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ امام اہل سنتؒ کے شاگرد تھے۔ آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا تو حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ نے اس پر تقریظ تحریر فرمائی۔ جو ۲۲/رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۶/اکتوبر ۱۹۳۵ء کی تحریر فرمودہ ہے۔

قارئین! یہ عجیب اتفاق ہے۔ اس جلد میں نمبر۱۱ پر درج رسالہ بھی اکتوبر ۱۹۲۶ء کا نمبر ۱۲ پر درج رسالہ بھی اکتوبر ۱۹۳۵ء کا ہے اور فقیر جس وقت یہ سطور تحریر کر رہا ہے۔ ماہ اکتوبر ۲۰۱۰ء ہے۔ یہ دوسرا رسالہ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا۔ اب ۲۰۱۰ء ہے۔ تو گویا پون

صدی (پچاس سال) بعد اس رسالہ کو شائع کرنے کی سعادت پر اللہ تعالیٰ کے انعامات بے پایاں کا بے حد شکر ہے۔ فالحمدللہ!

✿ ... حضرت مولانا محمد بشیر اللہ مظاہری رنگونیؒ (...) کا ایک رسالہ اس جلد میں شامل ہے۔

۳... دو نبی (نبی صادق اور نبی کاذب): مولانا محمد بشیر اللہ صاحب: اصلاً برما رنگون کے تھے۔ جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فضلاء میں سے تھے۔ آپ جمعیت علماء برما کے نائب صدر بھی رہے۔ دارالعلوم تاجبے رنگون کے شیخ الجامعہ تھے۔ آپ نے اگست ۱۹۵۷ء میں یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ ترپن (۵۳) سال گویا نصف صدی بعد اس رسالہ کی اشاعت اللہ رب العزت کے انعامات بے پایاں میں سے ہے۔ فالحمدللہ اولاً وآخراً!

خلاصہ یہ کہ اس جلد میں:

۱	شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے	۳	رسائل
۲...	محترم صاحبزادہ طارق محمودؒ کے	۲	رسائل
۳	حضرت مولانا محمد عبدالحلیم کانپوریؒ کا	۱	رسالہ
۴...	حضرت مولانا عبدالرزاق ملیح آبادیؒ کا	۱	رسالہ
۵...	حضرت مولانا بشیر اللہ مظاہری رنگونیؒ کا	۱	رسالہ
	کُل	۱۳	رسائل

اس جلد میں شامل ہیں۔

پانچ حضرات کے تیرہ رسائل و کتب اس جلد میں ملاحظہ فرمایئے۔

ہمیں دعا دو کہ تمہیں دیر بتا دیا

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا!

۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۲ فروری ۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست رسائل مشمولہ..... احتساب قادیانیت جلد ۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد تینتالیس (۴۳)

مصنفین : حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

محترم صاحبزادہ جناب طارق محمودؒ

حضرت مولانا احمد عبدالحلیم کانپوریؒ

حضرت مولانا عبدالرزاق تبسم خالیؒ

حضرت مولانا بشیر اللہ مظاہری رنگونیؒ

صفحات : ۳۹۳

قیمت : ۳۰۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اول : اکتوبر ۲۰۱۰ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

مودودی صاحب

کا ایک غلط فتویٰ

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۰ اما بعد!

اس پرفتن دور میں بے شمار فتنے کھڑے ہو گئے ہیں اور جوں جوں قیامت قریب آئے گی مزید فتنے برپا ہوتے رہیں گے۔ ان میں ایک عظیم فتنہ جناب مودودی صاحب کا ہے۔ کیونکہ جناب مودودی صاحب نے اسلام کی بزرگ ترین ہستیوں مثلاً حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، حضرات صحابہ کرامؓ اور ائمہ دین کو (معاذ اللہ) اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ حضرت آدم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت یونس اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کے بارے میں انہوں نے جو نازیبا کلمات اور نظریات پیش کئے ہیں وہ ان کی مایہ ناز تفسیر تفہیم القرآن میں موجود ہیں اور حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں اپنے دیگر مقامات کے علاوہ خلافت و ملوکیت میں جو کچھ کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیعہ حضرات سلجھے ہوئے انداز میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے اور نہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ شیعہ کی پوری جماعت پاکستان بھر میں سو سال تک حضرات صحابہ کرامؓ پر سے وہ اعتماد نہ اٹھا سکتی جو جناب مودودی صاحب نے خلافت اور ملوکیت میں اٹھا کر اپنے نفس پر ظلم کر ڈالا ہے تو بے جا نہ ہوگا اور آنحضرت ﷺ کے دیگر حضرات صحابہ کرامؓ کے علاوہ جلیل القدر صحابی کاتب وحی اور آپ کے سالے حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں ایک غیر صحیح اور تاریخی مفروضہ کی بناء پر یہاں تک لکھ ڈالا کہ: "مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔" (خلافت و ملوکیت ص ۱۷۳)

نیز لکھا ہے کہ: "حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور ان کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کارروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔"

(خلافت و ملوکیت ص ۱۷۵)

اور یہ بھی لکھا ہے کہ: "حضرت معاویہؓ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی جو ابتداء ہوئی تھی ان کے اپنے نامزد کردہ جانشین یزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی۔" (خلافت و ملوکیت ص ۱۷۹)

کون غیور مسلمان ہے جو ایک جلیل القدر صحابی کے بارے میں یہ باطل نظریات سننے پر آمادہ ہو سکتا ہے اور قرآن و حدیث کے قطعی دلائل کے مقابلہ میں تاریخ کے تخمینات پر

مطمئن ہو سکتا ہے؟ تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے اور حضرات مجددین کے بارے میں جو غلط نظریہ
انہوں نے پیش کیا ہے وہ بھی ان کی کتاب تجدید احیاء دین سے بالکل ہویدا ہے۔ جب
مودودی صاحب سے براہ راست گفتگو کے لئے درخواست کی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ
وقت نہیں۔ ان کی جماعت کے بعض افراد کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا گیا تو وہ بزبان حال یہ کہہ کر
خاموش ہو گئے کہ: ''دست گدا ابداکن سلطان تہی دست'' اس لئے محسوس ہوا کہ مودودی صاحب
کے چند باطل نظریات اختصار سے پیش کئے جاتے ہیں۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی جماعت
کو ہدایت نصیب فرما دے۔ ورنہ عوام تو ان کے بعض غلط نظریات سے آگاہ ہو جائیں۔
اللہ تعالیٰ سب کو حق پر قائم و دائم رکھے۔ آمین!

غلط فتویٰ

سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی خود کو اہل السنت والجماعت کا ایک فرد تصور کرتے ہیں۔
لیکن ان کے بے باک قلم سے بعض ایسی چیزیں بھی سرزد ہوئی ہیں جو اہل السنت والجماعت کے
حق اور منصور مسلک کے سراسر خلاف اور بالکل برعکس ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ ایک سائل نے مودودی
صاحب سے سوال کیا کہ لاہوری مرزائی آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر؟ تو اس کے جواب
میں مودودی صاحب نے یہ کہا کہ نہ تو وہ مسلمان ہیں اور نہ کافر؟ ان کا اصل جواب یوں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم! جماعت اسلامی پاکستان

فون نمبر: ۲۵۰۴۰... ۵ - اے۔ ذیلدار پارک اچھرہ لاہور حوالہ نمبر: ۲۲

تاریخ: ۲۱ جنوری ۱۹۶۸ء

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے۔ یہ نہ
ایک مدعی نبوت سے مکمل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جا سکے۔ نہ
اس کی نبوت کا صاف اقرار کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔

خاکسار: غلام علی معاون خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے۔ ابوالاعلیٰ

لیکن مودودی صاحب کا یہ جواب بطور ذیل چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے۔

اولاً اس لئے کہ خود مودودی صاحب ایک مقام میں لکھتے ہیں کہ: ''یہ ظاہر

بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ایک مدعی نبوت کے معاملے میں آدمی کے لئے دو ہی رویے ممکن ہیں یا اس کے دعویٰ کو مان لے یا اس کا انکار کردے۔ اقرار وانکار کے درمیان کوئی مقام نہیں ہے۔" (قادیانی مسئلہ از ابوالاعلیٰ مودودی ص ۳۸، طبع ششم، ستمبر ۱۹۶۸ء)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اقرار وانکار کے درمیان کوئی مقام نہیں ہے۔ لیکن سخت حیرت اور بے حد تعجب ہے کہ لاہوری مرزائیوں کے بارے میں مودودی صاحب درمیانی راہ تجویز کرتے ہیں۔ نہ معلوم ان کو اس کی کیا مجبوری درپیش ہے؟ اصحاب علم اور ارباب فہم وبصیرت اس سے بہت کچھ سمجھ سکتے ہیں۔ ممکن ہے ان کی جماعت کے کوئی منطقی صاحب اس عبارت کی یہ تاویل کردیں کہ اس عبارت میں لفظ آدمی ہے۔ (آدمی کے لئے دو ہی رویے ممکن ہیں) اور مودودی صاحب آدمی نہیں بلکہ نوری ہیں۔ آخر پاکستان میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو آنحضرت ﷺ اور آپ کی نسل اور اولاد کو نوری مخلوق مانتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ بعض اوقات یہ شعر بھی پڑھا کرتے ہیں: ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو سراسر نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اور مودودی صاحب آخر سید بادشاہ ہیں تو پھر وہ کیوں نہ نوری ہوں گے؟ (معاذ اللہ)

ثالثاً...... اس لئے کہ جواب کا یہ طریق اہل السنت والجماعت کا نہیں بلکہ فرقہ معتزلہ کا ہے۔ جس کا بانی واصل بن عطاء (المتوفی ۱۳۱ھ) تھا۔ جس نے یہ باطل نظریہ قائم کیا کہ ایمان وکفر کے درمیان واسطہ ہے۔ جس کو متکلمین اور علماء عقائد المنزلۃ بین المنزلتین سے تعبیر کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو شرح عقائد علامہ تفتازانی ص ۹۰) اور اہل السنت والجماعت میں اس کج کی راہ کا کوئی بھی قائل نہیں رہا۔ امام حسن بصریؒ سے یہ منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ مؤمن ہے اور نہ کافر اور علامہ شمس الدین خیالیؒ نے اس کی ایک علمی توجیہ بیان کرکے ان کے قول کو معتزلہ کے قول سے الگ کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو خیالی ص ۱۸۰) لیکن صحیح بات یہ ہے کہ امام حسن بصریؒ نے اس نظریہ سے آخر میں رجوع کرلیا تھا۔ (نبراس ص ۵۰۲، حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی ص ۱۸۰، شرح مقاصد بحوالہ النبراس شرح عقائد ص ۴۰۸) اور اہل حق کی یہی شان ہوتی ہے کہ اگر ان سے کوئی غلط بات سرزد ہو جاتی ہے تو تنبیہ کے بعد اس پر اصرار نہیں کرتے اور بلا تامل اس سے رجوع کرلیتے تھے۔

مودودی صاحب وغیرہ گمراہ سربراہوں کی طرح غلطی واضح ہو چکنے کے بعد تو وہ غلط نظریہ پر اصرار کرتے ہیں اور تہ بے جا تاویلات کرتے ہیں۔ جس طرح دجال کے بارے میں مودودی صاحب نے اپنی ہی ایک بے بنیاد اور لغو کا اور بے جوڑ تاویل کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں۔ جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔" (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۵۷ طبع سوم)

جب اہل حق نے ان کے اس غیر اسلامی نظریہ پر کڑی تنقید کی اور مودودی صاحب کے لئے نہ اس کے اقرار کی گنجائش رہی اور نہ انکار کی تو اس کی یہ تکی تاویل کی کہ: "میں نے جس چیز کو افسانہ قرار دیا ہے وہ یہ خیال ہے کہ دجال کہیں مقید ہے۔" (رسائل و مسائل ج ۲ ص ۴۸ طبع سوم)

سبحان اللہ اس کو کہتے ہیں "سوال از آسمان اور جواب از ریسمان" اور بالفاظ دیگر قدرت خدا کی "درد کہیں اور دوا کہیں" ہر صاحب ذوق اور اہل علم کو اس لایعنی تاویل پر بے ساختہ ہنسی آئے گی۔ الغرض ایمان اور کفر کے درمیان تیسری راہ کا اہل السنت میں کوئی امام اور عالم قائل نہیں رہا۔ مگر مودودی صاحب اہل سنت کے مسلم اصول اور طے شدہ قواعد کے خلاف کرتے ہوئے معتزلہ کے گمراہ فرقہ کی ہمنوائی کرتے ہیں۔ کیونکہ مشہور ہے کہ ؎

کبوتر با کبوتر باز با باز

وجہ ۲..... اس لئے کہ لاہوری مرزائیوں کی تکفیر کا مدار صرف اس پر نہیں کہ وہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کی نبوت کا صاف اقرار کرتے ہوں۔ تب کافر ہوں، بلکہ ان کے تکفیر کے اور بھی متعدد وجوہ موجود ہیں۔ جن میں ایک ایک اپنے مقام پر موجب تکفیر ہے اور جملہ اہل السنت والجماعت اس پر متفق ہیں۔ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم لاہوری مرزائیوں کے روح رواں اور سربراہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی تفسیر بیان القرآن سے بحوالہ چند صریح کفریات نقل کر دیں۔ تاکہ مودودی صاحب کے علاوہ عوام بھی ان کے کفر کے وجوہ و اسباب کو بخوبی سمجھ لیں اور اچھی طرح یہ معلوم کر لیں کہ لاہوری مرزائیوں کی تکفیر یا عدم تکفیر کا دارومدار محض ختم نبوت ہی کا مسئلہ نہیں جیسا کہ مودودی صاحب کے فتویٰ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ اور بھی متعدد مسائل ایسے موجود ہیں جو موجب تکفیر ہیں اور لاہوری مرزائیوں میں وہ واضح طور پر موجود ہیں۔

۱..... نصوص قرآنیہ، احادیث صحیحہ اور امت مسلمہ کے اجماع و اتفاق سے یہ

ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بلا باپ کے پیدا کیا ہے اور حضرت مریم علیہا السلام کو بدون خاوند کے اللہ تعالیٰ نے بیٹا مرحمت فرمایا ہے۔ لیکن مولوی محمد علی لاہوری لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام کا شوہر بھی تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

الف..... ۔ "حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ پیدائش اسلامی عقائد میں داخل نہیں۔ یہ عیسائیت کا اصول ہے۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۳۴۳)

ب..... "توریت وانجیل کی تاریخی شہادت۔ توریت وانجیل میں بے شک تحریف ہوئی۔ لیکن آخر ان کی پیش گوئیوں میں بہت کچھ صداقت موجود رہی ہے۔ اسی طرح تاریخی واقعات میں جس بات کو قرآن کریم نہ جھٹلائے اس کے رد کرنے کی ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں۔ اب اناجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ یوسف کا تعلق زوجیت کا تھا اور اسی تعلق سے آپ کے ہاں بہت سی اولاد بھی ہوئی۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۲۱۳، ۲۱۴)

ج۔ (اس کے بعد چند انجیلی حوالے نقل کر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ) "پس یہ انجیلی شہادت صاف بتاتی ہے کہ حضرت مریم کا تعلق زوجیت تو یوسف کے ساتھ ضرور ہوا۔ اور اس تعلق سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۲۱۴)

ہمارا مقصد اس مقام پر مولوی محمد علی صاحب لاہوری، مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز وغیرہ کے شبہات کو نقل کر کے ان کے مفصل با حوالہ جوابات دینا نہیں، صرف یہ بتانا ہے کہ کیا یہ باطل نظریہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری اور ان کی جماعت کی تکفیر کے لئے کافی ہے؟ اور کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تسلیم کرنے والا بھی مسلمان ہے؟

۲۔ قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا اور وہ ابھی تک بجسدہ العنصری دوسرے آسمان پر تشریف فرما ہیں اور قرب قیامت نازل ہو کر دجال لعین کو قتل کریں گے اور پھر چالیس سال زندہ رہ کر آخر وفات پائیں گے اور مدینہ طیبہ میں آنحضرت ﷺ کے روضۂ اقدس میں دفن کئے جائیں گے۔ لیکن مولوی محمد علی لاہوری لکھتے ہیں کہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے تھا

اور ان کی وفات کا انکار کرنا خلاف نصوص ہے۔"

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

الف۔۔۔ "حالانکہ نہ صرف قرآن شریف و حدیث میں حیات مسیح کا مطلق کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ دونوں جگہ آپ کی وفات کا ذکر ہے۔" (بیان القرآن ج۱ ص ۲۲۵)

ب۔ بخاری شریف کے حوالہ سے "فاقول کما قال العبد الصالح کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم ۔ فلما توفیتنی ۔ کنت انت الرقیب علیہم" میں لفظ "توفیتنی" کا حقیقی معنی چھوڑ کر جو پورا پورا لینے کے ہوتے ہیں اور جس کا مجرد مادہ وفی ہے وفات کئے ہیں۔ "وفیت کل نفس ماکسبت" اور "فالکریم اذا وعد وفی" وغیرہ اس پر صراحت سے دال ہے اور مجازی معنی وفات کے لے کر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "اس قطعیۃ الدلالت آیت اور اس حدیث صریح کے ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا انکار کرنا نصوص صریح کو رد کرنا ہے اور "توفیتنی" کے معنی سوائے وفات کے کچھ اور کرنا لغت کے خلاف ہے۔" (بیان القرآن ج۱ ص ۳۵۲)

ہمیں اس مقام میں اس سے بحث نہیں کہ ان کی دلیل صحیح ہے یا نرا مغالطہ اور لغت میں توفی کے معنی "الاخذ بالوفی" یعنی پورا پورا لینا اور وصول کرنا آتے ہیں یا نہیں؟ بتانا صرف یہ ہے کہ مولوی محمد علی لاہوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں اور ان کی حیات کو خلاف نصوص لکھتے ہیں۔ مودودی صاحب ہی صاف کہہ دیں کہ کیا حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر مسلمان ہے یا کافر؟ اگر مسلمان ہے تو کس دلیل سے؟ اور کافر ہے اور یقیناً کافر ہے تو مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و ایمان کے درمیان کیوں معلق ہے؟ اور ان کی تکفیر سے کیا چیز مانع ہے؟ گول مول کہنے کے بجائے صاف اور دوٹوک بات کریں۔ نہ خود گومگو میں رہیں اور نہ مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالیں اور نہ لاہوری مرزائیوں کو نامعلوم مصالح کی وجہ سے خوش کرنے کی کوشش کریں اور واشگاف الفاظ میں واضح کر دیں کیا مولوی محمد علی صاحب لاہوری اور ان کے اس مسلک میں ہم خیال لوگوں کے کفر کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے نزول کے قائل نہیں۔ بلکہ الٹا ان کی حیات کے قائلین پر بلا دلیل یہ الزام لگا رہے ہیں کہ وہ نصوص صریح کا رد کرتے ہیں۔

۳۔۔۔۔ قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ جس طرح جنت دائمی اور ابدی ہے۔ اسی طرح دوزخ بھی ابدی ہے اور دوزخ بھی کبھی فنا نہیں ہوگی اور

کافروں کو ابدالآباد تک دوزخ میں رہنا ہوگا۔ لیکن مولوی محمد علی لاہوری کچھ بے سروپا آثار و اقوال پر (جن میں کوئی بھی سند کے لحاظ سے ثابت نہیں ہے اور اس مقام میں آئمہ ان کے غلط ہونے سے بحث نہیں ہے) بنیاد رکھ کر یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آئے گا جس میں دوزخ فنا ہو جائے گی اور اس سے سب کافر نکال لئے جائیں گے۔ چنانچہ وہ یہ سرخی قائم کرتے ہیں۔ "جہنم پر فنا آنے کی شہادت" (بیان القرآن ج ۱ ص ۷۹۶)

اور اس کے بعد چند اقوال جہنم کے فنا ہونے پر نقل کر کے آخر میں فیصلہ یوں دیتے ہیں۔ "اور یہی حق بھی ہے۔ اس لئے کہ ان صریح اقوال کی یہ تاویل کہ عصاۃ مؤمن نکلیں گے اور کفار دوزخ میں ہی پھرے رہیں گے۔ کسی طرح بھی درست نہیں۔ جہنم کے دروازے بند ہو جانا۔ اس میں کسی کا نہ رہنا سب کا ایک دن نکل آنا یہ صاف بتاتا ہے کہ جہنم سے آخر کار سب نکال دیئے جائیں گے۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۹۲۸)

علاوہ ازیں مولوی محمد علی لاہوری کا یہ غلط نظریہ بھی ہے کہ دوزخ میں جو عذاب ہوتا ہے وہ اصلاح اور علاج کے لئے ہے۔ صرف سزا نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: "اس لئے دوزخ کا عذاب بھی انسان کی اصلاح کے لئے اور بطور علاج ہی ہو سکتا ہے۔ نہ صرف بطور سزا۔"

(بیان القرآن ج ۱ ص ۵۰۵)

اس کو کہتے ہیں۔ "یک نہ شد دو شد" گویا کافروں اور مشرکوں کو دوزخ میں جو عذاب ہوگا وہ محض سزا اور عتاب کے طور پر نہیں بلکہ علاج و اصلاح کے طور پر ہوگا اور وہ بھی ابدی اور دائمی طور پر نہیں بلکہ کچھ عرصہ تک ہوگا اور آخر میں اس سے وہ بھی نکال دیئے جائیں گے۔ گویا "خلدین فیھا ابداً" اور "ذوقوا فلن نزیدکم الا عذاباً (نبا: ۳۰)" (بیان القرآن ص ۳۳۰) کا ان کے نزدیک کوئی معنی ہی نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی محمد علی لاہوری کے بارے میں مسلمان کیا سمجھیں؟ اور جناب مودودی صاحب ان کے بارے میں کیوں تامل کر رہے ہیں؟ کیا اس کا یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ عام مسلمان یہ سمجھنے لگیں گے کہ جو نظریات لاہوری جماعت کا سربراہ پیش کر رہا ہے وہ سب ٹھیک ہیں یا کم از کم ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کو کافر نہیں کہا جا سکتا؟ معلوم نہیں کہ جب نصوص قطعیہ کا انکار اور ان کی تاویل بھی کفر نہیں تو آخر کفر کس بلا کا نام ہے؟ کیا کافر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں اور بیلوں کی طرح لمبے لمبے سینگ ہوتے ہیں۔ جس سے اس کی شناخت کی

جا سکے؟

۳...... قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزات کا ذکر ہے۔ جن میں ایک عصا اور دوسرا ید بیضاء ہے اور قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی لاٹھی کو زمین پر پھینکتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اژدھا بن جاتی اور پھر اس کو پکڑتے تو وہ بدستور لاٹھی ہو جاتی اور جب وہ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالتے تو باذن اللہ تعالیٰ وہ سفید اور چمکدار ہو جاتا اور یہی معنی آج تک مسلمان سمجھتے آئے ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی لاہوری ید کے معنی اس مقام پر ہاتھ کے نہیں بلکہ دلیل اور حجت کے کرتے ہیں اور عصا کے معنی لاٹھی کے نہیں بلکہ جماعت کے کرتے ہیں اور مطلب یہ لیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واضح دلیل دی گئی تھی اور ان کی جماعت دشمن پر غالب آ گئی تھی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

الف...... "اور بیضاء کے معنی سفید یا روشن اور الید البیضاء کے معنی ہیں۔" الحجة المبرھنة" یعنی روشن یا واضح دلیل۔" (بیان القرآن ج۱ ص ۵۲۷)

ب... "حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سونٹے (لاٹھی) میں یہ خاصیت نہ تھی کہ جب زمین پر ڈالیں تو اژدھا بن جائے نہ ہی سوائے ان دونوں موقعوں کے اور کبھی دشمن کے بالمقابل بھی اس کے اژدھا بننے کا ذکر ہے۔ وہ ایک معمولی سونٹا تھا۔ جیسا کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے الفاظ ہیں کہ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور بکریوں کے لئے اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور کام بھی لے لیتا ہوں۔" (بیان القرآن ج۱ ص ۵۲۷)

ج..... "پس عصا کے اژدھا بننے اور ید بیضاء کے ایک معنی یہ بھی تھے۔ یعنی اول یہ اشارہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروؤں کی جماعت (کیونکہ عصا کا لفظ جماعت پر بھی بولا گیا ہے) اپنے فریق مخالف پر غالب آ جائے گی اور ید بیضاء میں اشارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دلائل نیرہ کی طرف تھا جو دلوں کو کھا جائے گی۔ چنانچہ فرعونیوں کا غرق ہونا اور ساحروں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ان دونوں معجزوں کی اصل حقیقت پر شاہد ہے۔"

(بیان القرآن ج۲ ص ۵۲۸)

اگر عصا اور ید بیضاء کی یہی مراد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو روشن دلائل مرحمت ہوئے تھے اور بالآخر ان کی جماعت فریق مخالف پر غالب آ گئی تو اس طرح کے روشن دلائل اور غلبہ تو دوسرے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطاء ہوئے تھے تو پھر اس میں حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کی کیا وجہ ہے کہ یہ دونوں معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مرحمت ہوئے؟ اب جناب مودودی صاحب سے سوال ہے کہ قرآن کریم کی ایسی صریح تحریف کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ اور مسلمان اسے کیا سمجھیں؟

۵..... قرآن کریم میں تصریح موجود ہے اور یہی معنی اور مراد آج تک تمام مسلمان مفسرین بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کے زندہ کرنے اور مادرزاد اندھوں کو بینا کر دینے اور پھلبہری والوں کو تندرست کرنے اور مٹی کی چڑیاں بنا کر ان میں پھونکنے سے سچ مچ چڑیاں بن کر اڑ جانے کے معجزات عطاء فرمائے تھے اور ایک ایک جملہ کے ساتھ باذن اللہ کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ یعنی ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی دخل نہ تھا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔ مگر ہوا ضرور ہے۔ لیکن مولوی محمد علی لاہوری کہتے ہیں کہ ان مذکورہ بیماریوں سے جسمانی بیماریاں مراد نہیں بلکہ روحانی بیماریاں مراد ہیں اور پرندوں سے انسان مراد ہیں۔ جو عالم روحانیت میں پرواز کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

الف..... "حضرت مسیح علیہ السلام کے کلام میں بیماریوں سے مراد روحانی بیماریاں ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا معمولی بیماریوں کا علاج کرنا ان کی نبوت کے متعلق کوئی خاص امر نہیں۔ حالانکہ یہاں نشان کے طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے۔" (بیان القرآن ج۱ ص۳۱۰)

ب..... "مردوں کا اس دنیا میں دوبارہ آنا بروئے تصریح قرآنی ممنوع ہے" (بیان القرآن ج۱ ص۳۱۹)

اور پھر آپ نے "فیمسک التی قضیٰ علیها الموت (الزمر: ۴۲)" سے استدلال کیا ہے۔ ان کا اس آیت کریمہ سے بطور معجزہ اور خرق عادت کے طور پر بعض مردوں کا زندہ ہونے پر استدلال صحیح ہے یا غلط؟ بحث اس سے نہیں۔ بتانا صرف یہ ہے کہ مولوی محمد علی لاہوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احیاء موتیٰ کے قرآنی معجزہ کے منکر ہیں۔

ج..... "جن لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سچ مچ قبروں سے مردے نکال کر زندہ کر دیا کرتے تھے اور مٹی کی شکلیں بنا کر ان کو سچ مچ کے پرندے بنا دیتے تھے۔ ان کے لئے بھی یہاں سبق ہے کہ اگر ایسے کھلے معجزات ہوئے ہوتے تو حواری حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا جاننے کے لئے ایک مائدہ کے اترنے کے کیوں محتاج ہوتے۔ قبروں سے مردوں کا نکل آنا اور مٹی کی شکلوں کا پرندہ بن جانا تو مائدہ کے اترنے سے بہت کھلے معجزے ہیں۔ جو لوگ

پیدا کیے جیسے بعض دواؤں وغیرہ کے محتاج نہیں ہو سکتے۔ یعنی کم از کم قرآن کے نزدیک مردوں کے لئے وغیرہ معجزات سے ظاہری معنی ہرگز مراد نہیں ہے۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۳۰۵)

۲ "پس بطور استعارہ یہاں طیر سے مراد ایسے لوگ ہیں جو زمینی اور زمینی چیزوں سے اوپر اٹھ کر خدا کی طرف پرواز کر سکیں اور یہ بات آسانی سے سمجھ میں بھی آ سکتی ہے کہ جس طرح نبی کے نفخ (یعنی وعظ و پند و نصیحت) سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ زمینی خیالات کو ترک کر کے عالم روحانیت میں پرواز کرے۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۲۱۸)

یہ ہے تفسیر مولوی محمد علی لاہوری کے نزدیک "فیکون طیرا باذن اللہ" کا معنی کہ معاذ اللہ انسان نبی کی تعلیم سے متاثر ہو کر ممتاز اور پرندہ بن جاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ (معاذ اللہ) کس طرح قرآن کریم میں بیان کردہ معجزات کا حلیہ بگاڑ کر کچھ کا کچھ کر دیا گیا ہے۔ مودودی صاحب سے سوال ہے کہ کیا ایسی کھلی تحریف کرنے والا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان واضح معجزات کا منکر مسلمان ہے؟ یا کفر و ایمان کے درمیان معلق ہے؟

کافر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے

جس شخص کا کفر روشن دلائل اور واضح براہین سے ثابت ہو چکا ہو اس کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہوتا ہے۔ (اکفار الملحدین ص ۶۰)

اور مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر ایک واضح حقیقت ہے اور اس میں رتی بھر شک نہیں ہے۔ لاہوری مرزائی، مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ صرف یہ کہ مسلمان کہتے ہیں بلکہ اس کو مجدد بھی تسلیم کرتے ہیں اور ظاہر امر ہے کہ لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر نہ ماننے کی وجہ سے بھی پکے کافر ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ مودودی صاحب لاہوری مرزائیوں کی تکفیر کے اس روشن پہلو سے بالکل پہلو تہی کر رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے کافر ہونے کے کئی اسباب اور وجوہ ہیں۔ ہم نہایت اختصار سے یہاں بعض کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اجراء نبوت کا دعویٰ اور اپنے نبی ہونے کا ادعاء اس وجہ کو خود مودودی صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے اس کی مزید تشریح اور اس پر دلائل اور حوالے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ مرزا قادیانی پہلے جس دور میں مسلمان تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے قائل تھے۔ بعد کو جب اسلام کے دائرہ سے خارج ہو گئے تو حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے نزول کے بھی منکر ہوگئے اور خود مثیل مسیح بن بیٹھے اور نزول مسیح کی حدیثوں کو اپنے اوپر چسپاں کرلیا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار اور اس کی تاویل کفر ہے۔ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں کہ: "انه قد تواتر و انعقد الاجماع علی نزول عیسیٰ بن مریم علیهما السلام فتاویل هذا و تحریفه، کفر (اکفار الملحدین ص ۱۸)" بلاشبہ تواتر سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے اور اس پر اجماع بھی منعقد ہوچکا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ سو اس کی تاویل اور تحریف بھی کفر ہے۔

۳..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور ظاہر بات ہے کہ کسی نبی پر غیر نبی کو افضلیت حاصل نہیں ہوسکتی۔ اگر کوئی مسلمان اور ولی بھی ہو تب بھی اس کا رتبہ نبی سے بہرحال کم ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ "فالنبی افضل من الولی و هو مقطوع به عقلاً و نقلاً والصائر الی خلافه کافر لانه امر معلوم من الشرع بالضرورة (فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۱، باب ما یستحب لعالم اذا سئل)" یعنی نبی ولی سے افضل ہوتا ہے۔ عقلی اور نقلی دلیل سے اس کا قطعی طور پر ثبوت ہے اور جو شخص اس کے خلاف ہے وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ نبی کا ولی سے افضل ہونا بداہۃً شریعت سے ثابت ہے۔ (سو اس کا منکر کافر ہے)

اور مرزا غلام احمد قادیانی باوجود کافر اور مرتد ہونے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (بلکہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) اپنی افضلیت ثابت کرتے ہیں۔ سو ان کے کافر ہونے میں کیا شک ہے؟ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

اور مرزا قادیانی ہی کا یہ شعر بھی ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

اور نیز کہا ہے کہ:

عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم! (معاذ اللہ)

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مجبور، شریر اور بدزبان ہونے کا الزام بھی لگایا ہے (معاذ اللہ) چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''یہ وہی بات ہوئی کہ جیسا ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت بھی تھی۔ آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۴...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات نصوص قطعیہ اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی ان کا انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۵...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ باپ تھا نہ دادا۔ صرف والدہ تھیں اور نانیاں بھی پاکدامن تھیں۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صرف باپ اور دادی ہی ثابت نہیں کرتے بلکہ دادیوں اور نانیوں پر زناکار ہونے کا سنگین الزام لگاتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

قارئین کرام! کہاں تک ہم مرزا قادیانی کی ایسی حیاء سوز ایمان سوخت اور تذلیل کی باتیں نقل کریں۔ جن کے نقل کرتے وقت دل لرزتا، ہاتھ کانپتے، آنکھیں پرنم اور جگر شق ہوتا ہے اور اس قسم کی بیشمار کفریہ باتیں اور بھی مرزا قادیانی کے قلم سے سرزد ہوئی ہیں۔ کیا ایسے کھلے کفریات کا مرتکب شخص بھی کافر نہیں؟ ورلاہوری مرزائی تو اس کو کافر نہیں بلکہ پکا مومن بلکہ مجدد مانتے ہیں اور مودودی صاحب لاہوری مرزائیوں کے کفر میں متامل ہیں۔ بلکہ کفر و ایمان کے درمیان ان کو معلق مانتے ہیں۔ بلکہ اپنے منشور میں ایسی دفعہ رکھی ہے جس سے لاہوری مرزائی مسلمان قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے جماعت اسلامی کے منشور کی آئینی اصلاحات کی دفعہ نمبر ۱۱ میں لکھتے ہیں۔

۱۱...... ''جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہوں اور اس کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہوں۔ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ

ان کو مسلمان تسلیم کرنے کے معنی یہ تھے کہ پاکستان کے مسلمان غیر مسلم اکثریت ہیں۔"

(منشور جماعت اسلامی پاکستان ص ۱۱)

جماعت اسلامی کے منشور کی اس عبارت سے مرزائیوں کی قادیانی اور لاہوری پارٹی دونوں کفر سے بچ جاتی ہیں اور غیر مسلم اقلیت نہیں قرار دی جا سکتیں۔ حالانکہ ان کا کفر روز روشن کی طرح واضح حقیقت ہے اور ہر مسلک اور ہر مکتب فکر کے علماء ان کی تکفیر پر متفق ہیں اور ان کے کفر میں ذرہ بھر شک نہیں ہے اور جو ان کے عقائد پر مطلع ہو کر ان کی تکفیر نہیں کرتا وہ خود کافر ہے۔

قادیانی جماعت

مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے اور ان کی جماعت کے ذمہ دار حضرات کی واضح تحریرات اس پر موجود ہیں کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور جو شخص ان کی نبوت تسلیم نہیں کرتا وہ ان کا منکر مکذب بلکہ مرتد ہے۔ ان کے نزدیک وہ کافر ہے اور ان کی متعدد صریح عبارتیں اس پر موجود ہیں اور ان تمام صریح عبارات کی تاویل آفتاب نیمروز کے انکار کے مترادف ہے۔ لیکن تحریک ختم نبوت کے دوران جب مسلمانوں اور مرزائیوں کے اختلاف کی ہائیکورٹ میں چھان بین شروع ہوئی تو مرزائیوں کے وکیل نے اپنے اکابر کی تمام واضح عبارات سے چشم پوشی کرتے ہوئے پیشتر ازیں کہ عدالت میں جو بیان دیا وہ یہ ہے۔

الف.. عدالت نے سوال کیا تھا کہ جو مسلمان مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے کیا وہ مومن اور مسلم ہیں؟ جواب میں وہ کہتے ہیں: "کسی شخص کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جا سکتا۔" (قادیانی مسئلہ از ابوالاعلیٰ مودودی ص ۵۰)

صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے وکیل کے ہائیکورٹ کے اس بیان کے پیش نظر مرزا قادیانی کو نبی نہ تسلیم کرنے والے بھی مسلمان ہیں اور جماعت اسلامی کے منشور کی عبارت یہ بتاتی ہے کہ جو شخص مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہوں وہ غیر مسلم اقلیت ہے اور عدالت میں احمدیوں کے وکیل کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر نہیں کہتے۔ لہٰذا قادیانی مرزائی مسلمان قرار پائے۔ "معاذ اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ" اور نیز اس سے معلوم ہوا کہ وہ عقیدہ کے رو سے کافر نہیں۔

لاہوری مرزائی

قادیانیوں کے وکیل کے عدالت میں اس بیان سے جماعت اسلامی کے منشور کی

روشنی میں ان کا مسلمان ہونا تو واضح بات ہے۔ لیکن اس سے واضح تر بات لاہوری مرزائیوں کے مسلمان ہونے کی ہے۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں تسلیم کرتے بلکہ مجدد مانتے ہیں اور جماعت اسلامی کے منشور کی یہ عبارت ان کو مسلمان قرار دیتی ہے۔ معمولی اردو دان بھی اس سے یہی سمجھتا ہے اور یہی سمجھے گا اور خود لاہوری مرزائیوں نے اس سے یہی سمجھا ہے اور مودودی صاحب کا ایک گونہ شکریہ ادا کیا ہے اور ان کی اس سلجھے ہوئے فتویٰ پر تعریف کی ہے۔ چنانچہ لاہوری مرزائیوں کے ہفت روزہ اخبار (پیغام صلح مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۹ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ص ۳ کالم ۲) میں اکثریت و اقلیت کا سوال کا عنوان قائم کرکے اس میں یہ بھی لکھا ہے:

"مودودی صاحب نے جن لوگوں کو اپنے منشور میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ذکر کیا ہے وہ اپنے عقائد کی وجہ سے (کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں) اس کے مستحق قرار دیئے گئے اور یہ امر موجب خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور اس شق میں شامل نہیں ہوسکتی۔ اس بارہ میں مودودی صاحب کا رویہ قابل تعریف ہے۔" (انتہی بلفظہ)

یعنی چونکہ مرزائیوں کی لاہوری جماعت نہ تو مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرتی ہے اور نہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے۔ اس لئے جماعت اسلامی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کے منشور کے رو سے لاہوری مرزائی مسلمان ہیں۔

نیا اور بالکل نرالا انکشاف

مودودی صاحب نے ۲۴ راگست ۱۹۶۹ء کو مسجد اقصیٰ کے سانحہ کے متعلق مرکز جماعت اسلامی میں کارکنان جماعت کے ایک اجتماع کے موقع پر ایک تقریر کی جو زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہے۔ اس میں مودودی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ: "ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ تاریک لمحہ ہماری زندگی میں پیش آیا۔ سترہ کروڑ مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور پھر بھی یہودیوں کی یہ جسارت ہوئی کہ ہماری تین مقدس ترین مسجدوں میں سے ایک کو آگ لگا دیں۔ اس مسجد کو پھونک ڈالیں جسے اسلام میں قبلہ اول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس کی طرف رخ کرکے رسول اللہ ﷺ نے ساڑھے ۱۳ برس تک نماز پڑھی ہے۔"

(سانحہ مسجد اقصیٰ بار دوم اکتوبر ۱۹۶۹ء ص ۲، شائع کردہ دفتر ترجمان القرآن اچھرہ لاہور)

مسجد اقصیٰ کا سانحہ عالم اسلام کے لئے ایک اندوہناک اور انتہائی طور پر پریشان کن واقعہ ہے۔ جس پر ہر صاحب دل مسلمان کا ہنوز خون کے آنسو بہا رہا ہے اور گریبان میں منہ ڈال

کر یہ سوچ رہا ہے کہ مسجد اقصیٰ اور اہل اسلام پر کیا گذری؟ اور غالباً ہر مسلمان بے بسی کی حالت میں زبان حال سے یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ؎

مد تجھے اے مسجد اقصیٰ تجھے روتا ہوں میں

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تاریخ کے اس عظیم حادثہ پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے اور مودودی صاحب نے بھی اس کا رونا رویا ہے۔ لیکن مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ قبلہ اول (یعنی مسجد اقصیٰ) کی طرف آنحضرت ﷺ نے سترہ برس رخ کر کے نماز پڑھی۔ حدیث و تاریخ اور علمی اعتبار سے بالکل نیا انکشاف ہے اور سخت حیرت ہے کہ انہوں نے جماعت کے مرکزی کارکنوں سے یہ خطاب کیا ہے اور کسی نے بھی مودودی صاحب کی اس علمی غلطی اور سراسر بے بنیاد تحقیق پر تنقید نہیں کی۔ اس سے بڑھ کر شخصیت پرستی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور مقام حیرت ہے کہ اس جماعت کے قلم اور زبان سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، حضرات صحابہ کرامؓ، ائمہ دینؒ اور سلف صالحینؒ میں سے کوئی بھی جرح و تنقید سے [illegible] نہیں رہا اور ان کے بے باک قلم اور بے لگام زبانیں ساون کی بارش کی طرح ان پر برستی رہتی ہیں۔ لیکن جب مودودی صاحب کی غلط تحقیق سامنے آتی ہے تو ان کے مرکزی کارکنوں تک کی زبانوں پر تالے لگ جاتے ہیں اور ان کو لب کشائی کی جرأت ہی نہیں ہوتی۔ حیرانگی ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ دوسرے لوگوں کے عیب اور ان کی غلطی گرفت کی۔ جو تو ان کے دور سے محسوس ہو جاتی ہیں۔ مگر اپنے عیوب نظر نہیں آتے۔ چنانچہ اسی رسالہ میں آگے چل کر مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ: "جانسن نے روس سے رجوع کر کے یہ اطمینان حاصل کیا کہ وہ عربوں کی مدد کے لیے عملاً کوئی مداخلت نہ کرے گا۔ اس کے بعد گویا جا کر اسرائیل پر وحی نازل ہوئی کہ اب عرب ملکوں پر حملہ کر دینے کا مناسب موقع آ گیا ہے۔" (ص ۱۶)

یہ ٹھیک ہے کہ: "ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم (الانعام: ۱۲۱)" میں وحی کی اسناد شیاطین کی طرف بھی کی گئی ہے۔ لیکن وحی کے نازل ہونے کا لفظ عموماً حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مختص ہے۔ غیر کے لئے کسی صورت میں یہ مستحسن نہیں ہے اور وحی نازل ہونے کے جملہ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس لفظ پر چونکیے نہیں شیاطین بھی اپنے اولیاء پر وحی کیا کرتے ہیں۔ مودودی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ وحی کیا کرتے ہیں کا اور مفہوم ہے اور وحی نازل ہونے کا اور مفہوم ہے۔ دوسرے لوگوں کو تو بیجا اعتراض پر بھی چونکنے سے منع کرتے ہیں۔

لیکن خود صریح غلطی پر بھی چوکنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں ؎

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

حضرت براءؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: "کان رسول اللہ ﷺ صلی نحو بیت المقدس ستة عشر شهرا أو سبعة عشر شهرا (بخاری ج ۱ ص ۵۷، باب التوجه نحو القبلة حیث کان)"

اور ان کی ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ: "صلینا مع رسول اللہ نحو بیت المقدس ستة عشر شهرا أو سبعة عشر شهرا ثم صرفنا نحو الكعبة (مسلم ج ۱ ص ۲۰۰، باب تحویل القبلة من القدس الی الکعبة)" ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ ماہ رخ کرکے نماز پڑھی ہے پھر ہم کعبہ کی طرف پھیر دیے گئے۔

ان صحیح روایتوں سے معلوم ہوا کہ قبلۂ اول کی طرف آنحضرت ﷺ نے صرف سولہ یا سترہ ماہ رخ کرکے نماز پڑھی ہے۔ لیکن مودودی صاحب یہ کہتے ہیں کہ آپ نے ساڑھے چودہ برس قبلۂ اول کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی ہے۔ اس میں کچھ اختلاف ہے کہ واقعہ معراج کس سن میں ہوا؟ امام ابن عبدالبر وغیرہ کی تحقیق یہ ہے کہ ہجرت سے ایک سال اور دو ماہ پہلے ہوا۔

(زاد المعاد ج ۲ ص ۴۹)

اور اس پر صحیح اور صریح روایات کی روشنی میں سب کا اتفاق ہے کہ پانچ نمازیں معراج کی رات فرض ہوئی ہیں۔ گویا آنحضرت ﷺ نے تقریباً گیارہ سال اور کچھ ماہ فرض نمازیں پڑھیں۔ اور مودودی صاحب کی اس انوکھی تحقیق سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ سب نمازیں بجائے کعبہ کے قبلۂ اول اور مسجد اقصیٰ کی طرف رخ کرکے ہی ہوتی رہیں اور کوئی نماز کعبہ کی طرف رخ کرکے نہیں پڑھی گئی۔ فواأسفا!

بخاری اور مسلم کی ان صحیح حدیثوں کے خلاف مودودی صاحب کی یہ تحقیق ان کی نئی تجدیدی کارروائی اور نیا مجددانہ انکشاف ہے اور بخاری اور مسلم پر غالباً اس لئے انہوں نے اعتماد نہیں کیا کہ وہ حدیث کے پرانے ذخیرہ میں شامل ہیں اور ان کا اپنا بیان یہ ہے کہ اس کے ساتھ علوم اسلامیہ کی بھی قدیم کتابوں سے جن کا قرن ختم ہو چکا۔ مگر ان میں سے متاخرین کی آمیزشوں کو الگ کرکے اسلام کے ابتدائی اصول اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین کو لیجئے۔ ان کی اصلی

اسپرٹ دلوں میں ابھاریں اور ان کا صحیح تدبر دماغوں میں پیدا کیجئے۔ اس غرض کے لئے آپ کو نیا بنایا نصاب کہیں نہ ملے گا۔ ہر چیز از سر نو بنانی ہوگی۔ قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن اور سنت کے مغز کو پہنچے ہوں۔

(تنقیحات ص ۱۲۵ طبع ششم اسلامک پبلیکیشنز، مضمون ہمارے نظام تعلیم کا بنیادی نقص)

ملاحظہ کیجئے کہ مودودی صاحب نے کس طرح تفسیر اور حدیث کے پرانے ذخیروں پر بے اعتمادی کا اظہار کیا ہے اور ظاہر بات ہے کہ بخاری اور مسلم تو حدیث کے پرانے ذخیروں میں شامل ہیں۔ اس لئے ان کی صحیح روایتیں اگر مودودی صاحب کے نزدیک قابل اعتماد نہ ہوں تو ان کے نزدیک تو یہ بات قابل تعجب نہیں ہے۔ لیکن بحمداللہ تعالیٰ مسلمان حدیث و تفسیر کے پرانے ذخیروں سے کس طرح بے اعتنائی نہیں کر سکتے اور حضرات محدثینؒ و فقہاء اور مفسرینؒ کی ان دینی کوششوں کو عقیدت کی نظر سے دیکھتے اور ان کو اپنے دین کی تشریح و تفسیر کا بہترین سرمایہ قرار دیتے ہیں۔ مگر صد افسوس تو اس پر ہے کہ نئے مکتب کے مجتہد ان اکابر کی مساعی کو جن کی تمام زندگی ہی رضائے الٰہی اور دین حق کی خدمت میں گذر چکی ہے خاک میں ملانے کے درپے ہیں۔ "فالی اللہ المشتکی"

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
پیدا کئے فلک نے تھے جو خاک چھان کے

اور بحمداللہ تعالیٰ اس پرفتن دور میں بھی جس میں سامراجیت نیچریت، کمیونزم اور سوشلزم وغیرہ کے کافرانہ اور باطل نظام سمندر کی تلاطم خیز موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارتے ہوئے ہر طرف سے ملک خداداد پاکستان پر یلغار کر رہے ہیں۔ بلکہ بعض ہم پر ہماری بدقسمتی سے مسلط بھی ہیں۔ ہم قرآن و سنت کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ کو معیار حق تسلیم کرتے تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرہ پر اعتماد کرتے ہیں اور سلف صالحینؒ کے دامن سے وابستہ ہیں۔

ہمیں اس جہاں میں حق ہے جو چاہو کرو ؎

وہ تیری گلی کی تپش تھی کہ لحد کے مردے اکھڑ گئے
یہ میری جبین نیاز ہے کہ جہاں دھری تھی دھری رہی

مودودی صاحب کے قائم کردہ اصول کے تحت ان سے چند سوالات

جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی نے برائے نام ایک اصلاحی جماعت کے چند ارکان کو کنڈہ
کیمبل پور گگھیر کے سفر میں ایک سوال کے جواب سے پہلے نصیحت کرتے ہوئے ایک ضابطہ بیان
کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کو بلفظہ نقل کر دیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: "تحقیق کرنے سے مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آپ کی جماعت میں
کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو دین کا صحیح علم اور تفقہ رکھتا ہو اور اس کا ثبوت خود ان مسائل کی نوعیت
سے بھی ملتا ہے جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے۔ یہ مسائل خود بھی یہی ظاہر کر رہے ہیں کہ ان کو
پیدا کرنے والا ذہن کتاب و سنت رسول اللہ میں تفکر نہیں رکھتا۔ اب اگر میں یہ کہوں تو اس پر برا نہ
منایا جائے بلکہ اسے اس حق نصیحت کی ادائیگی سمجھا جائے جو ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان
پر واجب ہے کہ علم کے بغیر دین کے مسائل میں رائیں قائم کرنا اور ان کو دین قرار دے کر انفرادی
یا اجتماعی زندگی کے لئے اصول بنالینا خود سب سے بڑا فسق اور تمام گناہوں سے بڑھ کر گناہ ہے۔
اس لئے کہ ہم اگر مسلمان ہو سکتے ہیں تو اس دین پر ایمان لا کر اور اس کی پیروی کر کے ہی ہو سکتے
ہیں۔ جو خدا کی کتاب اور رسول کی سنت میں پیش کیا گیا ہے اور اس ایمان اور اتباع کا تقاضا یہ ہے
کہ ہم جو کچھ بھی اصول اخذ کریں اور اپنے عقائد واعمال کے لئے جن چیزوں کو بنیاد قرار دیں وہ
سب کتاب اللہ اور سنت رسول سے ماخوذ ہوں۔ لیکن جو شخص یا گروہ قرآن اور سنت میں بصیرت
اور تفقہ نہ رکھتا ہو اور اپنے رجحانات کی بناء پر کچھ رائیں قائم کر کے ان کو دین قرار دے بیٹھے وہ
حقیقت میں دین کا پیرو نہیں ہے اپنی آراء اور رجحانات کا پیرو ہے۔ اس گناہ کے مقابلے میں
دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟ اس سلسلہ میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دین پر
ایمان لانے کے لئے جو مجمل علم کافی ہے اور دین کے موٹے موٹے اصول جاننے کے لئے
قرآن کی عام فہم تعلیمات اور حدیث پر جو سرسری نظر کافی ہے اسے مسائل دینی میں رائے قائم
کرنے اور دینی طریقوں پر لوگوں کی رہنمائی کرنے کے لئے کافی سمجھ لینا غلطی ہے اور اس غلطی کا
نتیجہ وہی خطرناک غلطی ہے۔ جس کی طرف میں نے اوپر اشارہ کیا ہے۔"

(تفہیمات حصہ دوم ص ۱۴۱، ۱۴۲ طبع چہارم)

اس عبارت میں جناب مودودی صاحب نے بہت سی کام کی باتیں کر ڈالی ہیں' ہم کسی
کو ان سے اختلاف ہو تو ہو لیکن مودودی صاحب کو یقیناً ان دینی اصول اور قواعد سے اختلاف نہیں
ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ اصول' درحقیقت خود ان کے اپنے متعین کردہ اور تحریر کردہ ہیں اور خود اپنی عبا

محققانہ رائے اور خیر خواہانہ قائم کردہ ضابطے سے ان کو کیونکر اختلاف ہوسکتا ہے۔ اس عبارت میں جو جو باتیں جناب مودودی صاحب نے بیان کی ہیں ان کا اگر پورے طور پر تجزیہ کیا جائے تو بے ضرورت طوالت کا خوف ہے۔ اس لئے ہم تمام باتوں کا تجزیہ نہیں کرتے بلکہ صرف بعض پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

۱..... ایک مسلمان اگر کسی غلطی کا ارتکاب کر رہا ہو تو دوسرے مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسے غلطی پر آگاہ کرے اور حق نصیحت ادا کرے اور غلطی کرنے والے کو بھی برا نہیں منانا چاہئے۔

۲.. .. علم کے بغیر دین کے مسائل میں رائیں قائم کرنا اور ان کو دین قرار دے کر انفرادی یا اجتماعی زندگی کے اصول بنا لینا خود سب سے بڑا فسق اور تمام کبائر سے (جن میں قتل نفس، زنا، شراب نوشی، قذف، اکل مال یتیم، جادو اور جہاد میں میدان جنگ سے بھاگ جانا وغیرہ سر فہرست ہیں) بڑھ کر کبیرہ ہے۔

۳. . . جو اصول خود بنائیں اور جن چیزوں کو اپنے عقائد و اعمال کے لئے بنیاد قرار دیا جائے وہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ماخوذ ہوں یا الفاظ دیگر نرے تو کچھ ہوں اور قرآن وسنت سے بے پروائی ہو۔

۴..... جو شخص یا گروہ قرآن وسنت میں بصیرت و تفقہ نہ رکھتا ہو اور اپنے رجحانات کی بناء پر رائیں قائم کر کے ان کو دین قرار دے وہ دین کا پیرو نہیں بلکہ اپنی آراء اور رجحانات کا پیرو ہے اور یہ گناہ ہے اور اس گناہ کے مقابلہ میں زنا، قتل نفس اور شراب نوشی وغیرہ دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟

۵..... ایمان لانے کے لئے تو بس علم اور دین کے موٹے موٹے اصول جاننے کے لئے قرآن کریم کی عام فہم تعلیم اور حدیث پر سرسری نگاہ کافی ہے۔

۶..... لیکن ایسی عام فہم تعلیم اور سرسری نگاہ رکھنے والے کو دینی مسائل میں رائے قائم کرنے اور دینی طریق پر لوگوں کی رہنمائی کرنے کے لئے کافی سمجھنا غلطی ہے۔

۷..... اور یہ غلطی بھی معمولی غلطی نہیں بلکہ بڑی خطرناک غلطی ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا ہے کہ یہ سب سے بڑا فسق اور تمام کبائر سے بڑھ کر کبیرہ ہے۔

ہم نے جناب مودودی صاحب کی عبارت میں جن امور کا تجزیہ کیا ہے ان میں کوئی ایسا

امر تنسیخ جواز کی اپنی عبارت میں صاف طور پر موجود و مذکور ہے اور ہم نے اس سے بڑھ کر کچھ کیا ہو۔ اب جناب مودودی صاحب سے ان کی اس عبارت میں پیش کردہ ان امور کو مدنظر رکھ کر علمی اور تحقیقی طور پر ان سے ہمارے چند سوالات اور معلومات ہیں جن کا جواب خود مودودی صاحب سے مطلوب ہے۔

اول..... جناب مودودی صاحب نسخ فی القرآن کا عنوان قائم کر کے چند سوالات کا جواب دیتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

۱..... قرآن میں نسخ دراصل تدریجی احکام کی بنیاد پر ہے۔ یہ نسخ ابدی نہیں ہے۔ متعدد احکام منسوخہ ایسے ہیں کہ اگر معاشرے میں کبھی ہم کو پھر ان حالات سے سابقہ پیش آجائے جن میں وہ احکام دیئے گئے تھے تو انہی احکام پر عمل ہوگا۔ وہ منسوخ صرف اس صورت میں ہوتے ہیں جبکہ معاشرہ ان حالات سے گذر جائے اور بعد والے احکام کو نافذ کرنے کے حالات پیدا ہو جائیں۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۱۰۷ بار دوم)

اب سوال یہ ہے کہ جو احکام قرآن کریم میں منسوخ ہیں اور جن کی نسخ قرآن کریم سے ثابت ہے جناب مودودی صاحب اپنے قائم کردہ اصول اور ضابطہ کے ماتحت یہ بتائیں کہ کتاب اللہ کی کس آیت سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم کے احکام منسوخہ کی نسخ ابدی نہیں ہے۔ اگر قرآن کریم کی کسی آیت سے اس کا ثبوت نہیں تو پھر یہ بتائیں کہ سنت رسول اللہ ﷺ میں وہ کون سی متصل السند مرفوع اور صریح حدیث ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم میں منسوخ احکام کی نسخ ابدی نہیں ہے اور اگر ان دونوں سے بھی ثابت نہیں تو پھر یہ بتائیں کہ قرآن و سنت سے ماخوذ وہ کون سے اصول ہیں جن اصول سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم کے احکام کی نسخ ابدی نہیں ہے؟ اور یہ بات بھی بالکل عیاں ہے کہ قرآن و حدیث سے جو اصول ماخوذ ہوں گے وہ بلا اختلاف سب آئمہ دین اور سلف صالحین کو معلوم ہوں گے اور اگر سب کو معلوم نہ ہوں تو بھی اس سے اقل کیا ہو سکتا ہے کہ آئمہ دین کی اکثریت اور معتدبہ طبقہ تو ضرور ان سے شناسا ہوگا کہ قرآن و حدیث کے یہ یہ اصول ہیں۔ کیونکہ بات اصول کی ہو رہی ہے۔ فروع اور جزئیات کی نہیں ہو رہی اور یہ بالکل ناممکن ہے کہ تیرہ سو سال سے ان اصول کو تو کوئی نہ جانتا ہو اور چودھویں صدی میں وہ اصول

کسی بزرگ پر منکشف ہو گئے ہوں کہ یہ اصول ہیں جو قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں۔ اگر بالفرض مودودی صاحب یہ بتا بھی دیں کہ فلاں اور فلاں نے یہ کہا ہے کہ قرآن کریم کے منسوخ احکام کی نسخ ابدی نہیں تو ان کی یہ بات قطعاً مردود ہوگی۔ اس لئے کہ فلاں اور فلاں نہ تو خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور نہ سنت رسول ہے۔ (ﷺ) اور نہ کتاب و سنت سے ماخوذ اصول۔ اس لئے اگر کہیں کوئی شاذ و متروک اور مردود قول کسی کا نقل بھی کر دیا جائے تو بھی اتنے بڑے دعوے پر اس کی کیا حیثیت ہے؟ مودودی صاحب کو اپنے قائم کردہ اصول کے تحت خدا تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ سے اور ان سے ماخوذ اصول سے یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن کریم میں جو احکام منسوخ ہوئے ہیں ان کی نسخ ابدی نہیں ہے اور اگر قرآن و حدیث اور ان سے ماخوذ اصول سے وہ یہ ثابت نہ کر سکیں تو لامحالہ ان کا یہ عمل اور غیر اسلامی نظریہ میں (کہ قرآن کریم میں جو احکام منسوخ ہیں ان کی نسخ ابدی نہیں ہے) مودودی صاحب کی اپنی رائے اور رجحان طبع کارفرما ہوگا اور مودودی صاحب کے خود قائم کردہ قاعدہ کے رو سے وہ اس میں دین کے پیرو نہیں۔ بلکہ اپنی رائے اور رجحان کے پیرو ہیں اور ان کے اپنے بیان کے مطابق یہ سنگین گناہ تمام کبائر (زنا، قتل ناحق اور شراب نوشی وغیرہ) سے بھی بڑھ کر برا ہے اور سب سے بڑا فسق ہے۔ اب یا تو جناب مودودی صاحب قرآن و حدیث اور اس سے ماخوذ اصول سے یہ ثابت کریں کہ قرآن کریم میں منسوخ احکام کی نسخ ابدی نہیں ہے اور یا اپنے ہی قائم کردہ قاعدہ کے مطابق دیانت اور صداقت کے ساتھ کھلے لفظوں میں اقرار کر لیں کہ وہ اپنی رائے اور رجحان کے پیرو ہیں اور جو ان کے ذہن میں آتا ہے کہہ گذرتے ہیں اور دین کے پیرو نہیں (اور ظاہر امر ہے کہ دین تو اسلام ایک ہی چیز ہے "ان الدین عند اللہ الاسلام" تو جب وہ دین کے پیرو نہ ہوئے تو اپنی جماعت کا نام جماعت اسلامی کیوں تجویز کیا ہے؟) وہ وہ سب سے بڑے فسق اور سب سے بڑے گناہ کے مرتکب ہیں۔

مگر تو نہ کریم کہ نہیں مگر آساں ہے
مصلحت میں دشوار آسان ہے

دوم..... قرآن کریم میں ان بیبیوں کا ذکر تفصیل سے مذکور ہے جن سے کسی مسلمان کو نکاح کی اجازت نہیں جن میں ایک یہ بھی ہے۔ "وان تجمعوا بین الاختین

(النساء: ۲۳) "اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔"

یہ حکم اپنے اطلاق اور عموم کی وجہ سے ان دو بہنوں کو بھی شامل ہے جن کا وجود الگ الگ اور مستقل ہو، جیسے عموماً ہوتا ہے اور ان کو بھی شامل ہے جو توام جڑواں اور متحد الجسم ہوں، جیسا کہ بہاولپور میں کوئی ایسا نادر واقعہ پیش آیا تھا اور علماء سلام نے اس قرآنی حکم کو ایسی جڑواں بہنوں کے لئے بھی عام سمجھا ہے۔ لیکن مودودی صاحب اس نادر صورت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"بظاہر علماء کی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ دونوں لڑکیاں توام بہنیں ہیں اور قرآن کا یہ حکم صاف اور صریح ہے کہ دونوں بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ لیکن اس پر دو سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ ان دو لڑکیوں کو زندگی بھر تجرد پر مجبور کیا جائے اور یہ ہمیشہ کے لئے نکاح سے محروم رہیں؟ اور کیا قرآن کا یہ حکم واقعی اس مخصوص اور نادر صورت حال کے لئے ہے۔ جس میں یہ دونوں لڑکیاں پیدائشی طور پر مبتلا ہیں؟ میرا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس مخصوص حالت کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ان عام حالات کے لئے جس میں دو بہنوں کے الگ الگ وجود ہوتے ہیں اور وہ ایک شخص کے جمع کرنے سے ہی بیک وقت ایک نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں۔ نہیں" (ترجمان القرآن ص ۱۲۶،
نومبر ۱۹۵۳ء)

سوال یہ ہے کہ کیا مودودی صاحب کا یہ ذاتی خیال جو غیر معصوم اور غیر مجتہد کا خیال ہے۔ قرآن وسنت ہے؟ یا ان سے ماخوذ اصول ہے؟ اگر ان کا یہ خیال قرآن وسنت نہیں اور یقیناً نہیں تو وہ اپنے ہی قائم کردہ اصول وضوابط کے تحت پورے کا قائم کر کے بڑے سے بڑے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں دوسرے کبائر کی کیا حقیقت ہے؟ اور وہ دین کے ہی نہیں بلکہ اپنی آراء اور خواہشات کے پیرو ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔

سوم: قرآن وحدیث میں صراحت سے یہ مذکور ہے کہ اہل جنت کو حوریں مرحمت ہوں گی۔ جن کے بارے میں حضرت ابو امامہؓ اور حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حوروں کا مادہ زعفران ہے اور حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کو مٹی سے نہیں بلکہ کستوری کافور اور زعفران سے پیدا کیا ہے اور حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ حوریں دنیا کی عورتیں نہیں تھیں۔ (ملخصاً روح المعانی ج ۲۵

ص ۲۲۳)

اور اگر بالفرض حوریں دنیا کی عورتیں ہوں تب بھی مومنوں کی عورتیں ہوں گی نہ کہ کافروں کی۔ لیکن مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ: "بعید نہیں ہے کہ یہ وہ لڑکیاں ہوں جو دنیا میں سن رشد کو پہنچنے سے پہلے مرگئی ہوں اور جن کے والدین جنت میں جانے کے مستحق نہ ہوئے ہوں۔ یہ بات اس قیاس کی بناء پر کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح ایسے لڑکے اہل جنت کی خدمت کے لئے مقرر کر دیئے جائیں گے اور وہ ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اسی طرح ایسی لڑکیاں بھی اہل جنت کے لئے حوریں بنادی جائیں گی اور وہ ہمیشہ نوخیز لڑکیاں ہی رہیں گی۔ واللہ اعلم بالصواب!"

(تفہیم القرآن ج ۴ ص ۲۸۷ حاشیہ نمبر ۲۹)

سوال یہ ہے کہ قرآن وسنت اور ان سے ماخوذ اصول کی وہ کون سی واضح دلیل ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حوریں کافروں کی نابالغ لڑکیاں ہوں گی؟ اور قرآن وسنت اور ان سے ماخوذ اصول کا اس پر کون سا حوالہ موجود ہے کہ ان نابالغ لڑکیوں کو بالغ کر کے اور تاقیامت جنتیوں کے لئے حوریں بنایا جائے گا؟ اور اگر اس پر قرآن وسنت اور ان سے ماخوذ اصول کا ثبوت نہیں اور یقیناً نہیں تو مودودی صاحب اپنے خیالات اور آراء کے پیرو ہیں۔ دین کے پیرو نہیں ہیں اور یہ خود ان کے اقرار سے بھی ثابت ہے۔ دوسرے کہا تو اس کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ مودودی صاحب سے جب حوروں کے بارے میں سوال ہوا تو اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں: "جواب میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ البتہ میرا قیاس ہے کہ جنت میں جو حوریں ہوں گی وہ بھی کفار کی لڑکیاں ہوں گی۔" جب مودودی صاحب سے سوال ہوا کہ آپ کے اس خیال کی تائید میں کوئی معقول روایت نہیں ہے۔ اس کے مقابل ایک دوسری رائے یہ ہے کہ حور وغلمان ایک جنتی مخلوق ہوگی۔ تو اس کے جواب میں مودودی صاحب فرماتے ہیں۔

جواب۔ ... میری رائے بھی ایک قیاس پر مبنی ہے اور یہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے۔ میرے قیاس کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ انسان انسان سے مانوس ہوتا ہے اور وہ غیر انسان میں فطری کشش محسوس نہیں کرتا۔ (ایشیاء لاہور مورخہ ۲ اپریل

۱۹۶۹ء)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی صاحب کے پاس قرآن وسنت اور ان سے ماخوذ اصول سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ بلکہ البتہ ان کی اپنی ذاتی رائے اور قیاس ہے تو ان کے بیان کردہ ضابطہ کے تحت اس کے گناہ ہونے میں کیا شک ہے؟ مودودی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے۔ کیونکہ دوسری طرف جملہ اہل اسلام کی رائے ہے۔ جس کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے اور اجماع امت شرعی دلائل میں سے ایک مستقل دلیل ہے۔ علاوہ ازیں اس رائے کی بنیاد صرف قیاس پر نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی حدیثوں پر ہے۔ جو روح المعانی کے حوالے سے حضرت ابو امامہؓ اور حضرت انسؓ سے اوپر بیان ہو چکی ہیں۔
مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ "اور یہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے۔" بالکل غلط ہے جس چیز کی بنیاد حدیث پر ہو وہ ایک قیاس ہی ہے۔ کیونکر ہو سکتی ہے؟ فرض کر لیجئے کہ یہ روایتیں ضعیف اور کمزور بھی ہوں جب بھی جلیل القدر آئمہ کرام کی تصریح موجود ہے کہ ضعیف حدیث بھی رائے پر مقدم ہے۔ جب مجتہد کی رائے پر مقدم ہے تو غیر مجتہد کی رائے پر بطریق اولیٰ مقدم ہوگی اور پھر ان روایات کی بناء پر اس رائے پر امت کا اجماع ہے تو پوری امت کے اجماع کے مقابلہ میں تنہا مودودی صاحب کی ذاتی رائے اور قیاس کی کیا وقعت ہے؟ ان کی بے بنیاد رائے کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ؎

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

ہر معاملہ میں اپنی ہی رائے پر ناز کرنا شرعاً مذموم ہے

بلاشبہ ہر صاحب الرائے اور صاحب الرائے کو غیر منصوص اور غیر اجماعی مسائل میں اپنی رائے پر عمل کرنے کا حق ہے۔ لیکن سلف صالحینؒ کا دامن چھوڑ کر اور خود رائے بن کر پانچواں سوار بننا بھی کسی طرح مستحسن نہیں ہے۔

حضرت ابو ثعلبہ الخشنیؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ جس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى اذا رأيت شحا مطاعا وهوى متبعا ودنيا مؤثرة واعجاب كل ذي رأي برأيه فعليك بنفسك

ودع امر العوام الحدیث (ابوداؤد ابن ماجہ ص ۳۰۳) "بلکہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔ یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے تو ایسے موقع پر اپنی جان کی فکر کرو اور عام لوگوں کا معاملہ چھوڑ دو۔

علماء کرام تو "فعلیک نفسک" کا معنی یہی کرتے ہیں کہ اس موقع پر جب کہ حالات ایسے نازک مرحلہ پر پہنچ جائیں۔ تم اپنی جان کی فکر کرو اور عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ لیکن مجاہد ملت حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ جن کی ساری زندگی ظالم برطانیہ کے خلاف جدوجہد میں گذری ہے۔ وہ اس کا معنی یہ کرتے تھے۔ "فعلیک نفسک" ایسے موقع پر تم اپنی جان پر کھیل جاؤ اور لوگوں کا خیال نہ کرو کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ بہرحال اس حدیث میں "وھوی متبعا" اور "اعجاب کل ذی رأی برأیہ" کی دو خصلتوں کا مفہوم بھی واضح ہے۔ جس کا مفہوم ہے کہ ہر معاملہ میں آدمی اپنی خواہش اور اپنی پسند اور رائے پر عمل اصرار نہ کرے بلکہ دوسرے لوگوں کی معقول اور صحیح رائے کو اور علی الخصوص صالحین کی درست اور صائب رائے کو نظر انداز نہ کرے۔ والحمد للہ تعالیٰ ہم خود بھی اور ہمارے اکابر بھی اس پر کاربند ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلف صالحین کا دامن تھامے رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ برخلاف ان دیگر باطل فرقوں اور ان کے سربراہوں کی طرح مودودی صاحب کو نارسا اور غیر صائب رائے پر ضد ہے اور اس کو کسی قیمت ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے پرانے رفقاء میں حضرت مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اور حضرت مولانا عبدالغفار حسن صاحب وغیرہ حضرات سالہا سال تک جماعت اسلامی سے وابستہ رہنے کے باوجود اس سے الگ ہو گئے اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی تھوڑا عرصہ ساتھ رہ کر الگ ہو گئے۔ کیونکہ مودودی صاحب اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے تھے اور اب بھی سمجھ رہے ہیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن اور سنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے اور کبھی تو خیر سے قدم قدم پر ٹھوکر کھائی ہے۔ (مصنف) اس لئے میں بھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا

ضؤ السراج

فی تحقیق المعراج

(چراغ کی روشنی)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

مقدمہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ امابعد!

اس پرفتن اور پرآشوب دور میں خدا تعالیٰ اور برگزیدہ رسول، مذہب اسلام اور دین قویم عقائد حقہ اور اعمال صالحہ سے جو استہزاء اور تمسخر کیا جاتا ہے اس کی مثال سابق زمانہ میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی ہرگز دستیاب نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق، شریعت اور روحانیت کے خلاف ایسا منظم اور مکروہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ جس کی مثال قرون سابقہ میں نہیں ہے اور پروپیگنڈا ہی اس دور میں ایک ایسی خطرناک اور خاموش آگ ہے جو اندر ہی اندر سلگ کر تمام متاع دین و دانش اور اثاثہ مذہب و روحانیت کو آن کی آن میں راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے اور سطح سے اوپر اس کے مسموم دھوئیں کا عام سا نشان بھی بسا اوقات محسوس نہیں کیا جا سکتا۔

یہ وہ دھیمی پرسکون منظم مکروہ اور قبیح سازش ہے جس کی بدولت آہستہ آہستہ تدریجاً تدریجاً بلا روک ٹوک اور غیر محسوس طریقے پر اشیاء کے حسن و قبح اور ان کی خوبی اور خرابی کی حقیقت اور نوعیت اور دیکھنے والوں کی نگاہوں کے زاویے یک لخت اور یکسر بدل جاتے ہیں اور اس کے بعد ایک ملحد اور زندیق ایک منافق اور دہریہ جس قدر چاہتا ہے، جس طرح چاہتا ہے، جب چاہتا ہے اور جس سے چاہتا ہے تسلیم کرا لیتا ہے اور برائے نام عقلی اور نقلی دلائل کی آڑ لے کر عقائد و اعمال، مذاہب و مسالک کو بزعم خود خس و خاشاک کی طرح بہا کر ان کو نکال پھینکا یا اپنی نارسا عقل کے تابع کرنے کی بے جا اور ناکام کوشش اور کاوش کرتا ہے۔ مگر رضائے الٰہی اور قدرت خداوندی کے سامنے اس کی ناپاک سعی خود ملیامیٹ ہو کر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ:

"واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون" غرور اور فخر کرنے والی قومیں اور اشخاص و افراد بھی جب کسی غلطی میں مبتلا ہو کر غلط فہمی کا شکار رہتے ہیں تو ان کی غلطی کے اصول صرف دو ہی سبب قرار دیئے جا سکتے ہیں اور عقائد میں بھی صرف یہی دو سبب۔

اول . .. یہ کہ کسی عقیدہ اور عمل کے سمجھنے میں غلطی اور خطا واقع ہوئی ہے اور اس غلط

اور باطل نظریہ کو صحیح اور حق سمجھ کر دیا جائے تو شرح صدر کے ساتھ اس کو اپنا لیا جاتا ہے اور اس کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لئے عقلی اور نقلی دلائل اور براہین کی تلاش و جستجو کی جاتی ہے اور تسکین خاطر یا مغالطہ آفرینی کے لئے برائے نام کچھ دلائل پیش کئے جاتے اور کچھ شبہے کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ عادۃً عقل انسانی کسی دعویٰ پر بدون دلیل و برہان مطمئن نہیں ہوتی۔

دوم ..... جب یہ ہے کہ کسی خاص غرض اور مصلحت کے پیش نظر کسی صحیح چیز کو غلط رنگ میں ڈھالنے کی جدوجہد کی جاتی ہے اور اس کو رائج کرنے کے لئے خوب زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں۔

نظر بظاہر اسی دوسری شق کے پیش نظر مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور امت مسلمہ کے اس اتفاقی اور اجماعی عقیدہ کا انکار کیا ہے کہ امام الانبیاء و سید الرسل خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ ﷺ کو اپنے جسم عنصری کے ساتھ حالت بیداری میں معراج کرائی گئی ہو۔ (اور یہی عقیدہ زمانہ حال کے منکرین حدیث کے پیشرو جناب چوہدری غلام احمد پرویز کا ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز)

اور معراج جسمانی کا انکار مرزا قادیانی نے صرف اس لئے کیا ہے کہ اس نظریہ کو صحیح قرار دینے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء اور پھر آسمان سے نزول خود بخود ثابت ہو جاتا ہے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء اور پھر نزول ثابت ہو جائے تو مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے مسیح موعود ہونے کا باطل دعویٰ ہی اس امر پر مبنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور وہ احادیث جو ان کی آمد اور نزول کا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔ ان سے ان کے زعم فاسد کے رو سے مثیل مسیح مراد ہے جو بقول مرزا قادیانی وہ خود مرزا قادیانی ہی ہیں۔ (نعوذ باللہ)

یہی وجہ ہے کہ جب تک مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو وہ حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع الی السماء اور پھر نزول کے قائل تھے اور اسی طرح وہ صریح الفاظ میں معراج جسمانی کو بھی تسلیم کرتے تھے۔ اگر وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرتے تو ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر تشریف لے جانے کے انکار کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی اور پھر وہ آنحضرت ﷺ کی معراج کا انکار اور تاویل بھی نہ کرتے اور نہ ان کو اس کی ضرورت ہی پیش آتی۔

لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر تشریف لے جانا اور قرب قیامت نازل ہونا (جیسا کہ ظاہر قرآن اور متواتر درجہ کی حدیثوں سے ثابت ہے) مرزا قادیانی کے دعویٰ کے ابطال پر کافی اثر انداز ثابت ہوتا تھا۔ اس لئے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ہی سے صاف انکار کر دیا اور پھر جب کہ آنحضرت ﷺ کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر تشریف لے جانے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع پر قوی استدلال اور امکان ثابت ہوتا ہے۔ تو اس لئے مرزا قادیانی نے راستے کے اس روڑے کو بھی ہٹا دیا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ العیاذ باللہ!

مرزا قادیانی وغیرہ نے آنحضرت ﷺ کی معراج جسمانی کے انکار پر بھی تو نقلی دلائل کی آڑ لی ہے کہ لفظ رؤیا سے خواب مراد ہے اور حضرت عائشہؓ، حضرت امیر معاویہؓ، امام حسن بصریؒ، شیخ ابن عربیؒ اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ وغیرہ کے نزدیک بھی معراج جسمانی نہ تھی۔ بلکہ ایک روحانی اور کشفی امر تھا اور کبھی نئے اور پرانے فلسفہ کی آڑ لے کر عقلی دلائل پیش کرنے کی ناکام سعی کی ہے اور کبھی روایات کے جزوی اختلافات سے اپنی گاڑی چلانے کی

بے جا

ا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء اور نزول پر ہم ایک مستقل رسالہ ترتیب دے رہے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز پوری تفریح تو وہاں ہی ہوگی۔ مگر تین حوالے یہاں عرض کئے دیتے ہیں۔ تاکہ مسئلہ قدرے مبرہن ہو جائے۔ علامہ ابوحیان الاندلسیؒ المتوفی ۷۴۵ھ امام ابن عطیہؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ: ''واجمعت الامة علیٰ ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ علیه السلام فی السماء حی وانه ینزل فی آخر الزمان (تفسیر بحر محیط ج۲ ص۴۷۳)'' {امت کا متواتر احادیث کے پیش نظر اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔}

اور علامہ محمد طاہر الحنفیؒ لکھتے ہیں کہ: ''ویجئی فی آخر الزمن لتواتر خبر النزول (مجمع البحار ج۱ ص۲۸۶)'' {حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آئیں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی حدیث متواتر ہے۔}

اور امام سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں کہ: ''اما نفی نزول عیسیٰ علیه السلام او نفی النبوة عنه کلاهما کفر (الحاوی للفتاویٰ ج۱ ص۱۹۲)'' {بہر حال ان کے نزول اور نبوت کی نفی دونوں کفر ہیں۔}

کوشش کی ہے اور کبھی طشت طلائی وغیرہ کی تلاش میں سرگرداں رہے ہیں۔ الغرض مرزا قادیانی کی ان کج بحثیوں اور موشگافیوں کو دیکھ کر تعجب سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ؎

وہی کیوں نہیں آتی قیامت ماجرا کیا ہے

ان شاء اللہ العزیز! ہم اس کتابچہ میں ان تمام پیش کردہ اصولی نقلی اور عقلی دلائل کو بے نقاب کر کے ملت اسلامیہ کو آگاہ کریں گے کہ مرزا قادیانی اور ان کے اتباع کے دوسرے مسائل کی طرح مسئلہ معراج جسمانی کے انکار پر جو دلائل پیش ہوتے ہیں وہ پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ ان کو بجائے دلائل کے تحریف سے یاد کرنا زیادہ مناسب اور موزوں ہے۔ بعض پڑھے لکھے حضرات کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ اگر مرزا قادیانی اپنے جملہ دعاوی میں سچے نہیں تھے تو عقلاء کا ایک کافی طبقہ ان کا ساتھ کیوں دیتا ہے؟ لیکن یہ ایک ایسا کھلا ہوا مغالطہ ہے کہ اس کے رد کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی اقوام کا ذکر فرما کر قوم عاد اور قوم ثمود کا خاص طور پر نام لے کر ارشاد فرمایا ہے کہ: ''وکانوا مستبصرین (عنکبوت:۳۸)'' {وہ ہوشیار اور سمجھدار تھے۔}

تو کیا کسی عقلمند کو یہ کہنا جائز ہے کہ گروہ قوم میں حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام

کے مقابلہ میں سچی نہ ہوتیں تو لوگ ان کا ساتھ کیوں دیتے؟ مگر حاشا وکلا کہ کسی مسلمان کے دل میں ان کی سچائی کا وہم بھی گذرتا ہو۔ وعلیٰ ہذا القیاس! فرعون، ہامان اور قارون وغیرہ جیسے بیشمار سمجھدار اور حکمران پہلے بھی گذر چکے ہیں اور آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جو سرے سے اسلام ہی کو سچا نہیں سمجھتے۔ تو کیا ان کا مذہب اسلام کے مقابلہ میں سچا ثابت ہو سکتا ہے؟ ان کا ساتھ دینا تو الگ بات ہے ہمارے پاس قرآن کریم موجود ہے۔ اس سے ہمیں تو یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت ہارون اور موسیٰ علیہم السلام کی موجودگی اور ان کی زندگی میں ان کے ظاہری عقیدت مندوں نے گئو سالہ کی ایک ہی آواز پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ بقول شخصے ؎

مر ہادیہ مقدم ورا ز موسیٰ معجزات

آں ہمہ شد گاو خود از بانگ یک گوسالہ

لہٰذا مرزا قادیانی کی جماعت میں چند وکلاء کے داخل ہو جانے سے ان کے مذہب کی سچائی لازم نہیں آتی۔ سچائی تو دلائل اور براہین کے رو سے پیش کی جا سکتی ہے اور مرزا قادیانی اور ان کی امت سے تا قیامت کسی ایک مسئلہ پر بھی کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔ "وانی لہم التناوش من مکان بعید" لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ وہ تو یہ پڑھتے رہیں گے ؎

یہ سب سوچ کر دل لگایا ہے ناصح

نئی بات کیا آپ فرما رہے ہیں

ہم اس مختصری کتاب میں حقیقت معجزہ، خارق عادت کا وقوع، معراج جسمانی کے دلائل اور مرزا قادیانی کی تحریرات پیش کر کے یہ ثابت کریں گے کہ جمہور اہل اسلام کا اتفاقی عقیدہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جسم عنصری کے ساتھ معراج کرائی گئی اور مرزا قادیانی نے غلطی سے جن کو اپنا معتقد سمجھ رکھا ہے ان کے اقوال پیش کر کے اس مسئلہ کی حقیقت واضح کر دی جائے گی اور انہوں نے نئے اور پرانے فلسفہ کی جو آڑ لی ہے ہم عرض کریں گے کہ وہ فلسفہ حیات حضرت مسیح علیہ السلام اور مسئلہ معراج جسمانی تک ہی کیوں محدود ہے اور دیگر خوارق عادات اس کی زد سے کیوں بچ سکتی ہیں؟ انشاءاللہ ہم مرزا قادیانی کے معراج جسمانی پر نقلی اعتراضات کے جوابات تو اس کتابچہ کے آخر میں عرض کریں گے۔ صرف عقلی سوال کا جواب یہاں عرض کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس جسم خاکی کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔" (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳

ص ۲۲۶)

سائنس کی موجودہ ترقی اور عروج کے زمانہ میں جب کہ منٹوں کے حساب سے ورتی سیارے اور راکٹ فضا میں گھومتے اور چاند تک پہنچ سکتے ہیں اور اب انسانوں کے جانے کے منصوبے تیار ہو رہے ہیں تو مرزا قادیانی کی اس فرسودہ دلیل کو کون سنتا ہے؟ مگر اس کا جواب مرزا قادیانی خود دیتے ہیں کہ: "اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہاں عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔" (ملفوظات احمدیہ ص ۵۰۴)

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: "میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں پکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے دہریے خیال کرتا ہوں۔" (چشمۂ معرفت ص ۲۴۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۸۱)

نہ معلوم مرزا قادیانی کو معراج جسمانی کے انکار پر قرآن اور حدیث کے مقابلہ میں کفر (یعنی نیا اور پرانا فلسفہ) کو پیش کرنے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی؟ اور نہ معلوم انہوں نے خدا کی قدرت کی حد بست کیوں کی اور خدا کی قدرتوں کو عقل کے پیمانے سے کیوں ناپنے کی کوشش کی؟ مرزا قادیانی کی تحریرات آگے آئیں گی۔ نیز اس نئے اور پرانے فلسفہ نے بکرے اور مرد کا دودھ کیوں نہیں روکا؟ اور عورت کی کمر تک لمبی داڑھی وغیرہ (جس کا اقرار مرزا قادیانی کو ہے) کو کیوں نہیں روکا اور کیوں منع نہیں کیا؟

ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر خطیب جامع گکھڑ

پہلا باب

اس باب میں آپ کے سامنے یہ بات بیان کی جائے گی کہ جناب سید الرسل امام الانبیاء اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جسم اطہر کے ساتھ معراج کرائی گئی۔ کیا اس میں آپ کا از خود کچھ دخل تھا؟ یا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو سیر کرائی تھی؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آسمان پر آپ کا تشریف لے جانا از خود تھا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت خاص کا کچھ دخل نہ تھا تو اس شق پر نئے اور پرانے فلسفہ کا اعتراض ہو سکتا ہے کہ خود بخود انسان اور بشر بلا کسی ظاہری سبب کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیسے پہنچ گیا؟ حالانکہ راستہ میں کرۂ زمہریر اور کرۂ نار وغیرہ واقع ہیں۔ پھر اس سرعت رفتاری سے کہ ایک ہی رات میں تمام آسمانوں اور جنت وغیرہ کی اور جہاں تک خدا تعالیٰ کو منظور تھا۔ سیر کر کے واپس تشریف لے آئے اور اگر دلائل کی

روشنی میں یہ ثابت ہو جائے کہ معراج جسمانی وغیرہ دیگر معجزات جو پیغمبروں کے ہاتھ پر صادر ہوئے ہیں۔ ان میں ان کا کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ بلکہ معجزہ اور کرامت، اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو اپنے مخصوص اور بزرگ بندوں کے ہاتھ پر وہ ظاہر کر دیتا ہے تو قدرت خداوندی کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے اور نہ اس میں کسی مسلمان کو تامل ہو سکتا ہے اور نہ ہونا چاہئے۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ معجزہ میں نبی کا دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں تاثیر پیدا کرنے والا صرف خدا تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر جب نبوت اور رسالت عطاء ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تصدیق رسالت کے لئے چند معجزات بھی ساتھ دیئے۔ ایک معجزہ ان کا عصا بھی تھا۔ چنانچہ اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: "وان الق عصاک فلما راٰھا تھتز کانھا جان ولّٰی مدبراً ولم یعقب (قصص)" {اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اس کو پھن ہلاتے جیسا پتلا سانپ الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر۔}

پہلے لاٹھی پتلا سانپ بن جاتی اور بڑھتے بڑھتے اژدھا کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر "ثعبان مبین" (بڑا اژدھا) آیا ہے۔ یا کوہ طور پر پتلا سانپ بنی تھی اور فرعون کے دربار میں اژدھا بنی تھی۔ یہ بھی ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر معجزہ نبی کا اپنا فعل ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھی خوف کے مارے نہ بھاگتے۔ کیونکہ اگر خود انہوں نے لاٹھی کا سانپ بنایا ہوتا تو اپنے فعل کی تاثیر اور اس کے نتیجہ سے خوب واقف ہوتے۔ لیکن وہ تو اس کو سانپ سمجھ کر بھاگ نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "قال خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ (طٰہٰ)" {کہا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر۔ ہم ابھی پھیر دیں گے اس کو پہلی حالت پر۔}

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کام صرف یہی تھا کہ اس اژدھا کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اس کو پہلی حالت پر لاٹھی بنا دینا صرف خدا تعالیٰ کا کام تھا اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کچھ بھی دخل نہ تھا۔

ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کسی مخصوص معجزہ کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعے سے ان کو جواب ارشاد فرمایا کہ آپ ان کو یہ کہہ دیں۔ "انما الاٰیات عند اللّٰہ (انعام)" {کہہ نشانیاں (اور معجزات) تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔}

اس سے بھی معلوم ہوا کہ معجزہ پیغمبر کے بس میں نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا

ہے۔ جب اور جس وقت اور جس طرح وہ چاہے نبی کے ہاتھ پر صادر فرمادے اور اسی طرح کرامت ولی کا فعل نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتے تو اس کو ولی کے ہاتھ پر صادر کر دیتا ہے۔

راقم الحروف کی اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب بنام "راہ ہدایت" طبع ہو چکی ہے۔ جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، کتب عقائد اور معتبر علماء کرام کے حوالہ جات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا خاص فعل ہوتا ہے۔ جو نبی اور ولی کے ہاتھ پر صادر کیا جاتا ہے۔ ان کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہم صرف چند عبارتیں اپنے دعویٰ کو مبرہن کرنے کے لئے یہاں لکھتے ہیں۔

۱۔۔۔۔۔ حضرت ملا علی قاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ ارقام فرماتے ہیں کہ:

"المعجزة من العجز الذي هو ضد القدرة وفي التحقيق المعجز فاعل العجز في غيره وهو الله سبحانه (مرقات حاشیہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۲۰)" {معجزہ عجز سے (مشتق) ہے۔ جو قدرت کی ضد ہے اور تحقیقی بات صرف یہ ہے کہ معجزہ وہ ہے جو غیر کے اندر عجز کا فعل پیدا کرے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مقدس ہے۔}

اس عبارت سے بھی بصراحت یہ بات ثابت ہوگئی کہ در حقیقت معجز (یعنی عجز کا فعل پیدا کرنے والا) صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور معجزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے۔

۲۔۔۔ اور علامہ قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض المالکی المتوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں کہ: "اعلم ان معنى تسمية ما جاءت به الانبياء معجزة هو ان الخلق عجزوا عنه فيعجزهم عنه هو فعل الله تعالى دل على صدق نبيه" {جاننا چاہئے کہ جو (خارق عادت) چیز انبیاء کرام کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے اس کو اس لئے معجزہ کہتے ہیں کہ مخلوق اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہوتی ہے اور جب مخلوق اس سے عاجز ہوئی تو معلوم ہوا کہ معجزہ خالص خدا تعالیٰ کا فعل ہی ہوگا۔ جو نبی کی صداقت کی واضح دلیل ہے۔}

یہ عبارت بھی اپنے مدلول پر بالکل واضح ہے۔

۳۔۔۔۔ امام الفلاسفہ والمتکلمین محمد بن محمد الغزالیؒ المتوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں کہ:

"ووجه دلالة المعجزة على صدق الرسل ان كل ما عجز عنه البشر لم يكن الا فعلا لله تعالى فمهما كان مقرونا بتحدي النبي ﷺ ينزل منزلة قوله صدقت (احیاء العلوم ج ۱ ص ۷۹)" {معجزہ انبیاء کرام کی صداقت پر بایں طور پر دلالت کرتا ہے کہ جب اس کے ظاہر کرنے سے تمام انسان عاجز ہیں تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہوگا اور بس اور جب یہ نبی کی

تحدی سے مقرون ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہوگا گویا کہ اللہ تعالیٰ نے تصدیق کردی کہ تو دعوائے رسالت میں سچا ہے۔}

۴۔ امام عبدالوہاب شعرانی الحنفی ۹۷۳ھ الشیخ ابوطاہر ابراہیم بن علی الحنفی۔ کی کتاب سراج العقول کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "اعلم ان البرھان القاطع علی ثبوت نبوۃ الانبیاء ھو المعجزات وھی فعل یخلقہ اللہ خارقا للعادۃ علی ید مدعی النبوۃ معتبر فا بدعواہ وذالک الفعل یقوم مقام قول اللہ عزوجل لہ انت رسولی تصدیقا لما ادعاہ (الیواقیت والجواھر ج ۱ ص ۱۵۸)" {جاننا چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کے ثبوت پر واضح ترین دلیل صرف معجزات ہیں اور معجزہ وہ فعل ہے جس کو خرق عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کے ہاتھ پہ اس کے دعوائے نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے صادر فرماتے اور یہ فعل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے قائم مقام ہے کہ تو اپنے دعوائے رسالت میں بالکل صادق ہے۔}

۵۔ مشہور مورخ اسلام علامہ عبدالرحمن بن خلدون المغربی المالکی ۸۰۸ھ لکھتے ہیں کہ: "ومن علاماتھم ایضاً وقوع الخوارق لھم شاھدۃ بصدقھم وھی افعال یعجز البشر عن مثلھا فسمیت بذلک معجزۃ ولیست من جنس مقدور العباد وانما تقع فی غیر محل قدرتھم وللناس فی کیفیۃ وقوعھا ودلالتھا علی تصدیق الانبیاء خلاف فالمتکلمون بنء علی القول بالفاعل المختار قائلون بانھا واقعۃ بقدرۃ اللہ لا بفعل النبی وان کانت افعال العباد عند المعتزلۃ صادرۃ عنھم الا ان المعجزۃ لاتکون من جنس افعالھم ولیس النبی فیھا عند سائر المتکلمین الا التحدی بھا باذن اللہ وھو ان یستدل بھا النبی ﷺ قبل وقوعھا علی صدقہ فی مدعاہ فاذا وقعت تنزلت منزلۃ القول الصریح من اللہ بانہ صادق (مقدمہ ص ۹۳)" {انبیاء کرام علیہم السلام کی علامات میں سے خوارق عادت وقوع بھی ہے جو ان کی صداقت پر شہادت دیتے ہیں اور وہ ایسے افعال ہوتے ہیں جن سے انسان عاجز ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو معجزہ کہا جاتا ہے اور یہ افعال ان افعال کی جنس نہیں ہیں۔ جن پر بندوں کو قدرت ہوتی ہے۔ بلکہ یہ افعال بندوں کے محل قدرت سے باہر ہوتے ہیں اور لوگوں کا معجزات کے وقوع اور ان کی تصدیق انبیاء پر دلالت کرنے کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ چونکہ فاعل مختار ایک ہی ہے۔ اس لئے یہ معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں۔ نبی کے فعل سے

نہیں واقع ہوتے۔ معتزلہ اگرچہ بندوں کے افعال کو خود ان سے صادر مانتے ہیں، مگر معجزات کے بارے میں معتزلہ بھی یہی کہتے ہیں کہ معجزات میں بندوں کے فعل کا کوئی دخل نہیں ہوتا اور تمام متکلمین کے نزدیک نبی کا کام معجزہ میں صرف باذن اللہ تحدی کرنا ہے کہ وہ ان کے وقوع سے پہلے اپنے مدعا کے صدق پر اس سے استدلال کرتے ہیں اور جب معجزہ واقع ہو جاتا ہے تو گویا خدا کی طرف سے صریح قول صادر ہو جاتا ہے کہ نبی صادق ہے اور معجزہ گویا بمنزلہ قول صریح کے ہوتا ہے۔}

علامہ کی اس عبارت سے صاف طور پر یہ معاملہ حل ہو گیا ہے کہ معجزات ان افعال سے ہرگز نہیں ہیں۔ جن پر انسانوں کو قدرت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ معجزات کلی قدرت سے بالکل خارج ہوتے ہیں۔ نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ متکلمین کے نزدیک معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ نبی کا فعل نہیں ہوتا۔ نبی کا کام اس میں صرف باذن اللہ تحدی ہوتی ہے اور بس اور یہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت و رسالت کی عملی تصدیق ہوتی ہے۔ جو گویا اس قول خداوندی کے قائم مقام ہوتی ہے کہ اگلی یہ میرا رسول اور نبی ہے اور میں اس معجزہ کے فعل سے اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

۶…… حافظ کمال الدین ابن ہمام الحنفی المتوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں کہ: "انہ لما کانت مما یعجز عنہ الخلق لم تکن الا فعلا اللہ سبحانہ (المسامرہ ج ۲ ص ۸۹، مع المسایرہ)" {معجزہ جب ایسی چیز ہے کہ اس کے صادر کرنے سے مخلوق عاجز ہے تو معجزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہوگا۔}

۷…… حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی الحنفی المتوفی ۱۰۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں کہ: "معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدائے تعالیٰ است کہ بردست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں از بندہ است وخلق از خدا تعالیٰ ودر معجزہ کسب نیز از بندہ نیست (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۰۰)" {معجزہ نبی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جس کو نبی کے ہاتھ پر وہ ظاہر کرتا ہے بخلاف دیگر افعال کے کہ ان میں کسب بندہ کی طرف سے اور خلق خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ مگر معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔}

نیز حضرت شیخ صاحبؒ ارقام فرماتے ہیں کہ: "چہ معجزہ وکرامت فعل خدا است کہ ظاہر می گردد بردست بندہ بجہت تصدیق وتکریم وے نہ فعل بندہ است کہ صادر می گردد بقصد واختیار او مثل سائر افعال (فتوح الغیب ص ۷۰)"

{ کیونکہ معجزہ اور کرامت خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق و تکریم کی غرض سے صادر ہوتا ہے۔ معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہے جو اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو جیسے کہ اس کے دوسرے افعال اختیاریہ ہیں جو اس کے قصد و اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔ }

ایک چیز اور بھی قابل لحاظ ہے وہ یہ کہ خلاف عادت چیز کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا باطل ہے کہ جس کے ہاتھ پر یہ واقعہ صادر ہوا ہے۔ وہ ولی ہے۔ ورنہ (معاذ اللہ) دجال رئیس الاولیاء ہو جائے گا۔ بلکہ اگر کسی کا عقیدہ صحیح ہو اور وہ متقی اور نیک ہو تو جو چیز اس کے ہاتھ پر صادر ہوگی۔ اس کو کرامت اور جس کے ہاتھ پر صادر ہوگی ہے۔ اس کو ولی کہیں گے ورنہ استدراج ہوگا۔ جو کافروں اور بدکاروں کے ہاتھ پر بھی صادر ہو جاتا ہے۔ یعنی خارق عادت چیز سے کسی کی ولایت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ دین کی پختگی اور تقویٰ سے اس کے ہاتھ پر صادر ہونے والے فعل کو کرامت سے تعبیر کیا جائے گا اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ معجزہ نبی کا اپنا فعل نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے تو اس قاعدہ کو ذہن نشین کر لینے کے بعد نہ آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی پر انکار ہو سکتا ہے اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے پر۔ کیونکہ یہ فعل خود جناب باری تعالیٰ کا تھا اور اس کے لئے کوئی چیز انہونی نہیں۔ ”ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر“

اگرچہ وہ خارق عادت چیز پر از تعجب تو ہو سکتی ہے۔ لیکن قابل انکار ہرگز نہیں ہو سکتی اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس چیز میں حیرت انگیز غرابت موجود نہ ہو تو معجزہ (اور انگریزی میں مرکل) کہلانے کے مستحق ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اعجاز کا معنی ہی یہی ہے۔ اعجاز ناتواں کردانیدن و عاجز یافتن کسے را۔ (صراح ص ۲۲۵) یعنی لفظ اعجاز میں عاجز کر دینے اور عاجز پا لینے کا مفہوم داخل ہے۔

اور مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”معجزات ہمیشہ خارق عادت ہی ہوا کرتے ہیں۔ ورنہ وہ معجزے ہی کیوں کہلا ئیں۔“ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۲۰، خزائن ج ۲۳ ص ۱۳۰)

اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس چیز میں اعلیٰ درجہ کی حیرت موجود ہو کہ ہر دیکھنے والا دنگ رہ جائے اور خود اس کو صادر کرنے سے عاجز اور قاصر رہے اور ایسی خارق عادات چیزوں کے وقوع کا اقرار دنیا کے ہر مذہب اور ہر قوم نے کیا ہے۔ حکماء دنیا کا ہر عقلمند انسان اس کو تسلیم کرتا آیا ہے۔ ہیوم اور ہیگل جرمنی نے اگرچہ معجزات کا انکار کیا ہے۔ لیکن انہیں کے اپنائے مذہب و قوم

نے ان کے خیالات کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس قوم کے بعض مذہبی اور تاریخی اقوال پیش کر دیں کہ جن کے سایہ عاطفت میں مرزا قادیانی کو وہ آرام نصیب ہوا۔ جو ان کو مکہ مکرمہ میں بھی نصیب نہ ہو سکتا تھا اور جس قوم کی تعریف میں انہوں نے بزعم خود پچاس الماریاں لکھ کر چار چاند لگائے ہیں اور جس قوم کے وہ بقول خود خود کاشتہ پودا ہیں۔ کیونکہ اگر کچی اور مدنی سرمہ ان کی آنکھوں کو منور نہیں کر سکتا تو کیا بعید ہے کہ حق نمک ادا کرتے ہوئے لندن اور یورپ کا بنا ہوا سرمہ ہی اکسیر ثابت ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انجیل میں ذکر ہے۔ ایک معجزہ یہ تھا:

۱..... ”پھر اس (یعنی مسیح علیہ السلام) نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر برکت دی اور روٹیاں توڑ کر شاگردوں کو دیں اور شاگردوں نے لوگوں کو اور سب کھا کر سیر ہو گئے اور انہوں نے بچے ہوئے ٹکڑوں سے بھری ہوئی بارہ ٹوکریاں اٹھائیں اور کھانے والے عورتوں اور بچوں کے سوا پانچ ہزار مرد کے قریب تھے۔“

(انجیل متی باب ۱۴ آیت ۱۹ تا ۲۲ اور انجیل یوحنا باب ۵ آیت ۵ تا ۱۳)

۲..... پروفیسر ہکسلے اسی انجیلی روایت پر بحث کرنے کے بعد لکھتا ہے: ”تحقیق بعض شہادت کے بعد مجھ کو یہ ماننا پڑے گا کہ پچھلے خیالات غلط تھے اور اس معجزہ کو مکنات فطرت کی ایک نئی اور خلاف توقع مثال سمجھوں گا۔“ (مقالات ج ۵ ص ۲۰۳)

۳..... مشہور حکیم ڈاکٹر کارپنٹر لکھتا ہے: ”کامل مذہب سائنس داں کو یہ ماننے میں کوئی عقلی دشواری نہیں پیش آ سکتی ہے کہ خالق فطرت اگر چاہے تو کبھی کبھی قانون فطرت کے خلاف کر سکتا ہے۔ مجھ کو معجزات کے خلاف سائنس کے کسی قول کا علم نہیں ہے جو معتبر شہادت کی موجودگی میں ان کے قبول سے مانع ہو۔ لہٰذا میرے نزدیک اصل سوال صرف یہ ہے کہ آیا اس قسم کی تاریخی معتبر شہادت موجود ہے یا نہیں۔ جس سے معلوم ہو کہ خالق فطرت کبھی کبھی خلاف فطرت بھی کر دیا کرتا ہے۔“ (ماخوذ از سیرت النبی ج ۳ ص ۱۲۸)

۴..... پروفیسر ڈاسیر اپنی کتاب مادہ اور حرکت میں لکھتا ہے کہ: ”اس امر کی ہمارے پاس خاصی شہادت موجود ہے۔ جس کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ طبعی حوادث اس طرح وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ ان کے تمام معمولی علل و اسباب غائب ہوتے ہیں۔ مگر اجسام حرکت کرتے ہیں۔ درآنحالیکہ تو کوئی شخص ان کو چھو رہا ہے اور نہ برقی و مقناطیسی عوامل کا پتہ چلتا ہے۔ اس کی بھی شہادت موجود ہے کہ ایک شخص کا خیال دوسرے شخص میں بلا کسی وساطت کے پہنچ

سکتا ہے اور جس قسم کے واقعات کو معجزہ سمجھا جاتا ہے ان کا وقوع اب غیر اغلب نہیں رہا ہے۔"

۵۔۔۔ ہکسلے لکھتا ہے: "مردہ جسم کے تو اس تن میں روح کا پیدا ہونا تو یہ نہ صرف ممکن التصور ہی ہے بلکہ علم حیات کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ بعض اصناف حیوانات میں یہ روزانہ کا واقعہ ہے۔ یعنی احیاء موتیٰ کا ہے۔ بعض جانور مر کر نباتات کی طرح بالکل خشک ہو جاتے ہیں اور عرصہ تک اسی حالت میں رہتے ہیں۔ لیکن جب ان کو مناسب حالات میں رکھ دیا جاتا ہے تو پھر جان آ جاتی ہے۔" (مقالات ج ۵ ص ۱۹۱)

۶۔۔ بیسویں صدی کے مشہور فلسفی ڈاکٹر وارڈ نے ایک مفروضہ مثال سے سمجھایا ہے کہ فرض کرو کہ: "افریقہ کے کسی صحرا میں ایک نہایت عظیم الشان سلسلہ عمارت ہے جو چاروں طرف ایک چار دیواری سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے اندر ایک خاص ذی عقل مخلوق آباد ہے جو احاطے سے باہر نہیں جا سکتی۔ یہ عمارت ایک ہزار سے زائد کمروں پر مشتمل ہے جو سب مقفل ہیں اور کنجیوں کا پتہ نہیں کہ کہاں ہیں۔ بڑی محنت و جستجو کے بعد کل پچیس کنجیاں ملی ہیں۔ جن سے ادھر ادھر کے پچیس کمرے کھل جاتے ہیں۔ جو سب ہم شکل ہیں۔ لہٰذا کیا اس بناء پر اس احاطہ کے رہنے والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعیت کے ساتھ یہ دعویٰ کریں کہ بقیہ ۹۷۵ کمرے بھی اسی شکل کے ہیں۔" (سسٹم آف لاجک نظام منطق از جان اسٹورٹ مل کتاب سوم باب ۲۱ فصل ۲ حاشیہ)

۷۔۔۔ پروفیسر ہکسلے لکھتا ہے: "لیکن پانی پر چلنا، پانی کو شراب بنا دینا یا بچہ کا بے باپ پیدا ہونا یا مردہ کو زندہ کر دینا یہ چیزیں یہ مفہوم ہوا (کہ منطقی ناممکنات کا وجود تو ہے۔ لیکن طبعی ناممکنات کا قطعاً وجود نہیں) کے رو سے ناممکن نہیں ہیں۔ ہاں اگر ہم یہ دعویٰ کر سکتے کہ فطرت اشیاء کے متعلق ہمارے علم نے تمام ممکنات کا کامل احاطہ کر لیا ہے تو شاید یہ کہنا بجا ہوتا کہ آدمی کے صفات پانی پر چلنے یا ہوا میں اڑنے کے منافی ہیں۔ لیکن یہ حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ علم فطرت کی انتہاء تک پہنچا گیا؟ ابھی تک ہم اس کی ابتداء اور ابجد سے آگے نہیں بڑھے ہیں۔ بلکہ ہماری توقعات اس قدر محدود ہیں کہ کبھی بھی ہم ممکنات فطرت کی حد بندی نہیں کر سکتے۔"

(ممتنعات و ممکنات از پروفیسر ہکسلے ص ۱۹۷)

۸۔۔ انگلستان کا مشہور منطقی ولیم اسٹانلی جیونس لکھتا ہے کہ: "ہر طرح سائنس کی حقیقت و ماہیت کے متعلق جو بحثیں گذری ہیں ان سے ایک نتیجہ نہایت صاف طور پر نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم کارخانہ فطرت میں مداخلت خداوندی کے امکان کو کسی طرح باطل نہیں ٹھہرا سکتے۔

جس قوت نے کائنات مادی کو خلق کیا ہے وہ میرے نزدیک اس میں حذف و اضافہ بھی کر سکتی ہے۔ اس قسم کے واقعات ایک معنی کر کے ہمارے لئے نا قابل تصور نہیں ہیں۔ جیسا کہ خود عالم کا وجود ہے۔" (اصول سائنس کا حاشیہ ص ۱۹۶)

ناظرین کرام! ان مختصر اقتباسات سے حقیقت معجزات پر اور ان کے وقوع پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اب ذرا مرزا قادیانی کی تحریرات امکان معجزات پر ملاحظہ فرمایئے۔ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

۱ ..... "مگر آج تک اس کے کاموں کی حد بست کس نے کی ہے؟ اور کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس کی عمیق در عمیق اور بے حد قدرتوں کی انتہاء تک پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور اس کے عجائب کام ناپیدا کنار ہیں۔ وہ اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے۔ مگر وہ بدلنا بھی اس کے قانون ہی میں داخل ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۹۶، خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۴)

۲ ..... "خدا کے قانون کی وہ شخص حد بست کر سکتا ہے جو خدا سے بھی بڑھ کر ہو۔ ورنہ یہ خیال سراسر بے ادبی اور بے ایمانی ہے کہ وہ خدا جس کے اسرار وراء الوراء ہیں اور جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح ناپیدا کنار ہیں۔ اس کے عجائبات قدرت کو کسی حد تک محدود کر دیا جائے۔"

(چشمہ معرفت ص ۲۱۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۰)

---

۳ ..... "اور جو اس کے کام عوام کے لئے محال ہیں اور ظاہر نہیں ہوتے وہ خواص کے لئے بباعث ان کے تعلق کے ظاہر کئے جاتے ہیں۔" (چشمہ معرفت ص ۲۱۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۰)

۴ ..... "انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی نہ کوئی خصوصیت اگر اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے تو یہ کوتاہ اندیش لوگوں کو ایک فرحت اور غلطی ہے کہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔" (ملفوظات احمدیہ ص ۳۲)

۵ ..... "کیونکہ اس کی غیر متناہی حکمتوں اور قدرتوں کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم حاشیہ ص ۷۰، خزائن ج ۱ ص ۸۶)

۶ ..... "اس وقت امام رازی علیہ الرحمتہ کا یہ قول نہایت پیارا معلوم ہوتا ہے کہ: "من اراد ان یکتال مملکة الباری بمکیال العقل فقد ضل ضلالاً بعیداً" یعنی جو شخص

مرزا قادیانی کے ان حوالہ جات سے بخوبی معجزات کا ممکن الوقوع ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا کسی چیز کے ممکن ہونے سے اس کا خارج میں متحقق ہونا بھی لازمی ہے؟ اور مرزا قادیانی معجزات کے خارج میں موجود ہونے پر کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ تو اس کا جواب بھی مرزا قادیانی کی تحریرات ہی سے سن لیجئے کہ خارج میں معجزات کا وقوع ہوتا رہا ہے۔

۱..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے۔ مگر خدا نے ان کو صحیح و سالم بچالیا۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۲، خزائن ج ۱۷ ص ۸۳، حقیقت الوحی ص ۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲)

۲.. "خدا تعالیٰ کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں کہ یونس علیہ السلام خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے۔" (مسیح ہندوستان میں ص ۱۲، خزائن ج ۱۵ ص ۱۶)

۳.. "خدا تعالیٰ کے کرشمہ قدرت نے ایک لحظہ کے لئے عزیر علیہ السلام کو زندہ کر کے دکھلا دیا۔ تا کہ اپنی قدرت پر اس کو یقین دلاوے۔ مگر وہ دنیا میں آنا صرف عارضی تھا۔"

{ازالہ اوہام ص ۳۹۵، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷}

۴.. "قرآن کریم میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا۔" (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۱)

۵.... "عصا سانپ کی شکل بن گیا۔" (براہین احمدیہ ص ۳۲۳، خزائن ج ۱ ص ۵۱۸)

۶...... "مریم لمبی زلفوں والی ایک عورت تھی۔" (صداقت مریمیہ ص ۹۸)

بقیہ حاشیہ ٹائٹل...... حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے زمین کے بغیر بھی جنت میں زندگی کا کچھ عرصہ گزارا ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کیوں نہیں گزار سکتے؟ "فما هو جوابكم فهو جوابنا" ٹائٹل...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "وہ موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے۔ "ولم يمت وليس من الميتين" (نور الحق حصہ اول ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۹) یہاں تو اشارہ قرآن کہا ہے۔ لیکن (حمامۃ البشریٰ ص ۵۳، خزائن ج ۷ ص ۲۲۱) میں لکھتے ہیں کہ: "موسیٰ کلیم اللہ کی زندگی نص قرآنی سے ثابت ہے۔" تو جس طرح مرزا قادیانی "فيها تحيون" کے خلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی نص قرآنی سے تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات بھی مان لیں کہ ضد و تنگ کے نہ بھٹکوی۔

۷...... "مظفر گڑھ میں ایک بکرا نے قریب ڈیڑھ سیر دودھ دیا۔ مسٹر میکالیف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ نے وہ بکرا لاہور عجائب گھر میں بھیج دیا۔"

(سرمہ چشم آریہ ص ۵۵، خزائن ج ۲ ص ۹۹)

۸...... "میر علی ایک سید لڑکا اپنے باپ ہی کے دودھ سے پرورش پایا تھا۔ کیونکہ اس کی ماں مر گئی تھی۔" (سرمہ چشم آریہ ص ۵۵، خزائن ج ۲ ص ۹۹)

۹...... "بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا خشک مٹی سے پیدا ہوا۔ جس کا آدھا دھڑ تو مٹی تھا اور آدھا چوہا بن گیا۔ حکیم فاضل قرشی نے لکھا ہے کہ ایک بچہ کا کان بہرہ ہو گیا۔ کان کے پیچھے ایک ناسور پیدا ہو گیا۔ آخر سوراخ ہو گئے۔ اس سوراخ کی راہ سے وہ بچہ سن لیتا تھا۔ طبیبوں نے ناف کی سوراخ ہو کر مدت تک پاخانہ آتے رہنا تحریر کیا ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ ص ۵۵، خزائن ج ۲ ص ۹۹)

۱۰...... "بعض درخت ایسے ہیں کہ ان کے پتوں میں سے بڑے بڑے پرندے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک آک کا درخت ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۱۹۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۰۴)

۱۱...... "اور بعض درختوں کے پھل پختہ ہونے اور کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں تو وہ سب کے سب پرندے بن جاتے ہیں اور دوسرے پرندوں کی طرح پرواز کرتے ہیں۔ جیسا کہ گولر کا پھل بھی اسی طرح کا ہے۔" (چشمہ معرفت ص ۲۰۷، خزائن ج ۲۳

ص ۳۰۳)

۱۲... "جیسے پانی میں مری ہوئی مکھیاں ہوتی ہیں تو اس صورت میں اگر نمک باریک پیس کر اس مکھی وغیرہ کو اس کے نیچے دبا دیا جائے اور پھر اس قدر نمک اس پر ڈالی جائے۔ تو مکھی زندہ ہو کر اڑ جاتی ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۳ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۵۴)

۱۳... "اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں کیڑے مکوڑے مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔" (تریاق القلوب ص ۷۴، خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۲)

۱۴... "سو مٹی ہی سے بنائی گئی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لاتے ہیں۔" (ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۳)

۱۵... "کہ (چوتھے لڑکے مبارک احمد نے) ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب ہوئی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائی! میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ (پھر آگے لکھتے ہیں) مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔" (تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷)

حضرات! آپ مرزا قادیانی کی تحریرات پڑھ چکے کہ خارق عادت امور کا دنیا میں وقوع ہوتا رہتا ہے اور مرزا قادیانی کو بھی اس کا واضح الفاظ میں اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لانے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

لطیفہ: مرزا قادیانی کی ہر ادا نرالی اور نرالی تھی۔ نبوت نئی تھی، خدا نیا تھا، الہام نیا اور حساب بھی نیا تھا۔ نبوت اس لئے کہ ان کو ظلی، بروزی اور غیر تشریعی نبی ہونے کے باوجود تمام نبیوں سے اونچا تخت ملا۔ "آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔"
(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

اور نیز لکھا: "اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں۔" (ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۲۳۴) اور خدا اس لئے نیا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ "نئی زندگی ہرگز حاصل

نہیں ہو سکتی۔ جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک موسیٰ اور مسیح اور ابراہیم اور یعقوب اور محمد ﷺ کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔ نئی زندگی انہی کو ملتی ہے۔ جن کا خدا نیا ہو۔ یقین نیا ہو، نشان نئے ہوں۔“

(تریاق القلوب کا ضمیمہ نمبر ۳ ص ن، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۷)

اور الہام اس لئے نیا کہ الہام تو مرزا قادیانی کو ہو رہا تھا۔ لیکن مخاطب اس (یعنی حسین) کے بھائی تھے۔ مرزا قادیانی پر اگر یہ الہام ٹیچی ٹیچی (جو مرزا قادیانی پر وحی لایا کرتا تھا۔ حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶) لایا تھا تو یہ نام ہی بڑا عجیب ہے اور اگر خیراتی (مرزا قادیانی کے ایک فرشتے کا نام تھا۔ تریاق القلوب ص ۳۴، خزائن ج ۱۵ ص ۳۵۱) لایا تھا تب بھی وہ سمجھا جائے گا کہ خیراتی اور بناسپتی نبی کی طرف چنداں التفات کی ضرورت نہیں۔ چلو الہام مرزا قادیانی کو ہوتا رہے اور دیا جاتا اور مخاطب ان کے صاحبزادوں سے ہوتا رہے۔

شیخ بھی خوش رہے شیطان بھی ناراض نہ ہو

اور حساب اس طرح نیا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔“ واہ سبحان اللہ! کیا ہی حساب ہے کہ ایک دن سے دو برس مراد ہیں۔ مرزا قادیانی نے صداقت اسلام پر تین سو دلائل پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ جب چندہ خوب فراہم ہو گیا تو دو دلیلیں لکھ کر خاموش ہو گئے۔ (براہین حصہ پنجم ص ۴، خزائن ج ۲۱ ص ۹)

براہین کی پچاس جلدیں لکھنے کا اعلان کیا۔ جب پانچ جلدیں لکھیں تو سکوت فرما گئے۔ لوگوں نے تقاضا کیا تو جواب میں لکھتے ہیں۔ ”پہلے پچاس لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ (صفر) کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“ (ملخص براہین حصہ پنجم ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹)

اربعین کے چالیس نمبر لکھنے کا اعلان کیا۔ جب چار لکھ کر تحریر ختم ہو گئی تو ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”چار کو بجائے چالیس کے خیال کرو۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

یہ ہے مرزا قادیانی کا حساب؟ دنیا خواہ کچھ ہی کہے مگر ان کی ادائیں باقی رہیں۔ کیا خوب؟

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

دوسرا باب

ہم بطور تمہید حقیقت معجزہ اس کے امکان وقوع اور خارج میں معجزات اور خارق عادت امور کے پائے جانے پر قرآن کریم کے علاوہ یورپین سکالرز اور مرزا قادیانی کی تحریرات پیش کر چکے ہیں۔ اس باب میں ہم معراج کے بارے میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث نقل کرتے ہیں۔ معراج کا معنی زینہ اور سیڑھی کے آتے ہیں اور یہ لفظ عروج سے مشتق ہے۔ نزول اور عروج متضاد ہیں۔ چونکہ آسمان زمین کی طرف سے بلند ہیں اور آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حالت بیداری میں ایک رات کے اندر مسجد حرام سے بیت المقدس تک (جس کا ثبوت قرآن کریم سورہ بنی اسرائیل میں اور احادیث متواترہ میں مفصل مذکور ہے) اور پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ کی سیر کرائی۔ (جس کا بیان قرآن کریم سورۃ النجم میں مجملاً اور احادیث متواترہ میں مفصلاً مذکور ہے) معراج بالکسر نردبان و مطلق اسراء۔

(صراح ص ۸۹)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''سبحن الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا ۰ انہ ھو السمیع البصیر (بنی اسرائیل)'' (پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔ وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں ارشاد فرمائی ہیں:

۱۔ لفظ سبحان! یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ عجیب و غریب اور خارق عادت نشانیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ یہ لفظ اس چیز کی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جسم عنصری کے ساتھ حالت بیداری میں معراج کرائی گئی۔ ورنہ خواب کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی۔ جس پر اللہ تعالیٰ سبحان کا اطلاق کرے۔ (بدایہ نہایہ از حافظ ابن

کشمیری ج ۳ ص ۱۱۴)

۲...　　یہاں لفظ عبد کا اطلاق کیا گیا ہے اور زندہ انسان پر عبد کا اطلاق جسم اور روح دونوں کے مجموعہ پر ہی آتا ہے اور اگر آنحضرت ﷺ کو جسم مبارک کے ساتھ سیر نہ کرائی گئی ہوتی تو "اسریٰ بعبدہ" نہ بولا جاتا۔ بلکہ "اسریٰ بروح عبدہ" ہوتا۔ حالانکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔　　(الفقہ الاسلامی ج ۱ ص ۸۶)

۳......　　مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اللہ تعالیٰ نے لفظ اسریٰ سے تعبیر فرمایا ہے اور اسریٰ کا اطلاق حقیقتاً رات کی ایک سیر پر ہوتا ہے۔ جو جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "فاسر باھلک بقطع من اللیل (ھود: ۸۱)" {(اے لوط علیہ السلام) رات کے کسی حصے میں اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر نکل جا۔}

اس سے یہ تو قطعاً مراد نہیں کہ لوگوں کی ارواح کو لے کر چلے جائیں اور جسم یہاں ہی دھرے رہیں۔ بلکہ جسم اور روح دونوں کو ساتھ لے کر جانا مراد ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ارشاد ہوتا ہے: "واوحینا الیٰ موسیٰ ان اسر بعبادی انکم متبعون (شعراء: ۵۲)" {اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے کر نکل۔ میرے بندوں کو البتہ (فرعونی) تمہارا پیچھا کریں گے۔}

اس آیت میں بھی اسر بعبادی سے زندہ انسانوں کو حالت بیداری میں ساتھ لے جانا مراد ہے نہ کہ روحانی اسراء مراد ہے اور نہ خواب اور کشف۔ "وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس (بنی اسرائیل: ۶۰)" {اور نہیں بنایا ہم نے وہ دکھلاوا جو ہم نے تجھ کو دکھایا۔ مگر لوگوں کے لئے آزمائش۔}

یہ آیت بھی آنحضرت ﷺ کی معراج کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اگر آپ کو جسم اور روح دونوں کے ساتھ معراج نہ کرائی گئی ہوتی تو اس میں لوگوں کے لئے کیا فتنہ اور کیا آزمائش تھی؟ خواب کا معاملہ نہ فتنہ ہوتا اور نہ آزمائش۔ بلکہ ایک تعجب طلب امر ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز سب لوگوں کے لئے فتنہ اور آزمائش تھی وہ آنحضرت ﷺ کی معراج جسمانی ہی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جن کو مرزا قادیانی کے نزدیک بھی قرآن کریم کی بڑی سمجھ اور مہارت حاصل تھی وہ فرماتے ہیں کہ "ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ ﷺ لیلۃ اسری بہ (بخاری ج ۲ ص ۶۸۶، باب وجعلنا الرؤیا، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱، ابواب التفسیر)" {رؤیا سے آنکھوں کا دکھاوا مراد ہے۔ جو کہ آنحضرت ﷺ کو معراج کی رات دکھایا گیا تھا۔}

بلکہ ساتھ ہی وہ خواب کی نفی کرتے ہیں کہ: "لا رؤیا منام" (شفاص ۱۰۸، جامع البیان ج ۳ ص ۱۳) اس دکھاوا سے خواب کا دکھاوا مراد نہیں۔

الغرض قرآن کریم کا اسلوب بیان اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت اس چیز کو متعین کرتی ہے کہ رؤیا سے آنکھوں کے ساتھ دکھاوا مراد ہے۔ خواب اور کشف ہرگز مراد نہیں۔

سوال۔۔۔ لفظ رؤیا عربی زبان میں خواب پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معراج خواب کا ایک قصہ تھا یا ایک کشفی امر تھا۔ جو خواب سے قریب تر ہوتا ہے۔

جواب۔۔۔ لغت عربی میں رؤیا کا معنی دکھاوا ہوتا ہے۔ آنکھوں کے ساتھ ہو یا خواب میں ہو۔ پھر جہاں کہیں یہ لفظ خواب پر بولا گیا ہے۔ وہاں ایسے دلائل اور قرائن موجود ہیں کہ اس جگہ دکھاوا سے خواب کا دکھاوا مراد ہے اور جہاں ایسے قرائن موجود نہ ہوں یا وہاں آنکھوں کے ساتھ دیکھنے کے قرائن موجود ہوں تو اس سے آنکھوں کا دکھاوا مراد ہوگی اور قصہ معراج میں لفظ سبحان بعبدہ اسراء اور فتنۃ للناس اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر جمہور صحابہ کرام کی روایات آنکھوں کے ساتھ دکھاوا کو متعین کرتی ہیں۔ لہٰذا رؤیا سے آنکھوں کا دکھاوا ہی مراد ہوگی۔ خواب اور کشف مراد نہ ہوگی۔

البتہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا رؤیا کا اطلاق بیداری میں آنکھوں کے ساتھ دیکھنے پر بھی لسان عربی میں وارد ہوا ہے یا نہیں؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ زبان اہل عرب میں رؤیا کا اطلاق بیداری میں آنکھوں سے دیکھنے پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

وکبر للرؤیا وھش فؤادہ
وبشر قلبا کان جما بلابلہ

(روح المعانی ج ۱۵ ص ۷)

شکاری نے شکار دیکھتے ہی خوشی کے مارے تکبیر کہی اور اس نے اپنے غمگین دل کو جس

میں ختم صبح ہو چکا تھا خوشخبری سنائی۔ اس شعر میں رؤیا کا اطلاق بیداری میں آنکھوں کے ساتھ دیکھنے پر ہوا ہے۔ حسنی بدر بن عمار کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

مضی اللیل والفضل الذی لک لا یمضی

ورؤیاک احلی فی العیون من الغمض

(دیوان ص ۱۵۷)

رات ختم ہو چکی اور تیری تعریف ابھی ختم نہ ہوئی اور آنکھوں کے ساتھ تجھے دیکھنا نیند سے بھی زیادہ میٹھا اور لذیذ ہے۔ اس شعر میں بھی لفظ رؤیا کا اطلاق آنکھوں کے ساتھ دیکھنے پر ہوا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "ثم دنی فتدلیٰ ۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ۔ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ ۔ ما کذب الفؤاد ما رای ۔ افتمرونه علی ما یری ۔ ولقد راٰه نزلة اخری ۔ عند سدرة المنتهیٰ ۔ عندها جنة الماویٰ ۔ اذ یغشی السدرة ما یغشیٰ ۔ ما زاغ البصر وما طغیٰ ۔ لقد رای من اٰیات ربه الکبریٰ (نجم)" (پھر نزدیک ہوا پس اور نزدیک ہو پھر رہ گیا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک۔ پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا غلطی نہیں کھائی رسول کے دل نے جو دیکھا۔ اب کیا تم اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا اور اس نے اس کو دیکھا ہے اترتے ہوئے ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس ہے بہشت آرام سے رہنے کی۔ جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ کہ چھا رہا تھا۔ بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی بیشک دیکھے اس نے اپنے رب کے بڑے نمونے اور نشانیاں۔)

ان آیات میں جناب رسول اللہ ﷺ کے اس سفر کا ذکر ہے جو بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک واقع ہوا ہے۔ جس میں آنکھ اور دل نے بیداری میں سب کچھ دیکھا ہے اور دل اور آنکھوں کو غلطی اور لغزش بھی نہیں ہوئی اور لوگ اس عجیب سفر پر آپ سے جھگڑا بھی کرتے تھے۔ اس سفر میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی عجیب اور غریب نشانیاں دیکھیں۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "ثم ذهب بی الی سدرة المنتهی فاذا ورقها کاذان الفیلة واذا ثمرها مثل قلال هجر قال هذه سدرة المنتهی (بخاری ج ۱ ص ۵۴۸ باب المعراج، مسلم ج ۱ ص ۹۱ باب الاسراء، ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۲۱)" (پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ بیری کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح بڑے بڑے ہیں اور قلال ہجر کے مٹکوں کی مانند

اس کا پھل ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔}

اور پھر وہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی طرف جو کچھ کہ اس کو منظور تھا۔ اپنا حکم بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں آتا ہے کہ: "لما اسری برسول اللہ ﷺ انتھی بہ الی سدرۃ المنتھی الی ان قال فراش من ذھب (مسلم ج ۱ ص ۹۷، باب معنی قول اللہ عزوجل ولقد رآہ نزلۃ اخری تعالیٰ ج ۱ ص ۹۸، باب فرض الصلوٰۃ، ترمذی ج ۲ ص ۱۶۰، ابواب التفسیر)" {جب آنحضرت ﷺ کو اسراء اور معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا۔ جہاں سونے کے پروانے اس کو گھیرے ہوئے تھے۔}

صحابہ کرامؓ کا "ولقد راٰہ نزلۃ اخری" کی ضمیر مفعول میں اختلاف ہے کہ اس کا مرجع کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں یا خدا تعالیٰ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خدا تعالیٰ کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ اور دیگر اکابر یہ فرماتے ہیں کہ مفعول کی ضمیر حضرت جبرائیل کی طرف راجع ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک مرتبہ جب کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ کے پاس نیچے اتر رہے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ روایت (مسلم ج ۱ ص ۹۸، باب معنی قول اللہ عزوجل ولقد راٰہ نزلۃ اخری) وغیرہ میں موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا اس میں تو اختلاف تھا کہ کیا آنحضرت ﷺ نے جسمانی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ ایک گروہ قائل تھا اور دوسرا منکر۔ لیکن معراج جسمانی میں کسی صحابی کو اختلاف نہ تھا۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بھی۔ کیونکہ وہ رؤیت خداوندی کا تو بڑی شدومد سے انکار فرماتی ہیں۔ لیکن معراج جسمانی کا انکار نہیں کرتیں۔ بلکہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آسمان سے نیچے اترتے ہوئے اصلی شکل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے رؤیت پر زور الفاظ میں ثابت کرتی ہیں اور اپنے اس دعویٰ پر جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث پیش کرتی ہیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۹۸، باب معنی قول اللہ عزوجل ولقد راٰہ نزلۃ اخری) حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ ارشاد یاد رکھنا آگے کام آئے گا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے بڑا دھوکہ دیا ہے!

الحاصل سورۃ النجم کی مذکورہ آیات اور ان کی تفسیر میں پیش کردہ احادیث اور اقوال صحابہ کرامؓ سے یہ بات پوری طرح واضح اور ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سفر جسمانی اور بیداری میں تھا اور اسی واسطے مخالف آپ سے اس پر جھگڑا بھی کرتے تھے۔ اب آپ واقعہ معراج

کا خلاصہ ذیل میں جو متعدد احادیث کو سامنے رکھ کر انتخاب کیا گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا کہ تین فرشتے آئے اور مجھے بیدار کر کے میرا پیٹ چاک کیا گیا اور میرا دل سونے کے تھال میں رکھ کر زمزم کے پانی سے خوب دھو کر ایمان اور حکمت سے پر کر کے سی دیا گیا۔ خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا ایک جانور جس کو براق کہتے ہیں۔ میری سواری کے لئے پیش کیا گیا۔ جہاں تک انسان کی نگاہ پہنچتی ہے۔ وہاں تک اس کا ایک ہی قدم ہوتا ہے۔ پھر مجھے بیت المقدس لے جایا گیا۔ براق اس حلقہ کے ساتھ باندھا گیا۔ جہاں دوسرے انبیاء عظام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور تمام پیغمبروں کو خدا تعالیٰ نے وہاں میرے لئے جمع کر دیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق میں نے ان تمام کی امامت کرائی اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر وہاں سے پہلے آسمان تک گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کو کہا۔ دربان نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے۔ دربان نے کہا ساتھ کون ہے؟ فرمایا حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ان کو بلایا گیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے علیک سلیک اور ملاقات ہوئی۔ انہوں نے صالح نبی اور نیک بیٹے کے ساتھ تعبیر کرتے ہوئے آپ کی آؤ بھگت کی۔ وہاں سے دوسرے آسمان کے دروازہ سے سابق طریق سے اجازت طلب کرنے کے بعد پہنچے۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہما السلام سے سلام کیا۔ انہوں نے نبی صالح اور الاخ الصالح سے خطاب کرتے ہوئے مرحبا کہی۔ پھر تیسرے آسمان کے دروازہ سے طریق مذکور کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو بطریق مذکور سلام کیا اور ان کی حسین ترین صورت دیکھنے میں آئی۔ انہوں نے بھی بھائی صالح اور نبی صالح سے خوش آمدید کہی۔ پھر چوتھے آسمان پر اسی طرح اجازت کے بعد گئے۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ان کو سلام کریں۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے بھی دوسرے بزرگوں کی طرح مجھے مبارک باد دی۔ پھر وہاں سے پہلے کی طرح پانچویں آسمان پر اذن طلب کرنے کے بعد پہنچے۔ وہاں حضرت ہارون علیہ السلام کو سلام کیا گیا۔ انہوں نے بھی مرحبا سے یاد کیا۔ پھر چھٹے آسمان پر گئے۔ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور آؤ بھگت ہوئی۔ جب ہم ان سے رخصت ہی ہوئے تو ان کے رونے کی آواز آئی۔ پوچھا گیا اے موسیٰ علیہ السلام کیوں روتے ہو؟ فرمایا کہ یہ نوجوان نبی میرے بعد دنیا میں آیا اور اس کی امت میری امت سے کہیں زیادہ تعداد میں جنت میں داخل

ہوگی۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر گئے۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے سلام عرض کیا۔ انہوں نے ابن صالح کے الفاظ سے یاد کرتے ہوئے خوش آمدید کہی۔ پھر ان سے رخصت ہو کر سدرۃ المنتہیٰ مجھے لے جایا گیا۔ وہاں بیری کے پتے جو دیکھے تو ہاتھی کے کان کی مانند تھے اور اس کا پھل قبیلہ ہجر کے مٹکوں کی طرح تھا۔ وہ مقام احکام خداوندی کے لئے ہیڈکوارٹر کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہاں سے احکام اترتے اور چڑھتے ہیں۔ وہاں سونے کے پروانوں نے اس کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ وہاں سے چار نہریں پھوٹتی ہیں۔ دو باطنی جو جنت میں جاتی ہیں اور دو ظاہری نیل اور فرات۔ وہاں سے مجھے بیت المعمور کے پاس لے جایا گیا۔ جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے آتے ہیں۔ پھر ان کو تمام عمر دوبارہ وہاں آنے کا موقع نہیں ملتا۔ مجھے وہاں تین پیالے پیش کئے گئے۔ ایک دودھ کا، دوسرا شراب کا، اور تیسرا شہد کا۔ میں نے دودھ کے پیالے کو قبول کر لیا۔ مجھے ارشاد ہوا کہ آپ نے حسن انتخاب میں کمال کر دیا۔ دودھ سے دین فطرت مراد ہے۔ اگر آپ خمر وغیرہ لے لیتے تو آپ کی امت بہک جاتی۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں سمعنا وصدقنا کہتے ہوئے خوشی خوشی واپس آیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے سوال کیا۔ کیا کچھ انعام لائے ہیں؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ انہوں نے فرمایا میں بنی اسرائیل پر پانچ سے کم نمازوں میں تجربہ کر چکا ہوں۔ آپ کی امت ان سے بھی خلقت میں ضعیف اور کمزور ہے۔ آپ اپنے رب سے تخفیف کا مطالبہ کریں۔ آپ فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا۔ اللہ تعالیٰ پانچ پانچ نمازیں۔ میرے بار بار آنے جانے سے معاف کرتا رہا۔ حتیٰ کہ صرف پانچ رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر بھی تخفیف کا مطالبہ پیش کرنے کو کہا۔ لیکن میں نے کہا۔ مجھے اب شرم آتی ہے۔ اس لئے میں ان کو بطیب خاطر قبول کرتا ہوں۔ اتنے میں آواز آئی کہ ہمارے ہاں پہلے سے ہی یہی پانچ نمازیں طے ہو چکی تھیں۔ باقی پچاس باعتبار اجر اور ثواب کے تھیں۔ کیونکہ ہر نیکی کا ادنیٰ بدلہ دس گنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اور مجھے وہاں ایک تو پانچ نمازیں ملیں۔ دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور تیسرے یہ کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے گا اس کی بخشش ہوگی۔ میں یہ تحفے اور خوشخبریاں لے کر صبح سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ جب یہ واقعہ مشرکین نے سنا تو اودھم مچا دیا۔

ہم نے متعدد روایات کو سامنے رکھ کر معراج کے اہم واقعات اور جزئیات کا ترجمہ

پیش کر دیا ہے۔ بعض ضروری اور قابل ذکر جزئیات کا ذکر عنقریب کر دیا جائے گا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان صحابہ کرامؓ کے اسماء جن سے واقعہ معراج منقول ہے بحوالہ پیش کر دیں۔ اگرچہ ان کی روایات میں اجمال، تفصیل، تقدیم، تاخیر اور بعض اجزاء کے حذف و اضافہ کا ضرور فرق ہے۔ لیکن ایسی لمبی روایت میں ایسا ہو جانا ناگزیر امر ہے اور اس سے اصل واقعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اب آپ صحابہ کرامؓ کے اسماء بمع حوالہ جات سن لیجئے۔

(۱) حضرت مالک بن صعصعہ۔ بخاری ج ۱ ص ۵۴۸، مسلم ج ۱ ص ۹۳، ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۱۱، نسائی ج ۱ ص ۵۰۔ (۲) حضرت انس بن مالکؓ، بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۰، مسلم ج ۱ ص ۹۱، ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۲۶، نسائی ج ۱ ص ۵۲، ترمذی ج ۳ ص ۱۴۱، ابو داؤد ج ۲ ص ۳۳۳، مسند طیالسی ص ۲۷۰۔ (۳) حضرت ابو ذرؓ، بخاری ج ۱ ص ۵۰، مسلم ج ۱ ص ۹۲، ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۳۳۔ (۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، مسلم ج ۱ ص ۹۷، ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۲۸، نسائی ج ۱ ص ۵۲، ابن ماجہ ص ۳۰۹، مستدرک ج ۳ ص ۳۸۸۔ (۵) حضرت ابو ہریرہؓ، بخاری ج ۲ ص ۶۸۳، مسلم ج ۱ ص ۹۶، ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۳۱، ترمذی ج ۲ ص ۱۳۱، ابن ماجہ ص ۱۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۲۹۔ (۶) حضرت جابرؓ، بخاری ج ۱ ص ۵۴۸، مسلم ج ۱ ص ۹۶، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱، ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۲۵۔ (۷) حضرت حذیفہ بن الیمانؓ، مسند طیالسی ص ۵۵، مستدرک ج ۲ ص ۳۵۹۔ (۸) حضرت بریدہؓ، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱، مستدرک ج ۲ ص ۳۶۰۔ (۹) حضرت عبداللہ بن عباسؓ، بخاری ج ۱ ص ۵۵۰، مسلم ج ۱ ص ۹۳، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱، مستدرک ج ۲ ص ۳۶۲۔ (۱۰) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۰۹، و سندا خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶۷۔ (۱۱) حضرت عائشہؓ، مستدرک ج ۳ ص ۶۳، خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۶۔

فائدہ..... حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث بحوالہ مسلم پہلے بھی عرض ہو چکی ہے۔

(۱۲) حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزمؓ، نسائی ج ۱ ص ۵۲، خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶۷۔ (۱۳) حضرت شداد بن اوسؓ، تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۱۳۶، مع المعالم شفاء قاضی عیاض ص ۸۷، خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۸ (قال البیہقی اسناد صحیح)۔ (۱۴) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، مستدرک ج ۳ ص ۱۵۶۔ (۱۵) حضرت ابی بن کعبؓ۔ (۱۶) حضرت سمرۃ بن جندبؓ۔ (۱۷) حضرت صہیب بن سنانؓ۔ (۱۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ (۱۹) حضرت عبداللہ بن عمرو

بن العاصؓ۔ (۲۰) حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہؓ۔ (۲۱) حضرت عبدالرحمن بن قرط الثمالیؓ۔ (۲۲) حضرت عمر بن الخطابؓ۔ (۲۳) حضرت ابوایوب انصاریؓ۔ (۲۴) حضرت ابوالحمراءؓ۔ (۲۵) حضرت ابوحبہ انصاریؓ۔ (۲۶) حضرت ابوایوب انصاریؓ۔ (۲۷) حضرت ابولیلیٰ انصاریؓ۔ (۲۸) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ۔ (۲۹) حضرت ام ہانیؓ۔ (۳۰) حضرت علیؓ۔ (۳۱) حضرت ابوامامہؓ۔ (۳۲) حضرت سہیل بن سعدؓ۔ (۳۳) حضرت ام سلمہؓ۔ ان تمام اکابر کی روایات خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶۵ تا ۱۷۹ وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی معراج کی حدیثیں پینتالیس صحابہ کرامؓ سے مروی تھیں۔

(زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۳۵۵)

آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر صدی پر مجدد آنے کی حدیث صرف حضرت ابوہریرہؓ سے اور پھر فقط ابوداؤد میں آئی ہے۔ صحاح ستہ کی اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔ جس پر مرزا قادیانی نے اپنی مجددیت کی تعمیر کی ہے اور معراج کی حدیث مختلف طریق سے کم از کم ۴۵ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اور پھر خاص کر حدیث کے چیدہ اولیٰ بخاری و مسلم وغیرہ میں جن کے متعلق مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ: ”اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں اپنی تائید دعویٰ میں کیوں بار بار ان کو پیش کرتا۔“ (ازالہ اوہام ص ۸۸۴، خزائن ج ۳ ص ۵۸۰)

آپ نے ہمارے استدلال کا معیار تو دیکھ لیا۔ اب ذرا مرزا قادیانی کا معیار بھی ملاحظہ فرمائیے۔ مرزا قادیانی اپنے مسیح موعود ہونے پر یوں استدلال کرتے ہیں کہ: ”کریم بخش روایت کرتے ہیں کہ گلاب شاہ مجذوب نے تیس برس پہلے مجھ کو یہ کہا تھا کہ عیسیٰ اب جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۰۸، خزائن ج ۳ ص ۴۸۲)

گویا کریم بخش اور مجذوب گلاب شاہ کی بات تو مرزا قادیانی کے لئے قابل حجت ہے۔ مگر صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر تعداد کی روایات قابل قبول نہیں۔ پھر مزید لطف یہ ہے کہ کریم بخش کی تعدیل بہت سے گواہوں سے کی گئی ہے۔ جن میں خیراتی، ہمتا، کھیالال، مراری لال، روشن لال اور کنھیالال وغیرہ ہیں اور ان کی گواہی یہ کہ کریم بخش کا کوئی جھوٹ کبھی ثابت نہ ہوا۔

آپ پڑھ چکے کہ حدیث معراج بہت سے صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ اس کے تواتر معنوی کا انکار تو شاید کوئی مسلوب العقل ناواقف ہی کرے گا۔ علاوہ بریں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "النصوص یحمل علی ظواھر" (ازالہ اوہام ص ۔ روحانی خزائن ج ۳ ص ۳۹۰) کہ نصوص کو ظاہر معنی پر ہی حمل کیا جائے گا۔ یعنی بلاوجہ تاویل وغیرہ سے کام نہ لیا جائے گا اور حدیث معراج کا ایک ایک لفظ معراج جسمانی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ؎

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۶۸)

اور یہ مضمون مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے نہیں کہا۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں: "میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا۔" (حقیقت الوحی ص ۲۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹۱)

تو لازمی ہے کہ یہ بھی الہام خداوندی ہوگا۔ اب دیکھئے مرزا قادیانی کے امتی قرآن کریم، حدیث شریف پر اگر یقین نہیں رکھتے تو کیا مرزا قادیانی کی بات رکھتے ہیں یا نہیں۔

نبی اپنا اپنا امام اپنا اپنا

ہم تو قرآن کریم کی نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ اور امت کے اجماع و اتفاق کے پیش نظر اس امر پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ مالک الملک نے جناب امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بیداری کی حالت میں صرف ایک ہی رات میں جسم عنصری مبارک کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان اول پھر وہاں سے آسمان ہفتم تک اور جنت وغیرہ تک۔ غرضیکہ جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر کرائی۔ اگر مرزا قادیانی اور ان کے اتباع کو اس کا یقین ہو تو فبہا ورنہ وہ جانیں اور ان کا عقیدہ اور نظریہ۔ ہم تو پروردگار عالم اور آقائے نامدار ﷺ کے حکم صریح پر اعتقاد اور ایمان رکھتے ہیں اور کسی مومن کو بھلا یہ زیبا بھی کب ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد اپنی مرضی سے زندگی بسر کرے۔ یا من مانے عقیدوں پر یقین رکھ کر فلاح اخروی کا مستحق ہو اور سب سے اہم بات ہی فلاح اخروی ہے۔ مگر افسوس کہ وہ اب ہے کہاں؟" الا ماشاء اللہ"

مقصود یہ ادا ہے وہی زیست تھی اپنی
جو چیز کہ اب تیری نگاہوں میں نہیں ہے

تیسرا باب

قرآن کریم اور صحیح احادیث سے معراج جسمانی کا ثبوت پہلے گذر چکا ہے۔ اب معراج جسمانی کے متعلق جمہور اہل اسلام کا عقیدہ سن لیجئے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ: ''اکثر علماء کرام اور جمہور سلف وخلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حالت بیداری میں جسم عنصری کے ساتھ معراج کرائی گئی۔'' (تفسیر ج۵ ص۱۴۱، بدایہ ونہایہ ج۳ ص۱۱۳)

علامہ بغوی لکھتے ہیں کہ: ''اکثر کا مذہب یہی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو حالت بیداری میں اپنے جسم اطہر کے ساتھ معراج کرائی گئی۔ اس پر بیشمار صحیح حدیثیں موجود ہیں۔'' (معالم ج۵ ص۱۰۷)

علامہ عینی اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ: ''اسراء اور معراج ایک ہی رات میں بیداری کی حالت میں جسم اطہر کے ساتھ واقع ہوئی۔ جبکہ جناب رسول اللہ ﷺ کو نبوت اور رسالت مل چکی تھی۔ یہی جمہور محدثین، فقہاء اور متکلمین کا مذہب ہے اور اس عقیدہ کی دلیل میں متعدد صحیح اور ظاہر الحق حدیثیں موجود ہیں۔'' (عمدۃ القاری ج۸ ص۹۷، فتح الباری ج۷ ص۱۷۰)

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ: ''اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ اسراء اور معراج دونوں جناب رسول اللہ ﷺ کو حالت بیداری میں جسم عنصری کے ساتھ کرائی گئی تھیں۔'' (روح المعانی ج۱۵ ص۸)

امام نووی لکھتے ہیں کہ: ''حق بات تو یہ ہے کہ جس پر جمہور سلف اور متاخرین، فقہائی، محدثین اور متکلمین متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو حالت بیداری میں جسم مبارک کے ساتھ معراج کرائی گئی اور یہ واقعہ نبوت کے بعد کا ہے۔ کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ نمازیں معراج کی رات فرض کی گئیں ہیں اور نماز کی فرضیت نبوت کے بعد ہوئی ہے۔'' (نووی شرح مسلم ج۱ ص۹۱)

علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ: ''یہی جمہور محدثین، متکلمین اور فقہاء کرام کا مذہب اور عقیدہ ہے۔'' (زرقانی شرح مواہب ج۱ ص۳۵۵)

قاضی عیاضؒ جمہور کا مذہب بتاتے ہوئے بعض کا نام بھی لکھتے ہیں کہ یہی عقیدہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت جابرؓ، حضرت انسؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت مالک بن صعصعہؓ، حضرت ابوحبہ بدریؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے اور یہی ضحاکؒ، سعید بن جبیرؒ، قتادہؒ، سعید بن المسیبؒ اور ابن شہابؒ، ابن زیدؒ، حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ، مسروقؒ، مجاہدؒ، عکرمہؒ، ابن جریجؒ، امام طبریؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور محدثین، متکلمین اور مفسرین کا عقیدہ اور مذہب ہے۔ (شفاء قاضی عیاض ص ۸۶)

راقم کہتا ہے کہ کسی صحابی اور تابعی بلکہ کسی معتبر امام اور محدث سے صحیح سند اور صریح الفاظ کے ساتھ معراج جسمانی کا انکار ثابت نہیں ہو سکتا۔ ایڑی چوٹی کا بھی زور لگا کر ثابت کیا جائے تو محال ہے۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو آئے میدان میں۔ "فھل من مبارز" جن کا بر عکس اس کے خلاف منقول ہے۔ اس کا جواب عنقریب آتا ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ جمہور سلف وخلف کا یہی مذہب ہے تو مرزا قادیانی کی بھی سنئے کہ "سلف خلف کے لئے بطور وکیل کے ہیں اور ان کی شہادت آنے والی ذریت کو ماننا پڑتی ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۴۷۲، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

اب ہم مرزا قادیانی کی اپنی تحریرات پیش کرتے ہیں۔ شاید کہ ان کے ماننے والوں کے لئے یہ عبارات سوہان روح ثابت ہو سکیں۔ ملاحظہ کریں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱..... "چونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت کہ "سبحان الذی اسری بعبدہ" معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے۔" (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص ب، ج، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸)

۲..... نیز مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "ان معراج نبینا کما کان مکانیا کذالک کان زمانیا ولا ینکرہ الا الذی فقد بصرہ وصار من العمین" ہمارے نبی

کریم ﷺ کی معراج جس طرح مکانی تھی اسی طرح زمانی بھی تھی اور اس کا انکار صرف وہی کرسکتا ہے جو دیدۂ بصیرت سے محروم ہو۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۹۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۹۶)

۳۔ ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ: "فقد عرج رسول اللہ ﷺ بجسمه الی السماء وهو یقظان لا شک فیه ولا ریب" جناب نبی کریم ﷺ کے لئے حالت بیداری میں جسم عنصری کے ساتھ معراج واقع ہوئی۔ اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔

(حمامة البشریٰ ص ۳، خزائن ج ۷ ص ۱۹۹)

اس عبارت کے آگے حضرت عائشہؓ وغیرہا کا حوالہ اس کے خلاف بھی دیتے ہیں۔ ہم اس کی بحث آئندہ عرض کریں گے۔

۴۔ نیز مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "مگر باوجودیکہ آنحضرت ﷺ کی رفع جسمی کے بارے میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم کے ساتھ شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہ کرامؓ کا یہی اعتقاد تھا۔ جیسا کہ مسیح کے اٹھائے جانے کی نسبت اس زمانہ کے لوگ اعتقاد رکھتے ہیں۔ یعنی جسم کے ساتھ اٹھائے جانا اور پھر جسم کے ساتھ اترنا۔ لیکن پھر بھی حضرت عائشہؓ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ وہ ایک رؤیا صالحہ تھی اور کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام نعوذ باللہ ملحدہ یا ضالہ نہیں رکھا اور نہ اجماع کے برخلاف بات کرنے سے ان میں نوٹ کر پڑ گئے۔ اب اے مخالفو! اے حق کے خائنو! اے خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے بندو! اس مقام میں ذرا ٹھہر جاؤ اور آنکھیں کھول کر اور تدبر سے خوب غور کرو کہ کیا ہمارے نبی ﷺ کا آسمان پر جسم کے ساتھ چڑھ جانا اور پھر جسم کے ساتھ اترنا ایسا عقیدہ نہیں جس پر صدر اول کا اجماع تھا۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۴۷)

ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ فی نفسہ مرزا قادیانی کو بھی تسلیم تھا کہ آنحضرت ﷺ کو حالت بیداری میں جسم عنصری کے ساتھ مکانی و زمانی دونوں طرح کی معراج کرائی گئی اور اسی عقیدہ پر تقریباً تمام صحابہ کرامؓ اور صدر اول کا اجماع تھا۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جماعت صحابہؓ کا اجماع کس پوزیشن کا ہوتا ہے؟

سوال کا جواب خود مرزا قادیانی ہی سے سن لیجئے۔

۱..... ''اور صحابہ کرامؓ کا اجماع حجت ہے جو کبھی ضلالت پر نہیں ہوتا۔''

(تریاق القلوب ص ۱۳۷ خزائن ج ۱۵ ص ۳۲۱)

۲..... ''فان المراد من الاجماع اجماع الصحابة ﷺ! اجماع سے تو صحابہ کرامؓ کا اجماع ہی مراد ہے۔'' (اتمام الحجہ ص ۸، خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

۳..... ''یہ مسلم امر ہے کہ ایک صحابی کی رائے شرعی حجت نہیں ہو سکتی۔ شرعی حجت صرف اجماع صحابہؓ ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۲۳، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰)

مرزا قادیانی کی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا اجماع حجت شرعی ہے۔ کیونکہ ان کا اجماع کبھی بھی گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔ البتہ رائے صحابی حجت نہیں۔ ممکن ہے کوئی صاحب کہہ دے کہ اگرچہ صحابہ کرامؓ کا اپنی تحقیقات اور معلومات کی بناء پر آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی پر اجماع ہو چکا تھا۔ لیکن اگر کسی وقت سائنس کی جدید تحقیقات اور نئے فلسفہ کے دور میں آکر اس کے خلاف اجماع ہو جائے تو کیا خرابی ہے؟ اور ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ لیکن کیا کیا جائے کہ خود مرزا قادیانی ہی اس کی بھی ناکہ بندی کر چکے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ''جو شخص بعد صحابہ کرامؓ کسی مسئلہ میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۰ خزائن ج ۲۲ ص ۳۳)

اب کسی کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ قرآن کریم، حدیث شریف اور اجماع صحابہ کرامؓ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کذاب بنے؟ اور سلف سے روگردانی کرے۔ جو خلف کے لئے بطور وکیل کے تھے۔

''قد یصدق الکذوب'' کے قاعدہ کے پیش نظر مرزا قادیانی کا یہ ارشاد بالکل سچا اور صحیح ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بعد اجماع کا دعویٰ کرنے والا کذاب ہے۔ اس کا مطلب اس کے بغیر اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس مسئلہ پر قرآن کریم کی نصوص قطعیہ موجود ہوں اور متواتر حدیثیں بھی موجود

ہوں اور لطف یہ ہے کہ اس پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق و اجماع بھی قائم ہو چکا ہو۔ اب اس کے خلاف کوئی اور متوازی اور متصادم عقیدہ اور نظریہ قائم کرے کون سا ایمان ہے؟ اور اس میں فوز و فلاح کی کون سی صورت مضمر ہو سکتی ہے؟ ممکن ہے اس نظریے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچیں کہ ــــ

ملا و شوخ اب کچھ شرکیں معلوم ہوتی ہے

چوتھا باب

ہم نے معراج جسمانی کے اثبات پر جو دلائل و براہین کئے ہیں۔ ان کی موجودگی میں کسی اور دلیل کی ضرورت تو محسوس نہیں ہوتی۔ البتہ ہم چاہتے ہیں کہ مسئلہ کا ہر پہلو واضح سے واضح تر ہو جائے۔ اس لئے چند احادیث پیش کرنا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

۱ ... آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں تھا کہ معراج جسمانی کا واقعہ سن کر مشرکین ہر طرف سے اُمڈ آئے اور انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ نشانیاں اور علامتیں پوچھیں۔ مجھے وہ نشانیاں معلوم نہ تھیں۔ مجھے اس وقت اتنی پریشانی لاحق ہوئی کہ زندگی بھر کبھی ایسی پریشانی لاحق نہ ہوئی تھی۔ اتنے میں حق تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے بیت المقدس کا نقشہ میرے سامنے پیش کر دیا۔ مخالف مجھ سے جو علامت پوچھتے جاتے ہیں۔ دیکھ کر بتلاتا جاتا۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۴۸ باب حدیث الاسراء، مسلم ج ۱ ص ۹۶ باب الاسراء برسول اللہ ﷺ، صحیح ابو عوانہ ج ۱ ص ۲)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مشرکین کو یہی بات ذہن نشین کرائی گئی تھی کہ آپ کو حالت بیداری میں معراج کرائی گئی ہے اور اس پر تعجب کرتے ہوئے مشرکین نے سوالات کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اگر یہ معاملہ خواب یا کشف کا ہوتا تو مشرکین کو امتحان لینے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ بلکہ جو کچھ سنا تھا اس پر صاد کرتے اور اسی کو غنیمت سمجھ لیتے۔

۲ ... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس رات آنحضرت ﷺ بیت المقدس جا کر واپس تشریف لائے۔ اس کی صبح کو آپ نے وہ واقعہ لوگوں سے بیان فرمایا۔ جس سے بہت سے لوگ جو آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر ہر طرح کی تصدیق کر چکے تھے مرتد ہو گئے۔ پھر کفار ابوبکرؓ کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ کیا اب بھی آپ اپنے رفیق یعنی جناب نبی کریم ﷺ کی

تصدیق کرو گے۔ بھلا وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ آج رات وہ بیت المقدس جا کر واپس بھی آ گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا واقعی حضرت نے ایسا فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگے ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو میں اس کو مانتا ہوں۔ لوگوں نے کہا اے ابوبکرؓ کیا تم اس کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ ایک ہی رات میں بیت المقدس وغیرہ تک گئے اور صبح سے پہلے پھر واپس بھی آ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں! میں تو بیت المقدس سے دور کی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ یعنی جو صبح و شام آسمان کی خبریں بیان فرماتے ہیں۔ ان کو میں سچ اور حق جانتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کا نام صدیق رکھا گیا۔ (مستدرک ج ۳ ص ۶۳، جمال الاکرام وصدیق اکبر)

اس روایت سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ مشرکین کے ذہن نشین یہی کرایا گیا تھا کہ حضرتؐ حالت بیداری میں بیت المقدس جا کر واپس تشریف لائے ہیں۔ جن کی قسمت میں ایمان نہ تھا وہ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی شکوک اور شبہات میں مبتلا ہو کر مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ کو صدیق کا لقب عطا ہوا۔ اگر یہ معاملہ خواب کا ہوتا تو لوگوں کے مرتد ہونے کی کوئی وجہ تھی؟ اور خواب کا معاملہ کون سا بڑا کارنامہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کہلائے؟ اور دوسری یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت عائشہؓ بھی معراج جسمانی کی قائل تھیں۔ ورنہ اس کی تصریح فرما دیتیں کہ یہ کفار نے بہتان باندھا ہے۔ وہ تو ایک خواب تھا۔ حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اور دوسری روایت یہ ہے اور یہ دونوں اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں۔

۳۔۔۔۔ حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے واقعہ معراج جب اہل مکہ کو سنایا تو مطعم نے کہا کہ اب تک آپ کا معاملہ ٹھیک تھا۔ سوائے اس بات کے جو آپ کہہ رہے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو۔ (العیاذ باللہ) ہم تو اگر بڑی تیزی سے بھی اونٹوں کو چلائیں تو کہیں دو مہینوں کے بعد بیت المقدس سے واپس آ سکتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ میں ایک ہی رات میں جا کر واپس آ گیا۔ لات اور عزیٰ کی قسم ہے کہ میں تو ہرگز نہ مانوں گا۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۲۴، فتح الباری ج ۷ ص ۱۵۱، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۱۱، خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶۸)

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ مطعم وغیرہ کو بھی سمجھایا گیا تھا کہ آپ کو حالت

بیداری میں معراج کرائی گئی ہے اور یہ چیز اس کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے آپ کو معاذ اللہ جھوٹا بھی کہا اور قسم کھا کر پندرہ اقعات میں مخالفت بھی کی۔

۴۔۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ بیت المقدس وغیرہ سے واپس تشریف لائے تو ام ہانیؓ کو فرمانے لگے۔ مجھے یقین ہوا کہ اس واقعہ میں لوگ میری ضرور تکذیب کریں گے۔ اسی خیال سے غمگین ہو کر بیٹھ گئے۔ ابو جہل نے جب یہ واقعہ سنا تو آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کیا آپ رات بیت المقدس جا کر صبح پھر ہم لوگوں میں واپس آگئے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ ابو جہل نے لوگوں کو بلایا اور آنحضرت ﷺ سے کہنے لگا۔ ذرا ان کو بھی وہ واقعہ سنا دیں جو مجھ کو سنا رہے تھے۔ آپ نے وہ واقعہ سنایا۔ لوگوں نے کہا۔ کیا بیت المقدس سے آپ کی مراد ایلیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ یہ سنتے ہی لوگوں کی یہ کیفیت ہو گئی کہ کوئی تالیاں بجانے لگا اور کسی نے تعجب سے سر پر ہاتھ رکھ لیا۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۱۲۸، مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۹، خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۰ وغیرہ)

اس روایت کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ واقعہ جسم عنصری اور بیداری کا تھا۔ اگر آنحضرت ﷺ اس واقعہ کے بیان کرنے پر مامور نہ ہوتے تو شاید آپ کفار کی تکذیب کے ڈر سے (العیاذ باللہ) اس کو بیان بھی نہ فرماتے اور اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو ابو جہل وغیرہ کو بھی اکٹھا کرنے اور واقعہ سن کر تعجب کرنے اور تالیاں بجانے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ کیونکہ خواب کے بارے میں اتنا ہنگامہ برپا کرنے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہو سکتا۔

۵۔۔ حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ سے ایک قافلہ بغرض تجارت شام کو گیا تھا اور وہ واپس آ رہا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے براق پر سوار ہو کر جاتے وقت ان کو سلام کیا۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی آواز پہچان لی اور سن لی اور جب واپس مکہ آئے تو اس بات کی گواہی بھی دی۔ نیز آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ واپس ہو کر اس قافلہ کی ایک ایک علامت بھی لوگوں کو بتائی تھی اور جب قافلہ آیا تو انہوں نے اس کی تائید بھی کی تھی۔ اسی حدیث میں یہ قابل غور مضمون بھی ہے۔

"فاتانی ابوبکر رضی اللہ عنہ فقال یا رسول اللہ این کنت اللیلة قد التمستک فی مکانک (شفاء ص ۸۷، تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۱۳۶، خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۰۵)" [کر

صبح کے وقت حضرت ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ حضرت آپ رات کہاں تھے؟ میں نے آپ کو آپ کے مکان پر تلاش بھی کیا۔ }

اس کے بعد آپ نے معراج کا مفصل واقعہ بیان فرمایا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: "ھذا اسناد صحیح" کہ اس کی سند صحیح ہے۔ اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ قافلہ والوں کو پہچان کر آپ کا سلام کہنا اور ان کا آپ کی آواز کو پہچاننا اور پھر مکہ مکرمہ واپس ہو کر قافلہ کی علامتیں بتانا اور ان کا اہل مکہ سے اس کی شہادت دینا۔ نیز حضرت ابوبکر صدیقؓ کا رات کے وقت آپ کو مکان پر تلاش کرنا اور آپ کا وہاں موجود نہ رہنا ان میں سے ایک ایک بات اس کو متعین کر رہی ہے کہ یہ واقعہ خواب اور کشف کا ہرگز نہ تھا۔ بلکہ جسم عنصری کے ساتھ حالت بیداری کا تھا۔

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن کریم کی پیش کردہ آیت اور مذکورۃ الصدر صحیح اور متواتر احادیث اور اجماع صحابہ کرامؓ اور سلف وخلف کا اتفاق اور خود مرزا قادیانی کی تحریرات اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی معراج کا واقعہ کوئی روحانی اور کشفی امر نہ تھا۔ بلکہ حالت بیداری میں جسم مبارک کا ایک یقینی اور روشن واقعہ تھا اور یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ جس پر نسلاً بعد نسلٍ اور کابراً بعد کابر تمام مسلمان متفق رہے ہیں اور کوئی فرسودہ خیال اور پرانا فلسفہ ان کے ذہن سے اس کو نہیں نکال سکا۔

ایک طرف یہ دلائل ملاحظہ کریں اور دوسری طرف زمانہ حال کے منکر حدیث چوہدری غلام احمد صاحب پرویز کا عقیدہ اور نظریہ بھی ملاحظہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں کہ: "اگر آج سائنس کی کوئی ایجاد اس کا امکان بھی پیدا کر دے کہ کوئی شخص روشنی کی رفتار سے مریخ یا چاند کے کروں تک پہنچ جائے اور پھر چند منٹوں میں واپس بھی لوٹ آئے تو میں پھر بھی حضور ﷺ کے معراج جسمانی کو نہیں تسلیم کروں گا۔ اس لئے کہ میرے دعویٰ کی بنیاد ہی دوسری ہے اور وہ یہ ہے کہ جسمانی معراج سے یہ تصور کرنا لازم آتا ہے کہ خدا کسی خاص مقام پر موجود ہے اور میرے نزدیک خدا کے متعلق یہ تصور قرآن کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے۔" (معارف القرآن ج۲ ص۴۰۴)

دیکھا آپ نے کہ آنحضرت ﷺ کے اسراء اور معراج جسمانی کا عقیدہ جو قرآن کریم، متواتر درجہ کی حدیثوں اور امت کے اجماع واتفاق سے ثابت ہے۔ پرویز صاحب اس کو تسلیم کرنے کے لئے سرے سے آمادہ ہی نہیں ہیں۔ پرویز صاحب ہی بتائیں کہ کیا قرآن کریم

میں "الرحمن علی العرش استوی" (یہ الگ امر ہے کہ جیسے اس کی شان کے مناسب اور لائق استوار ہے وہی ہوگا) "والیہ یصعد الکلم الطیب" اور "ورافعک الی" اور "بل رفعہ اللہ الیہ" وغیرہ وغیرہ آیات موجود ہیں؟ تو کیا ان سے یہ تصور ذہن میں آتا کہ خدا تعالیٰ کسی مخصوص مقام میں ہے؟ یا آپ ان کے بھی منکر ہیں؟ اور اگر ان کی کوئی صحیح تاویل آپ کے ذہن نارسا میں موجود ہے تو معراج کے واقعہ میں آپ کو کیوں سانپ سونگھ جاتا ہے؟ چلئے اگر آپ کو معراج کا واقعہ سمجھ نہیں آتا اور آپ کا مغربیت زدہ اور ماؤف ذہن اس کو قبول نہیں کرتا تو واقعہ اسراء جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک ہی رات میں پیش آیا تھا اس کو تو تسلیم کر لیجئے۔ یا آپ کے نزدیک اس سے بھی مسجد اقصیٰ میں اللہ تعالیٰ کا رہائشی مکان ثابت ہوتا ہے؟ العیاذ باللہ!

سچ کہا گیا ہے کہ خو ئے بدرا بہانہ ہائے بسیار! اصل بات تو صرف اتنی ہے کہ جملہ منکرین حدیث معراج وغیرہ معجزات کے قائل نہیں ہیں۔ مگر پہلے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا خلاف عقل سمجھا جاتا تھا۔ اس پر ایک عرصہ تک ان کی طرف سے یہ دلیل پیش ہوتی رہی۔ مگر آج جبکہ سائنس کی نئی نئی ایجادات نے اس کا امکان ثابت کر دیا کہ مریخ اور چاند تک کا سفر ممکن ہے اور اب تو صرف ممکن ہی نہیں۔ بلکہ روسی راکٹ نے چاند میں پہنچ کر اس میں جھنڈا نصب کر کے اس کا بالفعل وقوع بھی ثابت کر دیا ہے اور اب مشتری اور چاند تک کے سفر کی تیاریوں کے لئے سیٹیں ریزرو کرائی جارہی ہیں۔ تو پرویز صاحب کو معراج جسمانی کے رد کرنے کی اور دلیل سوجھی؟ مقصد صرف ایک ہے کہ معراج جسمانی ثابت نہیں ہے۔ البتہ تعبیریں الگ الگ ہیں ۔

بلبل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی
ایک سے دل کہا اور دوسرے سے بات کہی

مگر یہ بات ناقابل فراموش ہے کہ پرویز صاحب نے معراج جسمانی کے انکار پر اتنا زور کیوں دیا ہے۔ وہ تو سرے سے مطلق معجزات ہی کے منکر ہیں۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں کہ "نبی اکرم ﷺ کو کوئی حسی معجزہ نہیں دیا گیا اور حضور ﷺ کا معجزہ صرف قرآن ہی ہے۔"

(معارف القرآن ج ۴ ص ۷۲۳)

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ قرآن کریم جناب امام الانبیاء خاتم النبیین ﷺ کا ایک زندہ معجزہ ہے۔ مگر پرویز صاحب کا یہ کہنا کہ آپ سے کوئی حسی معجزہ ہی صادر نہیں ہوا۔ کس

قدر غلط اور باطل ہے اور کس قدر خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کی کھلی تکذیب ہے۔
(العیاذ باللہ)

اس سے بڑھ کر انکار و تکذیب کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ بیشمار معجزات صادر ہوئے ہیں۔ شق القمر اور اسراء وغیرہ کا ذکر تو قرآن کریم میں ہے اور بقیہ معجزات کا ذکر کتب احادیث و سیر میں مذکور ہے۔ مگر پرویز صاحب ان سب کا انکار کرتے ہیں۔ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' اور لطف یہ ہے کہ وہ بزعم خود اسلام کے صحیح عقائد کو واضح کرنے والے اور داعی قرآن بھی ہیں۔ تو امسفاہ!

مذہب معلوم اہل مذہب معلوم

پانچواں باب

ہم نے یہاں تک معراج جسمانی پر مسلمانوں کے دلائل نقل کئے ہیں۔ اب ہم واقعہ معراج پر مرزا قادیانی کی کج بحثیوں اور مولوی لیوں کو پیش کر کے ان کے جوابات عرض کرتے ہیں۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

واقعہ معراج پر مرزا قادیانی کا پہلا اعتراض

''معراج کی حدیثوں میں سخت تعارض ہے۔ کسی حدیث میں ہے کہ چھت کو کھول کر جبرائیل آئے اور میرے سینے کو کھولا۔ پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا۔ جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا۔ سو وہ میرے سینے میں ڈالا گیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ مگر اس میں یہ نہیں لکھا کہ وہ طشت طلائی جو حکمت بیداری میں ملا تھا کیا ہوا اور کس کے حوالہ کیا گیا اور کسی حدیث میں آیا ہے کہ میں بیت اللہ کے پاس خواب اور بیداری کے درمیان میں تھا اور تین فرشتے آئے اور ایک جانور بھی لایا گیا اور کسی میں براق کا کوئی ذکر نہیں اور کسی میں ہے کہ میں حطیم میں تھا۔ یا حجر میں لیٹا ہوا تھا اور کسی میں ہے کہ بعثت کے پہلے یہ واقعہ ہوا اور پھر براق کے آسمان پر گئے اور پھر گھر میں آ کر آنکھ کھل گئی اور ان پانچ واقعات میں لکھا ہے کہ معراج کے وقت پہلے پچاس نمازیں مقرر ہوئیں اور بعد تخفیف پانچ منظور کرائیں اور ترتیب رؤیت انبیاء میں بڑا اختلاف ہے۔''
(ازالہ اوہام ص۲۳۲، خزائن ج۳
ص۱۲۳)

جواب...... مرزا قادیانی نے نہایت لطیف پیرایہ میں حدیث سے ٹھٹھا کیا ہے کہ طشت طلائی کیا ہوا؟ خدا جانے یہ کس خیال پر مبنی ہے۔ وہ طشت تو جناب رسول اللہ ﷺ کو ہی پیش کیا گیا تھا۔ جس کی تلاش مرزا قادیانی کو ہے۔ وہ طشت جہاں سے لایا گیا تھا وہاں پہنچا دیا گیا ہوگا۔

اب مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اور ایک ایسا فرقہ بھی نکلا ہے جو آنحضرت ﷺ کی سنن ماثورہ پر ٹھٹھا مارتا ہے اور نفی کرتا ہے اور تمام احادیث و روایات کا ذخیرہ جھوٹا سمجھتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو اتنی بھی عزت نہیں دیتا کہ وہ فہم قرآن میں دوسروں سے بڑھ کر ہیں۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۰۳، خزائن ج ۲۳ ص ۳۲۵) راقم الحروف کہتا ہے کہ اولاً اس کا مصداق خود مرزا قادیانی اور ان کے امتی ہیں اور اس کے بعد دیگر منکرین حدیث۔ مرزا قادیانی کا حال تو آپ نے دیکھ لیا۔ اب امتیوں کا حال بھی ذرا سن لیجئے۔ جب مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کو پیش کرتے ہیں تو مرزائی دوست کہا کرتے ہیں کہ وہ وہاں کیا کھاتے اور کیا پیتے ہوں گے؟ وہاں پیشاب اور پاخانہ کہاں پھرتے ہوں گے؟ استنجا کہاں کرتے ہوں گے؟ کون سی نماز پڑھتے ہوں گے؟ اسرائیلی یا محمدی؟ اگر اسرائیلی نماز پڑھتے ہیں تو منسوخ شریعت پر کیسے عمل کرتے ہیں؟ اور اگر محمدی نماز پڑھتے ہیں تو وہ ان کو کس نے بتلائی؟ آنحضرت ﷺ نے بتلائی تو وہ کب؟ اور اگر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتلائی۔ تو معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر بھی جدید وحی نازل ہوتی ہے۔ نیز وہ زکوٰۃ کس چیز کی اور کس کو دیتے ہوں گے؟ کس قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے بڑھ کر احادیث صحیحہ اور متواترہ سے اور کیا ٹھٹھا اور نفی ہو سکتی ہے؟ مرزا قادیانی کا اپنا قول ان کے لئے حجت ہے۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

مرزا قادیانی کا مرکزی اعتراض یہ ہے کہ چونکہ روایات میں اختلاف ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل واقعہ ہی پیش نہیں آیا۔ لیکن راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی کے اس قاعدہ کو سامنے رکھا جائے تو اسلام کے اصول اور بنیادی مسائل کا ثابت ہونا بھی محال ہے۔ مثال کے طور پر آنحضرت ﷺ کی بعثت لیجئے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی تھی کہ آپ کو نبوت ملی۔ (بخاری ج۱ ص ۵۰۲، باب مبعث

النبی ﷺ)

اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس سال چھ مہینے اور آٹھ دن کے بعد ملی۔

(تاریخ الامم الاسلامی محمد خضری بک ج ۱ ص ۱۰۳)

اور بعض روایات میں ایک دن کی زیادتی اور بعض میں دس دن کی اور بعض میں دو مہینے کی اور بعض میں تین سال کی اور کسی میں پانچ سال کی زیادتی مذکور ہے۔ (ازالۃ الاوہام ج ۲ ص ۴۲۳)

یا مثال کے طور پر آپ کی ہجرت کو لے لیجئے۔ ایک روایت آتی ہے کہ نبوت کے بعد تیرھویں سال ہجرت واقع ہوئی۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۵۲، باب ہجرۃ النبی ﷺ، مسلم ج ۲ ص ۲۶۰، باب قدر عمرہ ﷺ واقامتہ بمکۃ والمدینۃ)

اور دوسری جگہ روایت میں آتا ہے کہ بعثت کے بعد دس سال گزرے تھے کہ ہجرت ہوئی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۲، باب صفۃ النبی ﷺ، مسلم ج ۲ ص ۲۶۰، باب قدر عمرہ ﷺ واقامتہ بمکۃ والمدینۃ)

یا مثال کے طور پر آپ کی وفات کو لیجئے۔ ایک روایت آتی ہے کہ پینسٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۶۱، باب قدر عمرہ ﷺ واقامتہ بمکۃ والمدینۃ، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶، باب ما جاء فی سن النبی ﷺ وابن کم کان حین مات)

اور ایک روایت میں تریسٹھ کا ذکر ہے۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۶۰، باب قدر عمرہ ﷺ واقامتہ بمکۃ والمدینۃ، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۳، باب ما جاء فی مبعث النبی ﷺ وابن کم کان حین بعث)

اور ایک روایت آتی ہے کہ آپ کی ساٹھ سال عمر تھی کہ آپ کی وفات ہوئی۔

(موطا امام مالک ص ۳۲۸)

تو کیا ان اختلافات کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ العیاذ باللہ نہ تو آنحضرت ﷺ کی بعثت ہوئی اور نہ ہجرت اور نہ ہی آپ کی وفات ہوئی۔ وعلی ہذا القیاس!

مرزا قادیانی کے اس قاعدہ اور ان جزئی سوالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اہم مسائل کا اثبات تقریباً محال ہے۔ کیونکہ نماز جیسی اہم عبادت میں بھی جیسوں

اختلاف ہیں۔ تو مرزا قادیانی کے اصول سے ثابت ہوا کہ نماز کا حکم بھی اسلام نے کبھی نہیں دیا۔ اگر دیا ہوتا تو اس میں اختلاف نہ ہوتا۔ (معاذ اللہ) مرزا قادیانی نے ایک ایسا قاعدہ ہوا میں ایجاد کیا کہ اسلام کا ایک ایک حکم ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ کیا خوب؟

کاٹنا مقصود ہے جس سے شجر اسلام کا
قادیاں کے لعدنی ہاتھوں میں وہ آری بھی دیکھ

خیر یہ تو احادیث کا اختلاف تھا۔ اگر مرزا قادیانی قرآن کریم کی طرف توجہ کرتے تو ویسے اختلاف کی وجہ سے خدا جانے کیا وہ فتویٰ صادر فرماتے۔ صرف ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہی دیکھ لیجئے۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا گیا۔ ''ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ بآیاتنا الیٰ فرعون وملائہ (اعراف:۱۰۳)'' اور کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صرف قوم فرعون کی طرف بھیجا۔ ''واذ نادیٰ ربک موسیٰ ان ائت القوم الظٰلمین قوم فرعون (الشعراء:۱۰)'' اور کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ہی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ ''ولقد ارسلنا موسیٰ بآیاتنا ان اخرج قومک من الظلمٰت الی النور (ابراہیم:۵)'' اور کہیں ارشاد ہوتا ہے۔ موسیٰ اور ہارون دونوں کو بھیجا۔ ''فاتیٰہ فقولا انا رسولا ربک (ابراہیم:۵)'' اور کہیں آتا ہے کہ صرف موسیٰ کو بھیجا۔ ''واذ نادیٰ ربک موسیٰ ان ائت القوم الظٰلمین (الشعراء:۱۰)'' اور کہیں ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے جادوگروں کو کہا۔ ڈالو جو ڈالنا ہے۔ ''قال لھم موسیٰ القوا ما انتم ملقون (یونس:۸۰)'' اور کہیں آتا ہے کہ جادوگروں نے پہلے یہ تحریک پیش کی تھی۔ ''قالوا یموسیٰ اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین (اعراف:۱۱۵)'' اور کہیں آتا ہے کہ پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا۔ ''ثم اغرقنا الاٰخرین (الشعراء:۶۶)'' اور کہیں آتا ہے کہ ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ ''فاخذناہ وجنودہ فنبذنٰھم فی الیم (القصص:۴۰)'' اور اس کی نظیریں اور بھی قرآن کریم میں بکثرت ہیں تو کیا کسی مسلمان کو اس کی گنجائش ہے کہ وہ قوم فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ اور قصہ کا ہی انکار کر دے اور دلیل مرزا قادیانی کی پیش کرے کہ چونکہ واقعہ میں اختلاف ہے۔ کہیں کوئی چیز بیان سے چھوٹ گئی ہے اور کہیں دوسری

جگہ کوئی اور چیز رہ گئی ہے۔ مگر حاشا وکلا کہ کسی مسلمان کے دل پر اس اختلاف کا کچھ بھی اثر ہو۔ ادنیٰ تامل سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ شارع کو واقعات نگاری اور کہانی بیان کرنا مقصود نہیں ہوتا کہ جب بیان کی جائے پوری بیان کی جائے۔ بلکہ وہاں ہر بیان میں ایک مقصود خاص پیش نظر ہوتا ہے۔ پھر متعدد بیانوں سے پورا قصہ بھی معلوم ہو جایا کرتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں متعدد اور متفرق امور مربوط اور مرتب کئے جا سکتے ہیں۔ معراج میں بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت سے چھت کھول کر حضرتؐ کے مکان میں فرشتوں کو اتارا ہو اور پھر چھت کو ملا دیا ہو۔ جس سے ظاہراً ایک مصلحت یہ بھی ہو کہ اجسام کے خرق والتیام کا پہلے ہی سے حضرتؐ کو مشاہدہ ہو جائے اور شق صدر کے وقت کسی قسم کا تردد نہ ہو اور آسمانوں کے خرق والتیام کا استبعاد بھی جاتا رہے۔ کیا یہ محال ہے کہ فرشتوں نے حضرتؐ کو گھر سے اٹھا کر مسجد میں اس غرض سے لا دیا ہو کہ معراج کی ابتداء اس متبرک مقام سے ہو اور رات کا وقت ہونے کی وجہ سے حضرتؐ پر غنودگی طاری ہوگئی ہو اور پھر وقت مقرر پر آپ کو بیدار کر کے جہاں تک منظور تھا لے جایا گیا ہو اور قبل بعثت کے الفاظ شریک راوی کے علاوہ اور کسی نے پیش نہیں کئے اور جمہور نے ان کی تغلیط بیان کر دی ہے اور اس کے قرائن بھی موجود ہیں کہ قبل ہجرت کے جملہ کو راوی نے غلطی سے قبل بعثت سے تعبیر کر دیا ہے۔ باقی خواب اور بیداری کا واقعہ بھی بڑی آسانی سے طے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسمانی معراج سے قبل آپ کو بذریعہ خواب سارا واقعہ بتلا دیا ہو۔ جیسے ہجرت سے پہلے خواب میں مقام ہجرت بتلایا گیا کہ وہاں کثرت سے درخت ہوں گے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۵۵، باب ہجرت النبی ﷺ) یا جیسے حضرت عائشہؓ کے ساتھ نکاح سے پہلے ہی ان کے ساتھ نکاح کا تعلق بذریعہ خواب بتلا دیا گیا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۷۳، باب مناقب ازواج النبی ﷺ)

اسی طرح یہاں بھی ممکن ہے اور شیخ ابن عربیؒ کی عبارت سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو جائے گا جو عنقریب بیان ہوگی۔ الغرض مرزا قادیانی کا یہ اعتراض بالکل قابل التفات نہیں اور علمی میدان میں اس کی حیثیت پرکاہ کی بھی نہیں ہے ۔

خزاں نہ تھی چمنستان دہر میں کوئی
خود اپنا ضعف نظر پردۂ بہار ہوا

واقعہ معراج پر مرزا قادیانی کا دوسرا اعتراض

کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ”مافقدت جسد رسول اللہ ﷺ“ کہ میں نے معراج کی رات آنحضرت ﷺ کے جسم کو مفقود نہیں پایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معراج جسمانی نہ تھی بلکہ روحانی تھی۔

جواب ..... یہ روایت چند وجوہ سے مردود ہے۔

اول ... اس کی سند کا مرکزی راوی محمد بن اسحاق ہے۔ (دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۴۳،۴۲ والبدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۱۳) امام دارقطنیؒ کہتے ہیں۔ اس سے احتجاج صحیح نہیں۔ سلیمان تیمیؒ کہتے تھے کہ وہ کذاب تھا۔ ہشام بن عروہ بھی اس کو کذاب کہتے تھے۔ یحییٰ بن سعید فرماتے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب تھا۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۱) امام مالکؒ فرماتے تھے کہ وہ دجالوں میں کا ایک دجال تھا۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۱) علامہ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ جب وہ حلال اور حرام میں تنہا روایت پیش کرے تو حجت نہیں۔ (تذکرہ ج ۱ ص ۱۳۳ والبدایہ ص ۴۲) علامہ خطیبؒ لکھتے ہیں کہ وہ مجہول رواۃ سے باطل روایات نقل کیا کرتا تھا۔
(تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۲۷)

دوم ... اس روایت میں محمد بن اسحاق یوں روایت کرتا ہے۔ ”حدثنی بعض آل ابی بکرؓ“ کہ خاندان ابوبکر سے مجھ سے کسی نے روایت بیان کی۔ معلوم نہیں کہ وہ بعض کون اور کیسے تھے؟ ثقہ تھے یا ضعیف؟ متقی تھے یا فاسق۔ تو اس روایت میں مجہول راوی بھی محمد بن اسحاق کے ساتھ مل گئے اور علامہ خطیبؒ کا ارشاد صحیح ہوا کہ وہ مجہول رواۃ سے مجہول روایات نقل کرتا تھا۔

سوم ... حضرت عائشہؓ کی طرف جو ”مافقدت“ وغیرہ کے الفاظ منسوب کئے جاتے ہیں وہ غلط ہیں۔ کیونکہ معراج کے وقت حضرت عائشہؓ کا آنحضرت ﷺ سے عقد نہیں ہوا تھا۔ بلکہ کیا بعید ہے کہ ان کی ولادت بھی نہ ہوئی ہو۔ (شفاء قاضی عیاض ص ۸۹)

چہارم ... اس مذکورہ حدیث کی محدثین تضعیف کرتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ (شفاء ص ۸۹) اسی طرح علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں۔ (روح المعانی ج ۱۵ ص ۷) علامہ زرقانیؒ لکھتے ہیں۔ اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے اور راوی مجہول ہے اور ابن دحیہؒ نے تنویر میں لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے۔ کسی نے صحیح حدیث رد کرنے کی غرض

سے عاتے بتایا ہے۔ (بحوالہ شرح مواہب ج ۶ ص ۳)

پنجم..... پہلے بحوالہ مستدرک حضرت عائشہؓ کی حدیث گذر چکی ہے اور بحوالہ مسلم وغیرہ بھی گذر چکی ہے کہ ان کا اکثر دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ معراج کی رات رؤیت خداوندی میں جھگڑا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ آپ نے خدا تعالیٰ کو آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ بلکہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آپ نے حضرت جبرائیل کو اصل شکل میں دیکھا تھا۔ تو ان صحابہ کرامؓ سے رویت جسمانی اور باطنی کا جھگڑا اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے جب کہ معراج جسمانی ثابت ہو۔

(شفاء قاضی عیاض ص ۸۹)

واقعہ معراج پر مرزا قادیانی وغیرہ کا تیسرا اعتراض

کہ حضرت امیر معاویہؓ سے بھی معراج جسمانی کا انکار منقول ہے۔

جواب..... حضرت امیر معاویہؓ کی طرف بھی اس قول کی نسبت چند وجوہ سے باطل ہے۔

اوّل..... اس روایت کی سند میں وہی محمد بن اسحاق ہے۔ جس پر جرح ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

دوم..... محمد بن اسحاق اس روایت کو یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ (المتوفی ۱۲۸ھ) کے طریق سے بیان کرتا ہے اور وہ حضرت معاویہؓ (المتوفی ۶۰ھ) سے، حالانکہ یعقوب مذکور کو صحابہ کرامؓ میں سے صرف حضرت سائب بن یزید (المتوفی ۹۱ھ) کی رویت نصیب ہوئی ہے۔ (تقریب ص ۳۸۷، تہذیب ج ۱۱ ص ۳۹۲) تو یہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں منقطع ہے۔

سوم..... حضرت امیر معاویہؓ سے جو الفاظ منقول ہیں۔ وہ یہ ہیں: ’’قال کانت رؤیا من اللّٰہ صادقۃ (ابن کثیر ج ۵ ص ۲۰۲، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۱۴)‘‘ معراج اللہ کی طرف سے سچا دکھاوا تھا۔ لفظ رؤیا سے یہ کیونکر سمجھ لیا گیا کہ یہ روحانی کے انکار پر نص قطعی بھی نہیں۔ بلکہ اگر غور اور انصاف سے کام لیا جائے تو معراج جسمانی کے مؤید ہیں۔

واقعہ معراج پر مرزا قادیانی وغیرہ کا چوتھا اعتراض

کہ امام حسن بصریؒ معراج جسمانی کے منکر تھے۔

جواب..... ہم بحوالہ شفا قاضی عیاضؒ جمہور کے مذہب میں حسن بصریؒ کا مذہب بھی

نقل کر چکے ہیں کہ وہ بھی معراج جسمانی کے قائل تھے۔

واقعہ معراج پر پانچواں اعتراض

کہ شیخ محی الدین ابن عربی معراج جسمانی کے منکر تھے۔

جواب...... شیخ صاحب معراج جسمانی کے قائل تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: "ان الاسرا کان بجسدہ ﷺ (فتوحات مکیہ باب ۳۰۲)" کہ معراج جسم عنصری کے ساتھ ہوئی۔ بلکہ وہ تو لکھتے ہیں کہ معراج چونتیس بار واقع ہوئی۔ "واحدۃ بجسدہ والباقی بروحہ (افادۃ الافہام بحوالہ روح البیان ج ۲ ص ۲۲۳)" ایک دفعہ جسم سے اور باقی روح کے ساتھ۔

واقعہ معراج پر چھٹا اعتراض

کہ: "بعض ازواج مطہرات وکثیر من الصوفیہ کہتے تھے کہ آپ کا جسم بستر سے غائب نہیں ہوا تھا۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۴ مندرجہ خزائن ج ۷ ص ۲۲۱)

جواب...... ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہؓ کے قول کی حقیقت پڑھ چکے ہیں۔ باقی کسی ایک صحابی سے بھی بسند صحیح معراج جسمانی کا انکار یا ایک بھی روایت پیش نہیں کی جاسکتی۔ تمام مرزائی طبع آزمائی کر دیکھیں۔ یہ میدان بڑا وسیع ہے۔ "فھل من مبارز"

اور حضرت عائشہؓ کے علاوہ باقرار مرزا قادیانی تقریباً تمام صحابہؓ کا مذہب اور عقیدہ اور صدر اوّل کا اجماع پہلے گذر چکا ہے اور حضرت عائشہؓ کی روایت کا بھی حال آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ لیکن پھر بھی مرزا قادیانی کثیر من الصحابہؓ بول کر ستم ظریفی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ تو سب ان کے خلاف ہیں۔

وہ تھا صیاد نادانی سے جس کو باغباں سمجھے

واقعہ معراج پر ساتواں اعتراض

کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معراج جسمانی کے منکر تھے۔

جواب...... حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "واسریٰ بہ الی المسجد الاقصیٰ ثم الی سدرۃ المنتہیٰ والی ماشاء اللہ وکل ذالک بجسدہ ﷺ فی الیقظۃ لکن

ذالک فی موطن هو برزخ بین المثال والشهادة جامع لاحکامهما فظهر علی الجسد احکام الروح وتمثل الروح والمعانی الروحیة اجساداً ولذالک بان لکل واقعة من تلک الوقائع تعبیراً (حجة الله البالغة ج ۲ ص ۲۰۶، باب نبی ﷺ کی عادات وخصائل)'' [جناب نبی کریم ﷺ کو مسجد اقصیٰ تک پھر سدرۃ المنتہیٰ تک اور جہاں تک خدا نے چاہا سیر کرائی۔ یہ سب کچھ جسم کے ساتھ بیداری میں تھا۔ لیکن یہ ایک ایسے مقام میں تھا جو مثال اور شہادت کے درمیان برزخ ہے اور ہر دو عالم مذکورہ کے احکام کا جامع ہوتا ہے۔ پس جسم پر روح کے آثار ظاہر ہوئے اور روح اور معانی نے جسمیت قبول کر کے تمثل اختیار کیا۔ اسی لئے ان واقعات میں سے ہر واقعہ کی ایک حقیقت ہے۔]

حضرت شاہ صاحب نے آنحضرت ﷺ کی حالت بیداری میں معراج جسمانی کا صاف طور پر اقرار و اثبات کر کے آگے اپنے رنگ میں تطبیق اور توجیہ بھی فرمائی ہیں۔

۱ .... کہ بھلائی اور برائی کا منبع روح ہے۔ جسم خاکی اس کے تابع ہے۔ جس کی روحانیت اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اس کے جسم پر روح کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور ملاء اعلیٰ کے ساتھ اس کو خاص نسبت ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کسی کی روحانیت اعلیٰ نہیں ہو سکتی اور ارواح کا عالم بالا کی طرف جانا عقل اور نقل سے ثابت ہے۔ گویا آپ کا خاکی بدن مبارک روح کے مقابلہ میں مغلوب تھا اور اس جسم پر بھی روح کے آثار طاری تھے۔ لہٰذا سراپا روحانیت کے مجسمہ کا جسم مبارک کے ساتھ آسمانوں پر جانا کیوں صحیح نہیں ہے؟ حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارت میں ''فظهر علی الجسد احکام الروح'' کا یہی مطلب ہے۔ چنانچہ علامہ الطیبی المتوفی ۷۴۳ھ بھی ارواح کے کمال پر بحث کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ: ''والرابع التی حصل لها کمال القوتین وهذه غایة الارواح البشریة وهی الانبیاء والصدیقین فلما ازداد قوة ارواحهم ازداد ارتفاع ابدانهم عن الارض ولهذا کان الانبیاء صلوات الله علیهم لما قویت لهم هذه الارواح عرج بهم الی السماء واکملهم قوة نبینا صلوات الله وسلامه علیه فعرج به الی قاب قوسین او ادنیٰ (طیبی شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۲۰۹ قلمی)'' [چوتھی قسم ان ارواح کی ہے جن کو قوت علمی اور عملی دونوں میں کمال حاصل ہو اور یہ بشری ارواح کا انتہائی کمال ہے اور یہ انبیاء کرام اور صدیقین کی ارواح ہیں۔ کیونکہ جب ان

کی قوت روحانی غالب آ گئی تو ان کے ابدان وا جسام میں زمین سے مرتفع ہونے کی طاقت بھی بڑھ گئی اور یہی وجہ ہے کہ جب انبیاء کرام کی روحانیت غالب آ گئی تو ان کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا اور آنحضرت ﷺ کی قوت روحانی، جب ان سب سے زیادہ تھی تو آپ کو قاب قوسین یا اس سے بھی قریب تر مقام تک اٹھایا گیا۔}

علامہ عینیؒ اور حضرت شاہ صاحبؒ کے علاوہ بھی متعدد علماء کرام نے اس مسئلہ پر مبسوط بحث کی ہے۔ مگر ہمارا مقصد اپنے دعویٰ کو مبرہن کرنا ہے۔ تمام دلائل کا استیعاب ہمارا مقصود نہیں ہے۔

۲..... اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے۔ بعض یہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی جو ملاقات دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی اور پھر آپ نے ان کو جو نماز پڑھائی تو یہ ملاقات وغیرہ ان کے ابدان اور اجسام مبارکہ کے ساتھ ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی ارواح طیبہ نے ان کی صورتیں اور شکلیں اختیار کر لی تھیں اور ارواح پر اجسام کی جملہ کیفیات اور حالات طاری ہو گئے تھے۔

چنانچہ علامہ آلوسی الحنفیؒ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں کہ: ”وھل صلی بارواحھم او بھا لاجساد فیه خلاف (روح المعانی ج۵ ص ۱۲)“ {کیا آپ نے انبیاء کی ارواح کو نماز پڑھائی تھی یا ان کے اجساد کو؟ اس میں اختلاف ہے۔}

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ)، علامہ بدرالدین عینیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ) اور خطیب قسطلانیؒ (المتوفی ۹۲۳ھ) اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”واللفظ للاول بان ارواحھم تشکلت بصور اجسادھم او حضرت اجسادھم ملاقاۃ النبی ﷺ تلک اللیلة تشریفاً وتکریماً ویؤیدہ حدیث عبدالرحمن بن ھاشم عن انس رضی اللہ عنہ ففیه وابعث له آدم فمن دونه من الانبیاء فامھم (فتح الباری ج۷ ص ۱۶۲، عمدۃ القاری ج۸ ص ۸۶، ارشاد الساری ج۶ ص ۱۶۷)“ {ان کی ارواح ان کے جسموں کی صورت میں متشکل ہو گئی تھیں۔ یا ان کے اجساد کو اس رات آنحضرت ﷺ کے شرف ملاقات اور تکریم کے لئے کھڑا کر دیا گیا تھا اور اس قول کی تائید حضرت عبدالرحمن بن ہاشم کی روایت سے ہوتی ہے جو حضرت انسؓ سے (مرفوعاً) مروی ہے۔ جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کے لئے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو (اجساد کے ساتھ) کھڑا

کیا گیا تھا۔ جن کو آپ نے امامت کرائی۔}

اکابرین علماء دیوبند میں سے حضرت مولانا شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹ھ) نے حافظ صاحبؒ کی مذکورہ عبارت نقل کر کے اس سے استدلال واحتجاج کیا ہے۔
(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۲)

اور علامہ محمد طاہر الحنفیؒ (المتوفی ۹۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو "فاذا بآدم عليه السلام لقاء الانبياء اما للارواح في غير عيسى عليه السلام او لقاء الاجساد (مجمع البحار ج ۱ ص ۲)" {حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ کی یہ ملاقات یا تو ان کی ارواح سے ہوئی۔ بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ کیونکہ وہ تو جسم سمیت زندہ ہیں اور یا ان کے اجسام واجساد کے ساتھ ملاقات ہوئی۔}

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) حدیث معراج میں لفظ "فاممتهم" کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: "پس امامت کردم من انبیاء را واین امامت با انبیاء در بیت المقدس بود۔ بعد از ان ایشان را بآسمان بردند یا ارواح ایشان را در آسمان متمثل ومتشکل ساختند مگر عیسیٰ وادریس علیہما السلام کہ بر آسمان اند۔ واللہ تعالیٰ اعلم!" (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۹۵)

اور مولانا نواب قطب الدین خانؒ (المتوفی ۱۲۸۹ھ) لکھتے ہیں کہ یہ بھی احتمال رکھتا ہے کہ ان کی ارواحوں کے ہوئی۔ کیونکہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ انبیاء زندہ ہیں۔ اپنے پروردگار کے پاس اور اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ زمین پر یہ کہ کھائے ان کے گوشتوں کو پھر بدن ان کے مانند ارواحوں کے لطیف ہیں نہ کثیف۔ پس نہیں ہے منع ان کے ظہور کے لئے عالم ملک وملکوت میں بوجہ کمال قدرت ذوالجلال کے۔ (مظاہر حق ج ۴ ص ۳۰۳)

اور یہ نماز حسب تصریح علامہ سراج الدین الحنفیؒ (المتوفی حدود ۷۰۰ھ) نفلی نماز تھی۔ (فتاویٰ سراجیہ ص ۲۰) اور اس میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے تھے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ (المتوفی ۷۷۴ھ) رقمطراز ہیں کہ: "ولهذا اجتمعوا له هناك كلهم فامهم (تفسير ابن كثير ج ۳ ص ۲)" {سب کے سب انبیاء کرام علیہم السلام وہاں آپ کے لئے جمع

ہوئے تھے اور آپ نے ان کو امامت کرائی تھی۔)

اور بظاہر حضرت شاہ صاحبؒ بھی اسی کے قائل معلوم ہوتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی معراج کی رات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی تھی جو ان کے اجساد اور ابدان طیبہ کی صورت میں متمثل اور متشکل ہو کر آپ کے سامنے پیش ہوئی تھیں اور ان کے اس ارشاد "وتمثل الروح ... اجساداً" کا بھی مطلب ہے مگر جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملاقات اور تکلم و گفتگو وغیرہ ان کے ابدان اور اجساد طیبہ سے ہوئی تھی۔ چنانچہ تیسیر القاری شرح بخاری میں ہے کہ "پوشیدہ نماند کہ دیدن آنحضرت ﷺ انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم وتکلم آنہا چنانچہ درحدیث مذکور بوضوح پیوستہ ناظر درآن ہست کہ باشخاص واجساد دیدہ وقول مختار وجمہور ہمین است۔ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد از موت زندہ اند بحیات دنیوی" (یعنی ادراک وشعور اور سماع صلوٰۃ وسلام وغیرہ میں جو کہ کل احکام وغیرہ ہیں کوئی فرق نہیں روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۶، شفاء السقام ص ۱۵۳، تیسیر القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۲۲۳، باب ذکر ادریس وقولہ تعالیٰ ورفعناہ مکاناً علیاً)

۳..... آنحضرت ﷺ کے سامنے بیت المعمور کے پاس جو دودھ شراب اور شہد وغیرہ پیش کیا گیا تھا تو کیا ان سے بھی یہی ظاہری اور حسی چیزیں مراد تھیں؟ یا ان کی کوئی تعبیر تھی؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آپ نے دودھ لیا تو ارشاد ہوا! کہ آپ نے فطرت کو قبول کر لیا ہے۔ آپ بھی فطرت پر ہیں اور آپ کی امت بھی فطرت پر ہے۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۷۵)

اگر بالفرض آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت خواہشات نفسانی میں گرفتار ہو کر گمراہ ہو جاتی۔" کما اخرجہ ابن کثیر فی تفسیرہ ج ۳ ص ۱۰" گویا دودھ اور شہد وغیرہ سے فطرت اور شراب سے خواہشات مراد تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے اس قول کا کہ "وتمثل المعانی الروحیۃ اجساداً" یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وہو اعلم بمراد عبادہ۔

بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہے کہ حافظ ابن القیمؒ بھی معراج جسمانی کے منکر تھے۔ مگر یہ ان لوگوں کا صریح بہتان اور خالص افتراء ہے۔ کیونکہ حافظ ابن القیمؒ (المتوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

کہ: "ثم اسرای برسول اللہ ﷺ بجسدہ علی الصحیح من المسجد الحرام الی
بیت المقدس راکباً علی البراق صحبۃ جبرائیل علیہما الصلوٰۃ والسلام فنزل
ھناک فصلی بالانبیاء اماماً الی ان قال ثم عرج بہ تلک اللیلۃ من بیت المقدس الی
السماء الدنیا (زاد المعاد ج ۲ ص ۴۷) "(پھر صحیح قول کے مطابق جسم مبارک کے ساتھ جناب
رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک براق پر سوار کر کے حضرت جبرائیل علیہ
السلام کی معیت میں لے جایا گیا۔ آپ وہاں اترے اور امام بن کر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو نماز پڑھائی۔ (پھر فرمایا کہ) پھر آپ کو اسی ہی رات بیت المقدس سے آسمان دنیا
تک (اور پھر وہاں سے ساتویں آسمان تک اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا) لے جایا گیا۔)

حافظ ابن قیمؒ کی اتنی واضح اور صریح عبارت کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی مغالطہ میں مبتلا
ہو تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟۔

الغرض نہ تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ معراج جسمانی کے منکر ہیں اور نہ حافظ ابن
قیمؒ اور نہ کوئی اور عالم۔ بلکہ معراج جسمانی کے انکار پر کسی حدیث اور معتبر عالم کا کوئی معتبر
اور صحیح قول پیش ہی نہیں کیا جا سکتا اور معراج جسمانی کے خلاف کوئی قوی شبہ بھی موجود نہیں ہے۔
چہ جائیکہ اس پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل موجود ہو۔

رہے وہ حضرات جن کے نزدیک معجزات و کرامات ہی محض داستانیں ہیں یا وہ نری وہم
پرستی ہے یا وہ ترقی سے مانع ہیں یا مذہب ہی سے ان کا انکار ہے یا تمام عقائد کو حقیر سے وہ انکار
کرتے ہیں تو ان لوگوں کے شکوک و شبہات کا ازالہ دوسرے جہاں ہی میں ہو سکتا ہے اور ایسے
لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں اور صرف موجود ہی نہیں بلکہ ان کو لوگ ادیب، مفکر اور خادم اسلام
بھی تصور کرتے ہیں۔

چنانچہ نیاز صاحب فتح پوری لکھتے ہیں کہ: "سب سے بڑی واہمہ پرستی جو سرچشمہ ہے
اور بہت سے اوہام کا معجزہ کا اعتقاد ہے۔" (من و یزداں حصہ اول ص ۱۹۰)

نیز لکھتے ہیں کہ: "بعض لوگ کہتے ہیں کہ معتقدات مذہبی سے ہم کو کیا نقصان پہنچا
ہے۔ اگر ہم دوزخ و جنت، حور و قصور، جن و ملک، معجزہ و خرق عادات وغیرہ پر عقیدہ رکھتے ہیں تو
اس میں حرج ہی کیا ہے۔ جب کہ ان عقائد کا مقصود بھی اصلاح عقائد ہے۔ بظاہر یہ بات قرین

توضیح المرام
فی
نزول المسیح علیہ السلام
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

پیش لفظ

مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً ۔ امابعد!

توحید و رسالت اور قیامت کے عقیدہ کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل کے علیٰ جمیعھم و علیٰ نبینا الصلوٰۃ و التسلیمات آخری پیغمبر تھے۔ ولادت سے لے کر رفع الی السماء تک ان کی زندگی بڑے عجیب رنگ میں گذری اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر عجیب و غریب معجزات صادر فرمائے۔ جن کا واضح ذکر قرآن کریم اور احادیث متواترہ اور کتب تاریخ میں موجود ہے۔ ان کی زندگی کے مختلف پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ ان کو زندہ جسم اور روح کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور وہ زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہو کر دجال لعین کو قتل کریں گے اور یہود و نصاریٰ وغیرہم کفار کا صفایا کریں گے اور مذہب اسلام کو خوب خوب چمکائیں گے اور شادی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی اور چالیس سال تک منصفانہ اور عادلانہ حکومت کریں گے۔ پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے اور مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس کے اندر ان کو دفن کیا جائے گا۔ ان کے رفع الی السماء، حیات اور نزول الی الارض کے بارے میں تمام اہل اسلام متفق ہیں۔ کسی کا ان امور میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں بعض فلاسفہ ملاحدہ اور قادیانی اور لاہوری مرزائی وغیرہم باطل اور مردود فرقے ان کی حیات اور نزول کے منکر ہیں۔ اہل اسلام کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء، حیات اور نزول ان کے عقائد میں شامل ہے۔ جیسا کہ پیش نظر کتاب میں قارئین کرام کو متکلم اور مضبوط حوالوں سے یہ بات معلوم ہوگی۔ قدیماً و حدیثاً علماء اسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء، حیات اور نزول پر اپنے اپنے انداز میں بے شمار اور بہترین کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

۱..... "عقیدہ اھل الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام" شیخ العلامہ المحدث عبداللہ بن الصدیق الغماریؒ۔

۲..... "ازالۃ الشبہات العظام فی الرد علی منکر نزول عیسی علیہ السلام" الشیخ محمد علی اعظم۔

۳..... "اعتقاد اھل الایمان بالقرآن بنزول المسیح علیہ السلام فی آخر الزمان" الشیخ العلامہ محمد العربی التبانی المغربیؒ۔

۴..... "التوضیح فی ما تواتر فی المنتظر والدجال والمسیح" للقاضی الشوکانی۔

۵..... "الجواب المقنع المحرر فی الرد علی من طغی وتجبر بدعوی انه عیسیٰ او المهدی المنتظر" للعلامہ الشیخ حبیب اللہ الشنقیطی۔

۶..... "نظرة عابرة فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیه السلام قبل الآخرة" للعلامہ محمد زاہد الکوثریؒ۔

۷..... "الخطاب الملیح فی تحقیق المهدی والمسیح" حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ۔

۸..... "عقیدة الاسلام فی حیاة عیسیٰ علیه السلام" للعلامہ المحدث السید محمد انور شاہ الکشمیریؒ۔

۹..... "تحیة الاسلام فی حیات عیسیٰ علیه السلام" للعلامہ المحدث السید محمد انور شاہ الکشمیریؒ۔

یہ دونوں کتابیں خاص علمی اور تحقیقی کتابیں ہیں۔ جن میں کتابوں کے حوالوں کا انبار لگا دیا گیا ہے اور دونوں عربی میں ہیں۔ ان سے استفادہ صرف جید اور کہنہ مشق مدرس قسم کے علماء ہی کر سکتے ہیں۔ دوسرے حضرات کے بس کی بات نہیں ہے۔ وہ حضرت کے رفع درجات کی دعا ہی کریں کہ انہوں نے بہت بڑا علمی خزانہ جمع کر دیا ہے۔ (عقیدۃ الاسلام کا حیات ابن مریم کے نام سے اردو ترجمہ ہو گیا۔ مرتب)

۱۰..... "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (علیه السلام)"

یہ کتاب بھی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی ہے۔ جس کی ترتیب بھی کی اور مقدمہ بھی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (المتوفی ۱۰ شوال ۱۳۹۶ھ) نے لکھا ہے اور احادیث اور تفاسیر کی کتب سے نشاندہی اور تحقیق بصورت حاشیہ علامہ محمد زاہد الکوثریؒ کے شاگرد رشید الشیخ عبدالفتاح ابوغدۃ الحلبی الشامی نے کی ہے۔ حق گوئی کی پاداش میں شام کے بے دین حکمرانوں نے انہیں ملک سے جلاوطن کر دیا تھا اور سالہا سال تک مہاجرانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو کر حکومت سعودیہ کی فراخدلی سے الریاض میں علمی خدمت انجام دیتے رہے۔ راقم اثیم کی رمضان ۱۴۰۳ھ میں مکہ مکرمہ میں ان کی رہائش گاہ پر ان سے ملاقات ہوئی تھی اور حضرت کے شدید اصرار سے عصر کی نماز راقم اثیم ہی نے پڑھائی تھی۔ راقم اثیم کے ساتھ حضرت

مولانا محمد سیف الرحمن صاحب دامت برکاتہم استاذ حدیث مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ جو حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے داماد بھی تھے اور حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب دامت برکاتہم جیسے اراکان روضۃ الاطفال کراچی بھی تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ شام کی حکومت نے پابندی اٹھالی ہے اور الشیخ عبدالفتاح ابوغدۃ اب حلب ملک شام میں رہائش پذیر ہیں۔ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح علیہ السلام میں چالیس مرفوع حدیثیں حضرات ائمہ حدیث کی تصریح کے ساتھ صحیح اور حسن قسم کی تخریج کی ہیں اور پچیس حدیثیں ایسی جمع کی ہیں جن کو حضرات محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور ان پر سکوت اختیار کیا ہے جو اصول حدیث کے لحاظ سے قابل برداشت ہیں۔ ان کے علاوہ الشیخ عبدالفتاح ابوغدۃ نے مزید دس احادیث کی بصورت تتمہ واستدراک نشاندہی کی ہے جو صاحب التصریح سے چھوٹ گئی تھیں۔ مزید برآں التصریح میں حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے آثار اور موقوفات بھی ذکر کئے ہیں۔ جن کی تعداد چھتیس ہے۔ التصریح میں کل مرفوع اور موقوف روایات ایک سو ایک ہیں اور الشیخ عبدالفتاح ابوغدۃ نے مزید دس آثار کی نشاندہی کی ہے۔ جو حضرت شاہ صاحبؒ سے باوجود وسعت نظری اور قوت حافظہ کے چھوٹ گئے تھے اور اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے دور میں کتابیں بہت نایاب ہوتی تھیں۔ بعد میں کتابوں کی طباعت واشاعت میں فراوانی ہوگئی۔ التصریح سے متوسط قسم کے عربی دان بھی بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں اور اس مسئلہ پر کسی اور کتاب کی احادیث کی تلاش میں ضرورت نہیں پڑتی۔ بہت عمدہ اور جامع کتاب ہے۔ علماء اور طلباء ضرور اس کی طرف رجوع کریں۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

التحدیث بالنعمۃ

اللہ تعالیٰ نے راقم اثیم پر جو احسانات اور انعامات کئے ہیں۔ راقم اثیم قطعاً یقیناً اپنے آپ کو ان کا اہل نہیں سمجھتا۔ یہ صرف اور صرف منعم حقیقی کا فضل وکرم ہے کہ حضرات علماء اور طلباء اور خواص وعوام بھی ناچیز سے محبت بھی کرتے اور قدردانی بھی کرتے ہیں۔ ڈھول اندر سے تو خالی ہوتا ہے مگر اس کی آواز دور دور تک جاتی ہے۔ یہی حال میرا ہے کہ علم وعمل، تقویٰ اور ورع سے اندر خالی ہے۔ درحقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ من آنم کہ من دانم! راقم اثیم تحریک ختم نبوت کے دور میں پہلے گوجرانوالہ جیل میں پھر نیو سنٹرل جیل ملتان میں گرو نمبر ۲ میں مقید رہا۔ ہماری بارک نمبر ۲

دو منزلہ تھی اور اس میں چار اضلاع کے قیدی تھے اور کچھ تین علماء جلیل و ماہر اور پڑھے لکھے لوگ تھے۔ تو وہ چھ چار تھے۔ اضلاع یہ ہیں: ضلع گوجرانوالہ، ضلع سیالکوٹ، ضلع سرگودھا اور ضلع کیمل پور۔ (فی الحال ضلع اٹک) بحمد اللہ تعالیٰ جیل میں بھی پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری تھا۔ راقم اثیم قرآن کریم کا ترجمہ، موطا امام مالک، شرح نخبۃ الفکر اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ کتابیں پڑھاتا رہا۔ دیگر حضرات علماء کرام بھی اپنے اپنے ذوق کے اسباق پڑھتے پڑھاتے رہے۔ آخر میں راقم اثیم کمرہ میں اکیلا رہتا تھا۔ کیونکہ باقی ساتھی رہا ہو چکے تھے اور میں قدرے بڑا مجرم تھا۔ تقریباً نو ماہ جیل میں رہا اور ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق کی تردید میں ''بجواب دو اسلام صرف ایک اسلام'' وہاں ملتان جیل ہی میں راقم اثیم نے لکھی تھی۔

خواب نمبر ۱

۱۳۷۲ھ، ۱۹۵۳ء میں تقریباً سحری کا وقت تھا کہ خواب میں مجھ سے کسی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں آ رہے ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہاں تمہارے پاس تشریف لائیں گے۔ مجھے خوشی بھی ہوا کہ حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل ہوگا اور کچھ پریشانی بھی ہوئی کہ میں تو قیدی ہوں۔ حضرت کو بٹھاؤں گا کہاں؟ اور کھلاؤں پلاؤں گا کیا؟ پھر خواب ہی میں یہ خیال آیا کہ راقم کے بستر پر جو دری، گدا اور چادر ہے یہ پاک ہیں۔ ان پر بٹھاؤں گا۔ خواب میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ ان کا ایک خادم تشریف لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سر مبارک ننگا تھا۔ چہرہ اقدس سرخ اور داڑھی مبارک سیاہ تھی۔ لمبا سفید عربی طرز کا کرتا زیب تن تھا اور نظر تو یہی آتا تھا مگر محسوس یہ ہوتا تھا کہ نیچے حضرت نے جانگیہ اور تہبند پہنی ہوئی ہے اور آپ کے خادم کا لباس سفید تھا۔ فٹ کرتا اور قدرے تنگ شلوار اور سر پر سفید اور اوپر کو ابھری ہوئی نوک دار ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ راقم اثیم نے اپنے بستر جو زمین پر بچھا ہوا تھا دونوں بزرگوں کو بٹھلایا۔ نہایت ہی عقیدت مندانہ طریقہ سے علیک سلیک کے بعد راقم اثیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے معذرت کے طور پر کہا کہ حضرت! میں قیدی ہوں اور کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ صرف قہوہ پلا سکتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک۔ میں خواب ہی میں فوراً تنور پر پہنچا۔ جہاں روٹیاں پکتی تھیں۔ میں نے اس تنور پر کٹورا رکھ دیا اس میں پانی چائے کی پتی اور کھانڈ ڈالی اور تنور خوب گرم تھا۔ جلدی ہی میں قہوہ تیار ہو گیا۔ راقم اثیم خوشی خوشی لے کر کمرہ میں پہنچا اور قہوہ دو پیالیوں میں ڈالا اور یوں محسوس ہوا کہ اس میں دودھ بھی پڑا ہوا ہے۔ بڑی خوشی ہوئی اور دونوں بزرگوں نے چائے پی۔ پھر جلدی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ

کھڑے ہوئے اور خادم بھی ساتھ اٹھ گیا۔ میں نے التجاء کی کہ حضرت ذرا اور آرام کریں اور ٹھہریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہمیں جلدی جانا ہے۔ پھر انشاء اللہ العزیز جلدی آجائیں گے۔ یہ فرما کر رخصت ہو گئے۔ راقم اثیم اس خواب سے بہت ہی خوش ہوا۔ فجر ہوئی اور ہمارے کمرے کھلے تو راقم اثیم استاد محترم حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت بھی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ہمارے ساتھ جیل میں مقید تھے اور ان کے سامنے خواب بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا میاں تمہیں معلوم ہے کہ حضرات انبیاء کرام اور فرشتوں کی (جو تمام معصوم ہیں) شکل و صورت میں شیطان نہیں آسکتا۔ واقعی تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو دیکھا ہے اور میاں ہو سکتا ہے کہ تمہاری زندگی ہی میں تشریف لے آئیں۔ استاد محترم کا راقم اثیم سے بہت گہرا تعلق تھا اور ان کے حکم سے ان کی علمی کتاب تنقیح الکلام کی ترتیب میں راقم اثیم نے خاصا کام کیا ہے۔ حضرت کی قبل از وفات اپنی خواہش اور ان کے جملہ متوسلین اور متعلقین کی دلی آرزو کے مطابق ۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ ۴ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو موضع پیر علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں راقم اثیم نے ان کا جنازہ پڑھایا اور دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر سنت کے مطابق دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خواب نمبر ۲

راقم اثیم نے دوسری مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شلوار پہنے ہوئے تھے اور گھٹنوں سے ذرا نیچے تک قمیص زیب تن کی اور سر مبارک پر سادہ سی کلاہ اور پگڑی باندھے ہوئے تھے اور کوٹ میں جو گھٹنوں سے نیچے تھا ملبوس تھے اور بڑی تیزی سے چل رہے تھے۔ راقم اثیم کو پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جا رہے ہیں تو راقم بھی پیچھے پیچھے چل پڑا اور سلام عرض کیا۔ یوں محسوس ہوا کہ بہت آہستہ سے جواب دیا اور رفتار برقرار رکھی۔ راقم بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ کافی دور جانے کے بعد زوردار کی بارش شروع ہو گئی۔ حضرت اس بارش میں بیٹھ گئے اور اوپر ایک سفید رنگ کی چادر تان لی۔ کافی دیر تک مغموم اور پریشان حالت میں بیٹھے رہے۔ پھر بارش میں ہی اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے اور پھر نظر نہ آئے۔ اس خواب کے چند دنوں بعد مہاجرین فلسطین کے دو کیمپوں صابرہ اور شتیلہ کا واقعہ پیش آیا کہ یہودیوں نے تقریباً تیس ہزار مظلوم مسلمان مردوں، عورتوں، بوڑھوں، بچوں اور مریضوں کو گولیوں سے بھون ڈالا۔ اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد راقم اثیم نے خواب کی تعبیر سمجھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شدید بارش میں چادر اوڑھ کر بیٹھنا اور پریشان ہونا اس کی طرف اشارہ تھا کہ تقریباً ستر لاکھ ظالم یہودیوں کے

ہاتھوں تقریباً تیرہ کروڑ کی آس پاس کی مسلمان حکومتوں کی موجودگی میں جنھوں نے بے غیرتی کا مظاہرہ کیا اور مصلحت کی چادر اوڑھ رکھی ہے اور مظلوم مسلمانوں پر بارش کی طرح گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔

ان دو خوابوں میں راقم اثیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ خاصا عرصہ ہوا کہ راقم اثیم نے حیات حضرت مسیح علیہ السلام پر ایک مسودہ کی کچھ ترتیب بھی دی تھی۔ گو وہ مسودہ مکمل تو نہ تھا۔ مگر خاصا علمی مواد اس میں جمع تھا۔ اس کی خاصی تلاش کی مگر مسودات کے جنگلات میں بسیار تلاش کے بعد بھی ناکامی ہوئی۔ اس مد کے کچھ حوالے مختلف شذرات پر ملے اور کچھ مزید حوالے جمع کر کے اب اس صورت میں حضرات قارئین کی خدمت میں یہ "توضیح المرام" پیش کی جا رہی ہے۔ علمی، استدلالی اور حوالوں کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے والے حضرات کا دل سے شکریہ ادا کیا جائے گا اور اصلاح میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے گی۔ انشاءاللہ العزیز اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے توحید و سنت پر قائم رہنے کی توفیق بخشے اور شرک و بدعت اور بری رسموں سے بچائے اور راقم اثیم کا اور ہر مسلمان کا خاتمہ بالایمان کرے۔ آمین ثم آمین! و صلی اللّٰہ تعالیٰ و سلم علیٰ رسولہ خیر خلقہ محمد و علیٰ آلہ و ازواجہ و اصحابہ و ذریاتہ و اتباعہ الیٰ یوم الدین"

الحقر العاجز ابوالزاہد محمد سرفراز، گکھڑ، محرم الحرام ۱۴۱۷ھ ۱۳ مئی ۱۹۹۶ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ اصحابہ و آلہ و اتباعہ الیٰ یوم الدین ٭ اما بعد!

مذہب اسلام کی بنیاد محکم اور مضبوط عقائد، عمدہ اور فطری اعمال و عبادات، بہترین اخلاق و کردار اور صاف اور ستھرے معاملات پر قائم ہے اور ان سب میں اولیت عقائد کو حاصل ہے۔ جب تک عقیدہ درست نہ ہو کوئی بھی زبانی، بدنی اور مالی عبادت اور عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا اور تصدیق و ایمان کے بغیر ہر قسم کی محنت اور مشقت بالکل رائیگاں ہوتی اور بے کار جاتی ہے۔ عقائد میں توحید و رسالت اور قیامت کے عقیدہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور دیگر عقائد کو تسلیم کیے بغیر بھی کوئی چارہ اور چھٹکارا نہیں۔ الغرض ان تمام عقائد اور اصول و اوامر ان سب احکام و فروع کو درجہ بدرجہ تسلیم کرنا ضروری ہے۔ جن کو ضروریات دین سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن کا ثبوت ادلہ قطعیہ سے ہے اور قطعی الدلالۃ ہیں۔ نص قرآنی، حدیث متواتر اور اجماع

امت۔ جس طرح نفس قیامت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اشراط الساعۃ اور قیامت کی ان علامات اور نشانیوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ جن کا ثبوت ادلۂ مذکورہ سے ہو۔ قیامت کے آنے کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ (المتوفی ۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ: ''اطلع النبی ﷺ علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون؟ قالوا نذکر الساعۃ قال انہا لن تقوم حتی ترون قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی بن مریم ویاجوج وماجوج وثلاثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب وآخر ذلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرهم (مسلم ج ۲ ص ۳۹۳، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸، ترمذی ج ۲ ص ۴۰، ابن ماجہ ص ۳۰۲) واللفظ له'' [آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں مذاکرہ اور گفتگو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا گفتگو کر رہے ہو؟ اہل مجلس نے کہا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں۔ آپ نے دھوئیں، دجال، دابۃ الارض، سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول، یاجوج وماجوج کے خروج کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تین مقامات زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک خسف مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں ہوگا۔ (غالباً اسی جگہ جس مقام پر اب امریکہ کی فوج ہے) اور آخر میں یمن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف دھکیل کر لے جائے گی۔]

اسی مضمون کی مرفوع حدیث حضرت واثلہؓ بن الاسقع المتوفی ۸۳ھ سے بھی مروی ہے۔ جس میں نزول عیسیٰ کی تصریح موجود ہے۔ (مستدرک ج ۴ ص ۴۲۸، قال الحاکم والذہبی صحیح)

ہمارا مقصد اس وقت قیامت کی بقیہ نشانیوں کا بیان کرنا نہیں ان میں سے ہر ایک نشانی حق ہے جس کا وقوع ضروری ہے۔ اس وقت ہمارا مدعا صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ جسم کے ساتھ رفع الی السماء، ان کی آسمان پر حیات اور قیامت سے قبل ان کا نزول من السماء ہے اور اس کا ثبوت قرآن کریم، احادیث متواترہ اور امت مسلمہ کے اتفاق واجماع سے ہے۔ جن میں ہر

ایک دلیل اصول کے لحاظ سے اپنی جگہ قطعی اور یقینی ہے۔ جس کا انکار یا تاویل، کفر و زندقہ اور الحاد
ہے اور اصول دین کے خلاف کوئی شخص بھی جو ضروریات دین کا منکر یا مؤول ہو، مسلمان نہیں
ہو سکتا اور نہ دائرہ اسلام میں معذور و مستور ہو سکتا ہے اور ہر شخص اس کا پابند ہے کہ

خویش را تاویل کن نے ذکر را

مقدمہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کا عقیدہ ضروریات دین میں شامل ہے۔
یہی وجہ ہے کہ حضرات ائمہ مجتہدینؒ، حضرات فقہاء اسلامؒ، حضرات محدثینؒ، حضرات مفسرین
کرامؒ اور حضرات صوفیاء و علماءؒ وغیرہم بھی بھی بزرگان دین اس عقیدہ کو علانیہ اور ایمانیات میں
شامل کرتے ہیں اور صریح اور واضح الفاظ میں اس کو حق اور ایمان کہتے ہیں۔ چند حوالے ملاحظہ
ہوں۔

۱۔ حضرت امام ابوحنیفہ (امام الاعظم نعمانؒ بن ثابتؒ المتوفی ۱۵۰ھ)
فرماتے ہیں: "ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء حق کائن (الفقہ الاکبر مع شرحہ
لعلی القاری حنفی ص ۱۳۵ طبع کانپور)" {کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا
حق اور یقینی ہونے والی چیز ہے۔}

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنی مختصر کتاب الفقہ الاکبر میں جس میں انہوں نے مختصر طور
پر اصولی اور بنیادی عقائد اور فقہی اصول کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا حق اور ضروری ہے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ
الفقہ الاکبر حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تالیف و تصنیف ہے۔ (الفہرست لابن ندیم ص ۲۸۵ و مفتاح
السعادۃ و مصباح السیادۃ لطاش کبری زادہ ج ۲ ص ۲۹) معتزلہ وغیرہم نے الفقہ الاکبر کے امام ابوحنیفہؒ کی
تالیف ہونے کا انکار کیا ہے۔ مگر ان کا قول تاریخی طور پر مردود ہے۔ (مفتاح السعادۃ
ج ۲ ص ۲۹)

۲۔ امام ابوجعفر الطحاویؒ (احمدؒ بن محمدؒ بن سلامہ الازدی المتوفی ۳۲۱ھ) تحریر
فرماتے ہیں کہ: "ونؤمن بخروج الدجال ونزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام من
السماء (عقیدہ الطحاویہ ص ۹ ومع الشرح ص ۴۲۹)" {ہم دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ

بن مریم علیہما السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔}

چونکہ قرآن کریم کے قطعی اقوال، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے دجال کا خروج اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نزول ثابت ہے۔ اس لئے امام اہل السنت والجماعت اور فقہ میں وکیل احناف امام طحاوی نے ان کے الفاظ سے اس کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کا تسلیم کرنا عقیدہ اور ایمان میں داخل ہے۔

۳...... مشہور اور نامور محدث قاضی عیاضؒ (ابوالفضل عیاض بن موسیٰ المتوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ: ''نزول عیسیٰ علیه السلام وقتله الدجال حق وصحیح عند اهل السنة للاحادیث الصحیحة فی ذلک ولیس فی العقل والشرع ما یبطله فوجب اثباته (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۳۹۹)'' {حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور ان کا دجال کو قتل کرنا اہل السنت والجماعت کے نزدیک اس سلسلہ میں وارد احادیث صحیحہ کی بنا پر حق اور صحیح ہے اور عقل و شرع میں اس کے باطل کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا اثبات واجب اور ضروری ہے۔}

علامہ موصوفؒ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو اہل السنت والجماعت کا عقیدہ بتاتے اور حق کہتے ہیں۔

۴..... امام اہل السنت والجماعت الشیخ ابوالحسن الاشعریؒ (علی بن اسماعیل بن اسحاق بن سالم الاشعریؒ المتوفی ۳۳۰ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''واجمعت الامة علی ان الله عزوجل رفع عیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام الی السماء (کتاب الابانة عن اصول الدیانة ص ۳۶)'' {امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے الخ (اور پھر وہ آسمان سے نازل ہوں گے)}

امام موصوفؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بارے امت کے اجماع کا حوالہ دیا ہے۔

۵..... مشہور مفسر علامہ اندلسیؒ (ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسی المتوفی ۷۴۵ھ) لکھتے ہیں کہ: ''واجمعت الامة علی ما تضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ علیه السلام فی السماء حی وانه ینزل فی آخر الزمان (تفسیر البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳)'' {حدیث متواتر کے پیش نظر امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں وہ نازل ہوں گے۔}

البحر المحیط اپنے حجم کی طرح بحر بے کراں اور طویل تفسیر ہے۔ علامہ موصوف نے خود اس کا اختصار بھی کیا ہے۔ جس کا نام النہر الماد ہے۔ جو البحر المحیط کے حاشیہ پہ چھپا ہے اور یہ عبارت النہر الماد بر حاشیہ البحر المحیط ج ۲ ص ۳۸۷ پر بھی موجود ہے۔

۶۔۔۔ علامہ تفتازانی (سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ) نے علم کلام میں ایک مختصر اور دقیق کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام "مقاصد الطالبین فی علم اصول عقائد الدین" ہے۔ (اور پھر خود انہوں نے اس کی مفصل شرح بھی لکھی ہے جو شرح المقاصد سے معروف ہے) اس میں وہ آخر میں لکھتے ہیں: "**وقد وردت الاحادیث الصحیحة فی ظهور امام من ولد فاطمة الزهراء الی قوله وفی نزول عیسی وخروج الدجال من الاشراط کدابة الارض ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها الخ** (مقاصد مع الشرح ج ۲ ص ۳۰۸، ۳۰۷، طبع ترکی)" (کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں ایک امام کے ظاہر ہونے . اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دابۃ الارض اور یاجوج وماجوج کے خروج اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بارے میں جو قیامت کی نشانیاں ہیں۔ صحیح احادیث وارد ہیں۔)

۷۔۔۔۔ علم عقائد کی مستند اور معروف کتاب المسایرۃ (للشیخ الامام کمال الدین محمد بن ہمام الدین عبد الواحد الشہیر بابن الہمام المتوفی ۸۶۱ھ) اور اس کی شرح المسامرۃ (للشیخ کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن ابی شریف المقدسی المتوفی ۹۰۵ھ) میں ہے: "**واشراط الساعة من خروج الدجال ونزول عیسی بن مریم علیه الصلوة والسلام من السماء وخروج یاجوج وماجوج وخروج الدابة کما فی سورة النمل وفی جامع الترمذی عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ تخرج الدابة ومعها خاتم سلیمان وعصا موسی فتجلو وجه المؤمن وتخطم انف الکافر بالخاتم الحدیث وطلوع الشمس من مغربها کل منها حق وردت به النصوص الصریحة الصحیحة** (المسامرة مع المسایرة ج ۲ ص ۲۳۲، ۲۳۳)" (اور قیامت کی نشانیاں دجال کا خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوۃ والسلام کا آسمان سے نزول اور یاجوج ماجوج کا خروج اور دابہ کا خروج (جیسا کہ پ ۲۰ سورۃ النمل رکوع ۶ میں ہے۔ اخرجنا لهم دابة من الارض اور جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۵۰) میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دابہ نکلے گا۔ اس کے

پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ وہ دابہ مؤمن کے چہرے کو اس انگوٹھی سے روشن کرے گا اور کافر کی ناک میں نکیل ڈالے گا۔ الحدیث (و قال حدیث حسن) اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ان میں ہر ہر چیز حق ہے۔ کیونکہ نصوص صریحہ اور صحاح ان میں وارد ہوئی ہیں۔}

۹..... علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (المتوفی ۱۰۶۷ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

"و نزوله الى الارض و استقراره عليها قد ثبت باحاديث صحيحة بحيث لم يبق فيه شبهة لم يختلف فيه احد (عبدالحكيم على الخيالى ص ۳۴۱)" {حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر نازل ہونا اور ان کا زمین پر متمکن ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہیں ہے اور کسی (مسلمان) نے اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔}

یعنی آپ کی آمد اور استقرار اتنی قوی اور صحیح احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ نہ تو اس میں کوئی شبہ رہا ہے اور نہ کسی مسلمان نے جو قرآن کریم، حدیث متواترہ اور اجماع امت پر یقین رکھتا ہے اس میں اختلاف کیا ہے۔

۱۰..... مشہور محدث متکلم امام السفارینیؒ (محمد بن احمد بن سلیمان السفارینیؒ المتوفی ۱۱۸۸ھ) نے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء، حیات اور نزول پر کتاب و سنت کے واضح دلائل پیش کئے ہیں اور اس کے بعد اس پر اجماع امت کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں: "واما الاجماع فقد اجتمعت الامة على نزوله ولم يخالف فيه احد من اهل الشريعة وانما انكر ذلك الفلاسفة والملاحدة ممن لا يعتد بخلافه وقد انعقد اجماع الامة على انه ينزل ويحكم بهذه الشريعة المحمدية وليس ينزل بشريعة مستقلة عند نزوله من السماء وان كانت النبوة قائمة به وهو متصف بها (شرح عقيدة السفارينى ملخصاً ج ۲ ص ۹۰)" {اور بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر امت کا اجماع و اتفاق ہے اور اس میں اہل اسلام میں سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہاں فلاسفہ اور ملحدوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ جن کی بات کا کوئی اعتبار ہی نہیں ہے۔ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ لیکن آسمان سے نزول کے وقت وہ مستقل شریعت لے کر نہیں آئیں گے۔ گو وصف نبوت کے ساتھ وہ متصف ہی ہوں گے۔ مگر فیصلے وہ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کے مطابق ہی کریں گے۔}

اس کو ناظرین کرام ایسا سمجھیں جیسا کہ ایک ملک کا صدر اور سربراہ جب کسی دوسرے ملک میں جاتا ہے یا ملک کے کسی ایک صوبے کا گورنر جب ملک کے دوسرے صوبے میں جاتا ہے تو وہ صدر اور گورنر ہی ہوتا ہے مگر دوسرے ملک اور دوسرے صوبے میں وہ اس ملک اور اس صوبے کا صدر اور گورنر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو وہاں کے باشندوں کی طرح وہاں کے آئین اور قانون کی پابندی کرنا پڑتی ہے اور جب تک وہ اپنے اپنے عہدے پر فائز ہیں معزول نہیں ہوتے تو ان سے وصف صدر اور وصف گورنر سلب نہیں ہوتا۔ اسی طرح آپ سمجھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور وہ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وصف نبوت اور رسالت سے متصف ہونے کے باوجود شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ وسلام) کے پابند ہوں گے اور قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطابق فیصلے صادر فرمائیں گے اور جہاں اجتہاد کرنے کی ضرورت پیش آئے گی اجتہاد کریں گے۔

۱۱۔۔۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: "وللطبراني من حديث عبد الله بن مغفل ينزل عيسى بن مريم (عليهما الصلوة والسلام) مصدقا بمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم على ملته (فتح الباري ج۶ ص ۴۹۱، باب نزول عيسى عليه السلام)" {طبرانی کی حدیث میں حضرت عبد اللہؓ بن مغفل سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام حضرت محمد ﷺ کی ملت کے مصدق ہو کر نازل ہوں گے۔}

۱۲۔۔۔ رئیس الصوفیاء الشیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی بن عربی الطائی (المتوفی ۶۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ: "فانه لا خلاف ان عيسى عليه السلام نبي ورسول وانه لا خلاف انه ينزل في آخر الزمان حكما عدلا بشرعنا لا بشرع آخر ولا بشرعه الذي تعبد الله به بني اسرائيل (فتوحات مكيه الجزء الثاني الباب الثالث والسبعون ۳۷۳، ص ۳، طبع مصر)" {بلاشک اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور بے شک اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور وہ ہماری شریعت کے مطابق حاکمانہ اور عادلانہ فیصلہ کریں گے۔ نہ یہ کہ کسی اور شریعت کے موافق اور نہ اس شریعت کے مطابق جس پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عبادت کرنے کا پابند بنایا تھا۔}

ان صریح حوالوں سے یہ بات بالکل بے غبار ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں حضرت شیخ اکبرؒ کے زمانہ تک کوئی اختلاف نہ تھا اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آنحضرت ﷺ کی ملت کے مصدق ہوں گے اور آپ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اہل اسلام پر اسی کو نافذ کریں گے۔

۱۳۔۔ علامہ ابن حزمؒ (ابو محمد علی بن حزم الظاہری الاندلسی المتوفی ۴۵۶ھ) تحریر کرتے ہیں کہ: "واما من قال ان اللّٰہ عزوجل هو فلان لانسان بعينه او ان اللّٰہ تعالیٰ يحل فی جسم من اجسام الخلق او ان بعد محمد ﷺ نبيا غير عيسى بن مريم عليه السلام فانه لا يختلف اثنان فی تكفيره لصحة قيام الحجة بكل هذا على كل احد (الملل والنحل ج ۳ ص ۲۴۹، طبع مصر)" (بہر حال جس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بعینہ فلاں آدمی ہے یا جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے یا جس نے یہ کہا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کوئی نبی آئے گا تو ایسے قائل کی تکفیر میں دو (مسلمان) آدمیوں کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ہر بات کے حق اور صحیح ہونے اور ہر ایک پر حجت قائم ہو چکی ہے۔

اس سے عیاں ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی قطعی اور یقینی ہے کہ ۴۵۶ھ تک دو مسلمان بھی ایسے پیدا نہیں ہوئے جو دیگر مذکورہ امور کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا انکار کرنے والے کی تکفیر میں اختلاف اور توقف بھی کرتے ہوں۔

اور خود علامہ ابن حزمؒ اپنے انداز میں براہین کے ساتھ یہ بات ثابت کرنے کے بعد کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ یہ لکھتے ہیں:

"الا ان عيسى بن مريم عليه السلام سينزل (محلی ج ۱ ص ۹، طبع مصر)"
(ہاں مگر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ضرور نازل ہوں گے۔)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول اور آنحضرت ﷺ کے بعد آنے سے ختم نبوت پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی۔ ایک تو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور رسالت آنحضرت ﷺ سے پہلے ملی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نہیں ملی اور دوسرے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد اور گنتی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد بھی تعداد اور گنتی وہی رہتی ہے جو پہلے تھی۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اگر بالفرض حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبر آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لے آئیں تو پھر بھی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ بخلاف کسی اور کے آنے سے کہ وہ نبی تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ عدد اور گنتی میں اضافہ ہوگا

اور ختم نبوت پر یقیناً زد پڑے گی۔

۱۴..... امام شعرانیؒ (الشیخ عبدالوہابؒ بن احمدؒ بن علی الشعرانی المتوفی ۹۷۳ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ: "فقد ثبت نزوله عليه السلام بالكتاب والسنة وزعمت النصارى ان ناسوته صلب ولا هوته رفع والحق انه رفع بجسده الى السماء والايمان بذالك واجب قال الله تعالى بل رفعه الله اليه (اليواقيت والجواهر ج ۲ ص ۱۴۶، طبع مصر)" {حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بے شک قرآن کریم اور سنت سے ثابت ہے۔ نصاریٰ کا یہ (باطل) خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو سولی پر لٹکایا گیا اور ان کی روح کو اٹھالیا گیا۔ مگر اہل اسلام کے پاس حق بات یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم (اور روح) کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (نہ تو یہود ان کو قتل کر سکے اور نہ سولی پر لٹکا سکے) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔}

امام شعرانیؒ نے بھی یہ واضح کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء اور نزول کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

۱۵..... امام سیوطیؒ (ابوالفضل جلال الدین بن ابوبکر السیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں کہ: "اما نفى نزول عيسى عليه السلام او نفى النبوة عنه وكلاهما كفر (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۶۶)" {بہرکیف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے (آسمان سے) نازل ہونے کی نفی یا ان کی نبوت کی نفی، دونوں باتیں کفر ہیں۔}

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ کوئی فروعی مسئلہ نہیں ہے۔ جس میں راجح ومرجوح، اعلیٰ وادنیٰ اور افضل وغیر افضل کا خیال رکھا جائے۔ بلکہ یہ ایمان واسلام کے بنیادی عقیدوں میں سے ایک عقیدہ ہے۔ جس کا انکار خالص کفر ہے۔ اس لئے کہ اس کا ثبوت کتاب وسنت واجماع امت سے ہے۔

۱۶..... امام البکریؒ (ابوالحسن محمدؒ بن عبدالرحمن البکری الصدیقی الشافعی المتوفی ۹۰۵ھ) اپنی تفسیر "الواضح الوجیز" میں فرماتے ہیں: "والاجماع على انه حي في السماء وينزل ويقتل الدجال ويؤيد الدين (بحواله تفسير جامع البيان ج ۲ ص ۴۲، الشيخ نور الدين السيد معين بن السيد صفي الدين المتوفى ۹۰۹هـ)" {کہ اس پر امت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے اور دین

اسلام کی تائید کریں گے۔)

اس عبارت میں بھی اجماع کا صریح الفاظ میں تذکرہ ہے اور کسی کے اختلاف کا اشارہ تک بھی موجود نہیں۔

۱۷۔ --- علامہ سید محمود آلوسیؒ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) ختم نبوت کے مسئلہ پر علمی اور تحقیقی بحث کرتے ہوئے آخر میں تحریر فرماتے ہیں: "ولا یقدح فی ذلک ما اجمعت الامۃ علیہ واشتہرت فیہ الاخبار ولعلہا بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق بہ الکتاب علی قول ووجب الایمان بہ واکفر منکرہ کالفلاسفۃ من نزول عیسیٰ علیہ السلام فی آخر الزمان، لانہ کان نبیا قبل تحلی نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالنبوۃ فی ہذہ النشأۃ (روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲)" {اور اس بات سے ختم نبوت کے عقیدہ پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ جس پر امت کا اجماع ہے اور اس پر مشہور روایات موجود ہیں اور شاید کہ یہ تواتر معنوی کو پہنچی ہوئی ہوں اور ایک تفسیر کے رو سے یہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے منکر جیسے فلاسفہ وغیرہم کافر ہیں اور وہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس جہان میں وصف نبوت سے آراستہ ہونے سے پہلے نبی تھے۔}

علامہ آلوسیؒ نے "وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" میں اس تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں "قبل موتہ" کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی گئی ہے اور یہی جمہور کی رائے ہے۔ جیسا کہ اسی پیش نظر کتاب میں اس کی باحوالہ بحث موجود ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث کو احادیث مشہورہ سے تعبیر کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ شاید یہ تواتر معنوی کو پہنچی ہوں۔ علامہ موصوف تو لعل فرمارہے ہیں۔ جبکہ جمہور محدثینؒ، مفسرینؒ، متکلمینؒ، فقہائؒ اور صوفیائؒ ان احادیث کو حقیقتاً متواتر کہتے ہیں۔ سو باتفاق اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منکر کی جیسے فلاسفہ وغیرہم، بلاتردد تکفیر کرتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آمد سے ختم نبوت پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور رسالت آنحضرت ﷺ سے پہلے ملی تھی اور وہ صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ جب کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت تمام انسانوں، جنوں اور سب جہان والوں کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قل یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (الاعراف: ۱۵۸)" اور نیز ارشاد ہے: "تبارک الذی نزل

الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیراً (الفرقان۔ ۱)"

ان نصوص قطعیہ سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت تمام انسانوں اور سب عالمین کے لئے ہے۔ چونکہ جنات بھی قرآن کریم (ملاحظہ ہو سورۃ الجن) احادیث متواترہ اور اجماع امت کے رو سے مکلف اور پابند شریعت ہیں۔ اس لئے عالمین کے حکم میں وہ بھی داخل اور شامل ہیں۔

حضرت ابوذر الغفاریؓ (جندب بن جنادۃ وقیل بن السکن المتوفی ۳۲ھ) کی حدیث میں ہے: "قال طلبت رسول اللہ ﷺ لیلۃ فوجدتہ قائما یصلی فاطال الصلوۃ ثم قال اوتیت اللیلۃ خمسا لم یؤتہا نبی قبلی ارسلت الی الاحمر والاسود قال مجاھد الانس والجن الحدیث (مستدرک ج ۲ ص ۴۲۴، قال الحاکم وقال الذہبی علی شرطہما)" (فرماتے ہیں کہ شب نے ایک رات (کسی ضرورت کی وجہ سے) آنحضرت ﷺ کو تلاش کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے بہت لمبی نماز پڑھی۔ پھر (بعد از فراغت) فرمایا مجھے آج کی رات ایسی پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ ایک یہ کہ میں سرخ اور سیاہ مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں یعنی انسانوں اور جنوں کی طرف۔)

غرضیکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت انسانوں اور جنوں اور جملہ مکلف مخلوق کے لئے ہے۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور نبوت صرف اور صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

"ورسولا الی بنی اسرائیل (آل عمران: ۴۹)"

کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف بنی اسرائیل کا رسول بنا کر بھیجا ہے اور انجیل کا بھی یہی درس اور سبق ہے۔ چنانچہ (انجیل متی باب ۱۵ آیت ۲۴) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خود اپنا بیان ہے۔ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" اور یہی تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابیوں، شاگردوں اور حواریوں کو دی تھی۔ چنانچہ (انجیل متی باب ۱۰ آیت ۵، ۶) میں ہے۔ "ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور ان کو حکم دے کر کہا غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" ان صریح حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آمد سے مسئلہ ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

رسالت تو صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی تھی اور آپ سے پہلے ان کو نبوت و رسالت مل چکی تھی اور بعد اور آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت تمام مکلف مخلوق کے لئے ہے اور آپ ساری دنیا کے نبی رسول اور سردار ہیں۔

(انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰) میں ہے۔ "اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔" یعنی جتنی خوبیاں اوصاف اور کمالات ان کو حاصل ہیں وہ مجھے حاصل نہیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے وفادار خلیفہ اور پیروکار اور نائب کی حیثیت سے نازل ہو کر شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیہ وسلام) کا نفاذ کریں گے۔ امام محقق محمد بن اسعد الصدیقی الدوانی (المتوفی ۹۰۸ھ) فرماتے ہیں کہ: "واما نزول عیسیٰ علیہ السلام ومتابعتہ للشریعۃ فہو مما یؤکد کونہ خاتم النبیین (الدوانی حاشیہ علی العقائد العضدیہ ص ۶۹)" {بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہو کر آنحضرت ﷺ کی شریعت کی پیروی کرنا آپ کے خاتم النبیین ہونے کی تاکید کرتا ہے۔}

اور غیر منصوص احکام میں اجتہاد کریں گے۔ جیسا کہ مثلاً حضرت امام ابو حنیفہؒ وغیرہ ائمہ مجتہدین نے اجتہاد کیا ہے۔ گو ان کے اجتہاد کا تطابق تو اتفاق اور توارد ہو بقول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد سے ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: "خواجہ محمد پارسا قدس سرہ در رسالہ فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ عمل خواہد کرد یعنی اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم رضی اللہ عنہ بود نہ آنکہ تقلید ایں خواہد کرد علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ شان او علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ازاں بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۵۵ ص ۱۴، طبع امرتسر وطبع مطبع نامی نول کشور ج ۲ ص ۱۰۰)" {حضرت خواجہ محمد پارساؒ نے رسالہ فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام نازل

ہونے کے بعد حضرت امام ابوحنیفہؒ کے فقہی مذہب کے موافق عمل کریں گے۔ یعنی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد امام اعظم ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔ نہ یہ کہ وہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کریں گے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت ہی بلند ہے کہ وہ امت کے علماء میں سے کسی امام کی تقلید کریں۔)

اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت اور احسان ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا اجتہاد نقلی وعقلی کے مسلمہ اصول وقواعد کے مطابق یعنی فطرت سلیمہ کے موافق ہے جو "فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا" کا مصداق ہے۔ اس لئے جو احکام قرآن وحدیث میں نہ ہوں گے اور ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اجتہاد کرنے کی ضرورت پیش آئے گی تو وہ ان میں اجتہاد کریں گے اور ان کا اجتہاد اس اجتہاد کے مطابق ہوگا جو حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنے دور میں کیا تھا۔ جس کو عملی طور پر توارد سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام واحسان ہے کہ غیر معصوم (امام ابوحنیفہؒ) کا اجتہاد معصوم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے اجتہاد کے موافق نکلے گا اور ہم جیسے تہی دست علم وعمل اور تقویٰ کو اسی لئے فقہ حنفی سے تعلق ومحبت ہے کہ اس میں پوشیدہ خوبیاں بے شمار ہیں۔

نقاب رخ سے ہر جانب شعاعیں پھوٹ نکلی ہیں
ارے او چھپنے والے حسن یوں پنہاں نہیں ہوتا

۱۸...... نواب صدیق بن حسن بن علی قنوجیؒ (المتوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ:

"والاحادیث الواردۃ فی نزول عیسیٰ علیہ السلام متواترۃ (حجج الکرامہ ص ۴۲۳)" (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے احادیث متواترہ وارد ہیں۔)

غیر مقلدین حضرات کے بزرگ کو بھی کھلے لفظوں میں اقرار ہے کہ نزول مسیح علیہ السلام کی احادیث متواترہ ہیں۔ اگر بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آسمان سے نزول کے متعلق نصوص قطعیہ اور اجماع امت نہ بھی ہوتا تب بھی ان کے نزول کا انکار احادیث متواترہ کے انکار کی وجہ سے کفر ہے۔

علامہ طاہر بن الصالح الجزائریؒ فرماتے ہیں کہ: "والمتواتر یکفر جاحدہ (توجیہ النظر ص ۳۶، طبع مصر)" (متواتر حدیث کا منکر کافر ہوتا ہے۔)

اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (المتوفی ۳ صفر ۱۳۵۲ھ) نے مرزائیوں

کے خلاف مشہور مقدمہ فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص ۲۲ میں اس کی تفصیل اور تصریح کی ہے کہ حدیث متواتر کا انکار کفر ہے۔

۱۹۔۔۔ علامہ ابو عبداللہ الابی (محمد بن خلیفۃ الابی المالکی المتوفی ۸۲۷ھ) الامام والفقیہ ابو الولید ابن رشد المالکی (محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد القرطبی المالکی المتوفی ۵۹۵ھ) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ "ولا بد من نزول عیسیٰ علیہ السلام لتواتر الاحادیث بذلک (شرح الابی مختصر علی مسلم ج ۱ ص ۲۶۵، باب نزول عیسی ابن مریم حاکما بشریعۃ نبینا)" {لامحالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ کیونکہ متواتر احادیث سے اس کا ثبوت ہے۔}

علامہ ابن رشد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے احادیث کو متواتر کہتے اور بتاتے ہیں۔

۲۰۔۔۔ والعلامہ المحدث محمد بن جعفر الکتانی (المتوفی ۱۳۴۵ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ "وقد ذکروا ان نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ثابت بالکتاب والسنۃ والاجماع الی قولہ والحاصل ان الاحادیث الواردۃ فی المہدی المنتظر متواترۃ وکذا الواردۃ فی الدجال وفی نزول سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۱۴۷)" {علماء اہل اسلام نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ پھر فرمایا خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام مہدی منتظر اور خروج دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث متواترہ ہیں۔}

۲۱۔۔۔۔ غیر مقلدین کے پیشوا قاضی شوکانی (محمد بن علی الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ) نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام "التوضیح فی تواتر ماجاء فی المنتظر والمسیح" ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ: "فتقرر ان الاحادیث الواردۃ فی المہدی المنتظر متواترۃ والاحادیث فی الدجال متواترۃ والاحادیث الواردۃ فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترۃ (عقیدۃ اہل الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۱۱، شیخ عبداللہ بن الصدیق الغماری مغربی)" {یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام مہدی منتظر کے بارے میں دجال لعین کے خروج کے متعلق اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے نزول اور آمد

کے بارے احادیث متواترہ وارد ہیں۔]

۲۲.....   محقق الاحناف علامہ زاہد الکوثری (المتوفی ۱۳۷۱ھ) قرآن کریم کی چند آیات کی مفصل تفسیر کے بعد تحریر فرماتے ہیں: "فظهر مما سبق ان نصوص القرآن الكريم وحدها تحتم القول برفع عيسى عليه السلام حيا وبنزوله في آخر الزمان حيث لا اعتداد باحتمالات خيالية لم تنشأ من دليل كيف والاحاديث قد تواترت في ذالك واستمرت الامة خلفا عن سلف على الاخذ بها وتدوين موجبها في كتب الاعتقاد من قديم العصور الى اليوم فماذا بعد الحق الا الضلال (نظرة عابرة في مزاعم من ينكر نزول عيسى عليه السلام قبل الآخرة ص۳۶)" [گزشتہ بحث سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ تنہا نصوص قرآنیہ ہی حتمی طور پر یہ بتاتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھایا گیا ہے اور یہ کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔ ان نصوص کی موجودگی میں خیالی احتمالات کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں جو کسی بھی دلیل پر مبنی نہیں ہیں اور بھلا ان کا کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے۔ جب کہ متواتر احادیث سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء اور نزول ثابت ہے اور اسی عقیدہ کو امت خلفاً بعد سلف قدیم زمانوں سے آج تک اپناتے اور اخذ کرتے اور کتب عقائد میں اس کے حکم کو درج کرتے چلے آ رہے ہیں تو حق کے بعد بجز گمراہی کے اور کیا ہے؟]

علامہ محقق کوثری نے اہل اسلام اور اہل حق کے حتمی عقیدہ کا اثبات قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ اور امت کے اجماع کے حوالے سے کیا ہے اور باطل پرستوں کی واہی موشگافیوں کا واضح الفاظ میں رد کیا ہے جس کے بعد گمراہی اور ضلالت کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ نیز دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ: "واما تواتر احاديث المهدي والدجال والمسيح فليس بموضع ريبة عند اهل العلم بالحديث وتشكك بعض المتكلمين في تواتر بعضها مع اعترافهم بوجوب اعتقاد ان اشراط الساعة كلها حق فمن قلة خبرتهم بالحديث (ايضاً ص۴۰)" [اور بہر حال امام مہدی کی آمد دجال کے خروج اور حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کی احادیث کا تواتر حضرات محدثین کرام کے نزدیک شک وشبہ کے مقام سے بالکل بالاتر ہے۔ باقی بعض متکلمین کا ان میں سے بعض روایات کے تواتر میں شک کرنا باوجود ان کے اس اعتراف کے کہ قیامت کی سب کی سب نشانیاں حق ہیں اور ان کا اعتقاد کرنا واجب ہے

(جس میں امام مہدی کی آمد، دجال کا خروج اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول وغیرہ بھی ہے) علم حدیث سے بے خبری پر مبنی ہے۔)

یہ ایک خالص علمی اور فنی بحث ہے کہ بعض اشراط الساعہ کی حدیثیں متواتر ہیں یا مشہور، مگر غیر متواتر ہیں۔ لیکن تلقی امت بالقبول کی وجہ سے ان پر عقیدہ رکھنا واجب ہے۔ ان بعض متکلمین کے بعض احادیث کے تواتر میں شک سے مسئلہ پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی۔ وہ بہرحال مسلم ہے۔

باب الاوّل

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا رفع الی السماء ان کی حیات اور پھر نزول من السماء قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ہم بنظر اختصار قرآن کریم سے صرف دو ہی دلیلیں عرض کرتے ہیں اور پھر ان کی معتبر اور مستند حضرات مفسرین کرامؒ سے باحوالہ تفسیریں نقل کرتے ہیں۔ غور و فکر کرنا قارئین کا کام ہے۔

پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منه یصدون (الزخرف: ۵۷)'' (اور جب عیسٰی بن مریم (علیہ السلام) کی مثال بیان کی جاتی ہے تو تیری قوم اس سے چلانے لگتی ہے۔)

یعنی جب بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ذکر آتا ہے تو عرب کے مشرکین خوب شور مچاتے اور قسم قسم کی آوازیں نکالتے ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔ پھر تین آیتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ ''**وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقیم، ولا یصدنکم الشیطان انه لکم عدو مبین (الزخرف: ۶۱)**'' (اور بے شک وہ نشان ہے قیامت کا سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہنا مانو، یہی سیدھی راہ ہے اور ہرگز نہ روکے تم کو شیطان (مثلاً منکر نزول مسیح علیہ السلام) وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ ان کے ساتھ جو تاکید کے لئے آتا ہے اور پھر لام مفتوحہ تاکید سے یہ بیان فرمایا ہے کہ بے شک وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام قیامت کی علامت اور نشانی ہے اور اس کے بارے ہرگز کوئی شک نہ کرنا اور میرے کہنے کو ماننا اور یہی نظریہ صراط مستقیم ہے۔ ہر ادنیٰ عربی دان بھی بخوبی اس آیت کریمہ میں ہر ہر جملہ کی تاکید کو سمجھ سکتا ہے کہ حق

تاکیدات سے اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون اور حکم بیان فرمایا ہے اور پھر فرمایا کہ شیطان کے پھندے میں ہرگز نہ آنا اور حق ماننے سے نہ رکنا۔ شیطان تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہے اور ضرور وہ قیامت سے پہلے آئیں گے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ جس پر چلنا ہر مسلمان کا اسلامی فریضہ ہے اور اس کی مخالفت شیطانی کارروائی اور گمراہی ہے۔ یہ یاد رہے کہ لعلم میں دو قرائتیں ہیں۔ ایک بفتح لام اور بکسر عین اور یہی اکثر اور جمہور قراء کرام کی قرأت ہے اور علم کا معنی واضح جاننا پہچاننا اور شناخت کرنا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آمد سے قیامت کے قرب کا علم شناخت اور پہچان ہوگی کہ اب قیامت بالکل قریب ہے اور جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور آمد نہ ہوگی اس وقت تک قیامت ہرگز نہیں آئے گی۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرات مفسرین کرام کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

١..... حضرت امام فخر الدین الرازیؒ (محمد بن عمر المتوفی ٦٠٦ ھ) اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "وانه ای عیسیٰ لعلم للساعة شرط من اشراطها تعلم به فسمی الشیٔ الدال علی الشیٔ علما لحصول العلم به (تفسیر کبیر ج ٢٧ ص ٢٢٢)" [اور بے شک وہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نشانی ہے قیامت کی۔ یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جس سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قیامت کا علم ہوگا۔ اس لحاظ سے علامت کو جو کسی شے کے وجود پر دلالت کرتی ہے علم کہا گیا۔ کیونکہ اس علامت کے ساتھ اس شے کا علم حاصل ہوتا ہے۔]

یعنی علامت کا اطلاق علم پر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر مترجمین حضرات علم کا معنی بھی نشانی کے کرتے ہیں اور یہ ترجمہ دوسری قرأت کے عین موافق ہے اور دوسری قرأت لعلم ہے۔ اس میں ابتداء میں لام اور اس کے بعد عین اور دوسری لام پر بھی فتح ہے۔ جس کا معنی نشانی اور علامت ہے اور یہ قرأت حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابو مالک غفاریؒ، حضرت زید بن علیؒ، حضرت قتادہؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت ضحاکؒ، حضرت مالک بن دینارؒ، حضرت الاعمشؒ کلبیؒ اور بقول علامہ ابن عطیہؒ حضرت ابو نضرۃؒ کی ہے۔ (تفسیر البحر المحیط ج ٨ ص ٢٦، روح المعانی ج ٢٥ ص ٩٥) اور دونوں قرأتوں کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آمد سے قرب قیامت کا علم ہوگا اور وہ قیامت کی نشانی ہیں۔

۲۔ علامہ سید محمود آلوسیؒ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) لعلم اور لعَلَم دونوں قرأتوں کا تذکرہ کر کے آخر میں فرماتے ہیں کہ: "والمشهور نزوله عليه السلام بدمشق وان الناس في صلوٰة الصبح فيتاخر الامام وهو المهدي فيقدمه عيسىٰ عليه السلام ويصلي خلفه ويقول انما اقيمت لك (روح المعاني ج ۲۵ ص ۹۱)" [اور مشہور یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں نازل ہوں گے۔ جب کہ لوگ صبح کی نماز میں مصروف ہوں گے اور امام مہدی امام ہوں گے۔ وہ پیچھے ہٹ جائیں گے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کو آگے کر کے ان کے اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور فرمائیں گے کہ نماز آپ کے لئے قائم کی گئی تھی۔]

اور نیز علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ: "وفي بعض الروايات انه عليه السلام ينزل على ثنية يقال لها افيق بفاء وقاف بوزن امير وهي هنا مكان بالقدس الشريف (روح المعاني ج ۲۵ ص ۹۱)" [اور بعض روایات (مثلاً مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۶، مستدرک ج ۴ ص ۴۷۸، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۴۳ وغیرہ) میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام افیق فاء اور قاف کے ساتھ بروزن امیر کے ٹیلے پر نازل ہوں گے اور یہ قدس شریف میں ایک جگہ ہے (جو سوق حمیدی میں جامع اموی کے مشرقی منارہ پر ہے۔ جس پر سفید چبوترہ بنا ہوا ہے جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقت صبح نازل ہوں گے)]

۳۔...... مشہور مفسر الحافظ ابوالفداء اسماعیلؒ بن کثیر القرشی الدمشقیؒ (المتوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں: "وانه لعلم للساعة اي امارة ودليل على وقوع الساعة قال مجاهدؒ وانه لعلم للساعة اي آية للساعة خروج عيسىٰ بن مريم عليه السلام قبل يوم القيمة وهكذا روي عن ابي هريرةؓ وابن عباسؓ وابي العاليةؒ وابي مالكؒ وعكرمةؒ والحسنؒ وقتادةؒ والضحاكؒ وغيرهم وقد تواترت الاحاديث عن رسول الله ﷺ انه اخبر بنزول عيسىٰ عليه السلام قبل يوم القيمة اماما عادلا وحكما مقسطا (تفسير ابن كثير ج ۴ ص ۱۳۲، ۱۳۳)" [اور بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی علامت ہے۔ یعنی قیامت کی آمد اور اس کے وقوع کی نشانی اور دلیل ہے۔ حضرت مجاہدؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کا دن برپا ہونے سے پہلے آنا قیامت (کے قرب) کی علامت اور نشانی ہے اور اسی طرح اس کی یہ تفسیر حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوالعالیہؒ، حضرت

ابو مالکؒ، حضرت عکرمہؒ، حضرت حسنؒ (بصری) حضرت قتادہؒ اور حضرت ضحاکؒ (بن مزاحم) وغیرہم سے بھی مروی ہے اور آنحضرت ﷺ سے متواتر احادیث کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل اور منصف حکم بن کر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔)

قرآن کریم کی ان آیات کریمات سے ہر ہر جملہ میں تاکیدی الفاظ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آمد کا بالکل واضح ثبوت ہے اور پھر حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے ترجمان قرآن اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور معتبر و مستند تابعینؒ کی تفسیر اس پر مستزاد ہے اور احادیث متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور نزول اپنی جگہ حق ہے۔

۴...... امام ابن جریر الطبریؒ (محمد بن جریر بن یزید المتوفی ۳۱۰ھ) لعلم اور لعلم دونوں قرأتوں کا حوالہ دے کر بعض حضرات صحابہ کرامؓ بعض تابعینؒ اور تبع تابعینؒ وغیرہم کی تفسیریں نقل کرتے ہیں اور بحوالہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ: "قال نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (تفسیر ابن جریر ج ۲۵ ص ۹۰)" (انہوں نے فرمایا کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مراد ہے۔ (کیونکہ وہ قیامت کی نشانی ہیں))

الحاصل قرآن کریم کے اس قطعی بیان اور مضمون سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول من السماء اور آمد بالکل واضح ہے۔ جیسا کہ حضرات صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور مفسرین عظامؒ کی روشن تفسیر سے یہ بات بیان ہوئی ہے۔ ملاحدہ، زنادقہ اور قادیانی وغیرہ باطل فرقے اہل اسلام کے ایمان کو متزلزل کرنے کے لئے جیسے اور جتنے بھی حربے اختیار کریں، اہل حق پر کچھ اثر نہیں۔

ہزاروں آفتیں سنگ مزاحم بن کے آتی ہیں
مگر مردان حق آگاہ گھبرایا نہیں کرتے

دوسری دلیل: یہود کا یہ باطل دعویٰ تھا اور ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے اور سولی پر لٹکا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا یوں رد فرمایا: "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم (النساء: ۱۵۷)" (اور انہوں نے نہ تو اس کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا اور لیکن وہ شبہ میں ڈالے گئے۔)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹ھ) اس مضمون کی خاصی تشریح اور تفسیر

کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں۔ ''حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز مقتول نہیں ہوئے۔ بلکہ آسمان پر اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔'' (فوائد عثمانیہ ص ۱۳۲)

اور اس اشتباہ کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک شخص شمعون کرینی کو جس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل سے ملتی جلتی تھی۔ (جیسا کہ حدیث میں حضرت عروۃ بن مسعودؓ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل کہا گیا ہے) علاقہ شام صوبہ یہودیہ کے نمبر ثوروقار بجا اور عامل حاکم ہیرود کے ایام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی پر لٹکا دیا گیا اور مصلوب ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ چنانچہ انگریز مورخین کی بین الاقوامی مرتب کردہ کتابوں میں شمعون کرینی کا مصلوب ہونا ہی واضح طور پر مذکور ہے۔ (ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۳ ص ۱۷۶ اور انسائیکلوپیڈیا آف رلیجن اینڈ ایتھکس ج ۲ ص ۸۳۳) مزید تشریح مولانا عبدالماجد دریا بادی کی کتاب قصص و مسائل میں دیکھیں۔

علامہ ابوحیان اندلسیؒ ''بل رفعہ اللّٰہ الیہ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ''ھذا ابطال لما ادعوہ من قتلہ وصلبہ وھو حی فی السماء الثانیۃ علی ما صح عن الرسول ﷺ فی حدیث المعراج (البحر المحیط ج ۳ ص ۳۹۱)'' {اس ارشاد میں یہود کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے اور ان کو سولی پر لٹکانے کے دعویٰ کا ابطال ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر زندہ ہیں۔ جیسا کہ معراج کی صحیح حدیث میں آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔}

آگے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وما قتلوہ یقینا ۰ بل رفعہ اللّٰہ الیہ ۰ وکان اللّٰہ عزیزا حکیما ۰ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا (النساء: ۱۵۸، ۱۵۹)'' {اور اس کو انہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے اور اہل کتاب سے کوئی ایسا نہ رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔}

اس کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں۔ آسمان پر جب دجال پیدا (اور خارج ہوگا) تب اس جہان میں تشریف لا کر اسے قتل کریں گے اور یہود و نصاریٰ (وغیرہم کفار) ان پر ایمان لائیں گے کہ بے شک عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے حالات اور اعمال کو

ظاہر کریں گے۔ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہا۔"
{توضیح المرام ص ۳۳}

۱.... حافظ ابن کثیرؒ بطریق ابی رجاءؒ یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ: "عن الحسن وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته قال قبل موت عيسىٰ عليه السلام والله انه لحي الآن عند الله تعالىٰ ولكن اذا نزل آمنوا به اجمعون (تفسير ابن كثير ج ۱ ص ۵۷۶)" {حضرت حسن (بصری) نے "وان من اهل الكتاب" کی تفسیر یہ کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لائے۔ بخدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں اور جب نازل ہوں گے تو سبھی لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔}

اور دوسرے طریق سے تفسیر یوں نقل کرتے ہیں کہ: "ان رجلا قال للحسن یا ابا سعيد قول الله عز وجل وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته قال قبل موت عيسىٰ عليه السلام ان الله تعالىٰ رفع اليه عيسىٰ عليه السلام وهو باعثه قبل يوم القيمة مقاما يؤمن به البر والفاجر وكذا قال قتادة وعبد الرحمن بن زيد بن اسلم وغيره واحد وهذا القول هو الحق كما سنبينه بعد بالدليل القاطع ان شاء الله تعالىٰ (تفسير ابن كثير ج ۱ ص ۵۷۶)" {ایک شخص نے حضرت حسن (بصری) سے دریافت کیا کہ اے ابوسعید (یہ ان کی کنیت تھی) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ رہے گا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا۔ کیا معنی ہیں؟ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسی جگہ بھیجے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے تمام نیک و بد ان پر ایمان لائیں گے اور یہی تفسیر حضرت قتادہؒ، عبدالرحمٰن بن زیدؒ بن اسلم اور بے شمار مفسرین نے کی ہے اور یہی تفسیر حق ہے۔ ہم آگے دلیل قاطع سے اسے بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز!}

اس کے بعد حافظ ابن کثیرؒ نے نصوص قرآنیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت کے حوالہ سے اسے مبرہن کیا ہے۔ قرآن کریم کے اس روشن بیان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی وفات سے قبل یہود و نصاریٰ وغیرہم کفار کا ان پر ایمان لانا ثابت ہے۔ "لا ریب فیه" اور ان کی آمد و نزول سے پہلے ساری دنیا کفر، ظلم و جور اور قتل و غارت اور بے حیائی سے بھری ہوئی ہوگی۔

نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے تو اے نور کے طالب
وہی پیدا کرے گا دن بھی کی ہے جس نے شب پیدا

کتب تفاسیر میں ”الا لیؤمنن به قبل موته“ کی دو تفسیریں نقل کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ بہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور قبل موتہ میں ضمیر کتابی یعنی یہود و نصاریٰ کے ہر ہر فرد کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر یہودی اور نصرانی اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا۔ وہ یوں کہ نزع در جان کنی کے وقت انہیں اپنے باطل عقیدہ پر کذب کی اطلاع ہو جائے گی اور وہ مجبور ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ اگرچہ کتب تفسیر میں یہ تفسیر بھی موجود و مذکور ہے۔ مگر دلائل اور سیاق و سباق سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اولاً اس لئے کہ نزع کی حالت کا ایمان، ایمان نہیں اور نہ عند اللہ تعالیٰ اس کی قبولیت ہے۔ حالانکہ آیت کریمہ میں لام تاکید اول میں، اور نون تاکید ثقیلہ آخر میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضرور بہ ضرور ایمان لائیں گے اور اس ایمان سے ایسا ایمان مراد ہے جو عند اللہ ایمان ہو اور مقبول بھی ہو اور مرتے وقت یہودی اور نصرانی کا ایمان ایمان ہی نہیں تو وہ اس مؤمن کا مصداق کیسے ہو سکتا ہے؟ وثانیاً اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فمن شاء فلیؤمن یعنی ہر مکلف سے وہ ایمان مطلوب ہے جو اس کی مرضی اور مشیت سے ہو اور نزع کے وقت جب فرشتے سامنے ہوں تو اس وقت کا ایمان مجبوری کا ایمان ہوگا۔ جس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وثالثاً اس لئے کہ قرآن کریم سے زیادہ فصاحت اور بلاغت والی کتاب دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اگر موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہو تو آگے ”ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا“ میں یکون میں جو ضمیر یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا انتشار ضمائر لازم آئے گا کہ ایک ضمیر تو کتابی کی طرف راجع ہو اور دوسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جو فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ اس لئے یہی بات راجح اور متعین ہے کہ قبل موتہ میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود و نصاریٰ کو جب اپنی غلطی کا اقرار و احساس ہوگا تو سچے نزع سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے اور وہ ایمان، ایمان ہوگا اور مقبول ہوگا۔

۲۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں: ”والظاهر ان الضمیرین فی به وموته عائدان علی عیسیٰ علیه السلام وهو سیاق الکلام والمعنی ان من اهل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزوله روی انه ینزل من السماء فی آخر الزمان فلا یبقی

احد من اهل الکتاب الا لیؤمنن به حتیٰ تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام قاله ابن عباس رضی اللہ عنہ والحسن رحمہ اللہ وابو مالک رحمہ اللہ (البحر المحیط ج ۳ ص ۳۹۲)" {اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور سیاق کلام بھی اسی کو چاہتا ہے اور معنی یہ ہے کہ جو اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوں گے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے اور احادیث میں مروی ہے کہ وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ان پر ایمان لائے بغیر نہیں رہے گا۔ حتیٰ کہ اس وقت ایک ہی ملت باقی رہے گی اور وہ صرف ملت اسلام ہی ہوگی۔ یہی بات حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت حسنؒ (بصری) اور ابو مالکؒ نے بیان کی ہے۔}

علامہ موصوف کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ آیت کریمہ کا ظاہر اور سیاق و سباق بھی اسی کو چاہتا ہے کہ پہلی طرح قبل موتہ کی ضمیر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور قاضی بیضاویؒ (عبداللہ بن عمر بیضاوی المتوفی ۶۸۵ھ) نے بھی یہ تفسیر نقل کی ہے۔

۳۔ "وقیل الضمیران لعیسی علیه افضل الصلوٰة والسلام والمعنی انه اذا نزل من السماء آمن به اهل الملل لما روی انه علیه الصلوٰة والسلام ینزل من السماء (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۵)" {اور یہ کہا گیا ہے (اور یہی صحیح اور راجح ہے) کہ دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر افضل صلوٰۃ وسلام ہوں کی طرف راجع ہیں اور معنی یہ ہے کہ جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے تو تمام ملتوں والے ان پر ایمان لائیں گے اور احادیث میں مروی ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔}

قاضی بیضاویؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس تفسیر کی جس میں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ وہ احادیث بھی تائید کرتی ہیں۔ (جو متواتر ہیں) جن میں ان کے آسمان سے نازل ہونے اور تمام اہل ملل کے ان پر ایمان لانے کا واضح ذکر ہے۔

۴۔ اور حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ: "والقول الصحیح الذی علیه الجمهور قبل موت المسیح (الجواب الصحیح ج ۲ ص ۳۰۱)" {اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صحیح قول (اور تفسیر) وہی ہے جس پر جمہور اہل اسلام ہیں کہ موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔}

پہلی آیت کریمہ اور اس میں نقل کردہ تفاسیر کی طرح اس دوسری آیت کریمہ اور اس کی تفسیر میں نقل کردہ تفسیروں اور مضبوط حوالوں سے یہ بات بالکل عیاں ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن

مریم علیہ السلام کا رفع الی السماء، ان کی حیات اور قیامت سے پہلے ان کا زمین پر نازل ہونا نصوص قطعیہ قرآنی آیات سے ثابت ہے۔ جس کا انکار کافر اور زندیق کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ مگر باطل پرستوں پر براہین قاطعہ اور اقوال ساطعہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ اپنی انا اور ضد پر قائم رہتے ہیں۔ بھلا شیطان کی ہدایت کس کے بس میں ہے۔

بدلنا ہے تو مے بدلو یا طریق مے کشی بدلو
وگرنہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہوگا

الباب الثانی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء ان کی حیات اور نزول الی الارض کے سلسلہ میں اس کتاب کے مقدمہ میں کتب عقائد، کتب تفسیر اور کتب فقہ وغیرہ سے مضبوط اور صریح حوالے قارئین کرام پڑھ چکے ہیں اور الباب الاول میں قرآن کریم کی دو آیت کریمات اور ان کی تفسیر بھی ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب اس باب میں چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے اور آپ حضرات زیر نظر کتاب میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء حیات اور نزول الی الارض کی احادیث متواتر ہیں۔ سب کا استیعاب و احصاء مطلوب نہیں۔ صرف بعض احادیث کا باحوالہ ذکر کرنا مقصود ہے۔

پہلی حدیث

حضرت ابوہریرہؓ (عبدالرحمٰنؓ بن صخر والمتوفی ۵۸ھ) روایت کرتے ہیں کہ: ”قال

قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابوہریرۃ واقروا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیٰمۃ یکون علیہم شہیدا (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰۔ باب نزول عیسیٰ ابن مریم۔ واللفظ لہ وابن ماجہ ص ۳۰۸۔ ومسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰۔ مسلم ج ۱ ص ۸۷۔ باب نزول عیسیٰ ابن مریم)“

(آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور بضرور تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ حاکم اور عادل ہوں گے۔ صلیب کو

توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑائی کو موقوف کر دیں گے اور مال بکثرت تقسیم کریں گے۔ یہاں تک کہ مال قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو تو اس کی تائید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے۔ یہ پڑھو اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا۔ مگر ضرور بضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لائے گا اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے۔}

آنحضرت ﷺ اگر بغیر قسم اٹھائے بھی فرما دیتے تو اس میں کوئی شک و شبہ نہ ہوتا۔ مگر اس حدیث میں آپ نے قادر مطلق ذات کی قسم اٹھا کر اور پھر لیوشکن کے جملہ میں لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ سے اس کو نہایت ہی مؤکد کر کے فرمایا ہے کہ لامحالہ اور ضرور تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اتنی اور ایسی تاکیدات کے ساتھ بیان میں کون آنحضرت نبی معصوم ﷺ کے ارشاد میں شک کر سکتا ہے؟ صرف وہی کرے گا جو ایمان اور عقل و بصیرت سے قطعی محروم ہوگا۔

نکل ان سے ہوا رخصت عقیدوں میں خلل آیا
کوئی پوچھے کہ ان کے ہاتھ کیا نعم البدل آیا

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۱ ۔ ۴۹۲) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر حقیقتاً صلیب کو توڑیں گے اور نصاریٰ پر یہ واضح کریں گے کہ تم صلیب کی تعظیم کرتے رہے اور میں اس کو توڑ کر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ تعظیم کے قابل نہیں بلکہ نیست و نابود کرنے کے لائق ہے اور اسی طرح نازل ہونے کے بعد خنزیر کو قتل کر کے عیسائیوں پر یہ ظاہر کریں گے کہ تم اس کو حلال سمجھتے رہے اور اس سے محبت کرتے رہے اور میں اس کے وجود کو ہی ختم کر رہا ہوں اور جب کافر ہی نہ رہے تو قتال اور جہاد کس سے کیا جائے گا؟ اور جب اہل کتاب اور دیگر ذمی کفار ہی نہ رہے تو جزیہ کس سے وصول کیا جائے گا؟ اس لئے ان کی آمد کے بعد لڑائی اور جزیہ موقوف ہو جائے گا اور ظلم و جور مٹ جائے گا اور عدل و انصاف کے نفاذ اور زمین کی برکات کی وجہ سے کوئی غریب اور محتاج نظر ہی نہیں آئے گا۔ تاکہ اس کا مال دیا جائے اور وہ مال قبول کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بڑی برکت ہوگی۔ گویا وہ یوں گویا ہوں گے۔

ہے جو اس کو اسے تخیر جو اس کو برے اسے تردد
ہماری تحقیق اور ان کو بہ صحت عمل ہمارا نجات ان کی

دوسری حدیث

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ (المتوفی ۷۸ھ) سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا۔ ”یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیٰمة قال فینزل عیسی بن مریم علیه السلام فیقول امیرهم تعال فصل فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذه الامة (مسلم ج ۱ ص ۸۷، باب نزول عیسی بن مریم، مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۴)“ {آپ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہ کر لڑائیوں سے قیامت تک لڑتا رہے گا اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور اس طائفہ کا امیر (جو حضرت امام مہدی ہوں گے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا۔ آیئے نماز پڑھایئے تو وہ فرمائیں گے کہ نہیں اس امت کی فضیلت کی وجہ سے تم ہی میں سے بعض بعض پر امیر ہوں گے۔}

اس صحیح حدیث سے بھی قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بالکل واضح ہے۔

تیسری حدیث

حضرت نواسؓ بن سمعان الکلابی (المتوفی ۔ ھ) کی طویل حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”فبینما هو کذالک اذ بعث الله المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهر ودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین الحدیث (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال، ترمذی ج ۲ ص ۴۷، وفیه لذ هبط بدل اذ بعث وابن ماجه ص ۳۰۲، مستدرک ج ۴ ص ۴۹۲، قال الحاکم والذهبی علی شرطهما)“ {اسی حالت میں (کہ ایک نوجوان دجال سے برسرپیکار ہوگا) یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو (آسمان سے) بھیجے گا اور وہ زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق میں سفید مشرقی مینار پر نازل ہوں گے۔}

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ سفید مینارہ آج بھی دمشق کی مشرقی سمت میں موجود ہے۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۴۰۱) وراقم السطور نے اپنی گنہگار آنکھوں سے وہ مینار دیکھا ہے۔

چوتھی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمروؓ (المتوفی ۶۳ھ) روایت کرتے ہیں کہ: ’’قال رسول اللہ ﷺ یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین لا ادری یوما او اربعین شهرا او اربعین عاما فیبعث اللہ تعالٰی عیسٰی بن مریم علیہ السلام کانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیهلکہ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۳، باب ذکر الدجال، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۶، مستدرک ج ۴ ص ۵۴۳، کنز العمال ج ۷ ص ۲۵۸)‘‘ {آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دجال نکلے گا اور چالیس تک رہے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن ہوں گے یا مہینے یا سال۔ اسی دور میں اللہ تعالٰی حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا۔ ان کا حلیہ حضرت عروہؓ بن مسعود کا ہوگا اور وہ دجال لعین کو طلب کریں گے اور اس کو ہلاک کردیں گے۔}

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال چالیس دن تک زمین میں رہے گا۔ پہلا دن سال جتنا لمبا، دوسرا مہینے جتنا اور تیسرا ایک ہفتے جتنا لمبا ہوگا۔ حضرات صحابہؓ کرام نے پوچھا کہ مثلاً سال اور مہینہ اور ہفتہ جیسے لمبے دن میں صرف ایک ہی دن کی نمازیں پڑھنا ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا بلکہ ان دنوں میں سال اور مہینہ اور ہفتہ کی نمازیں اوقات کا اندازہ لگا کر پڑھنا ہوں گی۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱) امام نوویؒ بعض محدثین کرامؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اس وقت شریعت کا یہی حکم ہوگا اور قیاس و اجتہاد کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ (محصلہ نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۴۰۱) اوقات صلوٰت اگرچہ نمازوں کے لئے سبب ہیں۔ مگر ظاہری اسباب ہیں، حقیقی سبب اللہ تعالٰی کا حکم اور امر ہے۔

پانچویں حدیث

حضرت مجمعؓ بن جاریہ الانصاری (المتوفی فی خلافت معاویہؓ تقریباً ۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ ’’سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (ترمذی ج ۲ ص ۴۸، مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۰)‘‘ {میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ عیسٰی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام دجال کو لد کے دروازہ پر قتل کریں گے۔}

بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام لد ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہونے کے بعد اسی بستی کے دروازہ پر دجال لعین کو قتل کریں گے۔ جس کا نظارہ اس وقت کے موجود لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ مسیح ہدایت کے ہاتھوں مسیح ضلالت کا نام دجال جیسی خدا اور مفتری بھی قتل ہوگا۔

چھٹی حدیث

حضرت ابو امامہ باہلیؓ (صدیؓ بن عجلان المتوفی ۸۶ھ) کی طویل حدیث میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کے خروج اور قرب قیامت کی علامت بیان فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ: "**فبینما امامھم قد تقدم یصلی بھم الصبح اذ نزل علیھم عیسیٰ بن مریم الصبح فرجع ذالک الامام ینکص یمشی القھقری لیقدم عیسیٰ علیہ السلام یصلی فیضع عیسیٰ علیہ السلام یدہ بین کتفیہ ثم یقول لہ تقدم فصل فانھا لک اقیمت فیصلی بھم امامھم** (ابن ماجہ ص ۳۰۸، اسناد قوی التصریح بما تواتر فی نزول المسیح علیہ السلام ص ۱۵۵، حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو اسناد کے طور پر پیش کیا ہے۔ فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۳)" (لوگ اس جماعت میں ہوں گے کہ ان کا امام صبح کی نماز کے لئے آگے کھڑا ہوگا اور صبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ وہ امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹنا شروع کرے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امام کے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھیں گے اور پھر فرمائیں گے کہ تو ہی آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھا کیونکہ یہ نماز تیرے لئے قائم کی گئی ہے تو وہ امام ان کو نماز پڑھائیں گے۔)

حافظ ابن حجرؒ نقل کرتے ہیں کہ "**تواترت الاخبار بان المھدی من ھذہ الامۃ وان عیسیٰ علیہ السلام یصلی خلفہ** (فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۴، باب نزول عیسیٰ بن مریم)" (متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اسی امت میں سے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔)

ساتویں حدیث

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص (المتوفی ۵۱ھ) سے مرفوع روایت ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: "**وینزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام عند صلوٰۃ الفجر فیقول امیرھم یا روح اللّٰہ تقدم صل فیقول ھذہ الامۃ امراء بعضھم علی بعض فیتقدم امیرھم فیصلی** (مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۶، مستدرک ج ۴ ص ۴۷۸، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۴۲)" (اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فجر کی نماز کے وقت نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کے امیر (جو حضرت امام مہدی ہوں گے) ان سے فرمائیں گے کہ اے روح اللہ آگے بڑھئے اور نماز پڑھایئے۔ وہ ارشاد فرمائیں گے کہ اس امت (محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کے لوگ بعض بعض پر امراء ہیں تو ان کے امیر آگے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔)

یہ حدیث بھی امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ وغیرہ محدثین کی تصریح کے مطابق صحیح ہے اور اس سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واضح الفاظ میں نزول اور وقت نزول مذکور ہے کہ فجر کا وقت ہوگا۔

آٹھویں حدیث

حضرت سمرہؓ بن جندب (المتوفی ۵۹ھ) کی طویل اور مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دجال لعین کے خروج کے وقت خراب حالات اور مسلمانوں کی پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے یہ ارشاد بھی فرمایا کہ: "فیتزلزلون زلزالا شدیدا فیصبح فیهم عیسی بن مریم علیه السلام فیهزمه الله تعالی وجنوده (مستدرک ج ۴ ص [illegible]، قال الحاکم رحمه الله والذهبی رحمه الله علی شرطهما، مسند احمد ج ۵ ص ۱۳)" (اس وقت لوگوں کے اندر شدید قسم کے زلزلہ کی سی کیفیت ہوگی اور صبح کے وقت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ سو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دجال اور اس کے لشکر کو شکست دے گا۔)

حضرت عائشہؓ کی مرفوع روایت میں ہے کہ دجال کے خروج کے وقت بہترین مال اور ذخیرہ وہ قوی جوان ہوگا جو اہل خانہ کو پانی مہیا کر کے پلائے۔

"واما الطعام فلیس قالوا فما طعام المؤمنین یومئذ قال التسبیح والتکبیر والتهلیل رواه احمد وابو یعلی ورجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۳۵)" (خوراک تو بہرحال نہیں ہوگی۔ صحابہؓ نے کہا کہ اس وقت مؤمنوں کی خوراک کیا ہوگی؟ فرمایا سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ۔)

نویں حدیث

آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ (المتوفی ۵۴ھ) فرماتے ہیں:
"عن النبی ﷺ عصابتان من امتی حررهما (وفی نسخه احرزهما) الله تعالی من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تکون مع عیسی بن مریم علیهما السلام (نسائی ج ۲ ص ۵۲، مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۸۲، رواه الطبرانی فی الاوسط وسقط تابعیه والظاهر انه راشد بن سعد وبقیة رجاله ثقات قلت (صفدر) راشد بن سعد قال ابن معین رحمه الله وابو حاتم رحمه الله والعجلی رحمه الله ویعقوب رحمه الله بن شیبه رحمه الله ونسائی رحمه الله وابن سعد رحمه الله ثقه وقال احمد رحمه الله لا بأس به وذکره ابن حبان رحمه الله فی الثقات.

تہذیب التہذیب ج۲ ص۲۷۰ ملخصاً) " [آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ ایک وہ گروہ جو انڈیا کے مقابلے میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جہاد میں شرکت کرے گا۔]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ انڈیا کے مظالم سے تنگ آ کر اہل اسلام انڈیا سے جہاد کریں گے اور بظاہر اس کا آغاز ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے وسیع رقبے میں پاکستان بننے کے وقت اور اس کے بعد سے اب تک بے پناہ مظلوم مسلمانوں پر ہندو ظالموں نے ظلم ڈھائے ہیں اور بے شمار کو شہید کیا ہے اور ان کی املاک ضائع کی ہیں اور اس وقت جو ظلم اہل کشمیر پر ہو رہا ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے؟ اگرچہ وقتی طور پر بعض تنظیمیں جہاد کشمیر میں مصروف ہیں۔ مگر مسلمانوں کی ترجیحات (۵۳) بے غیرت حکومتیں خاموش ہیں اسی میں مصلحت سمجھتی ہیں تاکہ ان کا آقا (امریکہ اور اس کے پٹھو) ان سے ناراض نہ ہو جائیں۔ مگر ایک وقت ضرور آئے گا کہ غیرت مند مسلمان انڈیا سے ٹکرا کر فاتح ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: "قال رسول اللہ ﷺ وذکر الهند یغزو الهند بکم جیش یفتح اللہ علیهم حتی یاتوا بملوکهم مغللین بالسلاسل یغفر اللہ ذنوبهم فینصرفون حین ینصرفون فیجدون ابن مریم بالشام اخرجه نعیم بن حماد فی کتاب الفتن (کنز العمال ج۷ ص۲۶۹) " [آنحضرت ﷺ نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا لشکر انڈیا کے خلاف جہاد کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس لشکر کو انڈیا پر فتح دے گا اور وہ انڈیا کے حکمرانوں کو گرفتار کر کے اور زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس لشکر کے گناہ معاف کر دے گا۔ جس وقت وہ لشکر کامیابی کے ساتھ واپس لوٹے گا تو اس وقت وہ لشکر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو ملک شام میں پائے گا۔]

اور حضرت ابوہریرہؓ ہی کی ایک حدیث یوں ہے کہ: "قال رسول اللہ ﷺ لا تزال عصابة من امتی علی الحق ظاهرین علی الناس لا یبالون من خالفهم حتی ینزل عیسی بن مریم (تاریخ ابن عساکر ج۱ ص۲۳۵، کنز العمال ج۷ ص۲۶۹) " [آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم اور لوگوں پر غالب رہے گا اور مخالفت کرنے والوں کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نازل ہوں۔}

یہ وہی گروہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور نزول تک علم وعمل اور جہاد کے ذریعہ حق پر ڈٹا رہے گا اور یہی گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دے گا اور اسی گروہ کے افراد بفضلہ تعالیٰ ہر ہر مقام پر کفار سے جہاد کریں گے اور اسی گروہ کے افراد ہی انڈیا سے ٹکر لیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ: "قال وعدنا رسول الله ﷺ غزوة الهند فان ادركتها انفق فيها نفسي ومالي وان قتلت كنت افضل الشهداء وان رجعت فانا ابو هريرة المحرر (نسائی ج ۲ ص ۵۲)" {آنحضرت ﷺ نے ہم سے انڈیا کے خلاف جہاد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر میں نے وہ موقع پایا تو میں اپنی جان ومال اس میں خرچ کروں گا۔ اگر میں شہید ہو گیا تو میں (اس وقت کے) افضل شہداء میں سے ہوں گا اور اگر میں فاتح ہو کر لوٹا تو میں دوزخ کے عذاب سے رہا کیا ہوا ابوہریرہؓ ہوں گا۔}

بفضلہ تعالیٰ اس جہاد کا آغاز ہو چکا ہے اور بظاہر اس میں شدت اس وقت آئے گی جب انڈیا کی فوجیں مسلمانوں کے حملوں اور جھڑپوں سے تنگ آ کر سندھ کے علاقہ پر حملہ کریں گی تا کہ کراچی سے لاہور اور پشاور کا رابطہ کٹ جائے اور سندھ کے علاقہ میں انڈیا کی ایجنسیاں اور ایجنٹ بھی وافر موجود ہیں۔

امام قرطبیؒ (الشیخ الامام ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ المتوفی ۶۷۱ھ) نے تذکرہ میں حضرت حذیفہؓ بن الیمانؓ (المتوفی ۳۵ھ) صاحب سر النبی ﷺ سے طویل حدیث نقل کی ہے۔ جو یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ "عن النبي ﷺ انه قال يبدأ الخراب في اطراف الارض الى قوله وخراب السند بالهند وخراب الهند بالصين (تذكرة القرطبي ج۲ ص۶۹۳، مختصر التذكرة لعبد الوهاب الشعراني ص۱۵۸)" {آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے اطراف میں خرابی اور بربادی شروع ہوگی۔ پھر آگے فرمایا کہ سندھ ہندوستان کے ہاتھ سے برباد ہوگا اور ہندوستان کی خرابی اور بربادی چین کے ہاتھوں سے ہوگی۔}

اور اسی جہاد ہند کے سلسلہ میں انشاء اللہ عزیز یہاں آخر انڈیا کے حکمران، جرنیل اور کمانڈر شکست فاش کھا کر مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوں گے۔ ادھر یہ کارروائی ہو رہی ہوگی اور ادھر شام کے علاقہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر دجال لعین، یہود ونصاریٰ اور

دیگر کفار سے جہاد میں معروف ہوں گے اور وہاں بغیر اسلام کے اور کوئی مذہب باقی نہ رہے گا اور کفار اور بے دینوں کی تمام شرارتیں اور تخریب کاریاں کافور ہو جائیں گی اور تمام مظالم ختم ہو جائیں گے۔

ظلمت شب ہی نہیں صبح کی تنویر بھی ہے
زندگی خواب بھی ہے خواب کی تعبیر بھی ہے

انڈیا کے سندھ پر حملہ کرنے کی ظاہری وجوہ

اگرچہ انڈیا کشمیر سرحد اور پنجاب وغیرہ علاقوں پر بھی بھرپور حملہ کرے گا۔ مگر اس کا اصل زور سندھ پر صرف ہوگا۔

۱... اس لئے کہ اس کی کوشش ہوگی کہ پاکستان کو بحری راستے سے بیرونی امداد نہ مل سکے اور کراچی کا راستہ بند ہو جائے۔

۲... اس لئے کہ سندھ میں ہندو اور انڈیا کے ہمنوا مسلمان کہلانے والے ایجنٹ بھی وافر مقدار میں موجود ہیں اور ان کا تعاون حقیقت میں انڈیا کو حاصل ہے اور ہوگا۔

۳... اس لئے کہ سندھ کے علاقہ میں بلند پہاڑ موجود نہیں ہیں۔ بخلاف کشمیر اور سرحد وغیرہ کے کہ بڑے بڑے پہاڑ موجود ہیں اور قدرتی طور پر دفاع کا کام دیتے ہیں۔

۴... اس لئے کہ سندھ میں برف نہیں پڑتی اور سردیوں کے موسم میں سردی بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ بخلاف سرحد وغیرہ کے پہاڑی علاقوں کے وہاں برف بھی پڑتی ہے اور سردیوں میں سردی بھی زیادہ ہوتی ہے اور ایسے موسم میں لڑائی خاصی دشوار ہوتی ہے۔

۵... اس لئے کہ دینی غیرت اور حمیت جتنی سرحد وغیرہ کے علاقہ میں ہے وہ نسبتاً سندھ میں اتنی نہیں۔ وہاں آزاد خیالی اور دینی جہالت زیادہ ہے۔

۶... اس لئے کہ کراچی اور سندھ کا علاقہ مالی لحاظ سے بہت مالدار ہے اور امیر آدمی جتنا موت سے ڈرتا ہے غریب آدمی اتنا نہیں ڈرتا اور جس طرح غریب جم کر لڑتا ہے امیر میں وہ جرأت و اخلاص نہیں ہوتا۔

۷... اس لئے کہ سرحد کے علاقہ کو تاریخی طور پر شجاعت اور بہادری کا تمغہ حاصل ہے۔ اس لئے ان لوگوں سے ٹکر لگانا قدرے مشکل کام ہے۔

۸۔ افغانستان کی سرحد کے قریب ہے۔ جس کے لوگ جنگ وقتال و جہاد میں مصروف رہتے ہیں۔ انڈیا ان کو کبھی نظر انداز نہیں کرسکتا اور نہ اس طرف وہ رخ کرسکے گا اور نہ لڑ سکتا ہے۔ مشہور مؤرخ امیر شکیب ارسلانؒ (المتوفی ۱۳۶۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

"ولكن المراد هو ذكر العلاقة الشديدة التي بين اسلام الهند وبلاد الافغان التي منها انحدر الفاتحون المسلمون سواء كانوا من العرب او من العجم او من الترك او من الافغان واثبت ان تلك الجبال كانت لم تزل على ما يعلوها من الثلوج مستوقد حماسة ومثار حمية وموطن فتوة ومعدن فروسة (الحاضر العالم الاسلامي ج ۲ ص ۹۸)" [اور لیکن مقصود اس شدید اور گہرے تعلق سے ہے جو مسلمانان ہند اور بلاد افغانستان میں ہے اور انہیں علاقوں سے مسلمان فاتح اتر کر آتے رہے ہیں۔ عام اس سے کہ وہ عربی ہوں یا عجمی و ترکی یا افغانی اور باوجود اس ثبوت کے کہ یہ پہاڑ پہلے بھی اور اب بھی برف سے ڈھانپے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ بہادری کے جذبات اور غیرت کے میدان اور جوان مردی کے مقامات اور شہسواری کے معدن ہیں (ان کو سر کرنا آسان کام نہیں ہے)]

ان تمام دشواریوں اور مجبوریوں کو پیش نظر رکھ کر انڈیا سارا زور سندھ پر صرف کرے گا۔ مگر دوسرے علاقے بھی اس کی زد میں ہوں گے۔

دسویں حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (المتوفی ۳۲ھ) سے روایت ہے کہ: "لما كان اسرى برسول الله ﷺ لقي ابراهيم وموسى وعيسى فتذاكروا الساعة فبدؤا بابراهيم فسألوه عنها فلم يكن عنده منها علم ثم سألوا موسى فلم يكن عنده منها علم فرد الحديث الى عيسى بن مريم فقال قد عهد الي فيما دون وجبتها فاما وجبتها فلا يعلمها الا الله فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقتله (ابن ماجه ص ۳۰۲، واللفظ له ومستدرك ج ۴ ص ۴۸۸، قال الحاكم والذهبي صحيح ومسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵)" {جب آنحضرت ﷺ کو اسراء اور معراج پر لے جایا گیا تو آپ کی ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی اور ان کی آپس میں گفتگو (قیام قیامت کے بارے) شروع ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا تو ان کے پاس اس وقت قیامت کا علم نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو ان کے

پاس بھی علم نہ تھا۔ پھر بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کے قیام کی گھڑی بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں نازل ہو کر دجال کو قتل کروں گا۔}

اس صحیح اور صریح روایت سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا ثابت ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ یہ حدیث نقل کر کے آخر میں فرماتے ہیں کہ: "فهؤلاء اكابر اولى العزم من المرسلين ليس عندهم علم بوقت الساعة على التعيين وانما ردوا الى عيسى عليه السلام فتكلم عن اشراطها لانه ينزل فى آخر هذه الامة منفذا لاحكام رسول الله ﷺ ويقتل الدجال ويجعل الله هلاك ياجوج وماجوج ببركة دعائه فاخبر بما اعلمه الله تعالى به (تفسير ابن كثير ج ۲ ص ۲۷۳)" {سو یہ اکابر اولو العزم پیغمبر ہیں۔ مگر ان کو بھی علی التعیین قیامت کے وقت کا علم نہیں۔ انہوں نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس لئے لوٹائی کہ وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کیونکہ وہ اس امت کے آخر میں نازل ہو کر آنحضرت ﷺ کی شریعت کے احکام نافذ کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور ان کی دعاء کی برکت سے یاجوج اور ماجوج ہلاک ہوں گے۔ سو جتنا علم اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اس کی انہوں نے خبر دے دی۔}

یہ دس حدیثیں بطور نمونہ اور مثال کے باحوالہ عرض کر دی گئی ہیں۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی بے شمار متواتر اور مرفوع احادیث موجود ہیں اور آثار حضرات صحابہ کرامؓ اور موقوف تابعینؒ اور تبع تابعینؒ اور اقوال حضرات سلف و خلف اور اجماع امت اس پر مستزاد ہے۔ مگر جن لوگوں کے دلوں پر کفر و الحاد کے تالے لگے ہوتے ہیں۔ ان پر حق کی کسی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ وہ اپنے انکار پر نازاں ہیں۔

رہے نہ اہل خرد تو بے خرد چمکے
فروغ شمس ہوا عقل کے زوال کے بعد

حضرت امام ترمذیؒ (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورة الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال لعین کے قتل ہونے کی مرفوع حدیث اپنی سند کے ساتھ حضرت مجمعؓ بن جاریہ انصاری سے ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں کہ "عن رسول الله ﷺ

قال یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (ترمذی ج ۲ ص ۴۸) "{آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام لد (فلسطین میں ایک گاؤں کا نام ہے) کے دروازہ پر دجال لعین کو قتل کریں گے۔}

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: "هذا حديث صحيح وفي الباب عن عمران بن حصين ونافع بن عيينة وابي برزة وحذيفة بن اسيد وابي هريرة وكيسان وعثمان بن ابي العاص وجابر وابي امامة وابن مسعود وعبدالله بن عمرو وسمرة بن جندب والنواس بن السمعان وعمرو بن عوف وحذيفة بن اليمان رضی اللہ عنہم" یعنی اس باب اور اس موضوع میں ان حضرات صحابہ کرامؓ کی احادیث بھی موجود ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ: "ومراده بروايته هولاء مافيه ذكر الدجال وقتل عيسى بن مريم عليه السلام له فاما احاديث الدجال فقط فكثيرة جدا (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۸۲)" {امام ترمذیؒ کی مراد یہ ہے کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ کی روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال لعین کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ باقی وہ احادیث جن میں فقط دجال لعین کا ذکر ہے تو وہ بہت ہی زیادہ ہیں۔}

حافظ ابن کثیرؒ پہلے باحوالہ چند احادیث کا تذکرہ کرتے ہیں۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ "فهذه احاديث متواترة عن رسول الله ﷺ من رواية ابي هريرة وابن مسعود وعثمان بن ابي العاص وابي امامة والنواس بن السمعان وعبدالله بن عمرو بن العاص ومجمع بن جارية وابي شريحة وحذيفة بن اسيد رضی اللہ عنہم وفيها دلالة واضحة على صفة نزوله ومكانه من أنه بالشام بل بدمشق عند المنارة الشرقية وان ذلك يكون عند اقامة صلوة الصبح وقد بنيت في هذه الاعصار في سنة احدى واربعين وسبعمائة للجامع الاموي بيضاء من حجارة منحوتة عوضا عن المنارة التي هدمت بسبب الحريق المنسوب الى صنيع النصارى عليهم لعائن الله تعالى الى يوم القيمة (تفسير ابن كثير ج ۱ ص ۵۸۳، ۵۸۲)" {حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عثمان بن ابی العاصؓ، حضرت ابوامامہؓ، حضرت نواس بن

سمعانؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت مجمع بن جاریہؓ، حضرت ابوشریحہؓ (یہ کتابت کی غلطی ہے۔ یہ لفظ ابو سریحہ ہے جو حضرت حذیفہ بن اسید کی کنیت ہے۔ ملاحظہ ہو مسلم ج ۲ ص ۳۹۳، عن ابی سریحۃ حذیفۃ بن اسید۔ مصنف) اور حضرت حذیفہ بن اسیدؓ کی آنحضرت ﷺ سے یہ احادیث متواترہ ہیں اور ان میں واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور مکان نزول کی واضح دلالت ہے کہ شام بلکہ دمشق میں مشرقی مینار پر صبح کی نماز کے وقت ہوگی اور یہ سفید مینار تراشے ہوئے پتھروں سے اس دور میں ۷۴۱ھ میں جامع اموی میں بنایا گیا ہے۔ اس سے قبل دو مینار تھا جو آگ لگنے کی وجہ سے مسمار کر دیا گیا تھا اور یہ آگ نصاریٰ جن پر تا قیامت اللہ تعالیٰ کی لگاتار لعنتیں برستی رہیں کی بدکرداری اور خبث باطن کی طرف منسوب ہے (کہ انہوں نے اسلام کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے آگ لگائی)}

بحمد اللہ تعالیٰ راقم الحروف نے ذوالحجہ ۱۳۹۳ھ میں حج سے واپسی کے سفر میں دمشق کے سوق حمیدیہ میں جامع اموی کے مشرقی طرف اپنی آنکھوں سے یہ مینار دیکھا ہے۔

اور حافظ ابن کثیرؒ ہی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ: "وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ ﷺ انہ اخبر بنزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قبل یوم القیمۃ اماما عادلا وحکما مقسطا (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۳۳، ۲۲۰)" {بلاشبہ آنحضرت ﷺ سے متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے امام عادل اور منصف حاکم ہو کر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔}

ان حوالوں سے بھی صاف طور پر واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اسی کے پیش نظر رسالہ میں بحوالہ یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ متواتر حدیث کا انکار کفر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے چالیس سال بعد وفات پائیں گے

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد چالیس سال تک عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور حج و عمرہ بھی کریں گے۔ اس کے بعد پھر ان کی وفات ہوگی اور اہل اسلام ان کا جنازہ پڑھیں گے اور پھر مدینہ طیبہ روضۂ اقدس میں دفن ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"وانه يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويفيض المال حتى يهلك الله في زمانه الملل كلها غير الاسلام وحتى يهلك الله في زمانه المسيح الضلال الاعور الكذاب وتقع الامنة في الارض حتى يرعى الاسد مع الابل والنمر مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات ولا يعض بعضهم بعضا ثم يبقى في الارض اربعين سنة ثم يموت ويصلي عليه المسلمون ويدفنونه (ابوداؤد الطيالسي ص ۳۳۳، واللفظ له والمستدرک ج ۲ ص ۵۹۵ وقال الحاكم والذهبي صحيح وقال الحافظ في الفتح ج ۶ ص ۴۹۳ اسناده صحيح وابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸ وفي مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۰۵ ينزل ابن مريم فيمكث في الناس اربعين سنة رواه الطبراني في الاوسط ورجاله ثقات)" [حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے نازل ہونے کے بعد) صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور مال وافر طور پر تقسیم کریں گے۔ یہاں تک کہ اسلام کے بغیر ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمام مذاہب کو ختم کردے گا اور آپ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح ضلالت کانے کذاب (دجال) کو ہلاک کرے گا اور زمین میں امن و امان واقع ہوگا۔ یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور ان میں سے کوئی کسی کو ضرر نہیں دے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے۔ پھر ان کی وفات ہوگی اور اہل اسلام ان کا جنازہ پڑھیں گے اور پھر ان کو دفن کریں گے۔]

اس صحیح حدیث سے بھی یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی تک وفات نہیں ہوئی اور نہ مسلمانوں نے ان کا جنازہ پڑھا ہے اور نہ وہ دفن کئے گئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج اور عمرہ کرنا

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد حج و عمرہ کریں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: "ان رسول الله ﷺ قال والذي نفسي بيده ليهلن ابن مريم بفج الروحاء حاجا او معتمرا او ليثنيهما (مسلم ج ۱ ص ۴۰۸.

باب جواز التمتع فی الحج والقران)" {بے شک آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور فج روحاء کے مقام سے حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے احرام باندھیں گے۔}

فج روحاء مدینہ طیبہ سے تقریباً چھ میل دور ایک مقام ہے۔ جیسے ذوالحلیفہ اور آج کل بئر علیؓ چھ میل دور ہے اور حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے۔ "یقول قال رسول اللہ ﷺ: لیھبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً واماماً مقسطاً ولیسلکن فجاً حاجاً او معتمرا اولیثنیتھما ولیاتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیه یقول ابوھریرۃ ای بنی اخی ان رایتموہ فقولوا ابوھریرۃ یقرئک السلام (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰، مستدرک ج ۲ ص ۵۹۵، قال الحاکم وشوالذھبی ملخصہ صحیح)" {وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ضرور بضرور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل اور منصف امام ہو کر نازل ہوں گے اور البتہ ضرور فج کے راستہ سے حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے روانہ ہوں گے اور البتہ ضرور میری قبر پر آئیں گے اور مجھے سلام کریں گے اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب لوٹاؤں گا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے (شاگردوں سے) فرمایا اے میرے بھتیجو اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھو تو کہنا کہ ابوہریرہؓ آپ سے سلام عرض کرتے ہیں۔}

ان روایات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج اور عمرہ کرنا اور جس میقات (فج) سے احرام باندھیں گے۔ اس کا پھر آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر پر سلام کہنے اور پھر آپ کے جواب دینے کا نہایت ہی تاکیدی الفاظ سے بیان ہوا۔ مزید برآں حضرت ابوہریرہؓ کا اپنے شاگردوں اور سامعین کو یہ پیغام دینا کہ اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھو اور ان سے شرف ملاقات حاصل ہو تو میری طرف سے میرا سلام لے کر عرض کرنا کہ حضرت! ابوہریرہؓ نے ہماری وساطت سے آپ سے سلام عرض کیا ہے۔ یہ تمام امور واضح ہیں۔

نزول من السماء

بعض کج فہم ذہن کے مد بہت قادیانی یوں کج بحثی کیا کرتے ہیں کہ اول تو ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع، حیات اور نزول کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور اگر نزول کو تسلیم بھی کر لیں تو آسمان سے ان کا نزول کہاں سے ثابت ہے؟ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی بھی صحیح حدیث میں من

السماء کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

الجواب

یہ ایک نہایت ہی کمزور اور ضعیف سوال ہے اور یقیناً مردود ہے۔ اولاً تو اس لئے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی پہاڑ یا ٹیلے یا درخت یا کسی بلند مکان کی چھت وغیرہ پر چڑھایا اور اٹھایا گیا ہوتو ان کا نزول بھی وہاں سے ہوگا۔ مگر بالکل واضح، محکم اور روشن حوالوں سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ جسم مبارک کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ الیٰ السماء کے الفاظ صراحت سے مذکور ہیں تو وہ نازل بھی وہیں سے ہوں گے۔ جہاں ان کو اٹھایا گیا تھا۔ اس پر نقلی اور عقلی طور پر کیا اشکال ہو سکتا ہے؟ ثانیاً اس لئے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی صحیح، صریح اور مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم الحدیث (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۲۴)" {تمہارا کیا (مبارک) حال ہوگا۔ جبکہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے۔}

اور علامہ نور الدین الہیثمیؒ (استاد حافظ ابن حجرؒ المتوفی ۸۰۷ھ) حضرت ابوہریرہؓ کی روایت یوں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "ثم ینزل عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم من السماء فیؤم الناس (قال الہیثمی رواہ البزار ورجاله رجال الصحیح غیر علی بن المنذر وهو ثقة، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۰۴)" {پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور لوگوں کو امامت کرائیں گے۔} اس حدیث کو امام بزارؒ نے (مسند میں) روایت کیا ہے۔ اس کے تمام راوی بخاری شریف کے راوی ہیں۔ بجز علیؒ بن المنذر کے مگر وہ بھی ثقہ ہے۔

علیؒ بن المنذرؒ کو امام ابو حاتمؒ صدوق اور ثقہ، امام نسائیؒ ثقہ، امام ابن نمیرؒ ثقہ اور صدوق اور امام دار قطنیؒ اور محدث مسلمہؒ بن القاسم لا باس بہ کہتے ہیں اور امام ابن حبانؒ ان کو ثقات میں بیان کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۸۶)

اور حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ "قال رسول اللہ ﷺ

عند ذالک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام من السماء (کنزالعمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۸۷۶۰، منتخب کنز بر حاشیہ مسند احمد ج ۶ ص ۵۶)"

{آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت (جبکہ دجال کے خروج کی وجہ سے افراتفری ہوگی) میرے (دینی اور نبی ہونے میں) بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔}

ان صحیح روایات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے اور نازل ہو کر دجال لعین کو قتل کریں گے اور یہود ونصاریٰ کا صفایا کریں گے اور چالیس سال تک حکمرانی کریں گے اور قرآن وحدیث کے مطابق عدل وانصاف سے حکومت کریں گے جن کے مبارک دور میں شیر اور چیتے، ریچھ اور بھیڑیے وغیرہ موذی اور وحشی درندے بھیڑوں اور بکریوں کے ساتھ چریں گے مگر کوئی کسی کو ضرر نہیں دے گا اور نہ ڈرے گا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ دیکھا اس لئے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے جبکہ مولوی حکیم نور الدین بھیروی کی گرفت میں پوری طرح نہیں آیا تھا۔ اپنی کتابوں میں واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱..... "الا یعلمون ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومہ ولا یاخذ شیئا من الارض مالھم لا یشعرون" "کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ بے شک مسیح علیہ السلام اپنے تمام علوم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوں گے اور زمین میں (کسی شخص سے) کوئی شے (علم) حاصل نہیں کریں گے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۰۹، خزائن ج ۵ ص ۴۰۹)

اس عبارت میں صریح الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہے۔

۲..... "مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔"

(ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

ہمارے پیش نظر مسلم شریف کا جو نسخہ ہے اس میں من السماء کا لفظ مذکور نہیں، باقی طویل روایت مسلم ج ۲ ص ۴۰۱ میں مذکور ہے اور مرزا قادیانی چونکہ (جعلی) نبی ہیں۔ اس لئے ان کے

پاس ضرور مسلم شریف کا کوئی ایسا نسخہ ہوگا جس میں من السماء کے الفاظ بھی ہوں گے۔

۳۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''([illegible] ص ۲۸) مسلم، ابن ماجہ وغیرہ سے روایت یہی ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوگا''

[تحفہ گولڑویہ ص ۱۴۲، ۱۴۳، خزائن ج ۱۷ ص ۲۸۱، ۲۸۰]

یہ تین حوالے ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نقل کئے ہیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی تصریح ہے اور اپنے اقرار اور بیان سے بڑھ کر آدمی کے لئے اور کیا حجت ملزمہ ہو سکتی ہے۔ صحیح احادیث کے پیش نظر جن کا ذکر اسی پیش نظر کتاب میں باحوالہ ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بوقت عصر نہیں بلکہ بوقت صلوٰۃ صبح ہوگا۔ کما مر اور حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ: ''وان ذالک یکون عند اقامۃ صلوٰۃ الصبح'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول صبح کی نماز کی اقامت کے وقت ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۸۶)

بعض عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور نزول من السماء کے قائل اور منتظر ہیں

قارئین کرام! نے قدرے زور دار حوالہ تفصیل کے ساتھ اہل اسلام کا پختہ عقیدہ اور نظریہ ملاحظہ کر لیا ہے کہ وہ قرآن کریم، احادیث متواترہ اور امت مسلمہ کے اجماع و اتفاق کے روشن دلائل اور براہین کی بناء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے اور وہاں ان کی حیات اور پھر قیامت سے قبل آسمان سے زمین پر نازل ہو کر دجال، یہود و نصاریٰ اور باقی کفار کا صفایا کرنے، صرف اور صرف اسلام کا نفاذ کرنے اور چالیس سال تک زندہ رہ کر حکمرانی کرنے اور شادی کرنے اور حج اور عمرہ کرنے پھر ان کی وفات ہونے، وہاں اہل اسلام کے ان کا جنازہ پڑھانے اور روضہ اقدس میں ان کو دفن کرنے پر متفق ہیں۔ اس میں مسلمانوں کے کسی طبقہ کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر عیسائیوں کے بعض طبقے بھی (مناسب تو یہ ہے کہ سبھی اس کو تسلیم کریں۔ کیونکہ جس کتاب کا حوالہ ابھی انشاء اللہ العزیز آرہا ہے وہ تمام عیسائیوں کی مشترک کتاب ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول اور ان کی آمد کے قائل اور منتظر ہیں۔

چنانچہ تھلنیکیوں کے نام پولس رسول کا خط (جو بائبل میں شامل اور اس کا ایک حصہ ہے)

باب ۳ آیت ۲۰ میں ہے۔ "مگر ہمارا وطن آسمان پر ہے اور ہم ایک منجی یعنی خداوند یسوع مسیح کے وہاں سے آنے کے انتظار میں ہیں۔ ان الفاظ سے بالکل واضح اور عیاں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور عیسائی بھی ان کے آسمان سے آنے اور نازل ہونے کی انتظار میں ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کے لئے اور کیا ثبوت درکار ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہم نے ان پر اتمام حجت کے لئے انہی کی کتاب کا واضح حوالہ پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو تسلیم کرنے کی توفیق بخشے۔

خدا ہے جذبہ دل کی مگر تاثیر الٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی خانہ آبادی

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا تو ان کی عمر تینتیس (۳۳) سال یا ایک سو بیس سال تھی۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۹۳) اور ان کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ جب زمین پر نازل ہوں گے تو ان کی شادی اور نکاح بھی ہوگا اور اولاد بھی ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ: "قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم علیہ السلام فی قبر واحد بین ابی بکرؓ وعمرؓ رواہ ابن الجوزی ؒ فی کتاب الوفاء (مشکوۃ ج ۲ ص ۴۸۰، وفاء الوفاء للسمہودی ؒ ج ۱ ص ۴۰۲، مواہب اللدنیه للقسطلانی ؒ ج ۲ ص ۳۸۲، الزرقانی المواہب اللدنیه ج ۸ ص ۲۱۶)" (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زمین پر نازل ہوں گے۔ پھر شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی پیدا ہوگی۔ وہ پینتالیس سال (صحیح چالیس سال ہے جیسا کہ دوسری صریح و صحیح احادیث سے ثابت ہے) رہیں گے۔ پھر ان کی وفات ہوگی اور میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے۔ پھر قیامت کے دن میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی مقبرے سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان کھڑے ہوں گے۔)

(مرقات ج ۱۰ ص ۲۳۳) میں ہے۔ "فی قبر واحد ای من قبور واحد" قاموس اور منتخب اللغات میں ہے کہ فی من کے معنی میں آتا ہے۔ قبری سے آنحضرت ﷺ کا مقبرہ اور

روضہ مبارکہ مراد ہے۔ (مرقات ص ۲۳۲) اسی فی مقبرتی علامہ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ: "ویدفن عیسیٰ علیہ السلام مع النبی ﷺ فی روضتہ"
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے روضہ میں دفن کیا جائے گا۔ (مختصر تذکرۃ القرطبی ص ۱۵۷ طبع مصر)

علامہ عقریزی (الخوفی) نے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفد جذام کو خطاب فرمایا: "ولا تقوم الساعة حتی یتزوج فیکم المسیح ویولد له" اور قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل نہ ہوں۔ وہ نازل ہو کر شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد عرب کے مشہور قبیلہ ازد (اور حرف یا کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔ یزد) کی ایک خاتون سے نکاح کریں گے اور شادی کے بعد ۱۹ سال زندہ رہیں گے۔ (المصرح ص ۲۲۵، فتح الباری ج ۶ ص ۳۰۳) علامہ السفارینی "لوامع الانوار البهیة وسواطع الاسرار الاثریة لشرح الدرة المضیة فی عقد الفرقة المرضیة ج ۲ ص ۹۸" طبع جدہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد یزد قبیلہ کی ایک خاتون سے نکاح کریں گے اور ان کے دو لڑکے پیدا ہوں گے۔ ایک کا نام موسیٰ اور دوسرے کا نام محمد رکھیں گے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ تورات کے مصدق تھے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اس نسبت سے ایک بیٹے کا نام موسیٰ رکھیں گے اور آسمان سے نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کی شریعت اسلام کو نافذ کریں گے۔ اس لحاظ سے دوسرے لڑکے کا نام محمد رکھیں گے۔ کیا ہی خوش بخت ہوں گے۔ وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مبارک دور اور ان کی اصلاحی کارروائیوں کو دیکھیں گے اور خوش ہوں گے۔

ہوئیں مدتیں کہ خبر نہیں کوئی دید ہے نہ شنید ہے
وہی خوش نصیب کی عید ہے جسے تیری دید نصیب ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کی حکمتیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور پھر زمین پر نازل ہونے کی علت تو

اللہ تعالیٰ کا حکم اور امر ہے۔ وہ جو چاہے کرتا ہے۔ کیونکہ وہ "فعال لما یرید" ہے اور ان کے نزول الی الارض کی حکمتیں حضرات محدثین کرام اور علماء اسلام نے کئی بیان کی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "قال العلماء الحکمة فی نزول عیسیٰ دون غیرہ من الانبیاء الرد علی الیہود فی زعمھم انھم قتلوہ فبین اللہ تعالیٰ کذبھم وانہ الذی یقتلھم او نزولہ لدنو اجلہ لیدفن فی الارض اذ لیس لمخلوق من التراب ان یموت فی غیرھا وقیل انہ دعا اللہ تعالیٰ لما رای صفة محمد ﷺ وامتہ ان یجعلہ منھم فاستجاب اللہ تعالیٰ دعاءہ وابقاہ حتی ینزل فی آخر الزمان مجددا لامر الاسلام فیوافق خروج الدجال فیقتلہ والاول اوجہ (فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۳، باب نزول عیسیٰ بن مریم)" (علماء فرماتے ہیں کہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کئی حکمتیں ہیں۔ (۱) یہود کے اس گمان کا رد کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کا جھوٹ واضح کر دیا کہ وہ قاتل نہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے قاتل ہوں گے۔ یا (۲) اس لئے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آئے گا تو نازل ہوں گے۔ کیونکہ ترابی مخلوق زمین ہی میں دفن ہوتی ہے اور وہ زمین ہی میں فوت ہوتی ہے اور (۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ اور آپ کی امت کے حالات دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے اسی امت میں کر دیجئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو زندہ رکھا۔ آخر زمانہ جب دجال خارج ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور مذہب اسلام کی تجدید (واحیائی) کریں گے۔ پہلی توجیہ زیادہ بہتر ہے۔)

یہ تین حکمتیں تو آپ دیکھ چکے۔ اس کے علاوہ اور حکمتیں بھی علماء اسلام نے بیان کی ہیں۔ مثلاً:

۴..... اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں یا اس جہان میں تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و میثاق لیا تھا کہ تمہارے بعد ایک پیغمبر آئے گا۔ (حرف ثم کے ساتھ ذکر فرمایا ثم جاءکم رسول) تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا تمام پیغمبروں نے اس کا عہد و اقرار کیا اور وہ رسول جو سب سے بعد آئے۔ حضرت محمد ﷺ ہیں اور عربی کا مشہور مقولہ ہے کہ: "ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ" اور تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا دنیوی زندگی کے لحاظ سے

زندہ رکھنا اور پھر سب کا دنیا میں آنا حکمت خداوندی کے مطابق نہ تھا۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس نے زندہ رکھا اور وہ نازل ہو کر آنحضرت ﷺ کے دین اور شریعت کی نصرت کریں گے اور حکم ہو کر نازل ہوں گے: "والحکم یکون من الطرفین ولو کان من ھذہ الامۃ لا شتبہ الامر" (عقیدۃ الاسلام ص ۲۰) اور ثالث طرفین سے ہوتا ہے۔ اگر اس امت سے ہوتا تو معاملہ مشتبہ ہو جاتا اور کفر کو مٹا کر اسلام کو خوب خوب پھیلائیں گے۔ اس لئے ان کا نزول واجب ضروری ہے۔ (عقیدۃ الاسلام ص ۱۹۵)

۵...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (آل عمران: ۵۹)" {بےشک حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسے مثال ہے حضرت آدم (علیہ السلام) کی پیدا کیا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو جا سو وہ ہو گیا۔}

اس میں ایک تشبیہ تو عبارۃ النص کے طور پر ہے وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے مٹی سے پیدا کیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر کے اپنی قدرت بتائی۔ اس میں قریب کی اغرب (غریب تر) سے تشبیہ ہے اور دوسری تشبیہ "دلالۃ النص" کے طور پر ہے۔ وہ یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام مرد تھے۔ ان کی پسلی سے اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا کیا اور حضرت مریم علیہا السلام عورت تھی اور ان سے اللہ تعالیٰ نے مرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ "ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم" اور تیسری تشبیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دنیا کا آغاز کیا۔ ان کو زمین پر پیدا کر کے آسمانوں کے اوپر جنت میں اٹھایا۔ پھر زمین پر نازل کیا۔ عرصہ تک وہ رہے۔ پھر ان کی وفات ہوئی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین پر پیدا کیا اور پھر آسمان پر اٹھا لیا۔ پھر ان کو زمین پر نازل کر کے نظام دنیا کو ختم کر دے گا تو ایک غریب تر شخصیت سے دنیا کا آغاز اور ابتداء ہوئی۔ وہ بھی صعود اور ہبوط کی صفت سے متصف ہوئی اور دوسری غریب شخصیت سے دنیا کا اختتام ہوگا اور وہ بھی صفت صعود و ہبوط سے متصف ہوگی۔ "ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم" مشہور ہے کہ اول با آخر نسبتے دارد۔

(ملخص عقیدۃ الاسلام ص ۲۰۳ فی حیات عیسیٰ علیہ السلام مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ)

۶...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب بھی مسیح ہے۔ (اس کا مجرد مادہ مسح ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کی آنکھوں اور برص والے بیماروں کے بدنوں پر ہاتھ پھیرتے اور مسح کرتے تو باذن اللہ تعالیٰ ان کو شفاء حاصل ہو جاتی اور ایسے پچاس ہزار افراد کو بشرط ایمان شفاء حاصل ہوئی۔ (جلالین ص ۵۱) اور یا مسیح اسم فاعل کے معنی میں ہے ملیح) اور دجال کا لقب بھی مسیح ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس کا مجرد بھی مسح ہے لیکن یہاں مسیح ممسوح کے معنی میں ہے۔ یعنی بصیغہ اسم مفعول ای ممسوح العین یعنی اس کی داہنی آنکھ کا نور مسح کیا ہوا ہے اور وہ اعور (کانا) ہے اور یہ کہ اس کا مجرد مادہ ساح یسیح ہے اور مسح کا معنی سیاحت کرنے والا اور زمین پر گھومنے والا۔ بجز چار مقامات کے دجال لعین کے ناپاک قدم ساری زمین پر پڑیں گے۔ وہ چار مقامات یہ ہیں۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس اور جبل طور (مجمع البحار ج ۴ ص ۳۳۳) اور چونکہ دجال لعین مسیح ضلالت ہے اور گمراہی پھیلانے کے لئے زمین میں خروج کرے گا اور اس کی مرمت ٹھکائی اور قتل کرنے کے لئے مسیح ہدایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ

"وبضدها تتبين الاشياء"

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام ص ۲۲۲ مؤلفہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

۷...... آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہونے کے ساتھ خاتم الکمالات بھی ہیں۔ مخلوق کے کسی اعلیٰ فرد کے لئے جتنی خوبیاں اور اوصاف حسنہ ہو سکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں جمع کر دیئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الفسادات ہیں۔ ان کے نزول کے بعد دجال کا فتنہ ختم ہوگا۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ تمام کفار کی شرارتیں ملیامیٹ ہو جائیں گی۔ یاجوج ماجوج نیست و نابود ہو جائیں گے۔ الغرض ہر قسم کے فتنے اور فسادات مٹ جائیں گے۔ اس لئے تمام الکمالات کے بعد خاتم الفسادات کا آنا ایک فطری امر ہے۔ (مصنف تعلیمات اسلام ص ۲۳۳)

۸...... آخری دور میں نصرانیت اور عیسائیت سائنسی ترقی کے زور پر اپنے عروج پر ہوگی۔ جن کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے قطعاً غلط اور باطل نظریات ہیں کہ (نعوذ باللہ) وہ ابن اللہ ہیں یا ثالث ثلاثہ ہیں یا اللہ تعالیٰ کی ذات ان میں حلول کئے ہوئے ہے اور اس قسم کی دیگر خرافات میں مبتلا ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر نہ صرف یہ کہ ان کے باطل نظریات کا ازالہ فرمائیں گے۔ بلکہ ان کو قتل کر کے ان کے ناپاک وجود سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں گے۔ اس لئے ان کا آنا ضروری ہے۔ (مصنف تعلیمات اسلام ص ۲۳۳)

۹...... بعض محققین یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے "اربع من سنن المرسلين الحياء والتعطر والنكاح والسواك (حم ت هب) عن ابی

ایوب ﷺ ج (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۳۷، للسیوطی ؒ طبع مصر) ” {چار چیزیں تمام پیغمبروں کی مشترک سنتیں ہیں۔ حیائی خوشبو لگانا، نکاح کرنا اور مسواک کرنا۔ یہ روایت حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مسند احمد ترمذی اور شعب الایمان بیہقی (وغیرہ) میں ہے اور اس کی سند حسن ہے۔}

اصول کا قاعدہ ہے کہ جب صیغہ جمع پر الف و لام داخل ہو تو جمعیت کا معنی باطل ہو جاتا ہے اور استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ (ملاحظہ ہو نور الانوار ص ۸۱) المرسلین جمع کا صیغہ ہے اور اس پر الف ولام داخل ہے۔ لہٰذا قاعدہ کے مطابق اس کا معنی تمام پیغمبر ہوں گے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام چونکہ سید و حصور و آلی نص قطعی کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں۔ لہٰذا باقی تمام پیغمبر نکاح کی سنت میں مشترک ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابھی تک شادی نہیں کی۔ اس لئے ان کا نازل ہو کر شادی کرنا اس حدیث کی رو سے ثابت ہے۔

۱۰..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”قال رسول اللہ ﷺ انا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم فی الدنیا والآخرۃ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم)“ {کہ میں تمام لوگوں سے دنیا اور آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے قریب ہوں۔}

اور ایک روایت میں ہے: ”الا ان عیسیٰ بن مریم علیہما السلام لیس بینی وبینہ نبی ولا رسول الا انہ خلیفتی فی امتی من بعدی (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۰۵)“ {خبردار بے شک میرے اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے درمیان اور کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔ واضح ہو کہ بے شک وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔}

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی آمد کی ”ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“ کے مبارک الفاظ سے بشارت دی تھی اور مخلوق کو آپ کی تصدیق اور اتباع کی دعوت بھی دی تھی۔ اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپ کا گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا ان کا آنا اور آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے۔ (مستفاد من تفسیر حاشیہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص ۹۳) تلک عشرۃ کاملۃ!

الباب الثالث

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر غلط استدلال اور اس کا رد

قارئین کرام! پوری تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ہیں کہ قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے قطعی اور یقینی دلائل اور براہین سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء ان کی حیات اور نزول الی الارض ثابت ہے۔ اب اس باب میں آپ بعض کم فہم کج بحث ضدی اور نہایت ہی سطحی ذہن رکھنے والے ملاحدہ اور زنادقہ کا استدلال اور اس کا رد بھی ملاحظہ کر لیں۔ کیونکہ تقابل سے ہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "واذ قال اللہ یعیسی انی متوفیک ورافعک الیّ (آل عمران: ۵۵)" {اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (علیہ السلام) میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف (آسمان پر) اٹھانے والا ہوں۔}

ملحد یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس نص قطعی میں متوفیک کا جملہ ہے اور اس کا معنی وفات ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور تجھے (یعنی تیری روح کو) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اور یہ ملحد یہی کہتے ہیں کہ اس کا یہی معنی ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ (بخاری ج ۲ ص ۶۶۵) میں ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "متوفیک ای ممیتک" تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے۔

الجواب

ان ملحدین کا یہ استدلال قطعاً باطل اور یقیناً مردود ہے۔ اولاً اس لئے کہ متوفیک کا مجرد مادہ وفی ہے جس کے معنی عربی لغت میں پورا پورا دینے اور لینے کے ہیں۔ وفاء، ایفاء اور استیفاء اسی معنی کے لئے بولے جاتے ہیں اور الکریم اذا وعد وفی مشہور محاورہ ہے۔ تمام کتب لغت عربی زبان کی اس پر شاہد ہیں اور چونکہ موت کے وقت بھی انسان اپنی اجل اور مقدر عمر پوری کر لیتا ہے اور اس کی روح واپس لے لی جاتی ہے۔ اس مناسبت سے یہ لفظ بطور مجاز کے موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے نیند کے لئے یہ لفظ مجازاً استعمال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "هو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار (الانعام: ۶۰)" {اور وہ وہی ہے کہ (سلا کر) قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کچھ تم کر چکے ہو دن میں۔}

اس آیت کریمہ میں توفی کا لفظ مجازاً نیند پر اطلاق ہوا ہے اور مشہور ہے۔ "المجاز قنطرة الحقیقة" کہ مجاز حقیقت کا پل ہے۔ جب راستہ بالکل ہموار اور سڑک بالکل سیدھی ہو تو

اس پر لیا جاتا اور پھر اس کو مجبور کرنا صرف احمقوں اور دیوانوں کا کام ہے۔ عقلمندوں کا نہیں اور جب یہ حرف کے ابواب میں استعمال ہوتا ہے تو مجرد کے معنی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ مثلاً جب یہ باب افعال میں آتا ہے: "اوفاني فلان دراهمي" تو معنی یہ ہوتا ہے کہ فلاں نے میرے درہم مجھے پورے پورے دے دیے اور جب باب تفعیل میں آتا ہے۔ وفّی یوفّی توفیۃ تو اس کا معنی پورا پورا دینے کا ہوتا ہے اور قرآن کریم میں متعدد مقامات میں اس باب (تفعیل) میں یہ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ جس رکوع میں متوفیک کا جملہ موجود ہے۔ اسی رکوع میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ "فيوفيهم اجورهم (آل عمران: ۵۷)" {یعنی اللہ تعالیٰ ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور دوسرے مقامات میں ہے۔}

۲۔ "ووفيت كل نفس ما عملت (الزمر: ۷۰)" {اور ہر نفس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔}

۳۔ "فوفاه حسابه (النور: ۳۹)" {پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا پورا حساب پہنچا دیا۔}

۴۔ "وليوفيهم اعمالهم (الاحقاف: ۱۹)" {اور تاکہ ان کے اعمال کا ان کو پورا پورا بدلہ دے۔}

۵۔ "وانما توفون اجوركم يوم القيمة (آل عمران: ۱۸۵)" {اور یقینی بات ہے کہ تم کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔}

۶۔ "فيوفيهم اجورهم (النساء: ۱۷۳)" {پس ان کو ان کا پورا پورا بدلہ اور ثواب دے گا۔}

ان تمام مقامات پر لفظ باب تفعیل میں استعمال ہوا ہے اور اس میں پورا پورا دینے کا مفہوم اور معنی شامل ہے اور یہ لفظ جب باب تفعّل میں آئے تو اس کا مصدر توفّی آتا ہے اور اس کا معنی پورا پورا قبض کرنا اور پورا پورا وصول کرنا اور پورا پورا لینا ہوتا ہے۔ اسی حقیقی معنی کو ملحوظ رکھ کر مفسرین کرام یہ معنی کرتے ہیں۔

۱۔ امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (المتوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ: "ان التوفي هو القبض يقال وفاني فلان دراهمي واوفاني وتوفيتها منه (تفسير كبير ج ۲ ص ۴۸۷)" {توفّی کا معنی وصول کرنا ہے۔ محاورہ ہے کہ فلاں نے مجھے میرے درہم پورے

پورے دیئے اور میں نے اس سے اپنے دراہم پورے پورے وصول کئے۔}

اور اسی لغوی معنی کو جو توفی کا حقیقی اور اصلی معنی ہے پیش نظر رکھ کر متوفیک کی امام رازیؒ یہ تفسیر کرتے ہیں کہ: "ان التوفی اخذ الشیء وافیا ولما علم اللہ تعالیٰ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه الله تعالیٰ هو روحه لا جسده ذکر هذا الکلام لیدل علی انه علیه الصلوٰة والسلام رفع بتمامه الی السماء بروحه وجسده (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)" {یعنی توفی کا معنی شے کو پورا پورا وصول کرنا اور لینا ہے اور یہ بات جب اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ بعض لوگوں کے (جیسے فلاسفہ، ملاحدہ اور قادیانی وغیرہ) خیال میں یہ بات آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو اٹھایا ہے نہ کہ ان کے جسم کو تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں تجھے پورا پورا لے کر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں تاکہ واضح ہو کہ ان کی روح کو ہی نہیں۔ بلکہ تمام جسم اور روح دونوں کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہے۔}

ملاحظہ کیجئے کہ امام رازیؒ نے کس طرح ملحدوں کے باطل شبہ اور وہم کو پیش نظر رکھ کر ان کا واضح طور پر رد کیا ہے اور نیز فرماتے ہیں: "ای متم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکهم حتی یقتلوک بل انا رافعک الی سمائی ومقربک بملائکتی واصونک عن ان یتمکنوا من قتلک (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)" {یعنی میں تیری عمر پوری کروں گا تو اس وقت میں تجھے وفات دوں گا اور میں یہود کے ہاتھوں تجھے قتل نہیں ہونے دوں گا۔ بلکہ تجھے اپنے آسمان کی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے اس سے [illegible] رکھوں گا کہ یہود تجھے قتل کرنے پر قدرت پائیں۔}

اس تفسیر میں توفی کا لغوی اور حقیقی معنی پورا کرنا ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۲۔ مشہور مفسر علامہ جاراللہ محمود بن عمر زمخشری (المتوفی ۵۲۸ھ) متوفیک کا حقیقی معنی ملحوظ رکھ کر لکھتے ہیں: "ای متوفی اجلک (تفسیر کشاف ج ۱ ص ۲۶۶)" {یعنی میں تیری عمر پوری کروں گا۔}

۳۔۔۔ قاضی عبداللہ بن عمر بیضاویؒ (المتوفی ۶۸۳ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"متوفیک ای مستوفی اجلک ومؤخرک الی اجلک المسمی عاصما ایاک من قتلهم او قابضک من الارض من توفیت مالی او متوفیک نائما اذ روی انه رفع نائما (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۲۲۳)" {متوفیک کا معنی یہ ہے کہ میں تیری میعاد پوری کروں گا اور تیری مقرر میعاد تک تجھے مہلت دوں گا اور یہود کے قتل کرنے سے تجھے بچاؤں گا اور یا یہ معنی

ہے کہ میں تجھے زمین سے پورا پورا لینے والا ہوں۔ جیسے کا درہ ہے کہ میں نے اپنا پورا مال وصول کر لیا اور یا یہ کہ میں تجھے نیند کی حالت میں پورا پورا لینے والا ہوں۔ کیونکہ مروی ہے کہ حالت نیند آپ کو آسمان پر اٹھایا گیا۔]

ان تمام تفسیروں میں توفی کے حقیقی، اصلی اور لغوی معنی کو باقاعدہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اصلی معنی سے انحراف نہیں کیا گیا۔

۴..... علامہ آلوسیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "ان المراد انی مستوفی اجلک ومیتک حتف انفک لا اسلط علیک من یقتلک (تفسیر روح المعانی ج ۳ ص ۱۷۹)" {کہ بے شک مراد یہ ہے کہ میں تیری عمر اور مدت پوری کروں گا اور تجھے طبعی طور پر موت دوں گا اور تیرے قتل کرنے پر کسی کو مسلط نہیں ہونے دوں گا۔}

ان مفسرین کرامؒ کی نقل اور بیان کردہ سب تفسیروں میں توفی کے حقیقی اور لغوی معنی کو باقاعدہ ملحوظ رکھا گیا ہے اور کسی نے بھی حقیقی اور لغوی معنی کو نظر انداز نہیں کیا تو اب ان تفاسیر کا خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی۔ اللہ نے ان کو جسم و روح دونوں کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا ہے اور ان کی مقررہ میعاد پوری ہوگی اور کوئی بدباطن ان کو قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا۔ ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر!

ثانیاً، اس لئے کہ اگر توفی کا مجازی معنی بھی اس آیت کریمہ میں مراد لیا جائے تب بھی باطل پرستوں کا مدعا پورا نہیں ہوگا۔ اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ توفی کے مجازی معنی وفات (اور نیند) کے ہیں۔

"ومن المجاز توفی فلان وتوفاہ اللہ تعالیٰ ای ادرکہ الوفاۃ (اساس البلاغۃ ج ۲ ص ۱۳۳، تاج العروس ج ۱۰ ص ۳۹۳)" {اور توفی کا یہ مجازی معنی ہے کہ فلاں کو وفات دی گئی اور "توفاہ اللہ" کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وفات دی اور اس کو موت آپہنچی۔}

اگر اس آیت کریمہ میں توفی کے مجازی معنی بھی ہوں تو اس کا مطلب حسب تصریح مفسرین کرامؒ یہ ہے۔

۱..... علامہ ابوحیان اندلسیؒ لکھتے ہیں کہ: "وقال الفراء ھی وفات ولکن المعنی متوفیک فی آخر عمرک عند نزولک وقتلک الدجال وفی الکلام تقدیم وتاخیر (البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳)" {امام فراءؒ (ابوزکریا یحییٰ بن زیاد المتوفی ۲۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ یہاں توفی کا معنی مجازی وفات ہی مراد ہے۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ میں تجھے تیری آخری عمر میں جب تو نازل ہو کر دجال کو قتل کرے گا تب تجھے وفات دوں گا۔
تو کلام میں تقدیم و تاخیر ہے۔}

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ لفظ "متوفیک" پہلے اور "رافعک" لفظوں میں بعد ہے۔ مگر مراد یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا پھر قیامت کے قریب آسمان سے نازل کرے گا اور وہ دجال لعین (وغیرہ) کو قتل کریں گے تو اس وقت ان کی وفات ہوگی۔ نہ یہ کہ اب وفات ہو چکی ہے۔

۲..۔ امام قرطبیؒ (ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری المتوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ:
"وقال جماعة من اهل المعاني منهم الضحاك والفراء في قوله تعالى اني متوفيك ورافعك الخ على التقديم والتاخير لان الواو لا توجب الرتبة والمعنى اني رافعك الخ ومطهرك من الذين كفروا ومتوفيك بعد ان تنزل من السماء (تفسير الجامع لاحكام القرآن للقرطبي سخ ج ۴ ص ۹۹)" {علم معنی والوں کی ایک جماعت جن میں امام ضحاک (بن مزاحم م ۱۰۲ھ) اور امام الفراء بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے "انی متوفیک ورافعک الخ" کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ کیونکہ حرف واو ترتیب کو نہیں چاہتا اور معنی یہ ہے کہ اب میں تجھے اپنی طرف اٹھاتا ہوں اور کافروں سے تجھے پاک کرتا ہوں اور پھر آسمان سے نازل ہونے کے بعد میں تجھے وفات دوں گا۔

۳..... علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ: "عن قتادة قال هذا من المقدم والمؤخر اي رافعك الخ ومتوفيك (روح المعاني ج ۳ ص ۱۷۹)" {حضرت قتادہ (المتوفی ۱۱۸ھ) فرماتے ہیں کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی (پہلے) میں تجھے اپنی طرف اٹھاتا ہوں اور (پھر بعد کو) وفات دوں گا۔}

۴..... امام ابن جریر الطبریؒ آیت کریمہ "انی متوفیک ورافعک الخ" کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ: "وقال آخرون معنى ذلك اذ قال الله يعيسى اني رافعك الخ ومطهرك من الذين كفروا ومتوفيك بعد انزالي اياك الى الدنيا وقال وهذا من المقدم الذي معناه التاخير والمؤخر الذي معناه التقديم قال ابو جعفر واولى هذه الاقوال بالصحة عندنا قول من قال معنى ذالك اني قابضك من الارض ورافعك الي لتواتر الاخبار عن رسول اللهﷺ انه قال ينزل عيسى بن مريم فيقتل الدجال (تفسير ابن جرير ج ۳

ص ۲۹۱)" {اور دوسرے حضرات "اذ قال اللہ" کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک میں اب تجھے اپنی طرف اٹھاتا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرتا ہوں اور میں تجھے زمین پر نازل کرنے کے بعد وفات دوں گا اور متوفیک کا جملہ گو لفظاً مقدم ہے۔ مگر اس کا معنی موخر ہے اور "ورافعک الی" اگرچہ لفظاً موخر ہے۔ لیکن معنی میں مقدم ہے (کہ پہلے رفع الی السماء ہوگا۔ پھر وفات ہوگی) امام ابو جعفر طبریؒ فرماتے ہیں کہ ان تمام مذکورہ اقوال میں سے ہمارے نزدیک صحیح تر قول ان کا ہے جو اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ اے عیسیٰ علیہ السلام! میں تجھے زمین سے قبض کرکے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور ان کے دجال کو قتل کرنے کی متواتر احادیث موجود ہیں۔}

امام ابن جریرؒ کے بیان سے واضح ہوا کہ اس آیت کریمہ کے حق اور صحیح تفسیر یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ زمین سے آسمان پر اٹھایا گیا۔ پھر وہ نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے اور پھر ان کی وفات ہوگی۔ نہ یہ کہ ان کی وفات ہو چکی ہے۔

تنبیہ

امام ابن جریر الطبریؒ کے "واولی ھذہ الاقوال بالصحة عندنا" کے جملہ سے یہ مغالطہ ہو کہ باقی تمام نقل کردہ اقوال بھی صحیح ہیں۔ مگر اولیٰ یہ ہے۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری (المتوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ "ولیس فی قول الامام ابن جریر الطبری واولی ھذہ الاقوال بالصحة ما یحتج بہ علی ان تلک الاقوال مشترکة فی اصل الصحة کیف وقد ذکرھا ما ھو معزو الی النصاری ولا یتصور ان یصح ذالک فی نظرہ بل کلامہ ھذا من قبیل ما یقال فلان اذکی من حمار وافقہ من جدار کما یظہر من عادة ابن جریر فی تفسیرہ عند نقلہ لروایات مختلفة کائنة ما کانت قیمتھا العلمیة وقد یکون منھا ما ھو باطل حتما (نظرة عابرة فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرة ص ۳۰)" {امام جریر الطبریؒ کے اس قول "واولی ھذہ الاقوال بالصحة" سے استدلال ہرگز صحیح نہیں کہ باقی اقوال بھی صحت میں مشترک ہیں۔ مگر یہ صحیح تر ہے۔ کیونکہ انہوں نے نصاریٰ (اور ملاحدہ) کی طرف بعض منسوب اقوال بھی نقل کئے ہیں اور ان کے نزدیک ان کے صحیح ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کا کلام یوں ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں گدھے سے زیادہ ذکی اور دیوار سے زیادہ فقیہ ہے۔

جیسا کہ امام ابن جریرؒ کی تفسیر میں یہ بات ظاہر ہے کہ وہ مختلف روایات کسی بھی باب میں نقل کر دیتے ہیں۔ گو ان کی علمی طور پر کوئی بھی قدر نہ ہو اور بعض ایسے اقوال بھی نقل کر دیتے ہیں جو قطعی طور پر باطل ہوتے ہیں (تو اس سے باقی تمام اقوال کی نفس صحت پر استدلال غلط ہے)۔

ثابت ہوا کہ جن مفسرین کرامؒ نے توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے کئے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی اور جو توفی کے مجازی معنی وفات کے کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی۔ بلکہ جب وہ آسمان سے نازل ہو کر دجال لعین اور یہود و نصاریٰ وغیرہم کفار کو نیست و نابود کریں گے تو پھر ان کی وفات ہوگی۔ الحاصل اہل حق میں سے کسی نے بھی "متوفیک" کے لفظ سے یہ مراد نہیں لی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے اور وہ آسمان پر زندہ نہیں اور یہ کہ وہ قرب قیامت آسمان سے نازل نہیں ہوں گے۔ یہ باطل نظریہ صرف ملحدوں اور زندیقوں کا خانہ ساز اور اپنا گھڑا ہوا ہے۔ لاشک فیہ!

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر

بے شک حضرت ابن عباسؓ نے متوفیک کا مطلب ممیتک کیا ہے۔ لیکن باطل پرستوں کا اس سے یہ استدلال کہ حضرت ابن عباسؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء، آسمان پر ان کی حیات اور زمین پر ان کے نزول کے منکر ہیں۔ قطعی مردود ہے۔

[۱]... تو اس لئے کہ ممیت اسم فاعل کا صیغہ ہے اور نحوی مقاربع کی طرح اسم فاعل میں بھی زمانہ حال یا استقبال دونوں کا معنی ہوتا ہے اور یہاں زمانہ استقبال مراد ہے۔ یعنی میں تجھے وفات دوں گا اور قرآن کریم کے علاوہ متواتر احادیث اور اجماع امت سے یہ بات پوری وضاحت سے بیان ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس سال حکمرانی کریں گے۔ "ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون ویدفن" تو اس کا قول مکرر ہے۔

ثانیاً... اس لئے کہ حافظ ابن کثیرؒ محدث ابن ابی حاتمؒ کی سند کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ: "عن ابن عباس ؓ قال لما اراد اللّٰہ تعالیٰ ان یرفع عیسی علیہ السلام الی السماء خرج علی اصحابہ الی قولہ ورفع عیسی علیہ السلام من روزنۃ فی البیت الی السماء الخ وقال ھذا اسناد صحیح الی ابن عباس ؓ (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۵۷۴، ۳۶۶)" (حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف نکلے (پھر

آگے فرمایا) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کی سند صحیح ہے۔}

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس ارشاد سے جس کی سند بالکل صحیح ہے یہ واضح ہوا کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی بلکہ ان کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔

علامہ محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ) اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں: "ان اللّٰہ تعالٰی رفعہ بجسدہ وانہ حی وسیرجع الی الدنیا فیکون ملکا ثم یموت کما یموت الناس (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۶، طبع لیدن جرمنی)" {انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے جسم کے ساتھ اٹھالیا ہے اور وہ یقیناً زمین کی طرف لوٹیں گے اور بادشاہ ہوں گے۔ پھر جیسے لوگ وفات پاتے ہیں وہ بھی وفات پائیں گے۔}

وجہ ثانی..... اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اس کا اقرار ہے کہ اس مقام میں لفظ توفی قطعی اور یقینی طور پر وفات ہی کے معنی میں مستعمل نہیں بلکہ یہاں اس کا معنی بچانا اور پورا پورا لینا ہے۔ مرزا قادیانی کے اپنے حوالے ملاحظہ کریں۔

۱..... "یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب کا سوچا تھا... مگر خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو وعدہ دیا کہ تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۸، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے بھی "متوفیک" کا معنی میں تجھے بچاؤں گا کیا ہے۔ جیسے اہل اسلام کرتے ہیں۔

۲..... "میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔"

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰ حاشیہ در حاشیہ)

اور یہ نعمت اس طرح پوری ہوئی کہ یہود مردود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور سولی پر لٹکانے کا عزم کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے بد ارادہ سے بچایا اور یہ نعمت کی کہ ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور اپنی پوری نعمت سے ان کو نوازا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود بے بہبود کو تو اس کی مہلت ہی نہیں دی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر سکیں یا سولی پر لٹکا سکیں اور یہود کے ظالمانہ پنجے سے ان کو دور رکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے خود ہی طبعی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دے کر ان کی

روح کو آسمان پر اٹھالیا تو یہ ایک نہایت ہی ضعیف نکمی اور لایعنی بات ہوگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے خود یہود کی آرزو اور مراد پوری کردی۔ کیونکہ آخر یہود بھی یہی چاہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرکے یا سولی پر لٹکا ان کی زندگی ختم کردی جائے۔ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے اختراعی عقائد اور بدعات پر تنقید سے وہ بچ جائیں اور ان کے علوم باطنہ پر اور مذہبی رنگ میں عوام کے اموال کو باطل طریقے سے ہڑپ کرنے کی رسوں پر زد نہ پڑے تو اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی طور پر وفات تسلیم کرلی جائے تو صرف اتنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے ہاتھوں انہیں قتل ہونے اور سولی پر لٹکانے سے دور رکھا۔ مگر از خود ہی ان کو وفات دے کر یہود کا مطلب پورا کردیا۔ اس میں ان پر اللہ تعالیٰ کی کون سی تدبیر اور کون سے پوری نعمت ہوئی؟ اور واللہ خیر الماکرین کا کیا مفہوم رہا؟ غرضیکہ وفات دے کر رفع کرنے میں کوئی نعمت نہیں۔ چہ جائیکہ پوری نعمت ہو۔

قارئین نے ملاحظہ کرلیا کہ قرآن کریم، حدیث شریف، لغت عربی، اجماع امت اور امت مسلمہ کا ہر ایک طبقہ عام اس سے وہ حضرات محدثین ہوں یا فقہائے حضرات متکلمین ہوں یا صوفیائے وغیرہم۔ سب کے سب اس پر متفق ہیں۔ بلکہ خود مرزا قادیانی بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس مقام میں متوفیک سے یہ مراد نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے۔ جیسا کہ باطل پرست مدعی ہیں۔ خود مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ: ”ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑنا یہی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچاوے۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۴۵، خزائن ج ۳ ص ۵۰۱)

ہماری بھی یہی دعا ہے اور اس پر صاد ہے۔ آمین!

قادیانی، لاہوری مرزائیوں کو مسکت جواب اور ان پر اتمام حجت

مرزائیوں کو ممات مسیح علیہ السلام کی تردید میں اہل اسلام اپنے اپنے انداز میں جوابات دیتے رہتے ہیں۔ وہ بھی بجا ہیں۔ لیکن راقم اثیم بجائے لمبا راستہ اختیار کرنے کے ممات مسیح علیہ السلام پر پیش کردہ جملہ نقلی و عقلی استدلال کا قطع مسافت کے لئے یہ حل آسان سمجھتا ہے اور مختصری تمہید کے بعد خود مرزا قادیانی کے قلم سے نکلے ہوئے یہ حوالے بطور حل قرار دیتا ہے۔

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

تمہید

مرزا غلام احمد قادیانی جب تک دائرہ اسلام میں داخل اور مسلمان تھے اور جب تک وہ حکیم نورالدین بھیروی کے کافرانہ چنگل میں پوری طرح نہیں پھنسے تھے اور جب تک حکیم نورالدین کے غلط نسخوں سے مرزا قادیانی کا مراق اور مالیخولیا عروج تک نہیں پہنچا تھا اور جب تک محمدی بیگم کے عشق کا مکمل بھوت ان پر سوار نہیں ہوا تھا اور جب تک ان عوارضات کی وجہ سے ان کا دماغ ماؤف نہیں ہوا تھا تو وہ قرآن و حدیث اور اجماع کی قدر کے گیت گاتے تھے۔ مگر جب کروٹ بدلی تو ان میں سے کوئی چیز بھی نعوذ باللہ معتد و قابل قدر نہ رہی۔ بلکہ الٹا ان کا مذاق اڑانے لگے اور بھانڈوں کی طرح مسخرہ پن پر اتر آئے۔

گریباں ہے نہ دامن ہے برہنہ آ رہے ہیں
جنون عشق کے مارے بھی کیا دیوانہ وار آئے

اب خود مرزا قادیانی کے اپنے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱… ’’یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۵۵۵، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

قارئین کرام! بار بار اور غور سے اس حوالہ کو پڑھیں۔

۲… ’’اگر یہ کہو کہ کیوں جائز نہیں کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہوں اور آنے والا کوئی بھی نہ ہو تو میں کہتا ہوں کہ ایسا خیال ہی سراسر ظلم ہے۔ کیونکہ یہ حدیثیں ایسے تواتر کی حد تک

پہنچ گئی ہیں کہ عند العقل ان کا کذب محال ہے وہ ایسے متواتر بدیہیات کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔"

(ایام الصلح ص ۸۰، خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۹)

قارئین کرام! اس حوالے کو بھی بنظر غور دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے کیا کہا؟ بدیہیات کا انکار تو صرف پاگل ہی کر سکتے۔ کوئی عقل والا کسی بدیہی کا کبھی بھی انکار نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔

۳ "اور جب حضرت مسیح (علیہ السلام) دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق اطراف میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

اور بھی بہت احادیث متواترہ اور امت مسلمہ کے اتفاق و اجماع سے ثابت ہے۔ جیسا کہ قارئین کرام پوری تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔

نوٹ: یہ حوالہ براہین احمدیہ کا ہے اور مرزا قادیانی خود براہین احمدیہ کے بارے لکھتا ہے۔ مؤلف نے ملہم ہو کر بغرض اصلاح تالیف کی اور یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے دربار میں رجسٹری ہو چکی ہے۔ آپ نے اس کا نام قطبی رکھا ہے۔ قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل اور یہ کتاب خداتعالیٰ کے الہام اور امر سے لکھی گئی ہے۔

(براہین احمدیہ ص ۲۴۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳)

اب کون مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر اور الہام کو ٹھکرائے اور آنحضرت ﷺ کے دربار سے رجسٹری شدہ کتاب کے حکم کو مسترد کرے۔ "نعوذ باللہ من ذالک" یہ سب عبارتیں اور حوالے مرزا قادیانی کے اپنے ہیں اور بالکل واضح ہیں۔ بعد کے جتنے دور میں مرزا قادیانی اور ان کی جسمانی اور روحانی اولاد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء حیات اور نزول فی الارض اور آمد کے بارے جن جن شبہات کی بناء پر انکار کیا ہے۔ اہل اسلام کی طرف سے ان کے بھی مذکورہ جوابات کافی اور وافی ہیں جو خود مرزا قادیانی کے قلم سے صادر ہوئے ہیں۔ "کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا" ممکن ہے مرزا قادیانی یہ کہہ دیں۔

منزل تلک تو ساتھ رہے ہم سفر رہیں
پھر اس کے بعد یاد نہیں تم کہاں گئے

ختم نبوت

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ مبسملاً و محمداً و مصلیاً و مسلماً ۰ اما بعد!

عالم اسلام کی دنیا میں سب سے بڑی خالص اسلامی یونیورسٹی اور مرکز علوم دینیہ دارالعلوم دیوبند (بھارت) کے حضرت مہتمم صاحب دام مجدہم کے یکے بعد دیگرے تین عدد دعوت نامے راقم اثیم کے نام بذریعہ ڈاک آئے کہ دارالعلوم دیوبند کے معزز ارکان شوریٰ کے فیصلے کے مطابق ۲۹، ۳۰، ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر ایک عالمی اجلاس طے ہوا ہے جس میں تمہاری شمولیت بھی ضروری ہے اور ذیل کے عنوانات میں سے کسی ایک پر ایک مقالہ تحریر کرکے ۲۰ اکتوبر تک دارالعلوم دیوبند بھیج دیں اور مقالہ فل اسکیپ سائز کے سات صفحات پر مشتمل ہونا چاہئے۔ یا اگر مقالہ مفصل ہو تو چار پانچ صفحات میں اس کی تلخیص فرما دی جائے۔ تا کہ اس کو ۱۲ منٹ میں پیش کیا جا سکے۔

چونکہ راقم اثیم ۳ ستمبر ۱۹۸۶ء سے ۲۵ ستمبر تک برطانیہ کے دورے پر تھا اور مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں اسباق کے خلاف معمول کافی ناغے ہو چکے تھے۔ اس لئے خود دارالعلوم دیوبند جانے کے سلسلہ میں خاصا متردد تھا۔ مگر بفضل اللہ تعالیٰ مقالہ ان کے انتخاب کردہ عنوانات کے تحت نمبر ۱۰ (ختم نبوت کتاب و سنت کی روشنی میں) پر لکھنا شروع کر دیا اور معلوم ہوا کہ عزیزم مولوی زاہد الراشدی اور عزیزم محمد عبد القدوس خان قارن سلمہما اللہ تعالیٰ اپنے چند دیگر رفقاء کے ساتھ اس اجتماع پر دارالعلوم جانے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں اور ویزے حاصل کرنے کے لئے درخواستیں بھی دے چکے ہیں۔ بے حد مصروفیت کی وجہ سے مقالہ ۲۰ اکتوبر تک تیار نہ ہو سکا۔ تا کہ بذریعہ ڈاک دارالعلوم دیوبند ارسال کر دیا جاتا۔ دل مطمئن تھا کہ ان شاء اللہ العزیز تکمیل کے بعد یہ مقالہ دارالعلوم دیوبند بھیج دیا جائے گا۔ جو وہاں اجلاس میں پڑھ کر سنایا جائے گا۔ مگر عزیزوں کے اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق روانگی سے ایک دن پہلے معلوم ہوا کہ انڈیا نے سرحدوں کی کشیدگی کا بہانہ بنا کر ان کے ویزوں کی درخواستیں مسترد کر دی ہیں اور مرکزی حضرات سے جن دو چار خوش نصیبوں کو جانے کی اجازت ملی تو وہ چلے گئے اور ہمیں ان کے جانے کا علم نہ ہو سکا۔ پھر اتنا وقت نہ تھا کہ بذریعہ ڈاک وغیرہ کے یہ مقالہ وہاں اجلاس میں پہنچایا جا سکتا۔ اب مناسب معلوم ہوا کہ طلبہ علم کے افادہ کے لئے اسے شائع کر دیا جائے۔ سو بحمد اللہ تعالیٰ یہ شائع کیا جا رہا ہے۔ متعنا اللہ تعالیٰ بہا

دارالعلوم دیوبند سے آئے ہوئے دعوت ناموں میں سے مفصل دعوت نامہ درج ذیل ہے:

دارالعلوم دیوبند

محترم المقام دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے کہ مزاج سامی بعافیت ہوں۔ فتنۂ قادیانیت آزادی کے بعد ہمارے ملک میں سرد پڑ گیا تھا جس کی وجہ سے علماء امت و محافظین شریعت اس کی جانب سے بے فکر ہوئے تھے۔ اب میدان خالی پا کر اس فتنہ نے سر اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس فتنہ کا پھر سے قوت کے ساتھ تعاقب کیا جائے۔ اسی غرض سے دارالعلوم دیوبند کے معزز ارکان شوریٰ نے اپنے گزشتہ اجلاس میں دارالعلوم کے زیر اہتمام "تحفظ ختم نبوت" کے موضوع پر ایک عالمی اجلاس منعقد کرنے کی تجویز منظور فرمائی تھی۔ چنانچہ اسی فیصلہ کے مطابق ۲۹، ۳۰، ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دارالعلوم میں عالمی اجلاس منعقد کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! کی وسیع علمی خدمات کے پیش نظر عرض ہے کہ اس موقعہ پر ابطال قادیانیت کے عنوان سے ایک مقالہ سپرد قلم فرما کر مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء تک دارالعلوم دیوبند کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ امید ہے کہ اس موقعہ کی اہمیت کے پیش نظر اس گزارش پر خاص توجہ فرمائیں گے۔

سہولت کے لئے چند عنوانات تحریر خدمت ہیں۔

والسلام!

مولانا مرغوب الرحمن

مہتمم دارالعلوم دیوبند

نوٹ: مقالہ فل اسکیپ سائز کے ۷ صفحات پر مشتمل ہونا چاہئے۔ یا اگر مقالہ مفصل ہو تو چار پانچ صفحات میں اس کی تلخیص فرما دی جائے۔ تاکہ اس کو ۱۲ منٹ میں پیش کیا جا سکے۔

عنوانات

۱...... قادیانیت اور اسلام (ایک تقابلی مطالعہ)

۲...... عقیدہ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی

۳ مرزا قادیانی اور دعویٰ مسیحیت (ایک تحقیقی جائزہ)

۴...... غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت

۵...... غلام احمد قادیانی علماء اسلام کی نظر میں

۶..... حیات مسیحؑ اور قادیانیت

۷ ... انبیاء علیہم السلام کی سیرت اور مرزا قادیانی کا کردار

۸. مرزا غلام احمد قادیانی کی تضاد بیانی

۹.. .. قادیانیت دینِ محمدی کے خلاف کھلی بغاوت

۱۰ ..... ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں

۱۱..... حضرت مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں

۱۲..... مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں۔

۱۳..... تاریخ اسلام میں جھوٹے مدعیانِ نبوت کا عبرتناک انجام

۱۴. . .. قادیانی اپنی تحریروں کے آئینہ میں

۱۵.. ... قادیانی کی پیشگوئیاں واقعات کے آئینے میں۔

۱۶.. .. ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں دارالعلوم کی مساعی

۱۷.... ردِ قادیانیت پر فضلاء دارالعلوم کی تصنیفی خدمات

۱۸...... ردِ قادیانیت پر حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ کی جلیل القدر خدمات

۱۹...... مرزا غلام احمد قادیانی اور قرآن کریم کی تحریفات

۲۰.. ... مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے کفریہ عقائد۔

مولانا مرغوب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم ومولانا معراج الحق صدر المدرسین دارالعلوم وجملہ اراکین شوریٰ دارالعلوم دیوبند۔ ان اکابر عظام کرام کثر اللہ تعالیٰ امثالہم کی دعوت اور حکم کی تعمیل میں یہ مقالہ بڑی عجلت سے تحریر کیا گیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو کام جلدی میں کیا جائے اس میں غلطی کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اہلِ علم سے گزارش ہے کہ بجائے شور وغوغا برپا کرنے اور طعن وتشنیع کرنے کے اگر اس میں غلطیاں ہوں تو معقول طریقہ سے اطلاع کی زحمت گوارا کریں کرنے والے حضرات کا شکریہ ادا کیا جائے گا اور اصلاح کی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز!

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ رسولہ خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وجمیع اتباعہ الیٰ یوم الدین ۔ آمین یارب العالمین!

۲۴ رصفر ۱۴۰۷ھ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء

ابوالزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد گکھڑ وصدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ امابعد!

جس طرح یہ حق ہو اور آخری مذہب اسلام میں توحید ورسالت اور قیامت وغیرہ کے اصول، بنیادی اور قطعی عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اس امر پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر اور خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں اور آپ ﷺ کی بعثت کے بعد تا صور اسرافیل علیہ السلام کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا اور نہ کسی کو آپ ﷺ کے بعد نبوت مل سکتی ہے۔ جو شخص ختم نبوت کا انکار یا تاویل کرے تو وہ یقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ جس طرح ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے اور خوبصورت سے خوبصورت تاویل بھی کفر سے نہیں بچا سکتی۔ جیسا کہ عنقریب اس کے حوالے آرہے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز!

ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآن کریم

قرآن کریم کی متعدد آیات کریمات سے مسئلہ ختم نبوت ثابت ہے۔ مگر ہم اختصار کے پیش نظر صرف ایک ہی آیت کریمہ عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما (احزاب:۴۰)" {محمد (ﷺ) باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے۔ لیکن رسول ہے اللہ (تعالیٰ) کا اور مہر سب نبیوں پر ہے۔ اور ہے اللہ (تعالیٰ) سب چیزوں کو جاننے والا۔}

اس آیت کریمہ کے شان نزول میں متعدد اور معتبر تفاسیر میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے محبت، شفقت اور پیار کی وجہ سے حضرت زید بن حارثہؓ (المتوفی ۸ ہجری) کو اپنا متبنّٰی لے پالک اور منہ بولا بیٹا بنالیا تھا اور ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ بنت جحشؓ (المتوفاۃ ۲۰ ہجری) سے کردیا تھا۔ مگر اختلاف طبائع کی وجہ سے نباہ نہ ہوسکا اور حضرت زیدؓ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی۔ عدت گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے ان سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تاکہ حضرت زینبؓ کی بھی دلجوئی ہوجائے مگر دور جاہلیت کے نظریہ کے تحت (کہ وہ لوگ متبنّٰی کی بیوی سے وفات یا طلاق کے بعد عدت گزر چکنے کے بعد بھی نکاح حرام سمجھتے تھے۔ جیسا کہ اسلام میں صلبی اور رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے) لوگوں

کے اس اعتراض اور پروپیگنڈے کا خدشہ پیش نظر تھا۔ اس لئے آپ اس نکاح سے گھبراتے تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے (جسمانی) باپ نہیں۔ نہ حضرت زیدؓ کے اور نہ کسی اور کے۔ ہاں روحانی ابوت ولی وازواجہ امہاتہم کی نص سے ہے۔ کیونکہ جب حضرات ازواج مطہراتؓ مومنوں کی روحانی مائیں ہیں تو لازماً آپ ﷺ ان کے باپ ہیں۔ اور حدیث "انما انا لکم مثل الوالد (نسائی ج ۱ ص ۷)" سے ثابت ہے تو جب آپ حضرت زیدؓ وغیرہ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ تو بعد از عدت ان کی بیوی سے نکاح کیوں ناجائز ٹھہرا؟۔ یہ یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ جن کا وجود صحیح احادیث اور کتب تاریخ سے ثابت ہے۔ تاریخی طور پر اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ جن کے نام حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ تھے اور دو فرزند بھی قطعاً اور یقیناً تھے۔ حضرت قاسمؓ اور حضرت ابراہیمؓ۔ کتب احادیث اور تاریخ سے اس کا واضح ثبوت ہے۔ مگر یہ دونوں بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی رجل اور مرد نہیں ہوا۔ ان کے علاوہ آپ کے ایک اور فرزند بھی تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا۔ ان کو طیب اور طاہر بھی کہا جاتا تھا۔ (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱۷ وقال رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات) مگر وہ بھی بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ لہذا آپ کی نرینہ بالغ اولاد کوئی نہ تھی۔ صاحبزادیاں ہی تھیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کسی مرد کے جسمانی باپ نہیں تو پھر حضرت زیدؓ کی مطلقہ بی بی بہو ہونے کے لحاظ سے آپ پر کیسے اور کیونکر حرام ہوگی۔ باقی رہے رسوم جاہلیت کے غلط نظریات تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مٹانے اور بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہی مبعوث کیا ہے۔ جن کا مٹانا آپ کے فرض منصبی میں شامل ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آشکارا کر دیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول یعنی امت کے روحانی باپ ہیں اور خاتم النبیین ہیں کہ آپ کی آمد پر انبیائے کرام علیہم السلام کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اکثر علماء عربیت کی اصطلاح کے مطابق لفظ رسول اور نبی کا مصداق اور مآل ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام مخلوق خدا کو پہنچانے والا اور ان کو خدائی خبریں سنانے والا۔ رسول کا ماخذ رسالت ہے۔ یعنی پیغام رسانی اور نبی کا مجرد نبا و نباوۃ ہے۔ جس کے معنی خبر دینا اور ظہور کے ہیں۔ کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر مخلوق کو بھی خبر دیتا ہے اور دلائل و معجزات کے

اعتبار سے ان کی نبوت ظاہر بھی ہوتی ہے اور اس کا مجرد مادہ تبیناۃ بھی بیان کیا گیا ہے۔ جس کے معنی الصوت الخفی کے ہیں۔ چونکہ وحی لانے والا فرشتہ ان سے آہستہ گفتگو کرتا ہے اور وہ بھی اس سے مخفی طریقہ پر گفتگو ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو نبی کہا جاتا ہے۔ اور نبی کے معنی راستہ کے بھی ہیں۔ نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ وصول الی اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی ہوا۔

(ملاحظہ ہو نبراس ص ۱۵)

اور بعض علماء عربیت کی اصطلاح میں رسول اس کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقل کتاب و شریعت عطا ہوئی ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ صاحب تورات اور صاحب شریعت تھے اور نبی وہ ہوتا ہے جس کو نبوت تو ملی ہو مگر وہ صاحب کتاب و صاحب شریعت نہ ہو۔ بلکہ وہ صاحب کتاب و صاحب شریعت رسول کا معاون و وزیر ہو۔ جیسا کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ کا منصب بیان فرمایا تو لفظ رسول سے ولکن رسول اللہ یعنی اس دوسری اصطلاح کے مطابق آپ صاحب کتاب و صاحب شریعت ہیں اور جب لفظ خاتم کا مضاف الیہ بیان کیا تو لفظ النبیین ذکر فرمایا۔ یعنی اس دوسری اصطلاح کے مطابق آپ غیر تشریعی نبوت کے بھی خاتم ہیں۔ اگر اس مقام پر خاتم الرسل کا جملہ ہوتا تو اس اصطلاح کے موافق شبہ کرنے والے یہ کہہ سکتے تھے کہ آپ تو رسل کے خاتم ہیں اور رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب کتاب و صاحب شریعت ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے اور آپ غیر تشریعی نبوت کے خاتم نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم اور معجز کتاب میں اس باطل شبہ کی گنجائش ختم کر دی اور واضح کر دیا کہ آپ تشریعی نبوت تو کیا غیر تشریعی نبوت کے بھی خاتم ہیں۔ و خاتم النبیین آپ کے آنے سے وہ وعدہ پورا ہو گیا جس کی انتظار تھی:

نوائے عندلیب آئی ہوائے مشکبار آئی
سنبھل اے دل ذرا تو بھی سنبھل اس کا ل بہار آئی

خاتم کا معنی

لفظ خاتم اسم آلہ کا صیغہ ہے جس کے معنی مہر کے ہیں۔ جس طرح لفافہ اور بنڈل وغیرہ میں کوئی چیز رکھ کر اسے بند کر کے اس پر مہر لگا دی جاتی ہے تو کوئی چیز مہر توڑے بغیر نہ تو اس میں رکھی جا سکتی ہے اور نہ نکالی جا سکتی ہے۔ بعینہ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی آمد سے ختم نبوت

مکمل ہوگئی اور نبوت کا دروازہ بند اور ختم ہوگیا اور اس پر مہر لگ گئی۔ اب بغیر مہر توڑے نہ اس سے کوئی نکل سکتا ہے اور نہ اندر داخل ہو سکتا ہے۔ یہی ختم کا معنی ہے اور یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اسی پر اللہ تعالیٰ ہمیں قائم رکھے:

زہے سادہ نظر بازہ مدعی سے کہو
جہاں عشق میں سکے وفا کے چلے

لفظ خاتم اور قادیانی

قادیانی بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور وہ خاتم کا معنی مہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پر ہمارا یقین ہے۔ مگر بقول شاعر:

در امید بھی وا ہے چھٹی بھی ہے چتونوں سے
مگر جو دل میں ہے وہ وسوسہ کچھ اور کہتا ہے

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مہر ہی سے آگے نبوت چلتی رہے گی۔ وہ یوں کہ آپ کا کلمہ پڑھ کر اور آپ کی پیروی و اتباع کر کے ہی کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ ویسے نہیں۔ مگر قادیانیوں کی یہ تاویل بلکہ تحریف قطعاً باطل ہے اولاً: اس لئے کہ یہ معنی قرآن کریم، احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ لہٰذا مردود ہے۔ وثانیاً: آپ کی پیروی اور اتباع کا جذبہ جس طرح خیر القرون اور ان کے قریب کے زمانوں میں تھا۔ وہ بعد کو نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان مبارک زمانوں میں کسی کو نبوت نہ مل سکی اور اب دین کا دروازہ وا ہوگیا۔ جھوٹے نبیوں کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ ان کا حشر تاریخی طور پر سب کو معلوم ہے۔ تفصیلی طور پر کوئی دیکھنے کی فرصت ہو تو کتاب "آئمہ تلبیس" مؤلفہ حضرت مولانا ابو القاسم محمد رفیق دلاوری فاضل دیوبند ہی کافی ہوگی۔ وثالثاً: خاتم کا معنی خود مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلمات کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: "اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔"

(تریاق القلوب ص ۹۴ ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

اس حوالہ کے پیش نظر اور مرزا قادیانی خود اور ان کی روحانی ذریت خاتم النبیین کا یہ معنی کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مہر سے آگے نبوت چلتی اور جاری وساری ہے تو خاتم

اولاد کا بھی یہ معنی کریں کہ مرزا قادیانی کی والدہ کے ہاں مرزا قادیانی کی مہر سے لگنے سے تاقیامت ان کے پیٹ سے اولاد نکلتی رہے گی اور یہ مہر ان میں مفید وکار آمد رہے گی۔ یا کم از کم ان کی والدہ کی زندگی میں ہی ایسا ہوتا رہا کہ مرزا قادیانی کی مہر لگتی رہی اور اولاد نکلتی رہی تو پھر وہ خاتم النبیین کا معنی بھی بزعم خویش یہ کر سکتے ہیں۔ گو دوسروں پر وہ حجت نہیں اور اگر وہ خاتم الاولاد کا یہ معنی کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے بعد ان کی والدہ کے ہاں اور کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئی تو اسی طرح یہاں بھی خاتم النبیین کا یہی معنی متعین ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد تاقیامت کوئی تشریعی یا غیر تشریعی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

محمد علی لاہوری کا بیان

مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کا سربراہ محمد علی لاہوری جو کہ مرزا قادیانی کو نبی تو نہیں مانتا۔ مگر مجدد مسیح اور مصلح کا نام تجویز کرتا ہے اور یہ بھی نرا زندقہ اور الحاد ہے اور وفات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائل ہونے کی وجہ سے وہ قطعاً کافر ہے اور خاتم النبیین کے معنی میں وہ لکھتا ہے کہ: "ختم اور طبع کے لغت میں ایک معنی ہیں۔ یعنی ایک چیز کو ڈھانک دینا اور ایسا مضبوط باندھ دینا کہ دوسری چیز اس میں داخل نہ ہو سکے۔" (بیان القرآن ج۱ ص۲۳)

الحاصل خاتم کے معنی مہر کے لے کر بھی ختم نبوت کا مفہوم واضح ہے اور قادیانی اور لاہوری دونوں کے مسلمات اس پر شاہد ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ہٹ دھرمی کا ثبوت دیں:

حذر حذر کہ زمانہ بڑا ہی نازک ہے
خدا نہ واسطہ ڈالے کسی کمینے سے

خاتم ماضی کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے

پہلے یہ عرض کیا گیا ہے کہ لفظ خاتم اسم آلہ کا صیغہ ہے۔ جو مہر کے معنی میں ہے اور خود فریق مخالف کے قائم کردہ اصول کے مطابق یہ لفظ ختم نبوت پر دال ہے تو کہ اجرائے نبوت پر۔ اب یہ گزارش ہے کہ لفظ خاتم باب مفاعلہ کی ماضی بھی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ علامہ سید محمود آلوسیؒ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے صرف ونحو اور لغت کے مشہور امام ابوالعباس محمدؒ بن یزیدؒ بن عبدالاکبر المعروف بالمبردؒ (المتوفی ۲۸۵ھ) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج۲۲ ص۳۲) اس لحاظ سے معنی یہ ہوگا کہ حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن

اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور انہوں نے نبیوں کو ختم کر دیا۔ یعنی ان کی آمد سے نبیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی دنیا میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ ورنہ آپ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ غرضیکہ قرآن کریم کی یہ نص قطعی ختم نبوت کی واضح اور روشن دلیل ہے جس کا انکار بغیر کسی مسلوب الایمان والعقل کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ قادیانیوں کی بالکل بے جا تاویل اور تحریف سے نہ تو نص پر کوئی زد پڑتی اور پڑ سکتی ہے۔ اور نہ قادیانیوں کی ایسی تاویلوں سے ان کا ایمان ثابت ہو سکتا ہے۔

قادیانیت بھی خالص کفر کا ایک شعبہ ہے۔ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ بقول حضرت مولانا ظفر علی خان صاحبؒ (متوفی ۱۹۵۶ء):

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے
ہنس کے بولی آپ ہی کی ذریات ہوں میں

اقوال مرزا قادیانی

کسی لفظ کے معنی کی تعیین کے لئے اصول مسلمہ کے علاوہ فریق مخالف کے اپنے قول اور اقرار سے بہتر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اس کا اقرار ہے کہ خاتم بمعنی ختم۔ قطع اور خاتمہ کے ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔۔۔ "قد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین" بے شک آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

۲۔۔۔۔۔ "وان رسولنا خاتم النبیین وعلیه انقطع سلسلة المرسلین" تحقیق ہمارے رسول ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ان پر رسولوں کا سلسلہ قطع ہو گیا ہے۔

(حقیقت الوحی ضمیمہ عربی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۹)

۳ "ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

ان واضح اور روشن حوالوں سے بھی ثابت ہو گیا ہے کہ خود مرزا قادیانی بھی ختم کے معنی خاتمہ، بند اور انقطاع کے کرتے ہیں اور صاف لفظوں میں لکھتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر نبوت اور رسالت ختم کر دی ہے اور اب وحی و رسالت قیامت تک بند ختم اور منقطع ہے اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی:

اب تو اس راہ سے وہ شخص گزرتا بھی نہیں
اب کس امید پہ دروازے سے جھانکے کوئی

احادیث

ختم نبوت کا مسئلہ جس طرح قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جن میں سے ایک آیت کریمہ اور اس کی مختصر ضروری تفسیر و تشریح پہلے عرض کر دی گئی ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ احادیث صحیحہ اور متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ بطور اختصار کے چند احادیث درج ذیل ہیں۔ جن سے بڑی صراحت و وضاحت سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

۱...... حضرت ابو ہریرہؓ جن کا مشہور قول کے مطابق نام عبدالرحمن بن صخر تھا۔ (المتوفی ۵۷ ہجری فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جو بہت ہی عمدہ طریقے سے بنایا گیا ہو۔ لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ گھومنے والے اس کے اردگرد گھومتے ہیں اور اس کی بہترین بناوٹ پر تعجب اور حیرت کرتے ہیں۔ مگر اس میں ایک ہی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "فانا تلک اللبنة وانا خاتم النبیین (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱ باب خاتم النبیین، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸ باب ذکر کونہ خاتم النبیین، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۱)" {میں وہ (آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔}

اور حضرت جابرؓ (المتوفی ۷۴ ہجری) کی ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ: "قال رسول اللہ ﷺ فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبیاء۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۴۸ باب ذکر کونہ خاتم النبیین)" {آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (قصر نبوت کی) وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں نے (یعنی میری آمد نے) نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔}

اور ان کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ: "فانا موضع اللبنة ختم بی الانبیاء۔ (ابوداؤد الطیالسی ص ۲۴۷)" {اس اینٹ کی جگہ میں فٹ ہو گیا ہوں اور انبیاء کی آمد مجھ پر ختم اور منقطع ہو گئی ہے۔}

ان صحیح اور صریح احادیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی آمد سے قصر نبوت مکمل ہو گیا ہے۔ خالی اینٹ کی جگہ پر ہو گئی ہے اور سلسلہ نبوت و رسالت ہر طرح سے بالکل

بند، منقطع اور ختم ہو چکا ہے۔ خود مرزا قادیانی کو جب مسلمان تھے، اقرار تھا:

هست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

(سراج منیر، روحانی خزائن ج ۱۲ ص ۹۵)

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔ (۲) اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ (۳) اور میرے لئے غنیمتوں کا مال حلال کیا گیا ہے۔ (۴) میرے لئے زمین کو مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے (کہ اس پر بجز مستثنیٰ مواضع کے نماز پڑھوں اور تیمم کروں)۔ (۵) اور مجھے تمام (مکلف) مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ "وختم بی النبیون (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، مسند ابوعوانہ ج ۱ ص ۳۹۵ ومشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۲)"۔ (۶) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔

ان کی ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی دنیا سے رخصت ہو جاتا تو اس کے بعد اور آ جاتا۔

"وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (مسلم ج ۲ ص ۱۲۶)" {اور میرے بعد نبی کوئی نہیں اور خلفاء بکثرت ہوں گے۔}

اس صحیح اور صریح حدیث سے بھی بالکل عیاں ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی آمد سے نبوت ورسالت کا خاتمہ ہو گیا۔

۳۔ حضرت ثوبانؓ (المتوفی ۵۴ ہجری) سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، وترمذی ج ۲ ص ۴۵، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۶۵)" {اور بے شک میری امت میں تیس (کے قریب) بڑے بڑے جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔}

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "لا تقوم

الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ ﷺ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، کتاب الفتن واشراط الساعۃ وابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۹)" {اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس دجال خارج نہ ہوں جو سب کے سب یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔}

۴..... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر (مسند دارمی ج ۱ ص ۳۰ طبع المدینۃ المنورہ ومشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۳)" {میں رسولوں کا قائد ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور میں پہلا وہ شخص ہوں جو شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوگی اور اس پر کوئی فخر نہیں۔}

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اب اور قیامت کو یہ اعزازات وانعامات مرحمت فرمائے اور وعدہ فرمایا۔ مگر مجھے ان میں سے کسی پر کوئی تکبر اور فخر نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خالص عطیات ہیں۔

۵..... حضرت عرباضؓ بن ساریہ (المتوفی ۷۵ھ ہجری) فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "وانی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ (مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷ ومشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۱۳ ومجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۲۳)" {بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک (تقدیر میں) خاتم النبیین لکھا گیا۔ جبکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام گوندھی ہوئی مٹی کی صورت میں تھے۔}

اور یہ حدیث مستدرک میں بھی دو جگہ مذکور ہے۔ ایک جگہ الفاظ یہ ہیں: "یقول انی عند اللہ فی اول الکتاب الخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ (مستدرک ج ۲ ص ۶۰۰ قال الحاکم والذہبی صحیح)" {آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پہلی نوشت (یعنی تقدیر) میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین ہوں اور بے شک حضرت آدم علیہ السلام اپنے گوندھے ہوئے گارے میں تھے} اور دوسرے مقام پر الفاظ یہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "انی عبداللہ وخاتم النبیین وابی منجدل فی طینتہ (مستدرک ج ۲ ص ۴۱۸ قال الحاکم والذہبی صحیح)" {بے شک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور خاتم النبیین ہوں (اسی وقت سے) جبکہ میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام اپنے گوندھے ہوئے گارے میں تھے۔}

ان صحیح احادیث میں بھی آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا صراحتاً مذکور ہے۔

۶۔ حضرت انسؓ (المتوفی ۹۳ ہجری) سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:
"قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی ج ۲ ص ۵۱ وقال حدیث صحیح غریب ومستدرک ج ۴ ص ۳۹۱ قال الحاکم و الذہبی علی شرط مسلم والجامع الصغیر ج ۱ ص ۸۰ وقال صحیح والسراج المنیر ج ۱ ص ۳۴۲ وقال صحیح)" {آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک رسالت اور نبوت ختم اور منقطع ہوچکی۔ سو میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی (کہ ان کو میرے بعد رسالت و نبوت ملے۔)}

یہ صحیح حدیث بھی تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کی نبوت کے ختم ہونے کی کھلی دلیل ہے۔

۷۔ آنحضرت ﷺ جب رجب ۹ھ میں تقریباً تیس یا چالیس یا ستر ہزار مجاہدین اسلام کو (جن کے پاس دس یا بارہ ہزار گھوڑے تھے، اونٹ وغیرہ اس کے علاوہ تھے) لے کر غزوہ تبوک کے سفر پر روانہ ہونے لگے تو حضرت علیؓ کو اہل خانہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے (مدینہ منورہ میں آپ نے اپنا نائب اس موقع پر حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ المتوفی ۴۳ھ کو مقرر کیا تھا) خلیفہ بنایا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جاتے ہوئے چند دن کی اس مختصری غیر حاضری میں حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا نائب بنایا تھا۔ حضرت علیؓ رومیوں کے خلاف لڑنے کے بڑے مشتاق تھے۔ دل میں کچھ ملول ہوئے اور فرمایا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جیسا کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (المتوفی ۵۵ھ) فاتح ایران کی روایت میں ہے: "قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انه لیس بعدی نبی (وفی روایة لا نبی بعدی) (بخاری ج ۲ ص ۶۳۳ باب غزوہ تبوک وھی غزوة العسرة، مسلم ج ۲ ص ۲۷۸ باب فضائل علی بن ابی طالب)" {کیا تو اس پر راضی نہیں کہ (اس نیابت میں) تیری اور میری وہ نسبت ہو جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔}

اس روایت میں بھی اس کی تصریح ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی اور نہ کوئی نبی آسکتا ہے۔

۸۔ حضرت ابو امامہ الباہلیؓ (صدی بن عجلان المتوفی ۸۶ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں آنحضرت ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: "یا ایها الناس انه

لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم (رواہ الطبرانی ورجال احد الطریقین ثقات وفی بعضھم ضعف. مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۶۳)'' {اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔}

ان تمام صحیح وصریح احادیث سے ختم نبوت کا مسئلہ واضح سے واضح تر ہوگیا ہے۔ جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ البتہ ''مرض نادانی'' کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ بقول کسی کہنے والے کے ؎

آنے دو اسے جس کے لئے چاک کیا ہے
ناصح سے گریباں کو سلانے کے نہیں ہم

اجماع امت

جس طرح ختم نبوت کا قطعی عقیدہ قرآن کریم، احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں کافی حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر مقالہ کے اختصار کے پیش نظر ہم صرف ایک ہی حوالہ عرض کرتے ہیں۔ حضرت ملا علی القاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) جو گیارہویں صدی کے مجدد بھی بیان کئے جاتے ہیں) فرماتے ہیں کہ: ''ودعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲، طبع کانپور)'' {ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔}

الحاصل مسئلہ ختم نبوت قرآن وسنت کے قطعی اور واضح دلائل وبراہین سے ثابت ہے اور اجماع امت اس پر مستزاد ہے تو اس کے حق وصحیح ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے؟ بہت ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مرزائی یہ کہہ دیں گے ؎

ہم پیروی احمد مرسل نہیں کرتے
ہے نام مسلماں کا مسلماں کہاں تک

فائدہ

جن صحیح اور صریح احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو رسالت ونبوت نہیں مل سکتی۔ کیونکہ نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ آپ خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں۔ اگر بالفرض کسی اور کو رسالت ونبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے۔ کیونکہ اس سے پیغمبروں کی تعداد و گنتی میں اضافہ ہوجائے گا اور پیغمبر شماری بڑھ جائے گی۔ اس کے برعکس حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے بلکہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری سے بھی گنتی اور عدد جوں کا توں رہتا ہے اور اس سے ختم نبوت پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی۔ کیونکہ عدد اور گنتی کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ ہی قصر نبوت کی آخری اینٹ، آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اس صفت میں کوئی بھی آپ کا مثیل، نظیر اور ثانی نہیں ہے۔

ادھر آؤ آئینہ دیکھو یہ کیا ہے
مگر آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات آسمان دوم پر ان کا وجود اور قیامت سے قبل ان کا نزول اور چالیس سال تک حکمرانی کرنا طے شدہ بات ہے۔ امام ابو حیان اندلسی (المتوفی ۷۴۵ھ) حضرت امام ابن عطیہؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: "امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے جس کی بنیاد متواتر احادیث پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔" (تفسیر البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳)

امام جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور ان کی نبوت کی نفی کفر ہے۔" (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۲۶)

حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل بن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ: "آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثابت اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ ملک شام کے شہر دمشق میں (جامع اموی) کے سفید مشرقی مینار پر (جس کو دمشقی لوگ منارۃ المسیح کہتے ہیں) صبح کی نماز کے وقت نازل ہوں گے۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۱۲)

علامہ طاہر الحنفیؒ (المتوفی ۹۸۶ھ) فرماتے ہیں کہ: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آئیں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی حدیث متواتر ہے۔" (مجمع البحار ج ۱ ص ۲۸۶)

علامہ ابو محمد بن حزم الظاہریؒ (المتوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں۔ "جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر کسی اور نبی کے آنے کا قائل ہو تو اس کے کفر میں دو مسلمانوں نے بھی خلاف نہیں کیا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک امر پر اتمام حجت قائم

ہو چکا ہے۔“

(الملل والنحل ج ۳ ص ۱۳۹)

نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ (المتوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نازل ہونا متواتر احادیث سے ثابت ہے۔“ (فتح البیان ج ۲ ص ۳۴۳)

غرضیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول پر متواتر احادیث موجود ہیں اور امت مسلمہ کا اجماع واتفاق اس پر مستزاد ہے۔ جس کا انکار بغیر کسی ملحد کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔

یہ دور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ نزول آسمان سے ہوگا۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ”ینزل من السماء“ آسمان سے نازل ہوں گے۔ (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۲۴، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۴۹، کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۷۲۶، منتخب کنز برحاشیہ مسند احمد ج ۶ ص ۵۶)

اور نزول کے بعد وہ چالیس سال تک زندہ رہیں گے اور حکومت کریں گے۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۸، الطیالسی ص ۳۳۲، مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۷، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۰۵)

یہ حکومت قرآن وحدیث اور آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مطابق ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپؐ کے وفادار خلیفہ کے حکم میں ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت اور اس کو نبی ماننے والا واجب القتل ہے

نصوص قطعیہ احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع امت سے مسئلہ ختم نبوت کا اتنا اور ایسا قطعی ثبوت ہے کہ اس میں تامل کرنے والا بھی کافر ہے۔ بلکہ صحیح اور صریح احادیث کی رو سے مدعی نبوت اور اس کو نبی ماننے والا واجب القتل ہے۔ مگر یہ قتل صرف اسلامی حکومت کا کام ہے نہ رعایا اور افراد کا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (المتوفی ۳۲ھ) سے روایت ہے: ”قال قد جاء ابن النواحة وابن اثال رسولین لمسیلمة الی رسول اللہ ﷺ فقال لهما رسول اللہ ﷺ تشهدان انی رسول اللہ؟ فقالا تشهد ان مسیلمة رسول اللہ فقال رسول اللہ ﷺ آمنت باللہ ورسله لو کنت قاتلاً رسولاً لقتلتکم قال عبداللہ

فمضت السنة بان الرسل لا تقتل فاما ابن اثال فكفاناه الله واما ابن النواحه فلم يزل في نفسي حتى امكنني الله تعالى منه (ابوداؤد والطیالسی ص ۳۳ واللفظ له مستدرک ج ۳ ص ۵۳، قال الحاکم وقال الذهبي على شرطه صحيح ومشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۴۷، مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۰، وتحوه في الدارمي ص ۳۳۲ طبع هند)" {وہ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے دو سفیر عبداللہ بن نواحہ اور اسامہ بن اثال آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ (معاذ اللہ) آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ اگر میں کسی قاصد کو قتل کرتا تو تمہیں قتل کر دیتا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ (بین الاقوامی دستور اور) سنت یوں جاری ہے کہ سفیروں کو قتل نہیں کیا جاتا رہا۔ ابن اثال کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی کفایت کر دی۔ (اسامہؓ بن اثال بعد کو مسلمان ہو گئے تھے۔ البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۵۲) اور ابن نواحہ کا معاملہ میرے دل میں کھٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی قدرت دی اور میں نے اسے قتل کروایا۔}

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴ اور مستدرک ج ۳ ص ۵۲) میں ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت مروی ہے جو اس حدیث کی صرف صحیح اور شاہد ہے۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرنے والا واجب القتل ہے۔ رکاوٹ صرف یہ پیش آئی کہ اس وقت اسامہؓ بن اثال اور عبداللہ بن نواحہ سفیر تھے اور حسب دستور اس وقت کے بین الاقوامی دستور کے مطابق سفراء کو قتل نہیں کیا جاتا تھا تاکہ پیغام رسانی میں کسی قسم کی کوئی کمی اور کوتاہی باقی نہ رہ جائے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ کے گورنر تھے تو عبداللہ بن نواحہ ان کے قابو آ گیا اور وہ اپنے اس باطل عقیدہ سے باز نہ آیا اور توبہ کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت قرظہؓ بن کعب کو حکم دیا کہ وہ ابن نواحہ کی گردن اڑا دے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

(مستدرک ج ۳ ص ۵۳ و قال الحاکم والذہبی صحیح)

اور حضرت ابن مسعودؓ نے اس موقع پر ابن نواحہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"فانت اليوم لست برسول فامر قرظة ؓ بن كعب فضرب عنقه في السوق ثم قال من اراد ان ينظر الى ابن النواحة قتيلاً بالسوق (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴)" {آج کے دن تو تو قاصد نہیں ہے۔ پھر انہوں نے حضرت قرظہؓ بن کعب کو حکم دیا اور انہوں نے کوفہ کے

بازار میں ابن نواحہ کی گردن اڑا دی۔ پھر فرمایا کہ جو شخص ابن نواحہ کو بازار میں مقتول دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ لے۔}

اور (سنن الکبریٰ ج ۸ ص ۲۰۲، طحاوی ج ۲ ص ۲۰۲) میں روایت ہے کہ عبداللہ بن نواحہ کوفہ کی مسجد بنو حنیفہ میں نماز پڑھتا تھا۔ وہاں کے مؤذن نے اذان میں "اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ کے بعد وان مسلیمة (الکذاب) رسول اللّٰہ" کہا۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

زندیق کی تعریف

زندیق شرعاً ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتا ہو اور شعائر اسلام کا اظہار بھی کرتا ہو۔ مگر کسی کفریہ عقیدہ پر ڈٹا ہوا ہو۔ چنانچہ علامہ سعدالدین تفتازانی (المتوفی ۷۹۲ھ) لکھتے ہیں کہ: "وان کان مع اعترافہ بنبوة النبی ﷺ واظھار شعائر الاسلام یبطن عقائد ھی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق (شرح مقاصد ج ۲ ص ۲۶۸ و مثلہ فی کلیات ابی البقاء طبع ص ۳۵۵)" {اگر وہ شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا اقرار کرتا ہے اور شعائر اسلام کا اظہار بھی کرتا ہے لیکن دل میں ایسے عقیدے رکھتا ہے جو بالاتفاق کفر ہیں تو وہ زندیق ہے۔}

اور حضرت ملا علی قاری زندیق کے یہ معنی بیان کرتے ہیں: "او من یبطن الکفر ویظھر الایمان (مرقات ج ۷ ص ۱۰۳)" {یا وہ کفر کو چھپاتا اور ایمان کو ظاہر کرتا ہو۔}

علامہ ابن عابدین ... الشامی (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ: "فان الزندیق یموہ بکفرہ ویروج عقیدتہ الفاسدة ویخرجھا فی الصورة الصحیحة وھذا معنی ابطان الکفر (شامی ج ۳ ص ۳۲۲)" {زندیق ملمع سازی کرکے اپنے کفر کو پیش کرتا ہے۔ فاسد عقیدہ کی ترویج کرتا ہے اور اس کو صحیح صورت میں ظاہر کرتا ہے اور کفر کے چھپانے کا یہی مطلب ہے۔}

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ احمد بن عبدالرحیم محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں: "وان اعترف بہ ظاھراً لکنہ یفسر بعض ما ثبت من الدین بخلاف ما فسرہ الصحابة ؓ والتابعون ؒ واجمعت علیہ الامة فھو الزندیق (مسوی ج ۲ ص ۱۰۹)" {اور اگر وہ شخص ظاہری طور پر تو دین کو مانتا ہے مگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کی ایسی تفسیر کرتا ہے جو حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور امت کے اجماع کے خلاف ہو۔ جیسے قادیانی خاتم النبیین کا معنی کرتے ہیں تو وہ زندیق ہے۔ (مصنف)}

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (المتوفی ۱۳۹۶ھ) مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں کہ: "زندیق کی تعریف میں جو عقائد کفریہ کا دل میں رکھنا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مثل منافق کے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے عقائد کفریہ کو ملمع کر کے اسلامی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔" (کفایۃ الحقانی، جواہر الفقہ ج۱ ص ۴۹)

ازالۂ وہم

خود قادیانیوں کو اور ان کے کفر میں تردد کرنے والے بعض لوگوں کو انگریزی خوانوں کو یہ وہم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت نے پاک و ہند اور بعض دیگر ممالک میں اسلام پھیلایا اور دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ لہٰذا ان کی تکفیر مناسب نہیں۔ لیکن یہاں کا تردد غلط اور مکر ہے۔ اولاً اس لئے کہ ختم نبوت جیسے قطعی عقیدہ کا انکار کرنا اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا انکار کرنا۔ اور ظالم انگریز کی تائید میں تعریف کے پل باندھنا اور چھاپ الماریاں اس کی تائید میں لکھ مارنا دین اسلام کی کون سی خدمت ہے؟ اور یہ خرافات دین اسلام کے کن عقائد کا نام ہے؟ اگر معاذ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو مٹانا اور اس کے بنیادی عقائد کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنا اور پیغمبروں کی توہین اور ان کی برگزیدہ ہستیوں کی کھلے طور پر توہین کرنا اسلام کی خدمت ہے؟ تو یہ قادیانیوں کی اپنی خانہ ساز اصطلاح اور اختراع ہے۔ ثانیاً اگر بالفرض کسی کافر و فاجر سے دین کی کوئی تائید ہو بھی جائے تو اس سے اس کا مسلمان اور متقی ہونا کیونکر اور کیسے ثابت ہو جائے گا؟ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ غزوۂ خیبر میں قزمان نامی منافق نے میدان جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور وہ زخمی ہوا اور خودکشی کر لی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ: "ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر (بخاری ج۱ ص ۴۳۰، باب ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر، و ج۲ ص ۶۰۴، باب غزوہ خیبر، سنن الکبریٰ ج۹ ص ۱۰۷)" {بے شک اللہ تعالیٰ فاجر کے ذریعہ بھی اس دین کو تقویت پہنچا دیتا ہے۔}

اور ایک دوسری حدیث میں جو حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے یوں آتا ہے:

"سیشد ھذا الدین برجال لیس لھم عند اللہ خلاق (الجامع الصغیر ج۲ ص ۳۰، وقال صحیح والسراج المنیر ج۲ ص ۳۵۳، وقال حدیث صحیح)" {عنقریب اس دین کو ایسے مردوں کے ساتھ مضبوط کیا جائے گا جن کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک (ایمان وخیر کا) کوئی حصہ نہ ہوگا۔}

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ باطل فرقوں میں سے کسی شخص کے قول وفعل سے دین اسلام کی تقویت تو ہو سکتی ہے۔ مگر اسلام کے کسی مسئلہ اور پہلو کی تائید وتقویت سے تا جز وقلب وتصدیق کا ایمان واسلام اور تقویٰ کی ثابت نہیں ہو سکتا اور اس سے مومن ومسلم کہلانے سے وہ مومن ومسلم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسلام کے قطعی عقائد سے اس کا انکار ہوتا ہے اور دل ایمان وایقان سے خالی ہوتا ہے ۔

سفر کی سمت کا کوئی تعین ہو تو کیسے ہو
غبار کارواں بھی راستہ بھی اور کہا ہے

محض نبوت کے زبانی اقرار سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا

حضرات فقہاء کرام محدثین عظامؒ اور متکلمین ذوی الاحترام کے نزدیک ایمان کی شرعی تعریف یہ ہے۔ "واما فی الشرع فهو التصدیق بما علم مجیئ النبی ﷺ به ضرورةً تفصیلاً فیما علم تفصیلاً واجمالاً فیما علم اجمالاً وهذا مذهب جمهور المحققین (فتح الملهم ج ۱ ص ۱۵۳، کتاب الایمان البحث الاول)" {شریعت میں ایمان کا مطلب یہ ہے کہ ہر اس ضروری چیز کی تصدیق کی جائے۔ جس کو آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔ جو چیزیں تفصیلاً معلوم ہوں۔ ان کی تفصیلاً تصدیق ہو اور جو چیزیں اجمالاً معلوم ہوں۔ ان کی اجمالاً تصدیق ہو۔ یہی جمہور محققین کا مذہب ہے۔}

اس سے ایمان کا شرعی معنی واضح ہو گیا۔ نہ یہ کہ محض آنحضرت ﷺ کی رسالت کے اقرار سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے۔ امام ابو محمد عبدالملک بن ہشام (المتوفی ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ) مسیلمہ (بن حبیب وکیل ابن ثمامہ ابو ثمامہ الکذاب) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "واحل لهم الخمر والزنا ووضع عنهم الصلوٰة وهو مع ذلک یشهد لرسول الله ﷺ بانه نبی (سیرت ابن هشام ج ۲ ص ۵۷۷)" {مسیلمہ نے ان کے لئے شراب وزنا کو حلال کیا اور نمازوں کی چھٹی دے دی۔ مگر بایں ہمہ وہ آنحضرت ﷺ کے بارے یہ شہادت دیتا تھا کہ آپ نبی تھے۔}

آنحضرت ﷺ کی شریعت میں شراب وزنا کی حرمت قطعی ہے۔ ان کو حلال کرنا اور نمازوں کو معاف کرنا جن کا پڑھنا وادا کرنا آپ کی شریعت میں دین کی بنیاد ہے۔ قطعاً کفر ہے۔ پھر محض زبانی طور پر آپ کی نبوت کے اقرار کرنے سے مسیلمہ کذاب کو کیا فائدہ ہوا؟ اور وہ کفر سے کیونکر بچ سکا اور پھر خود نبوت کا دعویٰ کرنے سے وہ غضب علیٰ غضب اور

کفر و کفر کا مرتکب ہو۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

شیخ الاسلام حافظ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ: "قد اجمع المسلمون ان من سب اللّٰہ تعالیٰ او سب رسولہ ﷺ او دفع شیئا مما انزل اللّٰہ او قتل نبیا من انبیاء اللّٰہ انہ کافر وان کان مقرا بما انزل اللّٰہ تعالیٰ (الصارم المسلول ص ۵۱۲)" [تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ یا جناب رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام میں سے کسی کو رد کردیا یا اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کو شہید کردیا تو وہ شخص کافر ہے۔ اگرچہ زبانی طور پر وہ "ما انزل اللّٰہ تعالیٰ" کا مقر ہو۔]

یہ تمام صریح حوالے اس پر دال ہیں کہ صرف زبانی طور پر اسلام کا دعویٰ کرنا یا آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت کا اقرار کر لینا ہی مسلمان کہلانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ تمام ضروریات دین کا تسلیم و اذعان کرنا ضروری ہے۔ لاریب فیہ!

مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کی حقیقت اور ضرورت

آج سے تقریباً دو سو سال پہلے انگریز قوم نے کئی سمندر پار سے تاجرانہ صورت میں آکر سونے کی چڑیا (ہندوستان) پر مکارانہ اور غاصبانہ قبضہ کر لیا اور مجاہدین اسلام اور حریت پسندوں سے متعدد معرکوں میں مقابلہ بھی کیا۔ جن میں معرکہ شاملی وغیرہ بھی شامل ہے۔ مگر اپنے تدبر اور عیاری سے اپنا اقتدار اور تسلط پورے ہندوستان پر جما لیا اور اس کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوگئی۔ اس دور میں ہندوستان میں علمی کلی اور سیاسی طور پر مسلم شخصیت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کا فتویٰ پورے ہندوستان میں گونج رہا تھا کہ انگریز کے تسلط جما لینے کے بعد ہندوستان دارالحرب ہے۔

(ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۷ و ج ۱ ص ۱۲۰)

علماء کرام اور عامۃ المسلمین اس فتویٰ سے بڑے متاثر اور مطمئن تھے۔ برعکس اس کے انگریز اس سے بہت ہی خائف اور پریشان تھا، چاہتا تھا کہ اس کا اثر بالکل زائل یا کم ہو۔

اس وقت ایک طرف تو بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے رسالہ "اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام" لکھ کر انگریز کا پرچم بلند کیا اور پھر ان کے فرزند فاضل ابن الفاضل ابوالبرکات آل الرحمن محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب اور ان کے تقریباً ستر ہمنوا جید علماء اور مصدقین نے بجز ان مقدمات جوڑ جوڑ کر انگریز کے خلاف جہاد کو حرام حرام حرام

قرار دیا۔ (دیکھئے مخزن الہدیٰ ماہ مارچ ص ۱۴ طبع بریلی)

اور دوسری طرف بعض غیر مقلدین حضرات نے اپنے جذوہ جلال اور ریاستوں کی حفاظت اور انگریز کی کاسہ لیسی کی خاطر انگریز قوم کے خلاف جہاد حرام قرار دیا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: "کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا بے وفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو۔ یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا ہو۔ جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر مقابلہ ہوئے سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے۔" (الحمد للہ تعالیٰ! مصنف) بہ مسلمان حدیث نبوی بلفظہ (ترجمان وہابیہ ص ۲۵) اسی اثناء میں انگریزی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے انگریز کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کو جعلی نبوت عطا ہوئی۔ تاکہ وہ جہاد کو منسوخ کر کے انگریز کے قدم مضبوط کرے اور دینی طور پر لوگوں کی ذہن سازی کرے اور یہ خالص حقیقت ہے کہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودا نے انگریز کے لئے بہت کچھ کیا اور اس کے حق میں بہت کچھ کہا ہے اور اس خانہ ساز طریقے سے اس نے اسلام کی مضبوط اور سیسہ پلائی ہوئی دیواروں میں دراڑیں ڈالنے کی بے حد کاوش اور سعی کی اور انگریز نے اس سے کرائی ہے۔ حضرت مولانا ظفر علی خان نے برملا یہ ارشاد فرمایا ہے کہ؛

کاٹنا مقصود ہے جس سے شجر اسلام کا
قادیاں کے لعندی ہاتھوں میں وہ آری بھی دیکھ

مولانا موصوفؒ نے جو فرمایا ہے۔ وہ سراسر حقیقت ہے۔ مرزا قادیانی نے براہین (نامی کتاب) کی پچاس جلدیں لکھنے کا اعلان کیا اور اس کے لئے خوب چندہ فراہم کیا۔ جب پانچ جلدیں لکھ چکے تو چپ سادھ گئے۔ لوگوں نے وعدہ پورا کرنے کا تقاضا کیا تو یوں گویا ہوئے۔ "پہلے پچاس لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ اور (صفر) کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وعدہ پورا ہو گیا۔"

(بلفظہ براہین حصہ پنجم ص ۷ خزائن ج ۲۱ ص ۹)

سبحان اللہ تعالیٰ اربعین (نامی کتاب) کے چالیس نمبر لکھنے کا اعلان کیا۔ جب چار رسالے لکھ کر ترکی تمہ ہوئی اور چندہ ہضم ہو گیا تو یہ کہا کہ "چار کو بجائے چالیس کے خیال کر دو۔"

(اربعین ج ۴ ص ۱۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

یعنی ایک صفر اور زیرو اپنی طرف سے ڈال کر پانچ کو پچاس اور چار کو چالیس بنا ڈالا۔

کیا خوب؟ مرزا قادیانی نے صداقت اسلام پر تین سو دلائل پیش کرنے کا دعویٰ اور اعلان کیا۔ جب چندہ اکٹھا اور عیش کوشی کا سامان مہیا ہو گیا تو صرف دو دلیلیں لکھ کر خاموش ہو گئے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵ خزائن ج ۲۱ ص ۹)

اب یہ بات تو مرزا قادیانی کی خانہ ساز نبوت ہی جانے کہ دو کو تین سو پر کیسے فٹ کیا جا سکتا ہے؟ اور اس صریح مکر و فریب کا ان کے پاس کیا جواز ہے؟ مگر یہ نہ پوچھئے آخر انگریزی نبی جو ہوئے؟

دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی
ایک سے دن کہا دوسرے سے رات کہی

مرزا قادیانی کا اپنا اقرار

بجائے اس کے کہ ہم دیگر مورخین کے حوالوں سے یہ ثابت کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دیا اور انگریز کی بڑھ چڑھ کر اور ایڑی چوٹی کا زور صرف کر کے حمایت و تائید کی۔ خود ان کے اپنے حوالے ہی کفایت کریں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

۱ ''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

جس شخص کی زندگی کا بیشتر حصہ انگریزی حکومت کی تائید و اطاعت اور جہاد کی ممانعت و مخالفت میں گذرا ہو اور اس قدر اس نے کتابیں اور رسالے لکھے ہوں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر جاتی ہوں تو ایسے شخص کے انگریزی سلطنت کے وفادار اور خود کاشتہ پودا ہونے کے بارے میں کیا شک و تردد ہو سکتا ہے؟

۲...... ''ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔''

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۴ خزائن ج ۱۷ ص ۲۸)

۳...... ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا

ہے۔" (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

۴..... "میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ص ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔"

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۲۶، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲۳)

۵..... مرزا قادیانی نے جہاد کی مخالفت اور ممانعت پہ جہاں نثر کے ذریعہ زور لگایا ہے۔ وہاں نظم وشعر میں بھی جہاد کی حرمت کو خوب خوب اجاگر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ؎

چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ وقتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

۶..... "جہاد اب قطعاً حرام ہے۔"

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۸، مع الحصل ص ۱۰۰)

۷..... "سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔"

(تبلیغ رسالت ص ۶۹ ج ۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۲)

ان تمام صریح اور روشن حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بعثت از طرف برطانیہ محض اپنی تائید واطاعت کو نمایاں کرنے اور جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے ہوئی تھی اور مرزا قادیانی کے چیلوں نے دین کے لئے لڑنے کو حرام سمجھ کر انگریز کے ہاتھ خوب مضبوط کئے اور آج بھی انہی ممالک میں ان کے اڈے ہیں۔ جہاں انگریز کا ذہن اور تہذیب وتمدن موجود ہے۔ کیونکہ فطری امر ہے کہ ہر درخت اپنے مناسب ماحول ہی میں برگ وبار لاتا ہے تو قادیانیت کا شجر جو پیدا ہوا اس فطری معاملہ سے کیسے الگ رہ سکتا ہے۔

صریح دھوکہ

۸..... قادیانی عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ

صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی تھے۔ آپ پر جو نبوت ختم ہوئی ہے وہ تشریعی ہے اور مرزا قادیانی تو آپ کے امتی اور غیر تشریعی نبی تھے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کو امتی اور غیر تشریعی نبی تسلیم کرنے سے ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی اور لفظ خاتم النبیین سچے مفہوم پر فٹ رہتا ہے۔ مگر یہ سراسر دھوکہ ہے۔

اولاً۔ اس لئے کہ ہم نے قرآن کریم اور صریح و صحیح احادیث کے حوالے سے یہ بات عرض کی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ہر قسم کی نبوت و رسالت ختم ہو چکی ہے۔ اب آپ کے بعد کوئی شریعت والا نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ غیر شریعت والا۔

ثانیاً۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی نے تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ”اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔“

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

اس حوالہ سے بالکل واضح ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہے اور ان کی وحی میں بقول ان کے امر بھی تھے اور نواہی بھی۔ ایک امر تو یہ ہے کہ جہاد حرام ہے۔ اب جو شخص دین کے لئے جہاد کرتا ہے تو بقول مرزا قادیانی وہ خدا کا دشمن اور نبی کا منکر ہے اور یہ حرمت جہاد بھی قطعی ہے۔ بالا ضرورت کے وقت اس وحی سے جو ٹیچی (مرزا قادیانی کے پاس آنے والے فرشتے کا نام ٹیچی تھا۔ حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶) کی طرف سے نازل شدہ ہے آج کیوں خاموش ہے۔

مطیع ہونے کا دعویٰ باطل ہے

خود مرزا قادیانی اور ان کی روحانی ذریت مسلمانوں کو یہ بھی باور کراتے ہیں کہ مرزا قادیانی آپ ﷺ کے تابع مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ اور ان کی (ظلی اور بروزی) نبوت آپ کی نبوت کا ظل اور سایہ اور بروز ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے سچے بیانات اس کے خلاف ہیں۔ وہ معاذ اللہ تعالیٰ اپنے کو آنحضرت ﷺ کا عین بلکہ آپ سے بڑھا ہوا تصور کرتے ہیں۔ ملاحظہ

۵:

۱... منم مسیح زمان منم کلیم خدا
منم محمد و احمد که مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

آدمم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچه داده است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۲... "جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔" (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

(معوذ باللہ تعالیٰ) ان عبارات میں مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو معاذ اللہ تعالیٰ عین محمد ﷺ ثابت کیا ہے۔

۳... "آنحضرت ﷺ کے وقت دین کی حالت پہلی شب کے چاند کی طرح تھی۔ مگر مرزا قادیانی کے وقت چودھویں رات کے چاند اور بدر کی سی ہے۔"

(ملخص خطبہ الہامیہ ص۱۸۱، خزائن ج۱۶ ص۲۷۱)

نیز لکھا ہے: "پہلے اسلام ہلال تھا اب بدر ہو گیا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص۱۸۳، ۱۸۴، خزائن ج۱۶ ص۲۷۵، ۲۹۴)

۴... "تبلیغ کاملہ (دین اسلام) کا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا۔ یہ غلبہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت ظہور میں آئے گا۔"

(چشمۂ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

۵... "آنحضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص۶۳، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

"مگر مرزا قادیانی کے دس لاکھ نشان تھے۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱، خزائن ج۲۰ ص۴۳)

”معجزہ اور نشان ایک ہوتا ہے۔“ (نصرۃ الحق ص ۵۴، خزائن ج ۲۱ ص ۶۶)

۶.　مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔“ (حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

مرزا قادیانی عجیب ظلی، بروزی، مطیع اور غیر تشریعی نبی ہیں کہ ان کا تخت تو سب نبیوں سے اوپر اور اونچا بچھایا گیا، مگر ذوظل پیچھے رہے۔

۷.　نیز لکھا ہے کہ: ”اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں۔“ (ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۲۳۲)

ان عبارات میں مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ پر بھی فوقیت اور برتری کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

قارئین کرام! کہاں تک مرزا قادیانی کی خرافات نقل کی جائیں۔ ان کی جس کتاب کو لیں ایسی خرافات سے پر ہیں۔ ان حوالوں میں مرزا قادیانی نے پہلے تو معاذ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ میں مدغم ہونے اور آپ میں حلول ہونے اور اتحاد کا باطل دعویٰ کیا ہے۔ پھر اگلی عبارات میں آپ ﷺ سے معاذ اللہ تعالیٰ فوقیت اور برتری کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے اور یہ سب کچھ کر چکنے کے بعد بھی اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا امتی تابع اور مطیع کہنے کی قسم کھا رکھی ہے اور ظلی بروزی کے چکر میں الجھا کر اپنا الو سیدھا کیا ہے۔ یہ عجیب ظل اور سایہ ہے کہ اصل اور ذی ظل تو تین ہزار بار حرکت کرتا ہے۔ (کہ آپ ﷺ سے تین ہزار معجزے صادر ہوئے ہیں) مگر سایہ دس لاکھ مرتبہ الٹتا، اچھلتا، ناچتا اور کودتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ یہ وہ پھر بھی اصل کا سایہ اور ظل ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ نرالی منطق ہے۔

۸.　”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

۹.　نیز لکھا ہے کہ: ”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸۳، دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس سے بڑھ کر توہین کی ہے۔

۱۰۔۔۔ اور یہ لکھا ہے کہ: "عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۱۱۔۔۔ "آپ کا خاندان بھی نہایت ہی پاک و مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۱۲۔۔۔ "یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۱۳۔۔۔ "یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف (نجار) اور مریم کی اولاد تھی۔"

(کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

۱۴۔۔۔ "چونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (بڑھئی اور ترکھانوں) کا کام بھی کرتے تھے۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

۱۵۔۔۔ "ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔"

(اعجاز احمدی ص ۱۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱)

۱۶۔۔۔ "اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کی نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں۔ جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔" معاذ اللہ!

(کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

ضروریات دین میں تاویل بھی کفر ہے

جس طرح ضروریات دین میں سے کسی عقیدہ کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے اور ایسے مقام پر محدود سے محدود اور خوبصورت سے خوبصورت تاویل بھی کفر سے نہیں بچا سکتی۔ حقیقت کو واضح کرنے کے لئے چند حوالے عرض کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱...... علامہ محقق الحافظ محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی (المتوفی ۸۴۰ھ) لکھتے ہیں: "لان الکفر ھو جحد الضروریات من الدین او تأویلھا (ایثار الحق علی الخلق ص ۲۳۱)" {ضروریات دین کا انکار اور ان کی تاویل کفر ہے۔}

اور نیز تحریر فرماتے ہیں کہ: "مذھب الاکثرین من الائمۃ وجماھیر علماء الامۃ وھو التفصیل والقول بان التاویل فی القطعیات لا یمنع الکفر (اتحاف ج ۲ ص ۱۳)" {اکثر ائمہ اور جمہور علماء امت کے مذہب میں قول مفصل یہ ہے کہ قطعیات (اور ضروریات دین) میں تاویل کفر سے نہیں بچاتی۔}

۲...... مشہور متکلم علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ الخیالی (المتوفی ۸۷۰ھ) اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (المتوفی ۱۰۶۷ھ) لکھتے ہیں۔ واللفظ لہ: "التأویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر (الخیالی ص ۱۲۶ مع حاشیہ فاضل سیالکوٹی)" {ضروریات دین میں تاویل کفر سے نہیں بچاتی۔}

۳...... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ: "ثم التأویل تأویلان تأویل لا یخالف قاطعاً من الکتاب والسنۃ واتفاق الامۃ وتأویل یصادم ماثبت بالقاطع فذالک الزندقہ (مسوی ج ۱ ص ۱۰۹)" {تاویل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تاویل وہ ہے جو کتاب و سنت اور اتفاق امت کے قطعی دلائل کے مخالف نہ ہو اور دوسری تاویل وہ ہے جو اس چیز سے متصادم ہو جو قطعی طور پر ثابت ہے۔ ایسی تاویل زندقہ ہے۔}

حافظ ابن الہمام محمد بن عبدالواحد (المتوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ: "الاتفاق علی ان ماکان من اصول الدین وضروریاتہ یکفر المخالف فیہ (مسامرہ ج ۲ ص ۳۱۲، طبع مصر)" {اس پر اتفاق ہے کہ اصول دین اور ضروریات دین کی جو شخص مخالفت کرتا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔}

اور علامہ ابن عابدین الشامی (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ: "لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر (رد المختار ج ۱ ص ۳۷۷)" {حضرات فقہاء کرام کا

اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص ضروریات اسلام کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو اور اپنی ساری زندگی اس نے طاعات وعبادات میں گذار دی ہو۔]

علامہ ابو البقاءؒ (المتوفی ...... ھ) فرماتے ہیں کہ: "ولا نزاع فی اکفار منکر شیئ من ضروریات الدین (کلیات ابی البقاء ص ۵۵۳)" {جس شخص نے ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کیا تو اس کی تکفیر میں کوئی نزاع نہیں ہے۔}

اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (المتوفی ۱۰۳۴ھ): "در تکفیر آنہا جرأت نباید نمود تا زمانیکہ انکار ضروریات دینیہ ننمایند ورد متواترت احکام شرعیہ نکنند (مکتوبات امام ربانی ج ۳ ص ۳۸، ج ۸ ص ۱۰۰)" {اہل قبلہ کی تکفیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ان کی تکفیر میں جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ تاوقتیکہ وہ ضروریات دینیہ اور احکام شرعیہ کے متواترات کا انکار نہ کریں۔}

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "اگر مخالف ادلہ قطعیہ است یعنی نصوص متواترہ واجماع قطعی است اورا کافر باید شمرد (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۵۲)" {اگر ادلہ قطعیہ یعنی نصوص متواترہ اور اجماع قطعی کا مخالف ہو تو اسے کافر ہی سمجھنا چاہئے۔}

ان تمام صاف اور صریح حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ جس طرح ضروریات دین میں سے کسی قطعی اور ثابت شدہ امر کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح اس کی تاویل بھی کفر ہے اور تاویل ایسے مؤول کو کفر سے نہیں بچاتی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ وغیرہ بزرگوں کے حوالوں سے یہ بات بھی بالکل عیاں ہوگئی کہ کتاب وسنت متواترہ اور اجماع امت سے جو چیز ثابت ہو وہ قطعی اور ضروریات دین میں سے ہوتی ہے۔

اور بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ ختم نبوت کتاب وسنت کے روشن دلائل اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ بقدر ضرورت اسی پیش نظر مقالہ میں حوالے مذکور ہیں۔

نعمت اللہ قادیانی کی افغانستان میں سنگساری

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک چیلہ نعمت اللہ قادیانی، غازی امان اللہ خاں مرحوم شاہ افغانستان کے دور میں افغانستان میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے گیا۔ وہاں کے جید علماء کرام اور غیور مسلمانوں نے اسے گرفتار کروایا اور اسلامی عدالت کی طرف سے اس کے سنگسار کرنے کا

فیصلہ صادر ہوا۔ چنانچہ اس کو بر سر عام سنگسار کیا گیا۔ قادیانیت کے فتنہ بازوں کو پھر وہاں جانے
کی جرأت ہی نہ ہوئی اور وہ علاقہ اس طرح قادیانیت کی نحوست سے [illegible] رہا۔ اس نعمت اللہ کے
سنگسار کئے جانے پر مرزا غلام احمد قادیانی اور لاہوری پارٹی کے سربراہ مسٹر محمد علی لاہوری اور ان
کے چیلوں نے ہندوستان میں خوب واویلا مچایا اور اخبارات و رسائل میں اس پر بڑی لے دے
کی۔ اس دور میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (المتوفی ۱۳۶۹ھ عمر ۶۳ سال ایک ماہ بارہ دن)
نے علماء افغانستان کے فتویٰ کے درست ہونے، نعمت اللہ کے ارتداد کی وجہ سے قتل کئے جانے کو
قرآن کریم، صحیح حدیث اور فقہاء ملت کے صریح فتووں سے مبرہن ثابت کیا اور اس پر انہوں نے
علمی رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس کا نام "الشہاب لرجم الخاطف المرتاب" تجویز فرمایا۔

یہ رسالہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ میں تحریر کیا گیا۔ اس رسالہ کو سر ظفر اللہ خاں مرتد
کی کوشش سے جو بدقسمتی سے اس وقت پاکستان کا وزیر خارجہ تھا اور اسی کی وجہ سے ابتداء میں
پاکستان کے تعلقات حکومت افغانستان سے تو صحیح نہ رہے۔ بلکہ خراب کئے گئے۔ پاکستان
میں خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ حضرت مولانا عثمانی پاکستان کے شیخ الاسلام تھے۔ مگر
کچھ نہ کیا جا سکا اور یہ رسالہ ضبط کر لیا گیا۔ اس رسالہ میں حضرت مولانا عثمانی نے مرزا غلام احمد
قادیانی کے صریح حوالوں سے اس کے ادعائے نبوت کا اور تمام اہل اسلام کے باب ختم نبوت کے
متعلق عقیدہ کی مرزا قادیانی کی طرف سے بے جا اور باطل تاویلات اور تحریفات کا ذکر کر کے اس کا
ملحد و زندیق ہونا اور قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی سے مرتد کا واجب القتل ہونا ثابت کیا ہے۔

چنانچہ مولانا عثمانی فرماتے ہیں: "اس تمام تقریر سے یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی
جس کی ختم نبوت کو رد کرنے والی تصریحات ہم نقل کر چکے ہیں۔ اسلام کے متعلق عقیدہ کو تسلیم نہ
کرنے کی وجہ سے مرتد اور زندیق ہے اور جو جماعت ان تصریحات پر مطلع ہو کر ان کو صادق سمجھتی
رہے اور ان کی حمایت میں لڑتی رہے وہ بھی یقیناً مرتد اور زندیق ہے۔ خواہ وہ قادیان میں سکونت
رکھتی ہو یا لاہور میں۔ جب تک وہ ان تصریحات کے غلط اور باطل ہونے کا اعلان نہ کرے گی خدا
کے عذاب سے خلاصی پانے کی اس کے لئے کوئی سبیل نہیں۔" (الشہاب ص ۱۰ طبع دیوبند)

اس سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ پاکستان کے شیخ الاسلام کے نزدیک مرزائیوں کی
دونوں پارٹیاں قادیانی اور لاہوری مرتد اور زندیق ہیں اور قتل کے بارے میں وہ یہ حوالہ نقل کرتے
ہیں کہ: "وقد اتفق الائمة على أن من ارتد عن الاسلام وجب قتله وعلى ان قتل
الزنديق واجب وهو الذي يسر الكفر ويتظاهر بالاسلام (الميزان الكبرى ج

ص ۲۰۱، عبدالوہاب شعرانی مصریؒ) ” {یاد رہے تمام حضرات ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور اس پر بھی ان کا اجماع ہے کہ زندیق کا قتل کرنا بھی واجب ہے اور زندیق ایسا شخص ہے جو کفر کو چھپاتا اور اسلام کا اظہار کرتا ہے۔}

مرتد کی سزا

اسلام میں غیر مسلموں کے لئے تبلیغ و ترغیب تو ہے۔ لیکن ”لا اکراہ فی الدین“ کے قاعدے کے مطابق جبراً کسی کو مسلمان نہیں بنایا جا سکتا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان بد قسمتی سے بدبخت اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو وہ خدا تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کا باغی ہے۔ جب دنیا کی کسی حکومت میں باغی کسی رعایت کا مستحق نہیں بلکہ تختۂ دار پر لٹکائے جانے کے قابل ہے تو اللہ تعالیٰ کے باغی کے لئے رعایت کی گنجائش کیسے؟ بلکہ اگر قتل سے کوئی زیادہ سزا ہوتی تو وہ اس کا بھی مستحق ہے۔ مرتد کا قتل کرنا قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآن کریم

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کا ذکر فرمایا ہے کہ انہوں نے بچھڑے کی عبادت کر کے ارتداد اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ”فتوبوا الیٰ بارئکم فاقتلوا انفسکم (البقرہ:۵۴)“ {سو اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی اپنی جان۔}

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر تفاسیر میں لکھا ہے کہ جن لوگوں نے گؤ سالہ پرستی کی تھی اور جو مرتد ہو گئے تھے ان کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قتل کرایا گیا۔ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی تھی۔ وہ ان لوگوں کے واقعہ کو بیان فرما کر اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے: ”وکذالک نجزی المفترین (الاعراف:۱۵۲)“ {اور یہی سزا دیتے ہیں ہم بہتان باندھنے والوں کو۔}

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا دنیا میں قتل ہے۔“ اور الشہاب میں اس پر انہوں نے مفصل بحث کی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ قتل مرتد کا یہ فیصلہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا

حکم تھا اور ہماری شریعت اس کے علاوہ ہے تو جواب یہ ہے کہ:

اولاً ... تو ہمارا استدلال صرف "فاقتلوا انفسکم" کے جملے سے ہی نہیں ہے۔ تاکہ یہ سمجھا جائے کہ یہ حکم بنی اسرائیل کے ساتھ مختص تھا جو اس کے مخاطب تھے۔ بلکہ "وکذالک نجزی المفترین" کے جملے سے بھی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے بارے اپنی عادت جاری بیان فرمائی ہے کہ مرتدوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں یا دیں گے۔ کیونکہ نجزی مضارع کا صیغہ ہے جس میں حال اور استقبال کا معنی پایا جاتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدوں کی سزا کے بارے اپنی عادت جاریہ کا ذکر فرمایا ہے جو واضح ہے۔

ثانیاً ... اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ: "وشرائع من قبلنا تلزمنا اذا قص اللّٰہ ورسولہ من غیر نکیر (نور الانوار ص ۲۱۶)" {ہم سے پہلے کی شریعتوں کے احکام جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان کئے ہوں اور ان پر نکیر نہ کی ہو تو وہ ہم پر بھی لازم ہیں۔}

اور قتل مرتد کی اللہ تعالیٰ نے "وکذلک نجزی المفترین" میں تائید کی ہے۔ نہ کہ تردید اور اسی طرح آنحضرت ﷺ کی صحیح احادیث قتل مرتد کی تائید کرتی ہیں۔ نہ کہ نکیر و تردید۔ تو قرآن کریم کی نص قطعی سے مرتد کی سزا قتل ثابت ہوئی۔ جس میں کسی کا کوئی شبہ تردد ممکن ہے۔ البتہ لا تسلیم کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

مسلمانوں کو منکروں کے انکار کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے اور حق کے میدان میں بڑا تھا چلتا جانا چاہئے ۔

میدان میں گرجتا ہوا شیروں کی طرح نکل
تو شیر ہے دشمن کے کلیجے کو ہلا دے

احادیث

۱ ... حضرت عکرمہؒ (المتوفی ۱۰۵ھ) سے روایت ہے کہ: "ان علیاً حرق قوماً فبلغ ابن عباسؓ فقال لو کنت انا لم احرقھم لان النبی ﷺ قال لا تعذبوا بعذاب اللّٰہ ولقتلتھم کما قال النبی ﷺ من بدل دینہ فاقتلوہ (بخاری ج۱ ص۴۲۳، باب لا یعذب بعذاب اللّٰہ، ج۲ ص۱۰۲۳، باب حکم المرتد، ترمذی ج۱ ص۱۷۶، فیہ فبلغ ذالک علیاًؓ فقال صدق ابن عباسؓ وقال ھذا حدیث حسن صحیح ابوداؤد ج۲ ص۲۴۲، نسائی ج۲ ص۱۵۰، مشکوۃ ص۳۰۷، سنن الکبری ج۸ ص۱۹۵)" {حضرت

علیؓ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلا دیا۔ یہ خبر جب حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو میں ان کو آگ میں نہ جلاتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب (آگ) سے کسی کو سزا نہ دو بلکہ میں ان کو قتل کر دیتا۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا تو اس کو قتل کر دو۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ کی یہ بات حضرت علیؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ نے سچ کہا ہے۔}

اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت یوں ہے: ”عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من بدل دینہ فاقتلوہ (ابن ماجہ ص ۱۸۲، واللفظ لہ ومسند احمد ج ۱ ص ۲۱۷، مسند حمیدی ج ۱ ص ۲۴۴، سنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۹۵، مشکوٰۃ ص ۳۰۷، الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۶۸، وقال صحیح والسراج المنیر ج ۳ ص ۲۷۹)“ {حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا تو اسے قتل کر دو۔}

اس صحیح حدیث سے مرتد کا قتل بالکل آشکارا ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آنجہانی مسٹر غلام احمد پرویز کی طرح کسی کج فہم کو یہ شبہ ہو کہ اس حدیث میں من بدل دینہ فاقتلوہ کے عمومی الفاظ سے اسلام سے پھر جانے والے مرتد کا قتل ثابت اور متعین نہیں ہوتا۔ کیونکہ من بدل دینہ میں الفاظ عام ہیں۔ مثلاً یہودی کا عیسائی ہو جانا یا عیسائی کا ہندو یا سکھ ہو جانا یا ہندو کا عیسائی اور یہودی وغیرہ ہو جانا۔ وغیر ذالک! تو اس سے اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والے کا قتل کیسے متعین ہوا؟

الجواب

یہ شبہ نہایت ہی سطحی ذہن کی پیداوار ہے جس کی کوئی قدر و منزلت ہی نہیں ہے۔

اوّلاً..... تو اس لئے کہ اسی حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ: ”ان علیا احرق ناساً ارتدوا عن الاسلام (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۲، ترمذی ج ۱ ص ۱۷۶، نسائی ج ۲ ص ۱۵۱)“ {حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو آگ میں جلایا تھا۔ جو اسلام سے پھر گئے تھے۔}

اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ یہ کارروائی ان لوگوں کے بارے میں ہوئی جو اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔ وہ لوگ اسلام سے بایں طور پھرے کہ پہلے مسلمان تھے پھر مرتد ہو گئے۔ یا پہلے منافقانہ طور پر انہوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ پھر کھلے طور پر کفر کی طرف پھر گئے۔ کوئی بھی معنی لیا جائے۔ یہ صحیح روایت اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والوں کو قتل کئے جانے پر نص

ہےاور حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ آنحضرت ﷺ کے ارشاد من بدل دینه، فاقتلوه سے یہی سمجھتے ہیں کہ دین اسلام سے پھر جانے والے کا یہ حکم ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ حدیث مرتدین الاسلام کے قتل کے متعلق ہے۔ نہ کہ ہندو سے عیسائی اور عیسائی سے یہودی وغیرہ ہوجانے کے بارے میں۔

ثانیاً ..... اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے: ''قال قال رسول الله ﷺ من جحد آية من القرآن فقد حل ضرب عنقه (ابن ماجه ص۱۸۵)'' [آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم کی کسی آیت (یا اس سے مطلوب معنی کا۔مفسر) انکار کیا تو بلاشک اس کی گردن اڑا دینا حلال اور جائز ہے۔]

۱..... اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پورے قرآن کریم کو مانتا ہے۔ مگر اس کی کسی ایک آیت (یا اس کے مقصود معنی) کا انکار کرتا ہے تو وہ مرتد اور قابل قتل ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ حدیث میں بدل دینه، فاقتلوه۔ اسلام سے پھر جانے والے کے بارے میں ہے نہ کہ کسی کافر کے اپنا دین چھوڑ کر کفر کے کسی اور دین کو اختیار کر لینے والے کے بارے میں۔

۲..... حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ (عبداللہ بن قیس المتوفی ۴۴ھ) کو آنحضرت ﷺ نے یمن کے ایک صوبہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ جب کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو ان کے بعد دوسرے صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا۔ حضرت معاذؓ، حضرت ابوموسیٰؓ کی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اکرام ضیف کی مد میں حضرت معاذؓ کے لئے تکیہ ڈالا اور حضرت معاذؓ ابھی تک سوار تھے۔'' واذا رجل عنده موثق قال ماهذا قال كان يهوديا فاسلم ثم تهود قال اجلس قال لا اجلس حتى يقتل قضاء الله ورسوله ثلاث مرات فامر به فقتل (بخاری ج۲ ص۱۰۲۳، کتاب استتابة المعاندين والمرتدين وقتالهم باب حكم المرتد والمرتدة، مختصراً ج۲ ص۱۰۵۴، مسلم ج۲ ص۱۲۰، باب النهى عن طلب الامارة والحرص، سنن الکبریٰ ج۸ ص۲۰۵)'' [تو انہوں نے حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس ایک شخص باندھا ہوا دیکھا۔ پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا کہ یہ پہلے یہودی تھا۔ پھر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد پھر یہودی ہوگیا۔ فرمایا اے معاذؓ بیٹھ جاؤ۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ جب تک اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ میں نہیں بیٹھوں گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا یہی فیصلہ ہے۔ تین دفعہ انہوں نے یہ فرمایا۔ پھر اس مرتد کے بارے میں قتل کا حکم دیا گیا

اور وہ قتل کردیا گیا۔}

اور بخاری شریف میں دوسرے مقام پر روایت یوں ہے کہ: ''فسار معاذ فی ارضہ قریبامن صاحبہ ابی موسیٰ فجاء یسیر علی بغلتہ حتی انتھی الیہ واذھو جالس وقد اجتمع الیہ الناس واذا رجل عندہ قد جمعت یداہ الی عنقہ فقال لہ معاذ یا عبداللہ بن قیس ایم ھذا قال ھذا رجل کفر بعد اسلامہ قال لا انزل حتی یقتل قال انما جیئ بہ لذالک فانزل قال ما انزل حتی یقتل فامر بہ فقتل ثم نزل (بخاری ج ۲ ص ۶۲۲، باب بعث ابی موسیٰ ومعاذ الی الیمن)'' {حضرت معاذؓ اپنے علاقہ کی زمین میں اپنے ساتھی حضرت ابوموسیٰؓ کے قریب پہنچے تو وہ خچر پرسوار تھے اور حضرت ابوموسیٰؓ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس لوگ جمع تھے اور ان کے پاس ایک شخص کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس یہ کون ہے؟ فرمایا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہوگیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں اتروں گا۔ جب تک کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا اس کو اسی لئے تو لایا گیا ہے۔ آپ اتریں فرمایا جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے گا میں نہیں اتروں گا۔ اس کو قتل کیا گیا تو وہ اترے۔}

۳..... حضرت عثمانؓ بن عفان (المتوفی ۳۵ھ) سے روایت ہے: ''قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یحل دم امرأ مسلم الا بثلاث ان یزنی بعد ما احصن او یقتل انساناً او یکفر بعد اسلامہ فیقتل (نسائی ج ۲ ص ۱۵۱، ابوداؤد الطیالسی ص ۱۳، مسند احمد ج ۱ ص ۶۲، سنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۹۴)'' {وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں ہے۔ مگر تین چیزوں سے یہ کہ شادی کے بعد کوئی زنا کرے یا کسی انسان کو قتل کردے یا اسلام کے بعد کفر اختیار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔} اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے اور اس میں الفاظ ہیں: ''او رجل ارتد بعد اسلامہ (ابن ماجہ ص ۱۸۵)'' {یا وہ شخص جو اسلام کے بعد مرتد ہو جائے۔}

۴..... حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: ''قال قال رسول اللہ ﷺ لا یحل دم رجل مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلاث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۶، باب قول اللہ ان النفس بالنفس، مسلم ج ۲ ص ۵۹، باب ما یباح بہ دم

المسلم، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۲، ابن ماجہ ص ۱۸۵، مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۲، سنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۹۴، ج ۹ ص ۲۰۲)" {جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور اس کی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ خون بہانا جائز نہیں۔ مگر تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ارتکاب سے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے۔ یا کسی کو قتل کر دے تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ یا اپنے دین (اسلام) کو چھوڑ کر ملت سے جدا ہو جائے تو قتل کیا جائے گا۔}

اس صحیح اور صریح حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ دین سے دین اسلام مراد ہے کہ جو مسلمان اپنے دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے تو وہ قابل گردن زدنی ہے اور اس جرم کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا۔

۵... حضرت عکرمہؒ (المتوفی ۱۰۵ھ) سے روایت ہے: "ان النبی ﷺ قال من ارتد عن دینہ فاقتلوہ (مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۱۶۸)" {آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دین (اسلام) سے پھر گیا تو اسے قتل کر دو۔}

۶... مشہور تابعی حضرت ابو قلابہؒ (عبداللہ بن زید الجرمی المتوفی ۱۰۴ھ) نے خلیفہ راشد حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز (المتوفی ۱۰۱ھ) کی بھری ہوئی عدالتی اور علمی مجلس میں یہ حدیث بیان فرمائی۔ "فواللہ ماقتل رسول اللہ ﷺ احدا قط الا فی ثلاث رجل قتل بجریرۃ نفسہ فقتل اور جل زنی بعد احصان اور جل حارب اللہ ورسولہ وارتد عن الاسلام (بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۸، باب القسامۃ)" {بخدا آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا۔ مگر تین جرائم میں وہ شخص جو ناحق کسی کو قتل کرتا تو اسے قصاص میں قتل کرتے یا شادی کے بعد زنا کرتا تو اسے قتل کرتے یا اسلام سے پھر کر مرتد ہو جاتا تو اسے قتل کرتے۔}

ایسی صحیح اور صریح احادیث کی موجودگی میں یہ موشگافیاں کہ یہ احادیث اسلام سے پھر کر مرتد ہو جانے والے کے بارے میں نہیں یا یہ احادیث ضعیف ہیں یا یہ احادیث کفر کو کے قتل سے خاموش ہیں۔ نیز یہ صرف ان لوگوں کے بارے میں ہیں جو اسلام سے خارج ہو کر کھلے طور پر علانیہ کافر ہو جائیں وغیرہ وغیرہ۔ کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ کارروائی صرف وہی کر سکتا ہے جو ملحد و زندیق ہو۔

حضرات ائمہ دین

جس طرح قرآن و حدیث اور دین اسلام کی باریکیوں کو حضرات ائمہ دین سمجھتے ہیں۔

ایسا کوئی اور نہیں سمجھ سکتا اور ان میں سے بھی علی الخصوص حضرات ائمہ اربعہ جن کے مذاہب مشہور اور متداول اور امت مسلمہ میں قابل اعتماد ہیں اور آج کل کے مادر پدر آزاد دور میں ملاحدہ اور زنادقہ کو جو اسلام کے مدعی تو ہیں۔ مگر اسلام کی سمجھ ہی ان کو نہیں اور نہ وہ اس کی روح سے واقف ہیں۔ وہ صرف اپنی نارسا عقل و خرد پر نازاں و فرحاں ہیں اور اسی کو وہ حرف آخر سمجھتے ہیں اور حضرات سلفؒ پر طعن کرتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ (المتوفی ۱۷۹ھ) اس حدیث پر یہ باب قائم کرتے ہیں۔

"القضاء فیمن ارتد عن الاسلام، مالک عن زید بن اسلم ان رسول اللہ ﷺ قال من غیر دینہ فاضربوا عنقہ قال مالک ومعنی قول النبی ﷺ فیما نری واللہ تعالیٰ اعلم من غیر دینہ فاضربوا عنقہ انہ من خرج من الاسلام الی غیرہ مثل الزنادقۃ واشباہہم فان اولئک اذا ظہر علیہم قتلوا ولم یستتابوا لانہ لا یعرف توبتہم وانہم یسرون الکفر ویعلنون الاسلام فلا اری ان یستتاب ہؤلاء ولا یقبل منہم قولہم واما من خرج من الاسلام الی غیرہ واظہر ذالک فانہ یستتاب فان تاب والا قتل وذلک لو ان قوماً کانوا علی ذالک رایت ان یدعوا الی الاسلام ویستتابوا فان تابوا قبل ذلک منہم وان لم یتوبوا قتلوا ولم یعن بذلک فیما نری واللہ اعلم من خرج من الیہودیۃ الی النصرانیۃ ولا من النصرانیۃ الی الیہودیۃ ولا من یغیر دینہ من اہل الادیان کلہا الا الاسلام فمن خرج من الاسلام الی غیرہ واظہر ذالک فذالک الذی عنی بہ واللہ اعلم (موطا امام مالک ص ۳۰۸، طبع مجتبائی دہلی)" (اس شخص کے بارے فیصلہ جو اسلام سے پھر جائے۔ امام مالکؒ حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنا دین بدل دیا تم اس کی گردن اڑا دو۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا ہماری دانست میں معنی یہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جو شخص اسلام سے نکل کر زنادقہ وغیرہم میں جا ملا۔ ایسے زنادقہ پر جب مسلمانوں کا غلبہ ہو جائے تو ان سے توبہ طلب کیے بغیر ان کو قتل کیا جائے۔ کیونکہ زنادقہ کی توبہ معلوم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں اور ہماری دانست کے مطابق نہ تو ان سے توبہ طلب کی جائے اور نہ توبہ قبول کی جائے۔ باقی رہے وہ لوگ جو اسلام سے کفر کی طرف نکلے اور کفر کو ظاہر کیا تو ان پر توبہ پیش کی جائے گی اور اگر وہ توبہ کر لیں تو فبہا ورنہ ان کو قتل کیا جائے گا۔ یعنی اگر کوئی قوم اسلام سے برگشتہ ہو کر کفر کا اظہار کرتی ہے تو

اس سے توبہ کرنے کا کہا جائے گا۔ اگر توبہ کی تو قبول کر لی جائے گی۔ ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس حدیث کا مطلب ہماری دانست میں یہ نہیں: واللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کوئی شخص یہودیت سے نصرانیت کی طرف یا نصرانیت سے یہودیت یا اسلام کے بغیر کسی اور دین کی طرف پھر جائے تو اس کے متعلق یہ حدیث ہے۔ بلکہ یہ حدیث صرف اس کے بارے میں ہے۔ جو اسلام کو ترک کر کے کفر کو اختیار کرے اور اسے ظاہر کرے۔]

حضرت امام مالکؒ من بدل دینہ اور من غیر دینہ کا یہی مطلب لیتے ہیں کہ جو شخص دین اسلام سے پھر کر کفر کی طرف چلا جائے، اور زندیق تو ایسا واجب القتل ہے کہ نہ تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار ہے۔ وہ بہر حال اور بہر کیف واجب القتل ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابتؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی الحنفیؒ (المتوفی ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ: ''وقد تكلم الناس في المرتد عن الاسلام ايستتاب ام لا فقال قوم ان استتاب الامام المرتد فهو احسن فان تاب والاقتل وممن قال ذلك ابو حنيفة وابو يوسف ومحمد رحمة الله عليهم وقال آخرون لا يستتاب وجعلوا حكمه كحكم الحربيين على ما ذكرنا من بلوغ الدعوة اياهم ومن تقصيرها عنهم وقالوا انما يجب الاستتابة لمن خرج الاسلام لا عن بصيرة منه به فاما من خرج منه الى غيره على بصيرة فانه يقتل ولا يستتاب وهذا قول قال به ابو يوسف في كتاب الاملاء قال اقتله ولا استتيبه الا انه ان يبذني بالتوبة خليت سبيله ووكلت امره الى الله تعالى (طحاوی ج ۲ ص ۱۰ ، كتاب السير)'' [لوگوں نے اسلام سے نکل کر مرتد ہو جانے والے کے بارے میں بحث کی ہے کہ کیا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا؟ یا نہیں؟ علماء کی ایک قوم کہتی ہے کہ اگر حاکم مرتد سے توبہ کرنے کا مطالبہ کرے تو اچھا ہے۔ توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ جیسا کہ دار الحرب کے کفار کو جب دعوت اسلام پہنچ جائے تو پھر ان کو اسلام کی دعوت دینے کی ضرورت نہیں۔ نہ پہنچی ہو تو دعوت دی جائے اور فرماتے ہیں کہ توبہ کا مطالبہ اس وقت واجب ہے جب کہ کوئی شخص اسلام سے بے سمجھی کی وجہ سے کفر کی طرف چلا جائے۔ رہا وہ شخص جو سوچے سمجھے طریقہ پر اسلام سے کفر کی طرف چلا جائے تو اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الاملاء میں ایسا ہی فرمایا ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا

اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ ہاں اگر وہ میرے اقدام سے پہلے ہی توبہ کرے تو میں اسے چھوڑ دوں گا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دوں گا۔}

حضرت امام شافعیؒ (محمد بن ادریسؒ المتوفی ۲۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ: "ولم یختلف المسلمون انه لا یحل ان یفادی بمرتد ولا یمن علیه ولا تؤخذ منه فدیة ولا یترک بحال حتی یسلم او یقتل والله اعلم (کتاب الام ج ۶ ص ۱۵۲)" {مسلمانوں میں کسی کا اس بارے میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ مرتد کا فدیہ لینا جائز نہیں اور نہ اس پر احسان کیا جائے اور نہ اس سے فدیہ لیا جائے اور اس کو کسی حال پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے یا قتل کیا جائے۔}

حضرت امام شافعیؒ کا یہ حوالہ قتل مرتد کے بارے بالکل واضح ہے۔

حضرت امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی الشافعیؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ: "وقد اجمعوا علی قتله لکن اختلفوا فی استتابته هل هی واجبة ام مستحبة (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۵۳)" {تمام اہل اسلام کا قتل مرتد پر اجماع ہے۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب ہے یا مستحب؟}

بعض آئمہ کرامؒ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب کہتے ہیں اور بعض مستحب کہتے ہیں۔

چنانچہ علامہ علاؤ الدین بن علی بن عثمان المارد ینیؒ (المتوفی ۷۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ: "وقال صاحب الاستذکار لا اعلم بین الصحابة خلافاً فی استتابة المرتد فکانهم فهموا من قوله علیه السلام من بدل دینه فاقتلوه ای بعد ان یستتب (الجوهر النقی ج ۸ ص ۲۰۵)" {مصنف استذکار (شرح موطا امام مالک امام ابوعمر بن عبدالبرؒ المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ مرتد پر توبہ پیش کرنے کے بارے میں مجھے حضرات صحابہ کرامؓ میں کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے۔ پس گویا کہ حضرات صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے ارشاد من بدل دینہ فاقتلوہ سے یہی سمجھے ہیں کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کو قتل کرنا چاہیے۔}

علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں: "فاقتلوه بعد استتابة وجوباً قال المناوی وعمومه یشمل الرجل وهو اجماع والمرأة وعلیه الائمة الثلاثة خلافاً للحنفیة (السراج المنیر ج ۳ ص ۲۲۲)" {فاقتلوہ کا مطلب یہ ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے۔ اس کے بعد اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ امام عبدالرؤف مناویؒ فرماتے ہیں کہ الفاظ کا عموم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے۔ مرتد مرد کے قتل کرنے پر تو اجماع ہے اور مرتد عورت کے قتل کرنے پر تینوں

ائمہ مذاہب کا اتفاق ہے۔ احناف اختلاف کرتے ہیں۔}

اس سے بھی واضح ہو گیا کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کے اسلام سے انکار کرنے پر اس کا قتل واجب ہے۔ مرد مرتد کے قتل پر تو تمام حضرات ائمہ کرامؒ کا اجماع ہے۔ عورت مرتدہ کے بارے حضرات ائمہ ثلاثہؒ کا یہی مسلک ہے۔ البتہ احناف یہ کہتے ہیں کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ صنف نازک ہونے کی وجہ سے عموماً وہ لڑائی اور جھگڑا نہیں کرتی۔

قاضی محمد بن علی شوکانیؒ (المتوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ: "وخصه الحنفية بالذكر وتمسكوا بحديث النهي عن قتل النساء (نیل الاوطار ج ۷ ص ۲۰۳)" {احناف نے اس حدیث کو (ضمیر مذکر کے پیش نظر) مرد کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ جس میں عورتوں کے قتل کرنے کی نہی وارد ہوئی ہے۔}

ہاں اگر کوئی عورت لڑائی پر اتر آئے اور ارتداد کو پھیلانے کی سعی کرے تو اس کا معاملہ الگ اور جدا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) کا مسلک امام موفق الدین ابن قدامہ الحنبلیؒ (المتوفی ۶۲۰ھ) یہ نقل کرتے ہیں: "الفصل الثالث انه لا يقتل حتى يستتاب عند اكثر اهل العلم منهم عمر و علي و عطاء و نخعي و مالك والثوري والاوزاعي واسحاق واصحاب الرائ وهو احد قولي الشافعي وروي عن احمد رواية اخرى انه لا تجب استتابته لكن تستحب وهذا القول الثاني للشافعي وهو قول عبيد بن عمير وطاؤس ويروى ذالك عن الحسن لقول النبي ﷺ من بدل دينه فاقتلوه ولم يذكر استتابة (مغنی ج ۸ ص ۱۲۳)" {تیسری فصل اکثر اہل علم یہ کہتے ہیں کہ مرتد کو اس پر توبہ پیش کئے بغیر قتل کیا جائے۔ جن میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عطاءؒ، امام نخعیؒ، امام مالکؒ، امام ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، امام اسحاقؒ اور فقہاء احناف شامل ہیں اور حضرت امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے اور حضرت امام احمدؒ سے ایک دوسری روایت یہ ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ واجب نہیں ہے۔ لیکن مستحب ہے اور یہ امام شافعیؒ کا بھی ایک دوسرا قول ہے اور امام عبیدؒ بن عمیرؒ اور امام طاؤسؒ کا بھی یہی قول ہے اور حضرت حسن بصریؒ سے بھی یہ مروی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین (اسلام) بدل دے تو اسے قتل کر دو اور توبہ کا مطالبہ اس میں مذکور نہیں ہے۔}

ان تمام صریح حوالوں سے مرتد کا قتل کرنا آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے۔

علامہ ابو محمد بن حزمؒ لکھتے ہیں کہ قتل مرتد کا معاملہ امت میں ایسا معروف و مشہور ہے کہ کوئی مسلمان شخص اس کے انکار پر قادر نہیں۔ (المحلی ج ۸ ص ۲۲۲) ان کے علاوہ بھی کتب فقہ و فتاویٰ میں قتل مرتد کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً (ہدایہ ج ۲ ص ۴۰۰، فتح القدیر ج ۳ ص ۳۸۶، شامی ج ۳ ص ۲۹۳، بحر الرائق ج ۵ ص ۱۳۵) وغیرہ۔

علامہ علاؤ الدین ابو بکر مسعود کاسانیؒ (المتوفی ۵۸۷ھ) فرماتے ہیں کہ مرتد کے قتل کرنے پر حضرات صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ مرتد کو تین دن تک بند رکھا جائے۔ اگر وہ اسلام قبول کرے تو اچھا ہے۔ ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

(بدائع الصنائع ج ۷ ص ۱۳۴)

امام موفق الدین ابن قدامہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "واجمع اهل العلم على وجوب قتل المرتد روى ذالك عن ابى بكرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ ومعاذؓ وابى موسىؓ وابن عباسؓ وخالدؓ وغيرهم ولم ينكر ذالك فكان اجماعاً: مغنى ابن قدامه ج ۸ ص ۱۲۳" (اہل علم کا قتل مرتد پر اجماع ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاذؓ، حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت خالد بن الولید وغیرہم سے یہی مروی ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں اس کا کوئی انکار نہیں کیا گیا تو یہ اجماعی مسئلہ ہے۔)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جس مسئلہ پر قرآن کریم اور صحیح احادیث سے واضح دلائل موجود ہوں اور جس مسئلہ پر حضرات خلفاء راشدینؓ متفق ہوں اور جس مسئلہ پر حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ جیسی شخصیتیں متفق ہوں جو اپنے دور میں گورنری کے عہدہ پر فائز تھیں اور جس مسئلہ پر حضرت ابن عباسؓ جیسے ترجمان القرآن اور حبر الامت متفق ہوں اور جس مسئلہ پر حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے مجاہد اور فوج کے سپہ سالار متفق ہوں۔ اور جس مسئلہ پر جبکہ حضرات صحابہ کرامؓ میں کوئی ایک فرد بھی اس کے خلاف لب کشائی نہ کرتا ہو اور جس مسئلہ پر حضرات ائمہ اربعہ اور جمہور ائمہ کرامؒ متفق ہوں اور جس مسئلہ کے خلاف کوئی مسلمان انکار کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر اس مسئلہ کے حق اور ثابت ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

حضرت امام ابو عمرو عامر بن شراحیل شعبیؒ (المتوفی ۱۰۹ھ) فرماتے ہیں کہ "كان العلم يؤخذ عن ستة عمرؓ وعلیؓ وابیؓ وابن مسعودؓ زيدؓ وابى موسىؓ وقال ايضاً قضاة الامة اربعة عمرؓ وعلیؓ زيد وابو موسى

رضی اللہ تعالیٰ عنہم (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۲)'' {علم کا مرکز چھ حضرات تھے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ اور نیز انہوں نے فرمایا کہ امت کے جج اور قاضی چار ہیں۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ۔}

یعنی یہ وہ حضرات ہیں جن سے علم دین اخذ کیا جاتا تھا اور امت مسلمہ کے وہ مسلم قضاۃ و جج تھے اور حضرت صفوان بن سلیمؒ الامام المدنی الفقیہؒ (المتوفی ۱۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ: ''لم یکن یفتی فی زمن النبی ﷺ غیر عمرؓ وعلیؓ ومعاذؓ وابی موسیٰؓ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۲)'' {آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ان چار حضرات کے بغیر اور کوئی فتویٰ نہیں دیتا تھا۔ وہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ ہیں۔}

آپ حضرات نے بخوبی اس مقالہ میں مرتد کے بارے ان حضرات کے فتویٰ اور فیصلے پڑھ چکے ہیں۔

اس مقالہ میں پیش کئے گئے واضح اور صریح حوالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مرزائیوں کی دونوں پارٹیاں قادیانی اور لاہوری اسلامی حکومت میں شرعاً واجب القتل ہیں۔ اگر کوئی اسلام سے پھر کر مرزائی ہوا ہو تو مرتد ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہے اور اگر کوئی نسلاً بعد نسلٍ مرزائی چلا آتا ہے تو زندیق ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہے اور یہی حکم ہے۔ ہر اس گمراہ پارٹی یا فرد کا جو ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر یا موول ہو۔ ملاحظہ ہو (شامی ج ۳ ص ۲۹۳) مگر یہ یاد رہے کہ کسی کو حدا یا تعزیراً قتل کرنا۔ صرف اسلامی حکومت اور عدالت شرعیہ کا کام ہے۔ عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ صرف وہی کام کر سکتے اور کر سکتے ہیں۔ جس کا انہیں اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ مجبور ہیں۔

میری مجبوریوں کو کون جانے
میں خود مختار ٹھہرایا گیا ہوں

پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد

قادیانی فرقہ جس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد اجراء نبوت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور مرزا قادیانی کو نبی یا مصلح اور مسیح موعود ماننے وغیرہ کے دعووں میں سرے سے جھوٹا ہے۔ اسی طرح عوام الناس کو بہکانے کی خاطر اپنی تعداد بھی بڑھا چڑھا کر بتلانے اور اس کا

خانہ ساز نبوت کے پجاریوں
اور مرزا طاہر کی دعوت مباہلہ کا
کھلا کھلا جواب
حضرت مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

قادیانی جماعت کے بھگوڑے سربراہ مرزا طاہر قادیانی نے لندن سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو معاندین، مکفرین اور مکذبین قرار دے کر انہیں مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ مرزا طاہر قادیانی کا "مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج" نامی پمفلٹ لندن سے ملک کے بیشمار سیاسی، دینی، علمی اور سماجی شخصیات کو ارسال کیا گیا ہے۔ بعد ازاں قاضی منیر احمد ضیاء الاسلام پریس ربوہ (چناب نگر) سے اسی پمفلٹ کو چھپوایا اور ملک کے مختلف شہروں میں خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں کی معرفت مسلمانوں کے گھروں، مکانوں اور دکانوں پر رات کی تاریکی میں وسیع پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔ اس پمفلٹ میں مرزا طاہر نے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ نے جھوٹ اور کذب بیانی کے میدان میں بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی سمیت اپنے پیش رو راہنماؤں کو بھی مات کر دیا ہے۔ موصوف نے روایتی عیاری اور مکاری سے کام لیتے ہوئے اپنے ان اساسی، الہامی اور مخصوص سیاسی عزائم سے انحراف کیا ہے جو بانی جماعت اور قادیانی جماعت کی کتابوں اور تحریروں میں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اگر دنیا میں کوئی ایسا ادارہ موجود ہے جو جھوٹ، کذاب و افتراء میں ید طولیٰ رکھنے والوں کو انعام دیتا ہو تو بلاشبہ جھوٹ کے چیمپئن مرزا طاہر قادیانی کو اس کا گولڈ میڈل دیا جانا چاہیے۔ مرزا طاہر احمد قادیانی نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ کہا ہے۔

۱..... احمدیت کو قادیانیت اور مرزائیت کے فرضی ناموں سے پکارا جا رہا ہے۔ اس طرح ایک فرضی مذہب بنا کر جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ جو ہرگز جماعت احمدیہ کا مذہب نہیں۔

۲..... مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعاوی اور عقائد جو ان سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ وہ فرضی ہیں اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۳..... مرزا قادیانی کی قائم کردہ جماعت کے خلاف بیان کئے جانے والے "سیاسی عزائم" محض اسے بدنام کرنے کے لئے شرانگیز پراپیگنڈہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان تمام الزامات کا بھی حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

قادیانی جماعت کے سربراہ نے چونکہ اپنے مخصوص مذموم عزائم سے انکار کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ اس لئے ان کے اس زہریلے پراپیگنڈہ کا جواب ضروری ہے۔ ہم مختصراً مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی اور ان کی جماعت کے سیاسی عزائم کے حوالے اور ثبوت قارئین کی نظر کرتے ہیں۔ تاکہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھنے والی جماعت کے لوگ:

۱ ...... ناموس ختم الرسل ﷺ کے باغی ہیں۔

۲ ...... اسلام کے غدار ہیں۔

۳ ...... پاکستان اور عالم اسلام کے دشمن نمبر ایک ہیں۔

ہمیں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی کے مباہلہ کا چیلنج قبول ہے۔ ملک کے کونے کونے سے مسلمانوں نے اس موقع پر دینی بیداری اور عقیدہ ختم نبوت سے قلبی وابستگی کا شاندار مظاہرہ کیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا عبدالحق غزنویؒ کا مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں ان سے مباہلہ ہوا تھا۔ جس کے انمٹ نقوش رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا تاریخی مباہلہ یادگار حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں یہ دعا مانگی گئی تھی کہ جو جھوٹا ہوگا۔ وہ پہلے کسی وبائی مرض کا شکار ہو کر مرے گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے پہلے مرا اور ہیضہ کی موت مرا۔ اس سے پہلے کہ قادیانی جماعت کا سربراہ اپنے منطقی انجام کو پہنچے اور قادیانیوں کے لئے درس عبرت بن جائے۔ اگر ان میں ہمت ہے تو میدان میں آ جائیں۔ مسلمانوں کے راہنما اور علماء ان کے جواب کے منتظر ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں بالخصوص مولانا اللہ وسایا عالمی مجلس لندن میں مرزا طاہر کا چیلنج قبول کر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک ان کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

والسلام!

(صاحبزادہ) طارق محمود

ایڈیٹر لولاک فیصل آباد

چیلنج نمبر ۱

بانی سلسلۂ قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی بلاشبہ جھوٹا، مکار، فریبی، بے ایمان اور دھوکے باز انسان تھا۔ اس نے نہ صرف مامور من اللہ، مہدی، مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ بلکہ نبوت و رسالت کا دعویٰ بھی کربیٹھا۔ سب سے پہلے مرزا قادیانی کے دعاوی اور اسے نہ ماننے والوں کے بارے میں اس کی زبان درازی ملاحظہ فرمائیں۔

نبوت کا دعویٰ

"میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور وہ ایسی ہی پاک وحی ہے۔ جیسے دوسرے نبیوں پر نازل ہوتی رہی اور وہی قرآن مجید کی طرح خدا کا کلام اور خطاؤں سے پاک اور منزہ ہے اور جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید پر یقین تھا۔ اسی طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور جو شخص اس وحی کو جھٹلاتا ہے وہ جہنمی لعنتی ہے۔"

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

کفر کا فتویٰ

"ایسا شخص جو موسیٰ (علیہ السلام) کو مانتا ہے مگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہیں مانتا یا عیسیٰ (علیہ السلام) کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۴۸)

تصدیق نہ کرنے والوں کے لئے فتویٰ

"میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ۵۴۷)

مخالفین کے لئے زبان درازی

الف..... "میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۱۴)

(ص ۵۰)

ب ... "جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے ان کے نزدیک جھوٹے اور کافر ہیں۔ لیکن صورتحال اس کے برعکس ہے۔ عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی جماعت کے بانی اور ان کے ماننے والے بھی لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا قادیانی لعنتی، کاذب، دجال، جھوٹا، مکار اور دھوکے باز انسان تھا۔ ہم قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر قادیانی کا مباہلے کا چیلنج قبول کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ان کی جماعت کے سرکردہ راہنما لندن یا کراچی سے لے کر پشاور تک جس جگہ چاہیں مسلمان راہنماؤں سے مباہلہ کے لئے میدان میں آجائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء یوم پاکستان کے موقع پر ملک کے بڑے شہروں کراچی مزار قائد اعظم، کوئٹہ میزان چوک، پشاور چوک یادگار، لاہور بادشاہی مسجد اور اس کے علاوہ ہر ڈویژنل مقام پر مسلمان رہنما موجود ہوں گے۔ ہمت اور جرأت ہے تو آئیے ہمیں آپ کا چیلنج منظور ہے۔

چیلنج نمبر: ۲

میں نطفہ خدا ہوں

مرزا قادیانی کہتے ہیں مجھے الہام ہوا: "انت من ماءنا وھم من فشل"

(تذکرہ ص ۳۷۷)

نوٹ: عربی لغت میں ماء سے مراد اکثر جگہ نطفہ ہے۔ مثلاً: "ھو الذی خلق من الماء بشرا (القرآن)" (اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے انسان کو پانی (نطفہ) سے پیدا کیا۔)

دوسری جگہ "فلینظر الانسان مما خلق ۔ خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب (القرآن)"

پس انسان کو چاہئے کہ دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ وہ پانی اچھلنے والے سے پیدا کیا گیا۔ جو کہ باپ کی پیٹھ اور ماں کی چھاتیوں سے نکلتا ہے اور بھی کئی آیات ہیں۔ جن میں ماء سے مراد نطفہ لیا گیا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا الہام "انت من ماءنا" اس کا معنی ہوگا۔ "انت من نطفتنا" تو ہمارے نطفہ سے ہے اور لوگ بزدلی کے کیچڑ سے۔

میں خدا کا بیٹا ہوں

"انت منی بمنزلۃ ولدی" تو میرے بیٹوں جیسا ہے۔ (تذکرہ ص ۵۲۶)

میں خدا کا باپ ہوں

"انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء"

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

میں خدا کی بیوی ہوں

مرزا قادیانی (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۸۸) پر تحریر کرتے ہیں کہ:

"میرا خدا سے تعلق ناقابل بیان ہے۔" اس ناقابل بیان حالت کو قاضی یار محمد صاحب بی او ایل پلیڈر صحابی مرزا قادیانی نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی ص ۱۲ پر بالفاظ مرزا اس طرح تحریر کیا۔ "حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔"

میں خود خدا ہوں

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔"

(تذکرہ ص ۱۹۲)

میں خاتم الانبیاء ہوں

"میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰، ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲، ۲۱۶)

میں محمد ہوں

"خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے

آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

میں رحمۃ للعالمین ہوں

الہام ہوا: "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" (تذکرہ ص ۸۱)

میں حضور ﷺ سے بھی افضل ہوں

الف... "حضور علیہ السلام کے معجزات تین ہزار تھے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

ب... "اور میرے دس لاکھ ہیں۔" (براہین حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

میں بیت اللہ ہوں

"خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔" (تذکرہ ص ۳۴۰)

قرآن میں قادیان

اور یہ بھی عرصہ سے الہام ہو چکا ہے۔ "انا انزلناہ قریباً من القادیان"

(ازالہ اوہام ص ۷۶-۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸-۱۴۰)

مکہ مدینہ کی توہین

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے کہ جو بار بار یہاں نہ آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا

ے

دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔"

(مرزا محمود مندرجہ حقیقت الرؤیا ص ۴۶)

ظلی حج

الف...... "ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ جیسا کہ حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہے۔" (خطبہ محمود مندرجہ برکات خلافت ص ۵، مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء)

ب...... "جیسے احمدیت کے بغیر یعنی مرزا قادیانی کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح ظلی حج (جلسہ قادیان) کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے۔" (پیغام صلح مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

ج... "میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔"

(مرزا محمود الفضل مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء)

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

جہاد کی منسوخی

الف...

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۲، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

ب ... "میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ یہ بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔" (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

ج ... "مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔ ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۵۷)

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

حضرت حسینؓ کی توہین

الف ....

کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

ب .... "اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

ج .... "تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے

سے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۶)

خاندانی کاسہ لیسی

"اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنہوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسے کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قدر کی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا ہو اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیرخواہ جان نثار تھے۔" (ستارہ قیصرہ ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۳)

۱۹۶۵ء کی پاک ہند جنگ اور بلیک آؤٹ کی خلاف ورزیاں

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں سارے ملک میں بلیک آؤٹ ہوتا تھا۔ لیکن پاکستان میں ربوہ ایک ایسا شہر تھا جہاں بلیک آؤٹ کی صریحاً خلاف ورزیاں کی جاتی تھیں۔ بالآخر ائیر فورس کی شکایت پر محکمہ واپڈا نے ۱۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ربوہ کا کنکشن کاٹ دیا تھا۔

بھارت کی یاد میں

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی

تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں۔ بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" (بیان مرزا محمود خلیفہ ربوہ الفضل ۱۷ مئی)

(۱۹۷۳ء)

قادیانی مردے

یہ امر قارئین کے لئے باعث تعجب ہوگا کہ قادیانی اپنے مردے پاکستان (ربوہ) میں امانتاً دفن کرتے ہیں۔ ان کا اہم عقیدہ ہے کہ جلد یا بدیر اکھنڈ بھارت بنے گا۔ وہ اپنے مردے ہندوستان میں اپنے مرکز قادیان میں منتقل کریں گے۔ قادیانی جماعت کے سابق سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی مرگھٹ پر اب تک یہ کتبہ لگا رہا ہے۔

ارشاد حضرت محمود خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"............عام مومنین اور اہل بیت کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے کر دفن کریں۔ چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے۔ حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے۔ اس لئے یہ بات فرض کے طور پر ہے۔ جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔"

یہ تصویر پاکستان کے قومی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اس تصویر میں شیخ محمد شریف قادیانی، اسرائیل میں قادیانی مرکز کے نئے سربراہ شیخ حمید قادیانی کا اسرائیلی صدر کے ساتھ تعارف کروا رہے ہیں۔ (بشکریہ نوائے وقت مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۸۹ء)

اسرائیلی فوج میں قادیانی

۱۹۷۲ء تک اسرائیل میں چھ سو کی تعداد میں قادیانی موجود تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ تعداد اب پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہوگی۔ یہ تفصیل پولیٹیکل سائنس کے یہودی پروفیسر آئی۔ ٹی نعمان کی کتاب (Israel A Profile) میں a پر موجود ہے۔ یہ کتاب پال۔ ل لندن سے ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی تھی۔

قادیانی کتاب (Our Foreign Missions) کے ص ۹۷ پر قادیانی جماعت نے اسرائیل (حیفا) میں اپنے مشن کی موجودگی کی تفصیلات لکھی ہیں۔

قادیانی روس تعلقات

روس ایسا لادینی ملک ہے جس نے کسی مذہبی جماعت یا اس سے منسلک کسی شخصیت کو کبھی کوئی اہمیت نہیں دیا۔ قادیانی اپنے آپ کو دینی جماعت قرار دیتے ہیں۔ قومی اخبارات شاہد ہیں کہ

معروف قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کو گولڈ الوزوف ایوارڈ بماسے ۱۹۸۳ء دیا گیا۔ یہ ایوارڈ قادیانی اور روسی تعلقات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر موصوف کو اس سے قبل یہودی ایوارڈ نوبل پرائز سے بھی نوازا جاچکا ہے۔ ممتاز پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ڈاکٹر عبدالسلام کے حاصل کردہ نوبل انعام کی ساری قلعی کھول دی ہے۔ ایک اخباری انٹرویو میں انہوں نے انکشاف کیا کہ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کے حصول کے لئے کوشاں تھے۔

ہاں آخر وہ یہودیوں کی نظر انتخاب میں آگئے۔

قادیانی جماعت اور اسلم قریشی

محمد اسلم قریشی نے ۳۰ جولائی ۱۹۸۸ء سیالکوٹ کی ایک عدالت میں مجسٹریٹ کے روبرو اور اخباری نمائندوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بیان دیا کہ انہیں مرزا طاہر قادیانی اور ان کے ساتھیوں نے اغوا کیا تھا۔ میں مسلسل قادیانیوں کی حراست میں رہا ہوں۔ مجھ کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ قادیانی عورتیں بھی مجھ پر تشدد کرتی تھیں۔ مجھے جن تہہ خانوں میں رکھا گیا ان میں اسلحہ کے ذخیرے موجود ہیں۔ مجھ سے آئی جی پنجاب کی پریس کانفرنس میں جو بیان

دلوایا گیا۔ ۰۰ میرا نہیں بلکہ پولیس کا بیان ہے۔ میں اس وقت تک ضمانت پر رہا نہیں ہونا چاہتا۔ جب تک مرزا طاہر قادیانی کو گرفتار کر کے پاکستان نہیں لایا جاتا اور ربوہ سے اسلحے کے ذخائر برآمد نہیں کئے جاتے۔ میں اپنی رہائی کے بعد سارے حقائق سے پردہ اٹھاؤں گا۔

(جنگ لاہور ۱۳ جولائی ۱۹۸۸ء)

اسلام اور قادیانیت الگ دین

"حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔"

(خطبہ محمود احمد الفضل ج ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

الگ قوم

مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے۔ تمہاری قوم تو احمدیت ہو گئی۔ شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری گوت، تمہاری ذات احمدی ہی ہے۔ پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو۔

(ملفوظات ص ۳۶)

قادیانی امت کا درود

"اللھم صل علی محمد و احمد و علی آل محمد و احمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید ۰ اللھم بارک علی محمد و احمد و علی آل محمد و احمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید"

(مطبوعہ ضمیمہ رسالہ درود شریف ص ۳۴ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

میرا نام محمد

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی

میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

قادیانی امت کا کلمہ

"لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ" اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ احمد (مرزا غلام احمد قادیانی) اللہ کے رسول ہیں۔

نوٹ: محمد حذف کر کے احمد لگا دیا ہے۔ مرزا ناصر احمد کے دورہ افریقہ پر تصویری کتاب (Afrika Speaks) پر احمدیہ مشن ہاسپٹل نائجیریا کا فوٹو موجود ہے۔ وہاں پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔

تحریف قرآن حکیم لفظی

۱۔۔۔ اصل آیت قرآن: "وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ (الحج: ۵۲)"

مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن شریف کی آیت سے "من قبلک" خارج کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر من قبلک یہاں رہتا تو مرزا قادیانی کی نبوت کا ٹھکانا نہ بنتا۔ اب کتابوں کے صفحات جن میں اس آیت مقدسہ کی تحریف کی گئی ہے ان کے فوٹو ملاحظہ فرمائیں۔

معنوی تحریف

مرزائیوں نے قرآن مجید میں معنوی تحریف کی مذموم جسارت بھی کی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے قرآن پاک کا ترجمہ تفسیر کیا ہے۔ جس میں ارادۃً معنوی تحریف کی ہے۔

صحیح ترجمہ	مرزائی غلط ترجمہ

آنکھیں کھولیں
حضرت مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

قادیانیوں، مرزائیوں کو جو اپنے آپ کو احمدی کہلواتے ہیں۔ انہیں ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ ایک سو آیات قرآنی اور دو سو احادیث کے علاوہ پوری امت کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ جناب رسالت مآب حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص بھی دعویٰ نبوت کرے وہ اور اسے ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، مسیح موعود، عیسیٰ ابن مریم، ظلی نبی، بروزی نبی، تشریعی نبی، غیر تشریعی نبی، امتی نبی، لغوی و شرعی نبی کے علاوہ وحی الٰہی، الہامات، معجزات اور خدا تعالیٰ سے ہم کلامی کے دعوے کئے۔ اللہ تعالیٰ، جناب رسالت مآب ﷺ، اہل بیتؓ، صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ، اولیائے کرامؒ، بزرگان دینؒ کی اہانت کا ارتکاب کیا۔ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور جہنمی قرار دیا۔ مخالفین کو جنگل کے سؤر اور ان کی عورتوں کو کتیا جیسے نازیبا کلمات سے مخاطب کیا۔

حاجی فضل اللہ تورپشتی نے رسالہ ”معتمد فی المعتقد“ میں عقیدہ ختم نبوت اور اس کے انکار کے حوالہ سے چند جملوں میں پورے مسئلہ کا نچوڑ بیان کیا ہے۔

”عقیدہ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر یہ شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت کا معترف ہوتا تو جن چیزوں کی آپ ﷺ نے خبر دی ان میں آپ ﷺ کو سچا سمجھتا۔“

سرکار دو عالم ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا اقرار کرنا درحقیقت آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر عدم اعتماد ہے۔ گویا ختم نبوت سے روگردانی کا مطلب جناب رسالت مآب ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کی تعلیمات و ارشادات کا صریحاً انکار ہے۔ ایسا شخص مسلمان کہلوانے کا حقدار نہیں ہے اور نہ ہی امت محمدیہ ﷺ سے اس کا کوئی تعلق باقی رہ جاتا ہے۔

قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین تنازعہ کی اصل بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو ان کے دعویٰ سمیت درمیان سے نکال دیا جائے تو قادیانیوں اور مسلمانوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے سرور کائنات ﷺ کے بعد نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا۔ بلکہ اپنے آپ کو نبی منوانے کے لئے نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ

اسلام سے خارج قرار دیا۔ یہی وہ نکتہ ہے جسے سمجھنے کے بعد اصل صورتحال واضح ہو جاتی ہے۔ حکم قرآن اور ضابطہ ایمان کے مطابق سچے نبی کا ماننا ایمان ، اور اس کا انکار کفر ہے۔ قادیانی گروہ کے لوگ مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور انہیں نہ ماننے والے یعنی غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو بے ایمان اور کافر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد کا تحریر کردہ حوالہ اس حقیقت حال کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں ، مانتا یا عیسیٰ کو ، مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو ، مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ ص ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

یہ حوالہ بول رہا ہے کہ قادیانی مرزا قادیانی کو موسیٰ علیہ السلام ، عیسیٰ علیہ السلام اور جناب رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کی طرح نبی مانتے ہیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کو ان انبیاء کی صف میں شامل کر کے انہیں نہ ماننے والوں کے لئے کفر کا فتویٰ جاری نہ کیا جاتا۔ قادیانی کتب میں کہیں وضاحت نہیں کہ امتی نبی ، ظلی و بروزی نبی کا انکار کفر ہے۔ قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی کو نہ ماننا کفر ہے۔ اس لئے کہ وہ مرزا قادیانی کو سچا نبی مانتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کا بحیثیت نبی ہونے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضلیت کا دعویٰ موجود ہے۔

"آپ پہلے اپنے آپ کو اس بناء پر کہ مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نبی ہے اور آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) غیر نبی..... مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے افضل نہیں سمجھتے تھے لیکن خدا تعالیٰ کی وحی میں بار بار آپ کا نام نبی رکھ گیا تو آپ نے اس عقیدہ میں تبدیلی کر لی اور اپنے آپ کو مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے افضل قرار دیا یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اپنی نبوت کا اقرار کیا۔ کیونکہ غیر نبی... نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔" (حقیقت النبوۃ حصہ اول ص ۱۲۱، ۱۹۲۵ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کو امتی نبی یا ظلی بروزی نبی ماننے والوں کی غلط فہمی اس حوالے کے بعد دور ہو جانی چاہئے۔ اس حوالے سے امتی نبی اور حقیقی نبی کا فرق بھی واضح ہو جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ غیر نبی ، حقیقی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ ایک حقیقی نبی دوسرے حقیقی نبی سے افضل

ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض" (ہم نے بعض رسولوں کو دوسرے رسولوں پر فضیلت (برتری) عطا فرمائی۔)

مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام سے افضل ہونے کا جو دعویٰ کرتے ہیں تو اس سے ثابت کرنا مقصود ہے کہ مرزا قادیانی حقیقی نبی ہیں۔ اس بات کی تائید مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے اس اعلان سے ہوتی ہے: "پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴)

"پس اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) قرآن کریم کے معنوں کے رو سے بھی نبی ہیں اور لغت کے معنوں کے رو سے بھی نبی ہیں۔"

(حقیقت النبوۃ ص ۱۱۶)

مذکورہ بالا کتاب کا ایک اور حوالہ بھی قابل ذکر ہے: "پس از روئے نبوت ہم بھی مرزا قادیانی کو پہلے نبیوں کے مطابق مانتے ہیں۔" (حقیقت النبوۃ ص ۲۹۲)

حق کے متلاشی قادیانی بھائیو! ذرا غور کرو قرآن مجید میں کہیں بھی امتی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی کا ذکر نہیں ملتا۔ لغت ظل و بروز کے معانی تو کرتی ہے۔ لیکن ظلی و بروزی نبی کی اصطلاح بتانے سے قاصر ہے۔ کیا پہلے ہو گذرنے والے نبیوں میں امتی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی کی کوئی ایک مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ علامہ اقبال کا قول سند کی حیثیت رکھتا ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں ظلی بروزی نبی کی اصطلاح کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ حقیقت النبوۃ (تصنیف کردہ مرزا بشیر الدین محمود) کے تینوں پیش کردہ حوالے مرزا غلام احمد قادیانی کے حقیقی ہونے کا بین ثبوت ہیں۔ یہ کتاب مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود قادیانی نے لاہوری گروپ کے بانی محمد علی کے جواب میں لکھی تھی۔ لاہوری قادیانی مرزا قادیانی کو نبی نہیں مجدد مانتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا کتاب لکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ صرف "حقیقی نبی" ثابت کیا۔ بلکہ لاہوری گروپ کو مرتد قرار دیا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات کے حوالے سے یہ وہ مقام ہے جہاں حقیقی صورتحال واضح ہو جاتی ہے۔ "لاہوری گروپ" قادیانیوں کا ہی ایک فرقہ ہے اور وہ قادیانی مذہب سے جدا نہیں۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد ماننے کے جرم میں انہیں مرتد قرار دیا جا سکتا ہے تو مرزا قادیانی کو کچھ بھی نہ ماننے والوں کے بارے میں قادیانی جماعت کا عقیدہ کیا ہوگا؟ اس کا

جواب بھی قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ بشیر الدین محمود قادیانی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

نبوت دو چیزوں سے عبارت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے سچے نبیوں کو وحی اور معجزات عطاء فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ"

"محبوب ﷺ کہہ دیجئے میں تم جیسا انسان ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔"

نبوت کی صداقت کے لئے پیغمبروں کو معجزات عطاء کئے جاتے تھے۔ باقی انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے تھے۔ اپنے محبوب کو مجسم معجزہ بنایا تھا۔ "قد جاء کم برھان من ربکم" {میرا محبوب ﷺ میری ربوبیت والوہیت کی دلیل بن کر آیا۔}

مرزا غلام احمد قادیانی بالفرض امتی نبی ہوتے...... تو وحی و معجزات کی ضرورت نہ تھی۔ اب جو مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو وحی اور معجزات بھی ضروری تھے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶) پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے جبرائیل علیہ السلام کی آمد کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے بتایا کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نام آئیل رکھا۔ اس لئے کہ وہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ اب ذرا مرزا قادیانی کی وحی کا مشاہدہ اور مطالعہ کیجئے۔

"مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

ان دونوں حوالوں کے بعد وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی کہ مرزا قادیانی کی وحی کس قسم کی تھی۔ اب قادیانی حضرات خود فیصلہ کریں کہ اگر مرزا قادیانی امتی یا ظلی بروزی نبی

تھے تو ان کی وحی مکمل نہیں ہونی کیوں تھی؟ جیسا کہ پیش کردہ حوالوں میں ان کا دعویٰ ہے۔ سابقہ انبیاء پہ وحی لانے کا فریضہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سرانجام دیتے تھے۔ کوئی اور فرشتہ ثابت نہیں۔ مرزا قادیانی کیسے لاڈلے نبی تھے کہ ان کی کتابوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ پانچ فرشتوں کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ خیراتی۔ (تذکرہ طبع سوم ص ۳۹)

۲۔ شیر علی۔ (تذکرہ طبع سوم ص ۳)

۳۔ حفیظ۔ (تذکرہ طبع سوم ص ۷۵۷)

۴۔ مٹھن لال۔ (تذکرہ طبع سوم ص ۵۳۱)

۵۔ ٹیچی ٹیچی۔ (تذکرہ طبع سوم ص ۵۲۹)

وحی کے بارے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ بارش کی طرح میرے پہ نازل ہوتی تھی۔ کاروبارِ وحی کی تیزی کا یہ عالم کہ کئی فرشتے اس مقدس فریضہ کی انجام دہی میں مصروف رہتے تھے۔ نتیجتاً کاتب وحی کی ضرورت کے پیش نظر مسلمانوں کی بجائے ایک بارہ سالہ ہندو لڑکے کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "ان دنوں ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامی جو ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا۔ بطور روزنامہ نویس کے نوکر رکھا ہوا تھا اور بعض امور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اس کے ہاتھ سے ہندو ناگری اور فارسی خط میں قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے اور پھر شام لال مذکور کے اس پر دستخط کرائے جاتے تھے۔" (البشریٰ حصہ دوم ص ۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام نویس کے حالات ملاحظہ ہوں۔ "سی شام لال کو جو مرزا غلام احمد قادیانی نے ہندو ناگری نویس الہامات کا رکھا۔ اس کی عمر بوقت ملازمت مرزا قادیانی کے تقریباً بارہ سال کی تھی۔ مگر وہ پرلے درجے کا بے تمیز اور بے سمجھ اور سادہ لوح تھا۔ بلکہ اس وقت تک مشکل سے شمار کر سکتا تھا۔" ([illegible] ص ۲۴۳)

عقلی اور منطقی طور پہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

ق۔۔۔ اگر قادیانی حضرات مرزا قادیانی کے دعویٰ (امور غیبیہ) کو سچ مانتے ہیں تو پھر "خدا کے سوا غیب کا علم کسی کو نہیں" جیسے یونیورسل عقیدے پر ضرب لگتی ہے اور اگر قادیانی اس عقیدے پر قائم ہیں تو پھر مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں سچے نہیں۔

ق۔۔۔ مرزا قادیانی کو وحی کچھ اور زبانوں میں آتی تھی۔ لیکن ان کی وحی تا گری اور فارسی میں لکھی جاتی تھی۔ کیا یہ ضابطہ وحی کے خلاف نہیں؟

ق۔۔۔ مرزا قادیانی کے چچازاد بھائی کی رائے میں بارہ سالہ شام لال بے علم تھا۔ تو پھر وہ نا گری اور فارسی زبان میں وحی کیسے لکھتا رہا؟

عقائد سے ہٹ کر مرزا قادیانی کی نبوت، وحی، الہامات، معجزات کا سائنسی بنیادوں پر جائزہ لینا ضروری ہے۔ مرزا قادیانی کے دعووں کو عقلی اور منطقی معیار پر پرکھ کر ہی قادیانی مذہب سے متعلق صحیح رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ اس طرح سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ (انشاءاللہ)

مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کا دورانیہ کل ۴۳ برس بنتا ہے۔ پہلی وحی انہیں ۱۸۶۵ء میں آئی۔ ۱۹۰۱ء میں مرزا قادیانی نے باقاعدہ نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی فوت ہو گئے۔ گویا مرزا قادیانی کی وحی کے دو ادوار ہوئے۔

ق۔۔	دعویٰ نبوت سے پہلے وحی	:	۳۵ برس
ق۔۔۔	دعویٰ نبوت کے بعد وحی	:	۷ برس
ق۔۔۔	دعویٰ نبوت سے پہلے تصنیف شدہ کتب	:	۲۵
ق۔۔۔	دعویٰ نبوت کے بعد تصنیف شدہ کتب	:	۱۲ [۴]
ق۔۔۔	مرزا قادیانی کے کل دعاوی کی تعداد	:	۲۱۰

یہ امر غور طلب ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے وہی عقائد تھے جو ایک عام مسلمان کے ہوتے ہیں۔ قادیانی حضرات اس سے انکار نہ کر سکیں گے۔

ق۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی عقیدہ ختم نبوت کے قائل تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی پرانا یا نیا نبی نہیں آ سکتا۔ (نشان آسمانی ص ۲۰ روحانی خزائن ج ۴ ص ۳۹۰)

"آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"
(آسمانی فیصلہ ص ۳ روحانی خزائن ج ۴ ص ۳۱۳)

ے

۲.... "وحی کا نزول ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ کے بعد نزول وحی کا دعویٰ کرنے والا کافر اور کاذب ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱)

۳.... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور قیامت کے نزدیک آسمانوں سے اتریں گے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸ ' خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

ا۔ "مہدی موعود کے علمی خزانے" جلد دوم کے عنوان سے قیوم شاہد کی مرتب کردہ کتاب میں ص ۲ پر مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف کی فہرست میں نواسی (۸۹) کتابوں کے نام درج کئے گئے ہیں۔ جبکہ ص ۳ پر پہلی جلد میں ۶۳ کتب اور دوسری جلد میں ۲۸ کتب بتائی گئی ہیں۔ اس طرح مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی کتابوں کی تعداد ۹۱ بنتی ہے۔

۱۹۰۱ء کے بعد مرزا قادیانی کے عقائد بدل گئے۔ بلکہ یکسر متضاد عقائد ہو گئے۔ یہ وہ دوسرا مقام ہے جہاں غیر جانبدارانہ طور پر مرزا قادیانی کے بارے میں با آسانی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ نظریات بدل سکتے ہیں۔ جغرافیہ بدل سکتا ہے۔ لیکن عقائد نہیں بدلا کرتے۔ کیونکہ وہ منجانب اللہ ہوتے ہیں اور حق ہوتے ہیں۔ کسی شخص کا ایمان ہو کہ اللہ ہے... کل کہے کہ اللہ نہیں، یا فرض کریں پہلے عقیدہ ہو کہ اللہ ایک ہے...... اور پھر کچھ مدت کے بعد کہے کہ نہیں اللہ دو ہیں۔

عقائد اس وقت تبدیل کئے جاتے ہیں جب پہلے عقائد سے انحراف کیا جائے۔ عقائد کی تبدیلی یا عقائد سے انحراف کفر ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مرزا قادیانی کا کفر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ آنکھیں بند کر لینے سے رات نہیں آیا کرتی۔ مرزا قادیانی نے اپنے کفر پر خود مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

ا.... پہلے نبوت ختم ...... بعد میں نبوت جاری

۲.... پہلے وحی کا نزول ختم ...... بعد میں وحی جاری

۳.... پہلے حضرت عیسیٰ کی حیات ...... بعد میں عیسیٰ کی وفات

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مرزا قادیانی کی وحی کا پہلا دور ۲۵ برس، دوسرا دور ۷ برس کا ہے۔ مجموعی طور پر ۳۲ برس وحی نازل ہوتی رہی۔ ہجرت سے پہلے بھی ۲۵ برس وحی مسلسل آتی رہی۔ جبرائیل سمیت پانچ فرشتے وحی مرزا قادیانی تک پہنچاتے رہے۔ مرزا قادیانی

نے کسی فرشتہ کو خائن یا بددیانت نہیں کہا۔ وحی راستہ میں کہیں گم بھی نہیں ہوئی۔ نہ تبدیل ہوئی۔ لیکن مرزا قادیانی کے عقائد تبدیل ہو گئے۔ اس طرح کیوں ہوا۔ اس کا جواب مرزا قادیانی کی زبان سے ہی بہتر ہوگا۔

"خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔" (حقیقت الوحی ص ۱۴۹)

قادیانی جماعت کے لئے چیلنج ہے کہ کیا وہ مرزا قادیانی کی کوئی وحی پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں پہلے عقائد سے انحراف کر کے دوسرے متضاد عقائد کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہو؟ یا کوئی ایک وحی پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں فقط پہلے عقائد کو منسوخ کرنے کا حکم دیا گیا ہو؟ عقائد کی تبدیلی کے لئے آخر کسی الہامی سند کی ضرورت تھی یا نہیں؟ محض کثرت وحی کی بنیاد پر عقائد کی تبدیلی عقلی اور منطقی طور پر ناقابل فہم ہے۔ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ اگر وحی ساجھا معمول سے آتی رہتی تو عقائد تبدیل نہ ہوتے۔

وہ قادیانی بھائی..... جو واقعتاً ہدایت کے متلاشی ہیں اور وہ جنہیں اپنی آخرت کی فکر ہے۔ انہیں فیصلہ کن مرحلہ تک پہنچنے میں تھوڑا سا غور و فکر کرنا پڑے گا۔ اب جو حقیقت حال کا آئینہ میں دکھانا چاہتا ہوں۔ قادیانی حضرات غور فرمائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ پہلے لکھی۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ آسمانوں پر زندہ ہیں اور قیامت کے قریب آسمانوں سے اتریں گے۔ پھر مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام لکھی۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے ۳۰ دلائل اور ۱۵۱ صفحات کالے کر ڈالے۔ اس تضاد کا جواب مرزا قادیانی نے "اعجاز احمدی" میں دیا۔ اگر قادیانی بھائی اس جواب پر غور کر لیں تو صرف یہی حوالہ ان کی ہدایت کی راہیں کھول سکتا ہے۔

"خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے یہ میری سادگی تھی۔ جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔" (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۸)

ص ۱۴۳)

اے حق کے متلاشی قادیانی بھائیو! ہم آخرت، قبر و حشر کے نام پر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ (اعجاز احمدی ص ۷،۸) مطالعہ کریں۔ دونوں صفحات پر ایک ہی مفہوم کی بات کہی گئی ہے۔

ف . . .	مرزا قادیانی ۱۲ برس اللہ کی نازل کردہ وحی کے خلاف لکھتے رہے۔

ف . . .	مرزا قادیانی مسیح موعود بنائے گئے۔ لیکن ۱۲ برس انہوں نے حقیقت حال کو چھپائے رکھا اور مسیح موعود ہونے کا اعلان نہیں کیا۔

اگر مرزا غلام احمد قادیانی پر آنے والی وحی سچی تھی اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ تھی۔ قادیانی حضرات کا بھی یہی عقیدہ ہے تو کیا مرزا قادیانی نے تین جرم نہیں کئے؟

ف . . .	اللہ کی نازل کردہ وحی کے خلاف لکھ کر بدیانتی کا ارتکاب کیا۔

ف . . .	وحی الٰہی کے خلاف لکھ کر سچی وحی کی تکذیب کی۔

ف . . .	وحی کے خلاف لکھ کر اللہ کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے۔

قادیانی بھائیو! حیرت کی بات ہے۔ بارہ برس کی وحی نے ایک دفعہ بھی مرزا قادیانی کو نہ ٹوکا۔ نہ مرزا کو سمجھ آئی۔ پانچ فرشتے مسلسل الہامات اور وحی لانے میں مشغول رہے۔ جبرائیل بھی بار بار آتے رہے۔ مرزا قادیانی کو ایک دفعہ بھی نہ سمجھایا۔ اللہ نے بارہ برس میں ایک بار بھی کوئی جھڑکی نہ دی۔ نہ مرزا قادیانی کے خدا کو غیرت آئی نہ انہیں ہی شرم آئی۔ ۱۲ برس مرزا قادیانی نے منصب مسیحیت کو کس وجہ سے چھپائے رکھا؟ مقدر یہ کہ آپ وحی سمجھ نہ سکے۔ جو اپنی وحی ہی نہ سمجھ سکے۔ وہ دوسروں کو کیا سمجھا سکے گا اور کیا راہ دکھائے گا؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے سابقہ عقائد سے انحراف کیا۔ عقائد تبدیل کر لئے۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی نے اپنے والد کے سابقہ عقائد، سابقہ وحی و الہامات، ان کی سابقہ تفہیمات و ارشادات کو مرزا قادیانی کے قرآن کی روشنی میں منسوخ قرار دینے کی سعی اس طرح جاری فرمائی۔

”۱۹۰۱ء سے آپ نے نبی کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے اور دوسری طرف حقیقت الوحی سے یہ ثابت ہونے سے کہ آپ نے تریاق القلوب کے بعد نبوت کے متعلق عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔ یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے

نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔"

(حقیقت النبوۃ ص ۱۲۱، تحریر ۱۹۱۵ء قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کے قول اور ان کے بیٹے کے فرمان کے مطابق سارے قادیانیوں کا یہ عقیدہ اور ایمان ٹھہرا کہ ان کا اصل دین ۱۹۰۱ء کے بعد کا ہے اور ۱۹۰۱ء سے پہلے کی مرزا قادیانی کی وحی، الہامات اور تعلیمات کو منسوخ سمجھا جائے گا۔ مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہوا:

الف… مرزا قادیانی کی ۳۵ سالہ وحی۔

ب… مرزا قادیانی کی تصنیف کردہ ۶۵ کتب۔

ج… مرزا قادیانی کی ۳۵ سالہ تعلیمات۔

اس لئے منسوخ کہ اس دور میں مرزا قادیانی نبی ہونے سے انکاری تھے اور کسی مدعی نبوت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔

د… مرزا قادیانی کی ۷ سالہ وحی۔

ہ… مرزا قادیانی کی تصنیف کردہ ۲۳ کتب

و… مرزا قادیانی کی ۷ سالہ تعلیمات۔

اس لئے قابل تسلیم ہیں کہ اس دور میں مرزا قادیانی خود نبی ہونے کے دعویدار تھے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی خود ہیں اور ان کے ۳۵ سالہ دجالی سے زائد دین کو وہ شخص منسوخ کر رہا ہے جو حامل نبوت ہی نہیں..... ظاہر ہے کہ الہامات و وحی کے ذریعہ آنے والے احکامات و پیغامات کو الہام، وحی کے ذریعہ ہی منسوخ کہا جا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی ضابطے کے خلاف ہے۔

مرزا قادیانی کی ۳۵ برس پر محیط اہم ۶۵ کتب میں پھیلی ہوئی تعلیمات اس بنا پر منسوخ قرار دی گئیں کہ مرزا قادیانی اس وقت غیر نبی تھے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اگر اس وقت نبی نہ تھے تو وحی کیسے آتی رہی؟ ان کی وحی ظلی بروزی بھی نہ تھی۔ بلکہ بقول مرزا قادیانی تورات، انجیل اور قرآن اسکی وحی تھی۔ اب یہ بھی فیصلہ کرنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کی ۳۵ سالہ وحی سچی تھی یا جھوٹی۔ .. اگر بالفرض مرزا قادیانی کی وحی سچی تھی تو اسے منسوخ کرنے کا حق مرزا قادیانی یا ان کے بیٹے کو کس نے دیا؟ اللہ کی سچی وحی کو نبی یا ولی برگزیدہ

نہیں تبدیلی کرنے کا مجاز نہیں۔ اللہ کی سچی وحی تو ویسے بھی غیر متبدل ہوتی ہے۔ قادیانی اپنے مرزا قادیانی کی ۷ سالہ دور نبوت کی وحی کو برحق سمجھتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ۳۵ برس کی وحی خود بخود جھوٹی ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی وحی جھوٹی ہے..... تو پھر مرزا قادیانی مسیح موعود ثابت نہیں ہوتے۔ مرزا قادیانی ”براہین احمدیہ“ میں مسیح موعود ہونے کے دعوے دار ہیں۔ جب مرزا قادیانی کی ۳۵ سالہ وحی اور تعلیم منسوخ قرار پائے گی تو ان کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی واجب المنسوخ سمجھا جائے گا۔ قادیانی بھائی سوچیں اور فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی کیونکر مسیح موعود ہو سکتے ہیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے بذات خود اور ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے ۳۵ سال پر مشتمل مرزا قادیانی کی تعلیمات، ارشادات، الہامات، پیغامات کو یک جنبش منسوخ قرار دینے سے قبل یہ بھی نہ سوچا کہ مرزا قادیانی کا منسوخ شدہ دین کس قدر مقدس، واجب التعظیم اور لائق اطاعت تھا۔ جس کے بارہ میں سرکار دو عالم ﷺ نے خواب میں مرزا قادیانی کی تحسین فرمائی۔ خود مرزا قادیانی نے صراحت و افتخار سے اس کا ذکر کیا ہے۔

”جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔“

(براہین احمدیہ ص ۲۴۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

”وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانے میں براہین احمدیہ کی تالیف کا ابھی نام ونشان نہ تھا۔“ (براہین احمدیہ ص ۲۰۵، خزائن ج ۱ ص ۲۷۶)

قادیانی بھائی خود فرمائیں کہ مرزا قادیانی ”کیسا امتی نبی“ تھے جو سرکار دو عالم ﷺ کی اتباع کی بجائے بقول مرزا قادیانی آپ ﷺ کی تحسین شدہ تعلیم اور ہدایت کو ٹھکرا کر منسوخ قرار دے رہے ہیں۔ کیا قادیانی مذہب میں حضور اکرم ﷺ کی کامل اتباع سے ”امتی نبی“ بننے کا یہی عقیدہ پایا جاتا ہے؟ ایک طرف اتباع کا دعویٰ...... دوسری طرف سرکشی کا عمل

ملاحظہ ہو... قادیانی بھائیو! کیا مرزا قادیانی کی اس دورنگی پر بھی آپ کا ضمیر نہیں جاگتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی اور الہامات کا غیر جانبدارانہ طور پر جائزہ لیا جائے تو ایک عام شخص بھی ان کے بارے میں واضح رائے قائم کر سکتا ہے۔ وحی ہمیشہ نبی کی زبان میں آتی ہے۔ جناب رسالت مآب ﷺ عربی تھے تو قرآن مجید بزبان عربی نازل ہوا۔ گویا آپ ﷺ کی وحی عربی زبان میں آئی۔ مرزا قادیانی کی وحی اور ان کے الہامات غیر زبان میں بھی آتے رہے۔ مرزا قادیانی پنجابی تھے ان کی مادری، پدری زبان پنجابی تھی۔ لیکن مرزا قادیانی کو کئی الہام انگریزی زبان میں بھی آئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی رقمطراز تھا: "میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں۔ تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیش گوئیوں کو بطور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے۔ جیسا کہ (براہین احمدیہ ص ۴۸۰ – ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۵۲۲) میں پیش گوئی ہے۔ جس پر ۲۵ برس گزر گئے اور وہ یہ ہے۔"

I love you. I am with you. Yes, I am happy. Life of pain. I shall help you. I can what I will do —— God is coming by his army. He is with you to kill enemy.

(حقیقت الوحی ص ۳۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۲)

اس دورنگی کا جواب بھی خود مرزا قادیانی ہی دیتے ہیں۔ "یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۰۹ خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کی کثرت وحی کا دور ۱۹۰۱ء کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان کا اپنا فرمان ہے کہ وحی بارش کی طرح نازل ہوتی تھی۔ اتفاق کہ مرزا قادیانی اس دور میں مختلف بیماریوں کا مجموعہ بھی تھے۔ بلکہ اس زمانہ (دور نبوت) میں مختلف عوارض نے مرزا قادیانی کو عاجز کر کے رکھ دیا تھا۔ مرزا قادیانی ۱۹۰۳ء میں تصنیف کردہ کتابوں میں اعتراف کرتے ہیں کہ انہیں دو بیماریاں تقریباً ۲۰ برس سے تھیں۔

"مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔"

(نسیم دعوت ص ۷۰ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

مرزا غلام احمد قادیانی دائم المرض آدمی تھے۔ انہوں نے اس بات کا اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے: "افسوس یہ لوگ فراست سے کام نہیں لیتے۔ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں..... اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

{ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ صفحہ ۴ مطبوعہ ۱۹۰۰ء، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱}

یہ حوالے پیش کرنے کا مقصد تمسخر یا تضحیک کرنا نہیں۔ بلکہ عقلی و منطقی طور پر مرزا قادیانی کے دونوں دعوؤں کا تجزیہ کرنا مقصود ہے۔ ایک طرف تو مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ وحی بارش کی طرح نازل ہوتی ہے۔ دوسری طرف یہ اقرار کہ پیشاب سو سو دفعہ آتا تھا۔ مرزا قادیانی کو اس بات کا بھی اعتراف کہ کثرت پیشاب ان کی دیرینہ بیماری تھی۔ بعض باتیں معمولی ہوتی ہیں اور انسان انہیں نظر انداز کر دیتا ہے۔ لیکن انہی باتوں سے حقیقت کی گرہیں کھلتی ہیں۔ دیکھئے دن یا رات میں بارہ گھنٹے ہوتے ہیں۔ ایک گھنٹہ میں آٹھ دفعہ پیشاب ہوا۔ آدھے گھنٹے میں چار دفعہ، پندرہ منٹ میں دو دفعہ... گویا ہر ساڑھے سات منٹ کے بعد مرزا قادیانی پیشاب کرتے تھے۔ پیشاب میں طہارت، صفائی اور کپڑے سنبھالنے پر بھی کچھ وقت صرف ہوتا ہے۔ یقیناً پانچ چھ منٹ تو معمولی بات ہے۔ محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ہر دو منٹ کے بعد مرزا قادیانی کا پیشاب (چھوٹا) کرنا ثابت ہوتا ہے۔ معمولی عقل کا انسان بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ مرزا قادیانی پر بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی کس وقت آتی ہوگی؟ بالخصوص مسلمان و قادیانی سب کا ایمان ہے کہ وحی بذات خود پاک، بھیجنے والا پاک، جس پر آئے پاک، لانے والا پاک، جس جگہ آئے پاک...... یہ بات بظاہر معمولی ہے۔ لیکن غور طلب!

مرزا غلام احمد قادیانی (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) کے مطابق دس لاکھ معجزات (نشان) کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا قادیانی کے معجزات کی تعداد حیرت انگیز طور پر گھٹتی بڑھتی رہی۔ کبھی معجزات دو لاکھ کو پہنچ جاتے اور کبھی پچاس ہزار پر آجاتے.. مرزا قادیانی کے دس لاکھ معجزات کا زمانہ نبوت سات سال ہے۔ قادیانی حضرات یقیناً اس سے اتفاق کریں گے۔ اب ذرا حساب لگائیں۔ سات سال میں دس لاکھ معجزات کی اوسط ایک لاکھ بیالیس ہزار آٹھ سو ستاون معجزات فی سال بنتی ہے۔ ایک ماہ میں گیارہ ہزار نو سو چار اور یومیہ تین سو چھیانوے (۳۹۶) معجزات بنتے ہیں۔ ایک گھنٹہ میں سولہ معجزات کے حساب سے ہر ساڑھے سات منٹ میں دو معجزات کی اوسط بنتی ہے۔ چوبیس گھنٹے میں سات گھنٹے نیند اور

نوجوانانِ فیصل آباد

کے نام کھلا خط

حضرت مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمودؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نوجوانان فیصل آباد کے نام کھلا خط

اے فدایان محمد الرسول ﷺ! کہاں گئی آپ کی غیرت ایمانی، کہاں گیا ذوق جہاد و شوق شہادت، کہاں گیا وہ جذبہ ابوبکرؓ و عثمان غنیؓ کا ایثار کیا ہوا۔

کہاں گئی وہ جرأت علیؓ، خالدؓ و طارقؒ و قاسمؒ کی وراثت کیا ہوئی۔ خاتم النبیین ﷺ کی حرمت و ناموس پر مر مٹنے کا دعویٰ کیا ہوا۔

جب مرزائیوں نے پورے پاکستان میں "مباہلہ" نامی پمفلٹ تقسیم کر کے مسلمانوں کو للکارا۔ مرزائیوں نے ختم نبوت کا مذاق اڑایا اور ہمارے اسلاف کی عظمت کو پامال کیا اور مسلمان اپنے گھروں میں خواب غفلت کے مزے لوٹ رہے تھے۔

مصلحۃً کہہ دیا میں نے مسلمان تجھے
تیرے نفس میں نہیں گرمی یوم النشور

دیکھو! کہ مسیلمہ کذاب کا پیروکار، مرزا قادیانی کذاب کا دعویٰ ہے کہ:

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔" (بحوالہ تذکرہ ص ۱۹۲)

"یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔" نعوذ باللہ

(الفضل ج ۱۰ نمبر ۵، مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

اس شہر کے چند نوجوانوں نے اپنے اسلاف کی عظمت کو پامال ہوتے ہوئے دیکھا تو تڑپ اٹھے اور اپنے دست و بازو سے مرتدین کو روکا اور ان مجرموں کو قانون کے حوالے کیا۔ لیکن وہی مرزائی مرتد چند ہی روز بعد انہی سڑکوں پر دندنانے لگے اور ان جوان ہمت نوجوانوں کو

دھمکیاں دیئے گئے۔

یہ لوگ سزا سے اس لئے بچ گئے۔ کیونکہ:

۱...... ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے۔

۲ ان کے سازشی ذہن پولیس، فوج اور سول اداروں میں کلیدی عہدوں پر قابض تھا۔

۳...... ان کو غیر مسلم اور مسلمان دشمن قوموں کی سرپرستی حاصل ہے۔

دوسری طرف ہم اپنے آپ کو رسول عربیؐ کے جان نثار کہنے والے مذہبی فرقوں، صوبائی اور لسانی گروہوں، سیاسی داؤ پیچوں، ذات اور نسل کے تعصبات میں گرفتار اپنے ہی مسلمان بھائیوں کا گلا کاٹنے کی فکر میں مصروف ہیں۔

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
اس راز کو اب فاش کر اے روح محمدؐ
آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

محترم! جب منّی بھر نوجوانوں نے کفر والحاد کے مقابلے میں خود کو ناکافی محسوس کیا تو عقیدۂ ختم نبوت اور اسلام کے اہم اور بنیادی رکن جہاد کی فرضیت کے تحفظ کے لئے جدوجہد شروع کی اور صدیق اکبرؓ کی روایت کو زندہ کرنے کی ٹھانی اور اس مقصد کے حصول کے لئے تحفظ ختم نبوت نوجوانوں کی تنظیم قائم کی۔

ہمارے سامنے چند باتیں اہمیت کی حامل ہیں کہ:

۱ ..... مسلمانوں میں حمیت اسلامی کو اجاگر کرنا۔

۲...... مسلمان نوجوانوں کو اسلام کو بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے روشناس کرانا اور انہیں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے تیار کرنا۔

۴ سیاسی سرگرمیوں اور مذہبی فرقہ بندیوں سے دامن بچا کر قادیانیت کے استیصال کے لئے جدوجہد کرنا اور ایک ایسی فضا قائم کرنا جہاں نوجوان خالص جذبہ تحفظ ختم نبوت سے سرشار ہو کر اسلام کی خدمت اور حفاظت کریں۔

اے حب رسول اور اطاعت اللہ کے پرستارو!

اے شمع رسالت کے پروانو..............!

اسلام کے نام پر مر مٹنے کی تڑپ دل میں رکھنے والو...!

اگر آپ میں کام کا جذبہ موجود ہے تو آئیے ہمت کریں...!

اپنی زبان کے ساتھ اپنے مال کے ساتھ اور اپنی جان کے ساتھ اور اس تنظیم میں شامل ہو کر اشاعت دین کے مددگار بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ انشاء اللہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبال)

اہل بصیرت اور دانشور حضرات سے اپیل ہے کہ مفید مشوروں سے نوازیں تاکہ نوجوانان صحیح معنوں میں اسلام کی خاطر کام کرسکیں۔

ژوب میں
تحریک ختم نبوت
ایک نظر میں
حضرت مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فورٹ سنڈیمن میں کام کی ابتداء

مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے فعال اور مجاہد رہنما جناب فیاض حسن سجاد سٹاف رپورٹر روزنامہ جنگ کوئٹہ کے والد گرامی ملک محمد حسن سجاد فورٹ سنڈیمن میں کاروبار کیا کرتے تھے۔ اوائل ۱۹۶۸ء میں فیاض حسن سجاد اپنے والد گرامی سے ملنے کے لئے فورٹ سنڈیمن گئے تو انہوں نے صوفی محمد علی صاحب کا تھو مرچنٹ سے مجلس کی ژوب میں شاخ قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ صوفی صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ بہ عجلت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو ژوب میں آنے کی دعوت دی جائے۔ وہ تقریر فرمائیں، ذہن سازی ہو پھر مجلس کی شاخ یہاں پر قائم کرنے میں آسانی ہوگی۔

مولانا محمد علی جالندھریؒ کی فراست ایمانی

فیاض حسن سجاد کا کہنا ہے کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ جب کوئٹہ تشریف لائے تو میں نے ژوب کے لئے درخواست کی۔ میں درخواست کر کے ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فوراً آمادگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میری عرصہ سے دلی خواہش تھی کہ ژوب میں مجلس کی شاخ قائم ہو۔ آپ ان کو اطلاع کریں۔ فلاں دن ژوب چلیں گے۔ فیاض صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس وقت نہ سمجھ سکا کہ مولانا اتنی جلدی ژوب کے دورہ کے لئے کیوں آمادہ ہو گئے۔ بعد میں آنے والے حالات و واقعات نے ثابت کیا کہ مولانا کی یہ فراست ایمانی، وجدان و معاملہ کشف تھا کہ ژوب نے ہی آگے چل کر تحریک ختم نبوت میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔

۱۰ راگست ۱۹۶۹ء

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ژوب کے لئے کوئٹہ سے سفر کیا۔ فیاض صاحب آپ کے ساتھ تھے۔ ژوب سے ۱۴ رمیل باہر ژوب کے عوام نے مولانا کا والہانہ استقبال کیا۔ استقبال کنندگان نے پٹھان روایات کے مطابق فضا میں فائر کر کے ارتعاش کی کیفیت پیدا کر دی۔ نعرہ تکبیر، تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد، اسلام زندہ باد، مولانا محمد علی جالندھریؒ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گردو نواح کا ماحول گونج اٹھا۔ موٹر کاڑیوں، سکوٹروں، جیپوں، موٹر سائیکلوں، ٹرکوں کے جلوس میں آپ ژوب تشریف لائے۔ مرکزی جامع مسجد میں آپ نے خطاب فرمایا۔ ۱۱ راگست ۱۹۶۹ء بروز پیر بعد از عشاء صوفی محمد علی کی صدارت میں ختم نبوت ژوب کے زیر اہتمام تبلیغی جلسہ ختم نبوت سے مولانا محمد علی جالندھریؒ نے خطاب فرمایا۔ فیاض

حسن سجاد نے اپنی کم عمری کے باوجود قراردادیں اور ان پر مختصر تقریر کی۔ جناب الحاج شیخ محمد عمر صاحب کو مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کا امیر اور الحاج صوفی محمد علی صاحب کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ہر سال یہاں پر کانفرنس منعقد ہوتی رہی۔ مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد شریف بہاولپوری، مولانا محمد حیات، مولانا محمد شریف جالندھری اور دوسرے بزرگ تشریف لا کر اہالیان ژوب کے قلب و جگر کو منور کرتے رہے۔ یہاں پر مجلس کا دفتر بھی قائم ہو گیا۔ سالانہ کانفرنس کے علاوہ گاہے بگاہے مبلغین حضرات دورہ کے لئے تشریف لاتے رہے۔ ۱۹۷۲ء میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری کی وفات کے بعد مولانا لال حسین اختر کو مجلس کا مرکزی امیر منتخب کیا گیا تو آپ ۱۹۷۲ء میں ژوب تشریف لائے۔ آپ کے خطاب نے کفر و اسلام، مرزائیت و مسلمانوں میں حد تمیز قائم کر دی۔ آپ کا یہ خطاب بہت ہی زیادہ تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔

حق و باطل کا پہلا معرکہ

۱۹۷۳ء میں مرزائیوں نے ربوہ (چناب نگر) کے چھپے ہوئے قرآن مجید کے تحریف شدہ نسخے ژوب میں تقسیم کئے۔ ان کی اس سازش کی اطلاع ملتے ہی صوفی محمد علی ناظم اعلیٰ نے نوروز ہزاروی نامی ایک شخص سے یہ تحریف شدہ نسخہ قیمتاً حاصل کیا۔ دوسرا نسخہ سکندر شاہ پی۔ ایس۔ ڈی۔ آر ٹیکٹرڈ لائیوری سے حاصل کیا۔ اس وقت ژوب میں قادیانیوں کے تقریباً ساٹھ گھرانے آباد تھے۔ مختلف عہدوں پر فائز ہونے کے باعث ان کی فرعونیت اپنے عروج پر تھی۔ وہ خاطر میں کسی کو نہ لاتے ہوئے دن رات مرزائیت کی تبلیغ میں مصروف تھے۔ ان قرآن مجید کے محرف و مبدل نسخوں پر علماء کرام کی میٹنگ میں غور و فکر کیا گیا۔ اس میٹنگ میں مولانا محمد شاہ، مولانا میرک شاہ، مولانا رحمت اللہ، مولانا محمد زاہد، مولانا عبدالرحمن، مجاہد ختم نبوت مولانا شمس الدین شہید اور حافظ عبدالغفور نے شرکت کی۔ علماء کرام نے بالاتفاق فیصلہ دیا کہ قرآن مجید کے ان نسخوں میں تحریف و تبدیلی کر کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی سازش کی گئی ہے۔ ان کی اس جارحانہ سازش و شرارت کے خلاف احتجاجی جلسہ کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے ناظم اعلیٰ صوفی محمد علی نے جیپ پر لاؤڈ سپیکر نصب کر کے شہر میں احتجاجی جلسہ عام کا اعلان کیا۔ ۱۳؍جولائی ۱۹۷۳ء کو ظریف شہید پارک میں جلسہ عام منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت شیخ محمد عمر صاحب نے کی۔ حاضرین کی تعداد تیس چالیس ہزار سے متجاوز تھی۔ علماء کرام کی ایمان پرور تقریروں نے عوام میں جوش و جذبہ پیدا کر دیا۔ مقررین نے غازی علم الدین اور دوسرے عاشقان رسالت مآب ﷺ کے جانبازانہ کارنامے سنائے تو عوام بھڑک اٹھے۔ جلسہ کے بعد

جلوس نکالا گیا۔ شہر میں ہڑتال ہوگئی۔ پورا شہر سڑکوں پر امڈ آیا۔ رزاق نامی بھائی کی دکان کھلی دیکھ کر مظاہرین نے اس پر پتھراؤ کیا۔ رزاق زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ کر دم توڑ گیا۔

جلوس شہر کے مختلف راستوں سے گذر کر ڈی۔سی آفس گیا اور بالاتفاق ایک ہی مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو ہمیشہ کے لئے فورٹ سنڈیمن (ژوب) سے نکال دیا جائے۔ اس سے کم کسی بات پر سمجھوتہ ناممکن ہے۔ احتجاجی جلوس، ہڑتال اور مظاہروں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ حکومت نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر مرزائیوں کو فورٹ سنڈیمن ضلع سے ہمیشہ کے لئے نکالنے کا وعدہ کر لیا۔ مگر عوام کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے بالاتفاق کہہ دیا کہ جب تک اس وعدہ پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ ہڑتال اور احتجاج کا سلسلہ جاری رہے گا۔

ہمیشہ کے لئے ژوب سے مرزائیوں کو نکال دیا گیا

بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کا مرزا محمود نے ۱۹۴۸ء میں اپنی جماعت کو مژدہ سنایا۔ مگر آج ۲۲ جولائی ۱۹۷۳ء کو چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ وہی صوبہ جس کی طرف مرزائی للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ آج اس کے ایک اہم ضلع ژوب سے ہمیشہ کے لئے مرزائیوں کو وفاقی فورس نے نکال دیا۔ چنانچہ پاکستان کی تاریخ میں یہ واحد ضلع ہے جہاں حکماً مرزائیوں کا داخلہ بند کر دیا گیا اور یوں مرزائی نحوست کو اس ضلع سے دیس نکالا دے دیا گیا۔ ژوب کے عوام مجلس کے کارکن و تمام علماء کرام بالخصوص حضرت مولانا شمس الدین شہیدؒ جو ان دنوں بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر تھے۔ اس عظیم معرکہ کو سر کرنے کا سہرا ان کے سر ہے۔ ان دنوں ژوب کے ڈپٹی کمشنر فقیر محمد صاحب بلوچ تھے۔ جو آج کل صوبائی حکومت کے چیف سیکرٹری تھے۔

تحریک ختم نبوت کے کارکنوں و رہنماؤں کی گرفتاری

بھائی رزاق کے مرنے کی وجہ سے تحریک ختم نبوت کے ۳۴ کارکنوں و رہنماؤں کو تھانہ میں بند کر دیا گیا۔ شیخ محمد خان انسپکٹر پولیس نے گفتگو کے لئے بلایا اور دھوکہ سے بند کر دیا۔ ان دنوں بلوچستان کے گورنر اکبر بگٹی تھے اور چیف سیکرٹری ایس بی اعوان مرزائی تھے۔ وہ فورٹ سنڈیمن سے مرزائیوں کے اخراج پر سیخ پا تھے۔ مگر عوام کے جوش و خروش کے سامنے دم مارنے کی ان کو ہمت نہ تھی۔

چنانچہ بھائی رزاق کے قتل کے جرم میں ۳۴ آدمی تھانہ میں بند کر دیئے گئے۔ صبح سویرے مولانا شمس الدین ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی اور حافظ نور الحق صاحب بھی تھانہ میں

قیدیوں کے ہمراہ شامل ہو گئے۔

ادھر شہر میں جس وقت مرزائیوں کو نکالا جا رہا تھا تو غازی عبدالرحمن بخش زرگر نے پستول سے فائر کر کے ایک قادیانی اشد یار کو زخمی کر دیا۔ چنانچہ غازی عبدالرحمن کو بھی گرفتار کر کے حوالات میں قیدیوں کے ساتھ بند کر دیا۔ وفاقی فورس ان قیدیوں کی نگرانی کے لئے تعینات کر دی گئی۔ وہ ان قیدیوں کو شہر سے باہر منتقل کرنا چاہتے تھے۔ مگر تمام قیدیوں نے باہر جانے سے انکار کر دیا۔ وفاقی فورس پر گورنر بگٹی بڑے برہم ہوئے اور تشدد کا حکم دے دیا۔ ایف ایس ایف کے جوان بھی بھیجے گئے۔

حکم ماننے سے انکار کر دیا

مگر وفاقی فورس جس میں سرحد کے پٹھان تھے۔ انہوں نے ختم نبوت تحریک کے کارکنوں پر تشدد کرنے اور گولیاں چلانے سے انکار کر دیا۔

ژوب کی سرزمین سراپا احتجاج بن گئی

قیدیوں کے بھیجے جانے کے بعد جب اہالیان ژوب کو معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ حکومت نے دھوکہ کیا ہے۔ انہوں نے شہر میں مکمل ہڑتال کر دی۔ پہیہ جام ہڑتال، یہ صورتحال اٹھ دن تک جاری رہی۔ مغرب کے قریب ایک آدھ دکان کھلتی لوگ خورد و نوش کا سامان لے لیتے۔ دن بھر مکمل بازار سنسان، ہو کا عالم چار سو ویرانی، حکومت اس صورتحال سے سخت پریشان ہو گئی۔ جناب عبدالرحیم ایڈووکیٹ اور جناب صالح محمد خان کو مجلس عمل کی سربراہی سونپی گئی۔ ژوب روڈ بلاک کر دیا گیا۔ شیرین روڈ، وزیرستان روڈ، زنا سر روڈ، لورالائی روڈ سب بند کر دیئے گئے۔ ملٹری وغیرہ یا حکومت کی کوئی گاڑی اگر ایمرجنسی جاتا ہوتا تو مجلس عمل سے اجازت نامہ لے کر نکل سکتے تھے۔ ورنہ نہیں۔ گویا حکومت واشگاف معطل اور مجلس عمل کا چار سو غلغلہ بلند ہو رہا تھا۔ جس دن قیدیوں کو کوئٹہ لے جایا گیا۔ اسی رات مجلس عمل کے زیر اہتمام ژوب میں عدیم المثال جلسہ عام منعقد ہوا۔ سخت احتجاج کیا گیا اور قیدیوں کی غیر مشروط رہائی تک ہڑتال و احتجاج کو جاری رکھنے کا اعلان کیا گیا۔ جلسہ کے نتیجہ میں رات مولانا شمس الدین شہیدؒ کو گرفتار کر لیا گیا۔

مولانا شمس الدینؒ کی گرفتاری

اسی رات کو چار بجے کے وقت وفاقی پولیس نے مولانا شمس الدینؒ کے گھر پر گھیرا ڈال دیا۔ مولانا شمس الدینؒ کو گھر سے نکل آنے کا حکم دیا۔ مولانا شمس الدینؒ کی بہنوں نے آپ کی پگڑی اور چپل کو چھپا دیا کہ ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے۔ اس پر مولانا شمس الدینؒ نے کہا کہ خدا

کے لئے شرم کی بات ہے۔ ہماری پگڑی اور چپل دے دو۔ اسی وقت انہوں نے اپنی بہنوں اور
اہلیہ سے کہا کہ یہ میرا سینہ گولی کے لئے بنا ہوا ہے۔ شہادت کا رتبہ پا کر مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ گھر
میں سب نے رونا دھونا شروع کیا۔ آپ نے سب کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ مرنا تو ایک دن ہے۔
روز روز کیا مرنا۔ اس سے قبل جب مولانا شمس الدینؒ ۲۳ فروری ۱۹۷۳ کو ژوب جا رہے تھے تو اس وقت بھی
گھر میں والدہ نے ایک ختم کی منت مانی۔ والد مولوی زاہد صاحب نے دو دنبوں کی منت مانی۔
بہنوں نے نفلیں مانیں اور جب وہ سرخ لکیروں کو پار کر گئے تو سب نے سکون کا سانس لیا۔ مولانا
شمس الدین پہلے سے ہی اپنی بہنوں سے کہہ چکے تھے کہ اگر ختم نبوت کے لئے شہید ہو جاؤں تو
مجھے مبارکباد دینا۔ جب پولیس مولانا کو گرفتار کرنے کے لئے جا رہی تھی تو ان سب لوگوں نے اپنے
ہاتھوں میں لاٹھیاں وغیرہ لیں اور انہیں کپڑوں سے چھپا لیا تاکہ پولیس والے سمجھیں کہ یہ اسلحہ
ہیں۔ مورچے سنبھال لئے۔ ملیشیا والے سمجھ گئے کہ بندوق ہیں۔ چنانچہ قبیلے والوں نے کہا کہ آپ
مولانا شمس الدینؒ کو ہماری عورتوں سے بھی چھین لے جا سکتے ہیں۔ ہم تو مرد ہیں۔ ملیشیا والے رک
گئے اور انہیں بتایا کہ مولوی صاحب کو واپس شغالہ پوسٹ لے جاؤ۔ چنانچہ اسے واپس شغالہ
پوسٹ پہنچا دیا گیا اور حکومت کو اطلاع کر دی کہ ہم لوگ مولوی شمس الدین صاحب کو باہر نہیں لے
جا سکتے ہیں۔ پھر حکومت نے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کیا۔ ہیلی کاپٹر میں شغالہ سے مولانا شمس الدین
کو سوار کر کے سیدھا سبی پہنچایا گیا۔ سبی میں دس چندہ پوسٹ میں انہیں ٹھہرایا گیا۔ احتجاجی
ہڑتال، چار سو عالم تحریک کے حالات، میں گورنر بگٹی اور ایس۔ پی اعوان مجبور ہو گئے اور انہوں
نے جیل میں موجود قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا۔ سوائے غازی عبدالرحمن زرگر کے، چنانچہ تحصیلدار
محمد جان مندوخیل، مولوی محمد خان شیرانی، حاجی شیخ عمر، صوفی محمد علی وغیرہ نے فیصلہ کرایا کہ ہم لوگ
عبدالرحمن کے بغیر نہیں جائیں گے۔ عبدالرحمن کو فرنٹ سیٹ پر بٹھایا جائے تب ہم جائیں گے۔

قیدیوں کا مطالبہ مان لیا گیا

۲۳ جولائی ۱۹۷۳ء کو دن کے تقریباً ایک بجے پولیس کی بند گاڑی میں بٹھا کر جیل سے
سب قیدیوں کو روانہ کیا گیا۔ عبدالرحمن زرگر کو فرنٹ سیٹ پر بٹھایا گیا۔ عصر کے وقت کوئٹہ پہنچے۔
کوئٹہ سے ۱۵ میل کے فاصلے پر جمعیت علماء اسلام کے قائد عبدالستار کاکڑ باتزئی نے
کچلاک میں ۲۳ آدمیوں کے کھانے کا بندوبست ہوٹل میں کیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہاں سے
روانہ ہوئے۔ رات بھر سفر کیا۔ قلعہ سیف اللہ جب پہنچے تو وہاں پر خوب بارش ہوئی۔ کچھ دیر کے
لئے وہاں پر ٹھہرے۔ قلعہ سیف اللہ ہی میں کوئٹہ والے ساتھ آدمی بھی پہنچ گئے۔ صبح تقریباً نو بجے

ژوب پہنچ گئے۔

رہائی

ژوب میں تمام قیدیوں کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ اس کے بعد امیر ختم نبوت شیخ محمد عمر نے ان قیدیوں اور ختم نبوت کے دیگر پروانوں کو بڑی پر تکلف دعوت دی۔ قیدیوں کو رہا کرنے کے بعد تمام قیدیوں نے مولانا شمس الدین کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ شریف شہید پارک میں تمبو لگا کر شہریوں نے بھوک ہڑتال کی۔ یہ ہڑتال مولانا شمس الدینؒ کی رہائی کے واسطے کی گئی۔ ۱۵، ۲۰ دن کے بعد بگٹی حکمرانوں نے ان کی رہائی کا مطالبہ منظور کر لیا اور انہیں کوئٹہ بھجوا دیا گیا۔ کوئٹہ سے آنے پر ژوب سے ایک میل کے فاصلے پر تمام شہر والوں نے مولانا شمس الدینؒ کا استقبال کیا۔ وہ منظر قابل دید تھا۔ پورا ماحول ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج رہا تھا۔

جلسہ عام

دوسرے دن جامع مسجد میں جلسہ عام ہوا۔ مولانا شمس الدین نے اپنے تاثرات بیان کئے اور بھٹو کے ساتھ اپنی ملاقات کے بارے میں بھی بتایا۔ بھٹو نے مولانا شمس الدینؒ سے کہا تھا کہ ہم بینک کا چیک آپ کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ آپ جتنی رقم چاہیں لے لیں۔ مگر مولانا شمس الدینؒ نے رقم لینے سے انکار کر دیا اور صاف صاف بتا دیا کہ جو اللہ اور اس کے رسول پر فروخت ہو جائے پھر وہ کسی اور کے ہاتھوں فروخت نہیں ہو سکتا۔ یہ سننے کے بعد بھٹو صاحب نے اسی وقت آپ سے کہا تھا کہ اچھا پھر گولی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آپ نے کہا مجھے منظور ہے۔ اس کے بعد مولانا شمس الدینؒ حج پر گئے۔ حج سے واپسی پر سیدھے خانپور گئے اور مولانا درخواستی صاحبؒ سے ملاقات کی۔ درخواستی صاحبؒ نے بعد میں بتایا کہ مولوی شمس الدینؒ کو دیکھ کر میں نے اسی وقت محسوس کر لیا کہ یہ آدمی بچنے والا نہیں ہے۔ ضرور شہید ہوگا۔ وہاں سے پھر مولانا شمس الدینؒ کوئٹہ آ گئے۔

مولانا شمس الدینؒ کی شہادت

کوئٹہ سے ژوب آتے ہوئے مکی کے مقام پر مولانا شمس الدینؒ مردہ پائے گئے۔ ملک گل حسن کے پٹرول کی گاڑی اسی وقت وہاں سے گذر رہی تھی۔ انہوں نے ژوب اطلاع کر دی کہ مولوی صاحب موٹر میں مردہ پڑے ہیں۔ کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے۔ لوگ وہاں گئے اور انہیں ژوب لے آئے۔ یوں بھٹو حکومت کی شرارت پر ۱۳ مارچ ۱۹۷۴ء کو مولانا شمس

الدینؒ نے جام شہادت نوش کر لیا۔ گھر لانے پر سب گھر والوں، عزیز و اقارب اور دوستوں نے انہیں شہید ہونے پر مبارک باد دی۔ ۱۴ مارچ ۱۹۷۳ء کو ہزاروں اشکبار آنکھوں نے انہیں رخصت کیا۔ انہیں دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر پھولوں کی بارش ہوئی۔ ان کے خون سے عطر کی خوشبو آ رہی تھی۔

صوبہ بلوچستان کے تمام قبائلی معتبرین نے ان کی آخری رسومات میں شرکت کی۔ چالیس دن بعد ذیلی انتخابات ہوئے۔ جمعیت نے مولانا شمس الدینؒ کے والد مولوی زاہد کو انتخاب لڑنے کے لئے کھڑا کیا۔ ان کے مقابلے میں نواب تیمور شاہ حکومت کی جانب سے مقابلہ لڑ رہے تھے۔ ان انتخابات میں حکومت نے دھاندلی سے کام لیا۔ ژوب میں ایک پولنگ سٹیشن زنانہ ہسپتال میں علماء کو نتیجہ دینے سے انکار کر دیا۔ شیخ محمد عمر اور دیگر حضرات نے ناظم اعلیٰ صوفی محمد علی کو ۱۴ نمبر فارم پر نتیجہ لانے کے لئے بھیجا۔ اس وقت الیکشن کمشنر محمد علی درانی تھے۔ وہ بھی اس وقت زنانہ ہسپتال میں موجود تھے۔ ڈی۔ ایس۔ پی چوہدری جو کہ بہت موٹا آدمی تھا۔ صوفی محمد علی نے ان سے کہا کہ موٹو تو اتنا ہو گیا ہے۔ مگر ایمان ذرہ بھر نہیں ہے۔ نتیجہ کیوں نہیں دے رہے ہو۔ اس کے بعد صوفی محمد علی الیکشن کمشنر محمد علی درانی سے ملا اور انہیں بھی فوراً نتیجہ دینے کو کہا۔ حتیٰ کہ وہ ڈر گیا۔ صوفی محمد علی کے ہاتھ میں چونکہ پستول تھا۔ اس لئے وہ ڈر کے مارے کانپ رہا تھا۔ جمعیت کے تمام کارکن ہزاروں کی تعداد میں اسٹیشن کے باہر کھڑے تھے۔ تب محمد علی درانی نے نتیجہ دینے کا حکم دیا۔ سلیمہ سیٹھی سے انہوں نے نتیجہ وصول کیا۔ (جو کہ پریذائیڈنگ آفیسر تھیں) اس وقت کی نتیجہ فارم پر نہیں تھا۔ بلکہ سفید کاغذ پر تھا۔ باہر جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ نتیجہ ۱۴ نمبر فارم پر نہیں ہے تو انہوں نے واپس صوفی محمد علی کو بھیج دیا۔ صوفی محمد علی نے پھر الیکشن کمشنر سے صحیح نتیجہ دینے کے لئے کہا اور ساتھ ہی انہیں خوب ڈانٹا۔ اس کے بعد ۱۴ نمبر فارم پر صحیح نتیجہ دے دیا گیا۔ چونکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ باہر کھڑے تھے۔ صوفی محمد علی نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ صحیح نتیجہ دے دیا ہے۔ پھاٹک کھول دو اور چلے جاؤ۔ یہ سن کر سب لوگ خوش ہوئے اور چلے گئے۔ بعد حکومت نے دھاندلی سے کام لے کر نواب تیمور شاہ کو کامیاب کر لیا۔

ژوب میں دوسرا معرکہ

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ (چناب نگر) اسٹیشن پر مرزائیوں نے مسلمان طلبہ کو مارا۔ جس کے نتیجے میں تحریک چل پڑی۔ ۱۴ جولائی ۱۹۷۴ء کو مفتیؒ ژوب تشریف لائے۔ جلوزئی پارک میں انہوں نے جلسہ عام کرنا تھا۔ ناظم اعلیٰ صوفی محمد علی نے ختم نبوت کے مطالبات پر مبنی پوسٹر مجلس

تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے اور کوئٹہ سے منگوائے اور تمام پارٹیوں کے ان مطالبات پر بالاتفاق دستخط کرائے اور ان پوسٹروں کو نائب امیر محمد عمر عبداللہ زئی کے حوالے کر دیا۔ بھٹو کے ژوب میں آنے پر سب لوگوں میں یہ پوسٹر بانٹ دیئے گئے۔ جلسے کے وقت بطور حفاظت ملیشیا کے ۴۰ گھوڑے تعینات کئے گئے۔ ملٹری بھی تھی۔ بھٹو صاحب جب سٹیج پر تشریف لائے تو ختم نبوت کے اراکین نے ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ بھٹو صاحب آپ مرزائیوں کے ایجنٹ ہیں۔ آپ تو مولوی شمس الدین کے قاتل ہیں۔ اب آپ پھر ژوب آئے ہیں اور عوام سے خطاب کر رہے ہیں۔ بھٹو صاحب چلا چلا کر کہنے لگے۔ شیر بھائی، سنو بھائی۔

اس کے بعد بھٹو صاحب پر ٹماٹروں، پیازوں اور انڈوں کی بوچھاڑ شروع کر دی گئی۔ جس کے نتیجہ میں جلسہ منتشر ہوا۔ جام غلام قادر کھوڑی ایک طرف بھاگ رہے تھے۔ نواب تیمور شاہ اور پولیٹیکل ایجنٹ نے بھٹو صاحب سے کوئی چال چلنے کو کہا۔ مگر بھٹو صاحب نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ سب نے بھاگنا شروع کر دیا۔ پولیٹیکل ایجنٹ محبت خان ایک طرف کو بھاگ رہے تھے تو باقی لوگ دوسری جانب کو بھاگ رہے تھے۔ یوں بھٹو صاحب جلسہ نہ کر سکے۔ تمام وزراء کسی نہ کسی طرح جان چھڑا کر چلے گئے۔ جب جلسہ ختم ہوا تو نائب امیر ختم نبوت محمد عمر کو گرفتار کر لیا گیا۔ بھٹو صاحب نے رات اپنی ژوب میں بسر کی۔ اس رات بھٹو صاحب نے غصہ میں تمام وزراء، پولیٹیکل ایجنٹ، پیپلز پارٹی کے اہلکاروں سے کہا کہ تم لوگوں نے مجھے اس بے عزتی کے لئے بلایا تھا۔ جب صبح ہوئی تو بھٹو صاحب جہاز میں بیٹھ کر ژوب سے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے شقانہ گئے۔ اس کے بعد قمرالدین، وہاں پر سب ملکوں کو بلا کر ان میں خوب رقم بانٹ دی۔ وہاں سے پھر بھٹو صاحب مسلم باغ گئے۔ مسلم باغ میں بھی خوب رقم تقسیم کی۔ مگر وہ حالات سے اس حد تک پریشان تھے کہ کوئٹہ کے جلسہ میں جا کر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی مرزائیوں کے فیصلے کے لئے تاریخ مقرر کر دی۔ ورنہ پہلے وہ تاریخ مقرر نہ کر رہے تھے۔

یوں بحمد و تعالیٰ اہالیان ژوب نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں فیصلہ کن ذمہ دارانہ کردار ادا کیا۔ ان حالات میں ۲۵ جولائی کو ناظم اعلیٰ صوفی محمد علی نے کوئٹہ اور بلوچستان ختم نبوت کے تمام علماء کو تار دیا۔ (جو کانفرنس کرنے کے لئے ژوب آنے والے تھے) ان حالات میں کانفرنس ملتوی کر دی گئی۔ کیونکہ منتظمین کو کوئی اعتبار نہیں تھا۔ کسی بھی وقت وہ گرفتار ہو سکتے تھے۔

حاجی محمد یٰسین مندوخیل کو بھی گرفتار کیا۔ وہ چونکہ بیمار تھا۔ اس لئے انہیں دن تک ہسپتال میں رکھا۔ اسی دوران امیر ختم نبوت شیخ محمد عمر نے صوفی محمد علی سے کہا کہ میں آپ کو پناہ

دے دوں گا۔ تاکہ پولیس آپ کو گرفتار نہ کر سکے۔ مگر صوفی محمد علی نے پناہ لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ حاجی صاحب مجھے انہوں نے چھوڑنا نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے جلسہ خراب کیا ہے۔ اس لئے میں چھپنا نہیں چاہتا۔

گرفتاریاں

۲۵ جولائی ۱۹۷۴ء کو صوفی محمد علی حاجی احمد کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس شیخ عبدالمجید تھانیدار آیا۔ انہیں گرفتار کر کے تھانے میں الگ کمرے میں بند کر دیا۔ ان کے علاوہ جتنے بھی علماء کرام نظر آئے۔ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ مسجد میں نماز پڑھانے والا کوئی نہ رہا۔ ملا خانزول تین دن تک چھپا ہوا تھا۔ تیسرے دن جب مسجد آیا تو مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا۔

مولوی نور محمد کو مٹی باڑہ ادلیہ سے بھیج کر بلا لیا گیا۔ مولانا شمس الدین کے چچا زاد بھائی مولوی احمد شاہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا میر زنٹ شاہ صاحب، حافظ نعیم الدین موسیٰ خیل، ملا اسحٰق اور جمعیت علماء اسلام کے اراکین کی بڑی تعداد میں گرفتاری عمل میں آئی۔ صوفی محمد علی کو الگ کمرہ میں رکھا گیا۔ انہیں سونے کے لئے بستر تک نہیں دیئے۔

غالب نامی پولیس مین (جو کہ لورالائی کا رہنے والا تھا) نے قیدیوں کو گالیاں دیں اور کہا کہ تم سب لوگ بے ایمان ہو۔ قیدیوں نے گیارہ دن تھانے میں گزارے۔ اس کے بعد انہیں سب جیل منتقل کر دیا گیا۔ جب یہ قیدی جیل چلے گئے تو غالب پولیس والا بیمار پڑ گیا۔ اس کی تکسیر پھوٹ گئی اور مرغا کبزئی (ژوب سے ۵۵ میل کے فاصلے پر واقع گاؤں) میں مر گیا۔ پھر انہیں گھر پہنچا دیا گیا۔

اسمبلی میں بحث

بھٹو صاحب نے یہاں سے واپس اسلام آباد اسمبلی میں مرزائیوں کا کیس پیش کر دیا۔ چنانچہ مرزا ناصر کو اسلام آباد میں اپنا موقف پیش کرنے کے لئے طلب کیا گیا۔ وہاں پر چودہ دن تک بحث و مباحثہ ہوا۔ جس میں کتابیں مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب پیش کرتے تھے اور پیرزادہ وزیر تعلیم کو یہ بتایا گیا کہ مرزائی غلام احمد نے لکھا ہے کہ جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے وہ کنجری اور جنگلی سوروں کی اولاد ہیں۔ یہ سن کر پیرزادہ نے کہا کہ مرزائی تو پکے بے ایمان ہیں۔

مفتی محمود صاحبؒ نے بھٹو صاحب کو صاف صاف بتلا دیا کہ یہ ۱۹۵۳ء کی بات نہیں

ہے۔ جس میں ختمِ نبوت والوں پر گولیاں چلائی گئیں اور انہیں شہید کر دیا گیا۔ قوم میں اشتعال ہے کہ یہاں پر نہ تم رہ سکتے ہو نہ یہ قوم۔ اگر آپ نے مرزائیوں کو کافر قرار دے دیا تو آپ بھی بچ جائیں گے اور یہ قوم بھی۔ بھٹو صاحب نے انہیں بتایا کہ میں کیا کروں۔ مجھے ڈر سا محسوس ہوتا ہے۔ بعد میں فوج کو تمام جگہوں پر تعینات کر دیا گیا۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو دن کے ساڑھے بارہ بجے ۱۳ دن جیل میں رہنے کے بعد تمام قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔

نائب امیر منیر محمد عمر عبداللہ زئی ڈیڑھ سال جیل میں رہنے کے بعد رہا کر دیئے گئے۔ اسی رات کو ۸ بجے مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ یوں مرزائیوں کا بیڑہ غرق ہو گیا۔ ملک بھر میں خوشی ہوئی۔ اسی خوشی میں ژوب میں عموماً اور مسجد میں بالخصوص میں خیرات کی گئی۔ یہ خیرات ختمِ نبوت کے اراکین نے کی۔ جس کے انچارج مولوی شیخ محمد عمر تھے۔ صوفی محمد علی ناظم اعلیٰ نے کھانا کھلایا۔

۱۴؍جولائی ۱۹۷۵ء کو ژوب میں ختمِ نبوت کا سالانہ تبلیغی جلسہ ہوا۔ جلسے کے بعد پھر خیرات کی گئی۔ اس کے دو دن بعد ۱۶؍جولائی ۱۹۷۵ء کو رات کے نو بجے امام جامع مسجد مولوی میرک شاہ صاحب وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

پھر ہر سال ژوب میں سالانہ تبلیغی جلسہ منعقد ہوتا رہا۔ سوائے ۱۹۷۶ء اور ۱۹۸۳ء کے اور ہر سال جلسے کے وقت شیخ محمد عمر شایانِ شان دعوت کرتے رہے۔ شیخ محمد عمر ختمِ نبوت کے علماء کرام اور مقامی لوگوں کی ہر سال ذاتی طور پر شایانِ شان دعوت کرتے رہے۔ شیخ محمد عمر نے ختمِ نبوت کی بہت خدمت کی اور ان کے بیٹے بھی ختمِ نبوت کی بہت خدمت کرتے ہیں۔ یہ تو سابق امیر شیخ محمد عمر اب بھی صحت مند ہے۔ مگر آنکھوں کی بینائی کمزور ہے۔ لیکن ختمِ نبوت کے جلسے میں شرکت کرنے کے لئے اب بھی خود جاتا ہے۔

اور ختمِ نبوت کے دفتر کے لئے زمین دینے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ ۳؍مارچ ۱۹۷۷ء کو قومی اتحاد کے حکم پر ختمِ نبوت کے کارکنوں نے پرامن جلوس نکالا۔ وفاقی فورس ایف۔ ایس۔ ایف نے جلوس میں لگانے والوں پر لاٹھی چارج کیا۔ امیر جماعت مولوی شیخ محمد عبدالحلیم قریشی، شہزادہ احمد خان بابر، شیخ غلام مرتضیٰ کو سخت زخمی کر دیا۔ امیر ختمِ نبوت شیخ محمد عمر کو پولیس نے لاٹھی ماری۔ وہ نالی میں گر گیا۔ انہوں نے خود لاٹھی پولیس پر اٹھائی۔ ۲۰۰، ۲۵ آدمیوں کو سخت زخمی کر دیا۔ آنسو گیس بھی استعمال کیا۔ اے۔ سی نے لاٹھی چارج کا حکم دیا۔ پھر بعد میں گولی چلائی گئی۔ موسیٰ خان

دلنا نور وزئی کا لڑکا گولی لگنے سے ہلاک ہوا۔ غرض بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔ شہر بھر میں آنسو گیس کا استعمال کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس گیس سے عمر رسیدوں کو تکلیف پہنچی۔

حرف آخر

تحفظ ختم نبوت کا ننھا پودا جو ۱۹۶۹ء میں مولانا محمد علی جالندھری نے لگایا تھا۔ اب وہ نہ صرف تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ بلکہ اس کے ثمرات سے پوری تحریک ختم نبوت نے نفع اٹھایا۔ ہر سال جولائی میں یہاں ختم نبوت کانفرنس ہوتی ہے۔ یوں جولائی ۱۹۷۳ء میں مرزائیوں کے فورٹ منرو بمن سے نکالے جانے کی سالگرہ منائی جاتی ہے۔

مطالبات ...... مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

1...... مولانا اسلم قریشی کو فوری طور پر بازیاب کیا جائے۔ ان کی گمشدگی میں میجر حسنات، ڈی۔ آئی۔ جی فیصل آباد برابر کے ملوث ہیں۔ ان کو معطل کر کے شامل تفتیش کیا جائے۔

۲...... اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی منظور کردہ سفارش در بارہ ارتداد کی شرعی سزا کو نافذ کیا جائے۔

۳...... قادیانی گروہ کو اسلام دشمن اور پاکستان دشمن جماعت قرار دے کر اس پر پابندی لگائی جائے اور اس کی تمام املاک کو بحق سرکار ضبط کیا جائے۔

۴...... قادیانی امتناع آرڈیننس پر ملک بھر میں موثر عمل درآمد کرایا جائے۔ قادیانیوں کی طرف سے ملک بھر میں کلمہ طیبہ اور دیگر اسلامی شعائر کے استعمال کی صورت میں آرڈیننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کا نوٹس لیا جائے تاکہ آرڈیننس کے نفاذ کے مطلوبہ فوائد حاصل ہو سکیں۔

۵...... انجمن احمدیہ کے نام ربوہ کی سکنی زمین کے فرضی اور جعلی انتقال کی انکوائری کرا کر اسے کینسل کیا جائے اور رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

۶...... فوج اور سول کے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو علیحدہ کیا جائے۔

۷...... شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے اور تعلیمی اداروں کے داخلہ فارموں میں بھی حلف نامہ کی بنیاد پر مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔

فیصلہ
آپ کیجیے
حضرت مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

ہمارے ہاں اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ قادیانی گروہ کے لوگ ہماری طرح کلمہ پڑھتے ہیں۔ نماز ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج کے لئے جانا چاہتے ہیں لیکن غیر مسلم ہونے کے باعث سعودی حکومت نے حرمین شریفین میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ قادیانیوں کی عبادت گاہیں ہماری مساجد کی طرح ہیں۔ وہ قبلہ رخ کھڑے ہوتے ہیں۔ قادیانی قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ قربانی دیتے ہیں۔ ان کی شکل وصورت، وضع قطع اور رہن سہن میں بھی اسلامی شعائر کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود انہیں کافر کیوں کہا جاتا ہے؟۔

اسلام کی بنیاد کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ پڑھنے کے علاوہ دیگر عبادات اور شعائر اسلامی پر عمل کرنے والے صاحب ایمان ہیں۔ انہیں کافر نہیں کہا جاسکتا۔ اس اصول وضابطہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے خود قادیانیوں سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر شعائر اسلامی پر عمل کرنے والے کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہا جاسکتا تو پھر قادیانی گروہ دنیا بھر کے ان تمام مسلمانوں کو کیوں کافر کہتے ہیں جو کلمہ پڑھتے ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی افضل عبادات کے علاوہ دیگر تمام شعائر اسلامی پر عمل کرتے ہیں۔

قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا محمود کی کتاب کا یہ حوالہ تمام قادیانیوں کے ایمان کا حصہ ہے: "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

قادیانی جماعت کے پیشوا کے مطابق قادیانیوں اور مسلمانوں میں تفریق کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ سے دو باتیں واضح ہو رہی ہیں:

ق...... قادیانیوں کے عقیدہ میں وہ لوگ جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت نہیں کی۔ یعنی اسے نہیں مانا۔ وہ سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ق...... قادیانیوں کے عقیدہ میں وہ لوگ جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی اور اسے مان لیا۔ وہ اہل ایمان ٹھہرے اور وہی مسلمان ہیں۔

مذکورہ حوالے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو تو حقیقی مسلم اور دنیا بھر کے تمام

مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں اس حوالہ کے مطابق جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام تک نہیں سنا۔ انہیں بھی کافر گردانا گیا ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہوا کہ پہلی صدی ہجری سے لے کر ۱۵ویں صدی ہجری تک کے تمام وہ مسلمان جن کے کان مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے نا آشنا رہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے؟۔ کیا وہ تمام مسلمان کلمہ پڑھنے کے علاوہ دیگر شعائر اسلامی پر پابندی سے عمل نہیں کرتے تھے؟۔ مرزا محمود کے اس قول کے مطابق تمام صحابہؓ، اہل بیتؓ، تابعینؒ، اولیاء، قطب، غوث، ابدال، صالحین، متقین، مشائخ اور تمام مشاہیر اسلام (نعوذ باللہ) دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام کیوں نہیں سنا۔ اس حوالہ کے مطابق ظلم کی حد یہ کہ بلا تخصیص تمام مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ گویا مسلمانوں کے تمام مسالک، مکاتب، حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی کے علاوہ طریقت کے تمام سلسلے نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی بلا امتیاز قادیانیوں کے نزدیک کافر ہیں۔ حالانکہ یہ سب لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور دیگر تمام شعائر اسلامی پر عمل بھی کرتے ہیں۔

اس پیش کردہ حوالہ کے مطابق جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام تو سنا لیکن انہوں نے بیعت نہیں کی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ مانا وہ بھی کافر قرار پائے۔ انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سن کر ایمان نہ لانے کے جرم میں کافر قرار دینے کا ایک مخصوص پس منظر ہے۔ وہ یہ کہ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے تمام انبیاء کرام کو ماننا ایمانیات کا حصہ ہے اور انہیں نہ ماننا کفر ہے۔ سچے نبیوں کی اطاعت ایمان ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

ق...... "وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله"

ترجمہ: "اور ہم نے کوئی بھی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔"

سچے نبیوں کی نبوت سے انحراف کفر ہے۔

ق...... "فمن تولى بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون"

ترجمہ: "اس کے بعد جو اپنے عہد سے پھر جائے وہی فاسق ہے۔"

اس ضابطہ قرآنی کو غلط استعمال کرتے ہوئے مرزا محمود نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ مرزا محمود نے قادیانی لاہوری گروپ کے جواب میں "حقیقت النبوۃ" کتاب لکھی۔ جس میں اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات اور دعویٰ نبوت کے مطابق اس کو خدا کا برگزیدہ نبی ثابت کیا ہے: "پس اس میں کیا

شک ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) قرآن کریم کے معنوں کی رو سے بھی نبی ہیں اور لغت کے معنوں کی رو سے بھی نبی ہیں۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۱۶)

قادیانی حضرات سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو ظلی بروزی نبی قرار دیتے ہیں حالانکہ قادیانی مرزا قادیانی کو حقیقی معنوں میں نبی مانتے ہیں۔

"پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے۔ اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴)

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بارے میں جو تاویلات کرتے ہیں حسب ذیل حوالہ کے بعد ان کا کیا خیال ہے؟۔

" بلحاظ نبوت ہم بھی مرزا صاحب کو پہلے نبیوں کے مطابق مانتے ہیں۔"

(حقیقت النبوۃ ص ۲۹۲)

ان چند حوالوں کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت عقیدہ ختم نبوت کی رو سے اسے نبی نہیں مانتی اس لئے قادیانی کل مسلمانوں کو کافر مانتے ہیں۔

" جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے قادیانی مذہب کے حوالہ سے کافر اور جہنمی ٹھہرے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے ہی صاحب ایمان اور مسلمان ہوئے۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ قادیانی جماعت، لاہوری گروپ کو مرتد قرار دیتی ہے۔ حالانکہ اصطلاحی لحاظ سے مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام کو چھوڑ دے۔ قادیانی جماعت کے موقف کے مطابق لاہوری گروپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے علماء مشائخ ہند کو خط لکھا تھا۔ اس میں سلام مسنون، بسم اللہ الرحمن الرحیم وغیرہ نہیں لکھی تھی۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی انہیں کافر سمجھتے تھے۔

(حوالہ الفضل قادیان مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۰ء)

مسلمان قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں۔ قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ کلمہ ہم پڑھتے

تو کلمہ قادیانی بھی پڑھتے ہیں۔ دیگر شعائر اسلامی پر ہم عمل کرتے ہیں جبکہ دیگر شعائر اسلامی پر بظاہر قادیانی بھی عمل کرتے ہیں۔ دونوں میں سے یقیناً ایک حقیقی مسلم ہے دوسرا یقینی کافر ہے۔ کیونکہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔ یہ مقدمہ ہم آپ کی عدالت میں پیش کرتے ہیں اور فیصلہ بھی آپ پر چھوڑتے ہیں۔

کلمہ

سب سے پہلی اور اہم چیز کلمہ ہے اور کلمہ ہی ایمان میں داخلہ کا دروازہ ہے۔ چوبیس حروف سے کلمہ کے دو جزو ہیں: ف.... توحید۔ ق.... رسالت۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کا بیٹا (اربعین نمبر ۴ ص ۲۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲) خدا کا باپ (حقیقت الوحی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹) خدا کی بیوی (اسلامی قربانی ص ۱۲) اور خود خدا (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴) ہونے کے متعلق نیز دعوے کر کے عقیدہ توحید کا خاصا مذاق اڑایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات دونوں میں: "وحدہ لاشریک" ہے۔ شرک بہت بڑا بہت بڑا اور ناقابل معافی گناہ ہے۔ اللہ کی ذات کے ساتھ مذاق اور شرک کے ارتکاب کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نہ مسلمان رہا اور نہ صاحب ایمان۔۔۔ توحید کی تضحیک اور نبوت ورسالت کے دعویٰ جات کے بعد کلمہ: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سے یقیناً اس کا تعلق ختم ہو گیا۔ اس کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی ڈھٹائی سے دعویدار ہے:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم"

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

اس الہامی دعوی کی تائید میں قادیانی شاعر کے ان اشعار کو قادیانی باعث فخر سمجھتے ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ج ۲ ش ۴۳ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے جناب رسالت مآب ﷺ کی جگہ پانے اور مقام حاصل کرنے کی ناپاک جسارت میں عام مسلمانوں والا کلمہ استعمال کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اچانک

کلمہ اختیار کرتا تو سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں کبھی کامیاب نہ ہوتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوئ نبوت کے پس منظر میں ان مقصوں (تنسیخ جہاد و اطاعت برطانیہ) میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا تھا۔ جب تک وہ مسلمانوں والا کلمہ اور ان کے دیگر شعائر اسلامی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کو اختیار نہ کرتا۔

"مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا انداز بھی تھا۔ اس نے بھی اپنا نیا کلمہ ایجاد نہیں کیا تھا۔ بلکہ بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ اور دیگر شعائر اسلامی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا بھی قائل تھا۔ وہ جناب رسالت مآب ﷺ کی نبوت اور حکومت میں شراکت کا دعویدار تھا۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی چار قدم آگے بڑھ کر خود محمد رسول اللہ ہونے کا دعویدار ہے۔

نماز

مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور مسالک کے درمیان اگرچہ اختلافات ہیں لیکن اس کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ذرا بیت اللہ میں ہونے والی نمازوں کا منظر چشم تصور میں لائیں کسی نے ہاتھ سینے پر رکھے ہیں تو کسی نے ناف پر اور کسی نے ہاتھ چھوڑ کر بھی امام کعبہ کی اطاعت کو نہیں چھوڑا۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو سختی سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں: "ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔"

(انوار خلافت ص ۹۰)

نماز جنازہ

قادیانیوں کو مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ انہیں مسلمان معصوم بچے کا نماز جنازہ پڑھنے سے بھی روکا گیا ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان کی دعائے مغفرت جائز نہیں۔ قادیانی پیشواؤں کے تعصب کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو قادیانی قبرستان میں دفن کرنے سے منع کیا ہے: "کیونکہ غیر احمدی جب بلا استثناء کافر

ہیں تو ان کے چھ ماہ کے بچے بھی کافر ہوئے اور جب وہ کافر ہوئے تو احمدی قبرستان میں ان کو کیسے دفن کیا جا سکتا ہے۔ (اخبار پیغام صلح مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۴ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا بیٹا فضل احمد اپنے باپ کو دعویٰ نبوت میں جھوٹا سمجھتا تھا۔ حقیقی بیٹا ہونے کے باوجود جب وہ فوت ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ ظفر اللہ خان قادیانی وزیر خارجہ نے بانی پاکستان محمد علی جناح کے جنازہ میں ہوتے ہوئے بھی اپنے محسن کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔

"جناب چوہدری ظفر اللہ صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔"

(ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان احراری علماء کی راست گوئی نظارت دعوت تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

حج

کل روئے زمین کے مسلمانوں کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ حرمین شریفین، مکہ و مدینہ کائنات ارضی میں سب سے افضل، اعلیٰ، معظم اور محترم ہیں۔ قادیانی گروہ کے لوگ قادیان کو اپنا روحانی مرکز اور مقام حج سمجھتے ہیں۔ قادیانی جماعت کے پیشوا مرزا محمود کا دعویٰ ہے کہ: "قادیان میں مکہ و مدینہ والی برکات ہوتی ہیں۔" (خطبہ مرزا محمود مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء ص ۱)

یہ دعویٰ کس قدر مضحکہ خیز ہے کیونکہ برکات و تجلیات کا اعزاز صرف انہی دو جگہوں کو حاصل ہے۔ یہ شرف یہ سعادت کسی اور زمین کو حاصل ہے نہ ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان کو سرزمین حرم قرار دیا ہے۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو کلام مرزا غلام احمد قادیانی ص ۵۲)

قادیانی اپنے آبائی مرکز قادیان کو کسی طرح سے بھی مکہ مکرمہ سے کم نہیں سمجھتے۔ اس کا اندازہ اس حوالہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے: "مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام

ے

دنیا کے لئے تاک کے طور پر قرار پایا اور اس کو تمام جہانوں کے لئے امام قرار دیا ہے۔"

(خطبہ مرزا محمود الفضل مورخہ ۳ جنوری ۱۹۲۵ء)

"انا انزلناہ قریباً من القادیان" "قرآن قادیان کے قریب نازل ہوا۔"

"تین شہروں کا قرآن میں ذکر ہے مکہ، مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۴ خزائن ج ۳ ص ۱۴۰ حاشیہ)

قرآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جو رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن مجید کے مقابل وحی و الہام کا ڈھونگ رچایا اور قرآن کو اپنے منہ کی باتیں قرار دیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا ایک الہام لکھا: "ما انا الا کالقرآن" (قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے (مرزا غلام احمد قادیانی) منہ کی باتیں ہیں)

(تذکرہ ص ۶۷۴، حقیقت الوحی ص ۸۴ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہش دانم
از خطاہا ہمینست ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وحید

"جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطاء سے پاک سمجھتا ہوں۔ قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے۔ خدائے پاک واحد کے منہ سے ہے۔" (نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

دیگر عبادات

جہاں تک دیگر عبادات اور شعائر اسلامی کا تعلق ہے تو قادیانی جماعت کا اصولی عقیدہ ملاحظہ فرمائیں: "حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول

کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔" (خطبہ جمعہ مرزا محمود مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۳۰/ جولائی ۱۹۳۱ء)

رشتہ ناطہ و تعلقات

اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والے قادیانیوں کے تعصب کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے صرف دینی معاملات میں ہی نہیں بلکہ دنیوی معاملات میں بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ کر رکھا ہے۔ اس ضمن میں ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں تو حقیقت حال واضح ہو جائے گی: "غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹)

قادیانیوں کا اپنے آپ کو مسلم اور ہمیں کافر سمجھنے کا ایک اور بڑا ثبوت یہ ہے کہ قادیانیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رشتہ ناطہ کے معاملہ میں احتیاط برتیں۔ غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو لڑکی کا رشتہ مت دیں: "غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔ بلکہ اس میں فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے لے۔ لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔" (الفضل قادیان مورخہ ۱۹ / نومبر ۱۹۲۰ء)

چونکہ اسلامی شریعت میں مومنہ عورت کا اہل کتاب سے نکاح جائز نہیں۔ البتہ مومن اہل کتاب عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ اس لئے قادیانیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلمان کی بیٹی لے سکتے ہیں لیکن اپنی بیٹی انہیں نہیں دے سکتے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مومن اور ہمیں کافر سمجھتے ہیں۔ اگر قادیانیوں کا کلمہ مسلمانوں والا ہے اور وہ اسلامی شعائر پر مسلمانوں کی طرح عمل کرتے ہیں تو پھر رشتہ ناطہ کے بارے میں انہیں ایسا طرز عمل اختیار کرنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے؟

اسلامی اصطلاحات

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ذات کے لئے "نبی" بلکہ خاتم النبیین۔ اپنے ساتھیوں کے لئے صحابی، اپنی بیوی کے لئے ام المومنین، اپنی اولاد کے لئے شعائر اللہ، اپنے نائبین کے لئے خلیفۃ المسلمین، اپنی بیٹی کے لئے سیدۃ النساء جیسے مخصوص القاب استعمال کئے۔ اس ضمن میں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

ف ... "میری (مرزا غلام احمد قادیانی کی) اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء)

ف ... اپنی اولاد کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی منظوم کلام میں اس بات کا دعویدار ہے:

میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں
یہی ہیں پنج تن جن پہ بنا ہے

(درثمین اردو ص ۵ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی)

ف ... "عزیزہ امۃ الحفیظ (مرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی) سارے انبیاء کی بیٹی ہے۔" (الفضل قادیان مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء)

ف ... "مرزا غلام احمد قادیانی کی گھر والی ام المومنین ہے۔"

(سیرۃ سیدۃ النساء ام المومنین نصرت جہاں بیگم ٹائٹل)

ان تمام حوالہ جات کے بعد قارئین فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہندی طرح کلمہ پڑھنے والوں اور دیگر شعائر اسلامی پر عمل کرنے والوں میں کتنا فرق ہے؟۔ اگر قادیانیوں اور مسلمانوں کا کلمہ ایک ہے، تمام شعائر اسلامی ایک ہیں تو انہیں مسلمانوں کی تمام عبادات میں نہ جانے آپ کو الگ رکھنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے؟۔

ی ... کلمہ ی ... نماز ی ... نماز جنازہ

شناختی کارڈ

میں مذہب کا خانہ

(شرعی و قانونی حیثیت)

حضرت مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ آئین کی دفعہ ۱۰۶، ۲۶۰ میں ترمیم ہوئی۔ چونکہ قادیانیوں نے خود کو غیر مسلم تسلیم کرنے سے عملاً انکار کر دیا تھا۔ اس لئے بھٹو صاحب کے ہی دور حکومت میں رجسٹریشن ایکٹ میں ترمیم کر کے شناختی کارڈ کے فارموں میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا گیا۔ ہر وہ شخص جو اپنا مذہب اسلام لکھے۔ اس کے لئے شناختی کارڈ کے فارم میں ایک حلف نامہ شامل کیا گیا۔ یہ بھٹو صاحب کے دور حکومت میں ہوا۔ اس وقت کی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ذمہ دار رہنماؤں مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، پروفیسر غفور احمد، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، نوابزادہ نصراللہ خانؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ وغیرہم نے بھٹو حکومت سے مطالبہ کیا کہ شناختی کارڈ کے فارم تو رجسٹریشن دفاتر میں رہ جائیں گے۔ ضروری ہے کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا جائے۔ بھٹو صاحب نے فرمایا کہ پورے ملک کے شناختی کارڈ نئے سرے سے بنانے پر قومی خزانہ پر بارا بوجھ ہوگا۔ تاہم آپ کا مطالبہ معقول ہے۔ مناسب وقت پر اس پر عمل درآمد کر لیا جائے۔ قادیانی سازش سے بھٹو صاحب اور مجلس عمل کے درمیان کشیدگی پیدا کر دی گئی۔ جس کے نتیجہ میں اس ترمیم پر قانون سازی نہ ہو سکی۔ اس کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ اس خلا کو پر کیا اور پھر پاسپورٹ میں خانہ مذہب کا اضافہ کر دیا گیا۔ پاسپورٹ چونکہ شناختی کارڈ کی بنیاد پر بنتا ہے۔ اس لئے: جیسے ممالک جہاں پر قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے یا حرمین شریفین، وہاں جانے کے لئے قادیانیوں نے خود کو مسلمان لکھوا لیا۔ یا مغربی جرمنی سیاسی پناہ کے لئے لے جانے کا چکمہ دے کر مسلمانوں کو قادیانی لکھوایا جاتا رہا۔ اس قسم کے بیسیوں کیس ملک میں پکڑے گئے کہ قادیانی ایجنٹ مسلمانوں کو قادیانی ظاہر کر کے مغربی جرمنی اور کینیڈا وغیرہ لے جا رہے تھے۔ اس سے ہزاروں مسلمانوں کو ارتداد کی بھینٹ چڑھایا گیا۔ یہ وہ امور ہیں جن کے باعث جب پاکستان کی وزارت داخلہ نے نئے سرے سے شناختی کارڈ چھپوانے کا فیصلہ کیا تو تمام مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا جائے۔ بالخصوص حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب، مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، مولانا شاہ احمد نورانی، جنرل محمد حسین انصاری، قاضی حسین احمد، پروفیسر ساجد میر، مولانا علی غضنفر کراروی اور دوسرے قومی راہنماؤں کی طرف سے شدت سے یہ مطالبہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں متعدد بار صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر داخلہ اور دوسرے ذمہ دار حضرات سے مختلف وفود نے ملاقاتیں کیں۔

سیمینار منعقد کیے، اشتہارات شائع ہوئے، اخبارات میں مطالبہ کیا گیا۔ حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں سے رپورٹیں منگوائیں جو مطالبے کے حق میں آئیں اور بالآخر ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو وزارت مذہبی امور اور وزارت داخلہ نے دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ مکاتب فکر کے رہنماؤں کا اجلاس بلا کر فیصلہ کا اعلان کر دیا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ ہوگا۔ فیصلہ کا اعلان ہوتے ہی مختلف طبقات نے اس پر اعتراضات شروع کر دیئے۔

پی ڈی اے، جو در اصل پیپلز پارٹی کا دوسرا نام ہے۔ اس کی مخالفت میں پیش پیش ہے اور وہ اس فرقہ واریت کا باعث قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ بھٹو صاحب کے دور میں ہی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اور جب مرزائیوں نے اس ترمیم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو بھٹو صاحب نے ہی رجسٹریشن ایکٹ میں ترمیم کے ذریعہ شناختی کارڈ کے فارموں میں مذہب کے خانہ اور حلف نامہ کے اضافہ کا فیصلہ کیا۔ اگر یہ فرقہ واریت کا باعث ہے تو اس کی ذمہ داری ان کے بانی رہنما پر عائد ہوتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر قادیانی غیر مسلم اقلیت نے اس آئینی ترمیم کو تسلیم کر لیا ہوتا تو یہ مسائل پیدا نہ ہوتے۔ قادیانیوں کی آئین سے بغاوت ہی ان مسائل کے جنم لینے کا باعث بن رہی ہے۔ شناختی کارڈ پر مذہب کے اندراج کا فیصلہ ایک مثبت، اصولی اور حقیقت پسندانہ فیصلہ ہے۔

بعض اقلیتوں کی انگیخت، اپنے تجدد و لادینیت کے اظہار اور "ملا" کی مخالفت کی آڑ میں اسلام سے دشمنی رکھنے والی آوارہ اور بازاری عورتوں کے مظاہرے قرآن و سنت اور اجماع امت کے یکسر خلاف اور کروڑہا مسلمانان پاکستان کے دینی عقائد اور مذہبی جذبات کے سراسر منافی ہیں۔

اسلام ایک دین فطرت اور آخری آسمانی ہدایت ہے۔ جس کی اپنی ایک مستقل شناخت اور ضروری تقاضے ہیں۔ اسلام حق و باطل، ہدایت و ضلالت، خیر و شر، معروف و منکر، حلال و حرام، ایمان و کفر، اطاعت و معصیت، طیب و خبیث اور خدا سے محبت و عداوت کے التباس اور وصل و ملاپ کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس کے اپنے امتیازات ہیں۔ جن کے ختم ہونے یا مٹا دینے سے اسلامی حدود منہدم ہو جاتی ہیں۔ اولیاء رحمن اور اولیاء شیطان کے درمیان کھینچے ہوئے خط فاصل کو مٹانا اسلام سے ناواقفیت، جہالت بلکہ بغاوت ہے۔ پوری دنیا کو دعوت اتحاد دینے کے باوجود قرآن کریم نے اپنا تعارف فرقان اور قول فصل کے الفاظ سے بھی کروایا ہے۔ جس کا

مطلب یہ ہے کہ وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا اور کفر و اسلام کے لحاظ سے انسانوں کو الگ الگ دائروں میں رکھنے کا قائل ہے۔

اسی قرآن کریم نے "افنجعل المسلمین کالمجرمین (القلم: ۳۵)" {کیا ہم ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کو یکساں کر دیں گے۔} فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مومن و کافر کی راہیں جدا کر دی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ اس فطری تقسیم و تفریق کے مٹانے والوں کو "ما لکم کیف تحکمون (القلم: ۳۶)" {تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا کہ ایمان و کفر کو ایک بتانے لگے ہو۔} فرما کر اس حماقت و بے عقلی پر زوردار تنبیہ فرمائی ہے۔

قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے کہ نیک و بد کی یہ تفریق صرف آخرت میں "فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر (الشوریٰ: ۷)" {ایک جماعت جنت میں ہوگی اور ایک گروہ دوزخ میں ہوگا۔} ہی کی صورت میں نہ ہوگی بلکہ دنیا بھی ماننے والوں کی زندگی، نہ ماننے والوں سے الگ ہی ہونی چاہئے۔

ارشاد باری ہے: "ام حسب الذین اجترحوا السیأت ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون (الجاثیۃ: ۲۱)" {یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں۔ کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر رکھیں گے۔ جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا۔ کیا ان سب کا جینا اور مرنا یکساں ہے؟ یہ برا حکم لگاتے ہیں۔}

قرآن کریم کی نظر میں نیک کردار و بدکردار میں ایسے ہی امتیاز و فرق ہے جیسے اندھے اور بینا میں۔

ارشاد باری ہے: "وما یستوی الاعمیٰ والبصیر والذین امنوا وعملوا الصلحت ولا المسیء قلیلا ما تتذکرون (المؤمن: ۵۸)" {اور بینا اور نابینا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور بدکار، باہم برابر نہیں ہو سکتے۔ تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو۔}

قرآن کریم کی ان تصریحات سے واضح ہے کہ قرآن کریم وائی اتحاد ہونے کے باوجود ادیان اور اہل ادیان میں تفریق و امتیاز ہی کا حامی ہے۔ واضح رہے کہ ہر صداقت کے مٹنے کا پہلا قدم یہی رفع امتیاز اور برائی کے ساتھ التباس و اختلاط ہی ہوتا ہے۔

جو حضرات (اور محاقتین) صرف شناختی کارڈ پر مسلم وغیر مسلم کی تفریق و امتیاز پر چیں بجبیں ہیں۔ انہیں قرآن کریم کے ان واضح ارشادات وہدایات پر غور کرنا چاہئے کہ مسلم وغیر مسلم میں یہ امتیاز اہم الحاکمین کا ہے۔ یا ملا کی خود ساختہ بات ہے؟..... اسلام جس طرح خدا کے ماننے والوں کو خدا کے دشمنوں کے ساتھ واختلاط سے منع کرتا ہے۔ بعینہ اسی طرح وہ تحفظ حدود ومراعات کے لئے اسلامی سلطنت میں رہنے والے غیر مسلموں کو بھی اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ بحالت کفر مسلمانوں کی صورت وہیئت اختیار نہ کریں۔ تاکہ ہر قوم کی اپنی اپنی خصوصیات نمایاں رہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے لئے حضرت فاروق اعظمؓ کے اس حکم نامہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کافر اور مسلمان میں باعتبار مذہب ومعاشرت کھلا امتیاز ہونا چاہئے۔ عہد فاروقی میں ہر ذمی کافر سے جو عہد لیا جاتا تھا وہ درج ہے۔ (طوالت سے بچنے کے لئے اس فاروقی حکم نامہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)

"ہم مسلمانوں کی توقیر کریں گے۔ ہم اپنی مجلسوں سے کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر وہ بیٹھنے کا ارادہ کریں گے۔ ہم ان کے ساتھ لباس کی کسی چیز میں مشابہت نہیں کریں گے۔ ٹوپی یا عمامہ جوتے ہوں یا سر کی مانگ، ہم ان کا سا کلام نہ کریں گے۔ ہم ان کی سی کنیتیں نہ رکھیں گے۔ ہم زین پر گھوڑے کی سواری نہ کریں گے۔ تلوار نہ لٹکائیں گے۔ کوئی ہتھیار نہ رکھیں گے۔ ہم اپنی مہروں کے نقش عربی میں کندہ نہ کرائیں گے۔ شراب کا بیچ بند کریں گے۔ ہم طرہ (سر کے اگلے حصہ کے وہ بال جو بطور فخر وتزئین کے رکھے جاتے ہیں) کٹوا دیں گے۔ (جیسا کہ آج بھی انگریزی بالوں کے نام سے یہ طرہ مشہور ہے) ہم جہاں رہیں گے اپنی ہی وضع پر رہیں گے۔ ہم اپنے گرجوں میں صلیب کو بلند نہ کریں گے۔ مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں اپنی کتابوں اور صلیب کو بلند نہ کریں گے۔ ہم اپنے گرجوں میں ناقوس نہایت ہلکی آواز میں بجائیں گے۔ نہ ہم دعائے استسقاء کے لئے ہجوم لے جائیں گے۔ نہ ہم اتوار کی عید اور اس کا جشن منائیں گے۔ ہم اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہ کریں گے۔"

"اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ ؒ"

اس فاروقی حکم نامہ کے ایک ایک لفظ سے یہ عیاں ہو رہا ہے کہ جس طرح مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ کفار سے ظاہراً وباطناً کوئی مشابہت اختیار نہ کریں۔ اسی طرح اسلامی حکومت کفار کو بھی مجبور کرے گی کہ وہ کفر پر رہتے ہوئے ایسی وضع اختیار نہ کریں۔ جس سے کافر و مسلم کا امتیاز مٹ جائے۔

شناختی کارڈ تو مسلم و غیر مسلم کے امتیاز کو باقی رکھنے کا بالکل ابتدائی قدم ہے۔ اسلام تو زندگی کے تمام مراحل میں اس امتیاز کو پوری قوت کے ساتھ قائم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جس شخص کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی اسلام کا یہ حکم ناپسند ہے۔ وہ اپنے لئے غیر مسلموں کے شناختی کارڈ کے اجراء کی درخواست دے سکتا ہے۔ ہم اس پر انا للہ پڑھنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟

یہاں ہم پاکستان کے غیر مسلم باشندوں کی خدمت میں یہ ضرور عرض کریں گے کہ اسلام میں اس فرق مراتب کا منشاء ان کے ساتھ ظلم و بے انصافی نہیں۔ آپ کے جائز حقوق جو بحیثیت رعایا آپ کو ملنے چاہئیں ان کی ادائیگی پر سب سے زیادہ زور اسلام ہی دیتا ہے۔ آپ کے جانی و مالی حقوق مسلمانوں کے برابر ہیں۔ کسی مسلمان کو آپ کے جان و مال پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں اور کسی مسلمان حاکم کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ آپ کے نزاعات میں صحیح و منصفانہ فیصلہ نہ کرے۔ عدل و انصاف اور انسانی ہمدردی بلا استثناء سب کے لئے ہے اور عزت و عظمت صرف اللہ اور اہل اللہ کے لئے ہے۔ "وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنفقین لا یعلمون (المنافقون ۸)"

اب دیکھنا یہ ہے کہ محوتی ارکان، دانشوروں، علمائے، مشائخ، سیاستدانوں، رو قومی والوں اور خود حقیقت مسیحی حضرت کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

قائداعظم بانی پاکستان

قائداعظم محمد علی جناح جداگانہ طرز انتخاب کے داعی اور عمل کرانے والے تھے۔

علامہ اقبال

علامہ اقبال دو قومی نظریہ کے خالق تھے۔

جناب غلام اسحاق خان صدر مملکت پاکستان

"صدر مملکت جناب غلام اسحٰق خان نے ایک وفد سے فرمایا کہ شناختی کارڈ میں قومی تشخص کے ساتھ اسلامی تشخص کا اپنانا بھی آئینی ضرورت ہے۔ کیونکہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ وفد کی قیادت جے یو آئی کے سیکرٹری جنرل سینیٹر حافظ حسین احمد کر رہے تھے۔ جب کہ مولانا علی آکبر ایم این اے، سینیٹر راجہ ظفر الحق، مولانا محمد امین ایم این اے، مولانا حسن جان ایم این اے، میاں عطاء محمد قریشی ایم این اے اور مجلس کے مرکزی رہنما مولانا اللہ

وما، مفتی احتشام الحق بلوچستانی، قاضی احسان الحق اور قاری منور حسین وفد میں شامل تھے۔"

(قومی اخبارات ۱۱ فروری ۱۹۹۲ء)

"شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ معقول مطالبہ ہے۔ اس سے مجھے اتفاق ہے۔ اس کے ماننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے اور نہ ہی کسی کو اپنے مذہب کے اظہار پر شرمانا چاہئے۔" (قاضی حسین احمد سے ملاقات کے دوران صدر مملکت کا فرمان)

(نوائے وقت ۲۲ مئی ۱۹۹۲ء)

"پاکستان میں مسلمان، عیسائی اور دیگر غیر مسلم رہتے ہیں۔ ان کی الگ شناخت ہونی چاہئے۔" (روزنامہ خبریں لاہور ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

سابق صدر مملکت و وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو

بھٹو صاحب نے ۱۹۷۴ء میں نہ صرف قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ رجسٹریشن ایکٹ میں ترمیم کر کے شناختی کارڈ کے فارموں میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا۔

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق

جنرل ضیاء الحق نے جداگانہ طرز انتخاب رائج کیا۔ مسلم و غیر مسلم ووٹر لسٹوں کی علیحدہ رنگت تجویز کی اور پاسپورٹ میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا۔

اسلامی نظریاتی کونسل

گورنمنٹ پاکستان کے ادارہ "اسلامی نظریاتی کونسل" نے اپنی ۸-۱۹۷۷ء کی ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ اس وقت کونسل کے چیئرمین جناب محمد افضل چیمہ ریٹائرڈ جج سپریم کورٹ آف پاکستان تھے۔ ریٹائرڈ جسٹس صلاح الدین، جناب اے کے بروہی، جناب خالد اسحاق ایڈووکیٹ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، حضرت مفتی سیاح الدین، حضرت مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا محمد تقی عثمانی (موجودہ جج شریعت سپریم کورٹ اپیلٹ بنچ) حضرت مفتی جعفر حسین مجتہد، مولانا محمد حنیف ندوی، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، جناب تجمل حسین ہاشمی، حضرت مولانا شمس الحق افغانی، علامہ سید محمد رضی، جناب ایس ایم اے اشرف، محترمہ ڈاکٹر مسز خاور خان چشتی، ایسے نابغہ روزگار اس ادارہ کے اس وقت میں

ارکان تھے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو سفارش کی وہ یہ ہے۔

شناختی کارڈوں پر دین کا اندراج

"اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی کہ شناختی کارڈوں پر دین کا خانہ بڑھایا جائے۔ یہ اضافہ اس لئے تجویز ہوا کہ بعض موجودہ اور مجوزہ قوانین کے نفاذ کے لئے شہریوں کے دین کا جاننا بھی ضروری ہے۔ مثلاً زکوٰۃ اور عشر کی وصولی، حدود کا نفاذ وغیرہ۔"

(اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ ۷۸-۱۹۷۷ء ص ۱۵۳)

قومی اسمبلی کے ۷۲ ممبران

مولانا محمد خان شیرانی پارلیمانی لیڈر جمعیت العلمائے اسلام، مولانا معین الدین لکھوی پارلیمانی لیڈر جمعیت اہل حدیث، جناب لیاقت بلوچ پارلیمانی لیڈر جماعت اسلامی، صاحبزادہ مولانا حامد سعید کاظمی پارلیمانی لیڈر جمعیت العلمائے پاکستان، جناب غلام مصطفیٰ جتوئی پارلیمانی لیڈر این پی پی، مولانا محمد صدیق شاہ ایم این اے، مولانا علی اکبر ایم این اے، مولانا محمد امین ایم این اے، جناب عالم زیب ایم این اے، مولانا حسن جان ایم این اے، جناب خالق داد ایم این اے، جناب انوار الحق رامے ایم این اے، جناب نذیر احمد ورک ایم این اے، راجہ محمد ظہیر ایم این اے، جناب میاں محمد عثمان ایم این اے، جناب عزیز احمد ایم این اے، جناب ظفر اللہ دھاندلہ ایم این اے، جناب گل حمید روکھڑی ایم این اے، جناب شاہد خاقان عباسی ایم این اے، جناب غلام ربانی کھر ایم این اے، جناب عطا محمد قریشی ایم این اے، جناب سردار عبدالقیوم خان ایم این اے، جناب محمد اکرم انصاری ایم این اے، مولانا محمد اعظم طارق ایم این اے، مولانا رحمت اللہ ایم این اے، سردار محمد یوسف ایم این اے، جناب چوہدری نذیر احمد ایم این اے نے وزیر اعظم پاکستان کے نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ایک عرضداشت پر دستخط کر کے دیئے۔ وزیر اعظم سے عرضداشت میں کہا گیا کہ "دو قومی نظریہ جداگانہ طرز انتخاب اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش چاروں صوبوں کی سفارشات، وزارت داخلہ، وزارت قانون، وزارت مذہبی امور کی سفارشات کی روشنی میں یہ امر تقاضا کرتا ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج کیا جائے۔ یہ ضروری امر ہے کہ عالمی مجلس نے صرف ۷۲ ممبران اسمبلی کے دستخطوں پر صرف اس لئے اکتفا کیا کہ ۱۹۷۴ء کی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پر بھی اتنے ہی ممبروں کے ابتدائی دستخط تھے۔ بھٹو صاحب نے اسے تسلیم کر لیا۔ خدا کرے کہ جناب میاں محمد نواز شریف صاحب بھی اس وعدے کو پورا کریں۔" (عرضداشت پر دستخطوں کی

کاپی مجلس کے مرکزی دفتر میں موجود ہے)

حکومت پاکستان کا فیصلہ

مورخہ ۱۳ / اکتوبر ۱۹۹۲ء وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار خان نیازی کی صدارت میں ساڑھے تین بجے پاکستان سیکرٹریٹ آر بلاک اسلام آباد میں اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی۔

۱..... مولانا محمد عبدالستار خان نیازی وفاقی وزیر مذہبی امور۔

۲... چوہدری شجاعت حسین وفاقی وزیر داخلہ۔

۳. . جناب مظہر رفیع صاحب وفاقی سیکرٹری مذہبی امور۔

۴ .. . مولانا عبداللہ خلجی مشیر مذہبی امور حکومت بلوچستان۔

۵ جناب پیر سید خورشید بخاری ایم این اے ملیر۔

۶.... مفتی غلام سرور قادری جامعہ رضویہ لاہور۔

۷... .. مولانا اشرف علی قریشی ممبر اسلامی نظریاتی کونسل۔

۸.... جناب عبدالرؤف ملک متحدہ علماء کونسل۔

۹ جناب حاجی محمد حنیف طیب، کراچی۔

۱۰ جناب پیر محمد فیض الحق فیضی، راولپنڈی۔

۱۱ جناب میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس، اسلام آباد۔

۱۲.... جناب مولانا سید حسین الدین شاہ جامعہ رضویہ، راولپنڈی۔

۱۳..... قاضی محمد عبدالخبیر عباسی، راولپنڈی۔

۱۴ جناب سید افتخار حسین نقوی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ۔

۱۵ جناب سید ریاض حسین نقوی، شیعہ رہنما، اسلام آباد۔

۱۶ . پروفیسر محمد مکی، لاہور۔

۱۷... وزارت مذہبی امور و وزارت داخلہ کے اعلیٰ افسران۔

بالاتفاق مندرجہ ذیل فیصلہ کا اعلان قومی نشریاتی اداروں اور قومی اخبارات کو جاری کیا گیا۔ "آئندہ فیصلے کے مطابق قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج کیا جائے گا اور اس خانے میں ہر شخص کا مذہب یعنی اسلام، عیسائیت، بدھ مت، ہندومت، سکھ مت، پارسی، قادیانی (لاہوری) وبہائی کا اندراج ہوگا۔ جو شناختی کارڈ جاری ہو چکے ہیں۔ ان میں بھی ترمیم کی

جائے گی۔"

پاکستان میں چونکہ جداگانہ طریق انتخاب جاری ہے اور اس سلسلے میں مذہب کا اندراج ان کی شناخت کو آسان بنا دے گا۔ مزید یہ کہ زکوٰۃ اور حدود جیسے شرعی قوانین میں غیر مسلم اقلیتوں کو جو استثنیات حاصل ہیں۔ اس میں ان کی شناخت آسان ہوگی۔" (کاروائی اجلاس)

جناب میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان

"شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کا فیصلہ حتمی ہے۔ اس بارے میں کسی کو ابہام نہیں رہنا چاہئے۔ اس پر عمل درآمد کے انتظامی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔" (روزنامہ نوائے وقت پنڈی، مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

چاروں صوبائی حکومتوں کی رپورٹ

"وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا کہ ایک گشتی مراسلہ میں چاروں صوبوں کے چیف سیکرٹریوں نے وفاقی حکومت کو مطلع کیا ہے کہ صوبائی حکومتوں کو قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا کالم کے اندراج پر کوئی اعتراض نہیں۔ وہ آج یہاں قومی اسمبلی میں وقفہ سوالات کے دوران حاجی محمد جاوید پراچہ کے سوال کا جواب دے رہے تھے۔"

(روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی مورخہ ۷ اگست ۱۹۹۲ء)

چوہدری شجاعت حسین وفاقی وزیر داخلہ

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ختم نہیں ہوگا۔ حکومت فیصلہ واپس لینے پر غور نہیں کر رہی بلکہ خانہ کا اندراج آئین کے تحت مسلمان کی تعریف کے مطابق کیا جائے گا۔"

(روزنامہ پاکستان مورخہ ۴ نومبر ۱۹۹۲ء)

"پورے ملک میں جعل سازی اور غلط کارڈوں کے استعمال کو روکنے کے لئے کمپیوٹر سسٹم پر شناختی کارڈ بنائے جا رہے ہیں۔ تاکہ تخریب کاری کو روکا جا سکے۔ اس میں مذہب کے خانے کا اضافہ اصولی اور آئینی فیصلہ ہے۔ فیصلہ واپس نہیں ہوگا۔ اب آئین کے مطابق اس کو نافذ کرنا ہے۔" (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۲ء)

چوہدری عبدالغفور وفاقی وزیر قانون

"سینٹ اسمبلی وفاقی حکومت پر اپنا فیصلہ لاگو نہیں کر سکتی۔ قرارداد سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اندراج سے کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ بعض لوگ اسے سیاسی رنگ دے رہے ہیں۔" (روزنامہ پاکستان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۹۲ء)

"شناختی کارڈ کے فارم میں تو مذہب کا خانہ موجود ہے۔ ہمارے ہاں اقلیتی نمائندوں کے انتخاب کا طریقہ بھی جداگانہ ہے۔ عیسائیوں، ہندوؤں اور بدھ مذہب وغیرہ کے لوگوں کو علیحدہ علیحدہ نشستوں پر منتخب کیا جاتا ہے۔ اگر شناختی کارڈ میں ایسا خانہ ہو تو شناخت بہتر طور پر ہو جائے گی۔" (روزنامہ جنگ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

مولانا شاہ احمد نورانیؒ صدر جمعیت العلمائے پاکستان

"یہود اور عیسائی ہمیشہ مسلمانوں کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب بے حد ضروری اور لازمی ہے۔ آئین کے آرٹیکل ۲ میں واضح طور پر یہ موجود ہے کہ ریاست کا مذہب اسلام ہوگا۔ پھر اس بات کا اظہار شناختی کارڈ میں نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ مخالفین کل کو یہ بھی مطالبہ کر سکتے ہیں کہ پاکستان کے ساتھ اسلامی جمہوریہ کا لفظ نہیں ہونا چاہئے۔ جداگانہ طرز انتخاب کی بنیاد پر ملک معرض وجود میں آیا تھا اس سے انحراف کیوں؟"

(روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۸ نومبر ۱۹۹۲ء)

"پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ موجود ہے تو شناختی کارڈ میں اندراج پر اعتراض کیوں؟" (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۸ نومبر ۱۹۹۲ء)

"جو لوگ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں وہ ایسی بیرونی طاقتوں کے اشاروں پر کر رہے ہیں۔ مذہبی خانہ کے اضافے سے اقلیتوں کو دوسرے درجے کے شہری بنانے کی باتیں بھی حقائق کے منافی ہیں۔" (روزنامہ جسارت مورخہ ۸ نومبر ۱۹۹۲ء)

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا محمد اجمل خانؒ، مولانا فضل الرحمن، حافظ حسین احمد، مولانا محمد اجمل قادری

"شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ پاکستان میں دینی قوتوں کی فتح ہے۔ حکومت نے اس سے پہلے بہت سے وعدے کئے ہیں۔ لیکن ابھی تک پورے نہیں ہوئے۔ اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے تمام مذہبی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جدوجہد جاری رکھنی چاہئے۔ اگر حکومت نے اب ہیر پھیر کی کوشش کی تو تمام مذہبی قوتیں اپنے مطالبے کو منظور کرانے کے لئے میدان عمل میں ہوں گی۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ئ)

مولانا فضل الرحمن جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام

"۱۹۷۳ء کے آئین میں مسلم وغیر مسلم کی واضح تمیز موجود ہے جو ایک حقوق آئین ہے۔ خانہ مذہب کے اندراج سے قادیانیوں کی شناخت کا واضح کرتا ہے۔ اس لئے اس سے صرف قادیانیوں کو پریشان ہونا چاہئے۔ کسی دوسری غیر مسلم اقلیت کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بے دین شرارتی لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ ایک طے شدہ مسئلہ کو ابھار رہے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ عوام کو سڑکوں پر لایا جائے اور اگر ایسا ہوا تو اس فیصلہ کی مخالفت کرنے والے اپنے گھروں میں چھپ کر بھی پناہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۲ئ)

"اگر حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کرنے کے فیصلے پر جلد از جلد عملدرآمد نہ کیا تو اس کو زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا اور ایسا زبردست احتجاج کیا جائے گا کہ کسی رکن اسمبلی کو اسمبلی تک نہیں پہنچنے دیا جائے گا۔ سندھ اسمبلی نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کو شامل کرنے کے بارے میں جو قرارداد منظور کی ہے۔ ہم اس کو مسترد کرتے ہیں۔ سندھ اسمبلی نے یہ قرارداد منظور کر کے خود کو ایک بے دین ادارہ ثابت کیا ہے اور ہم سندھ اسمبلی کے قرارداد منظور کرنے کے اس اقدام پر لعنت بھیجتے ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۹ نومبر ۱۹۹۲ئ)

قاضی حسین احمد

امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے ۲۱ مئی ۱۹۹۲ء کے ختم نبوت کنونشن میں شرکت کی اور اسی روز صدر مملکت سے ملاقات کے دوران ان سے اس مسئلہ پر بات کی۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء کے جلسہ عام اسلام آباد میں شرکت کی اور شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کے اصولی موقف کے لئے اپنی جماعت، پارلیمانی گروپ کو وقف کر کے امت مسلمہ کی

رہنمائی کی۔

مولانا عبدالستار خان نیازی وفاقی وزیر مذہبی امور

"شناختی کارڈ میں مذہب کا کالم ناگزیر ہے۔ یہ مطالبہ تسلیم نہ کرنا ختم نبوت سے عملاً انکار کے مترادف ہے۔" (روزنامہ جنگ پنڈی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۹۲ء)

"سندھ اسمبلی بھان متی کا کنبہ ہے۔ قرارداد فیصلے کو متاثر نہیں کر سکتی۔ ان سیاسی نابالغوں کو سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ خانہ مذہب کے اضافے سے نہ صرف اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ ہوگا بلکہ ان کی اسمبلیوں میں نمائندگی بھی یقینی ہو جائے گی۔ پاکستان مسلمانوں کی جدوجہد سے قائم ہوا۔ مسلمان غیر مسلموں کے کہنے پر اپنی شناخت تبدیل نہیں کر سکتے۔ حکومت نے سوچ سمجھ کر اسلامی نقطہ نظر اور آئین کے تقاضوں کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ اس کے تبدیل کرنے کا امکان ہی نہیں ہے۔ جداگانہ طرز انتخاب کے باعث ملک بنا تھا۔ اس کی بنیادوں کی مخالفت کرنے والے اس کے دشمن ہیں۔" (روزنامہ پاکستان مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

"ہمارا تشخص شریعت محمدی ہے۔ مسلمان کو مسلمان اور عیسائی کو عیسائی لکھوانے پر شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ یہ محض پروپیگنڈہ ہے۔ یہ الزام سراسر غلط ہے کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے بعد اقلیتیں خود کو دوسرے درجے کا شہری سمجھیں گی۔ اگر مخلوط طریقہ انتخاب اپنایا جائے تو اقلیتوں کو ایک سیٹ بھی نہیں ملے گی۔ اب انہیں مرکز میں دس اور صوبوں میں تیس نشستیں ملی ہیں۔ اس لئے وہ اول درجے کے شہری ہیں۔ وہ قادیانیوں کے لادین عناصر کے پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں۔" (روزنامہ جنگ مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کرنے کا فیصلہ برقرار رہے گا اور اس سلسلہ میں کسی بھی مخالفت کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ اس فیصلہ پر عملدرآمد آئندہ ماہ سے شروع ہو جائے گا۔ وزیر اعظم نواز شریف پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ حکومت کسی قسم کے دباؤ میں نہیں آئے گی۔ اس سلسلہ میں صوبائی اسمبلیوں کی منظوری کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ رجسٹریشن وفاقی حکومت کا محکمہ ہے اور اس معاملے سے سندھ اسمبلی نے جو بحث کی ہے وہ قطعی بلا جواز ہے۔ جب کوئی شخص

مسلمان، عیسائی، ہندو، قادیانی یا کسی اور مذہب سے وابستہ ہے تو اسے یہ بتلانے یا شناختی کارڈ میں اس کا اندراج کرنے میں شرم کیسی۔ جب پاکستان میں جداگانہ انتخابات کا نظام رائج ہو چکا ہے اور ووٹ ڈالتے وقت شناختی کارڈ دکھانا ضروری قرار دیا جا چکا ہے تو اس سے واضح ہو جائے گا کہ ووٹر کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ مغربی ملکوں کو یہ بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ان کے ہاں مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور ان کے حقوق کس طرح سلب کئے جا رہے ہیں۔ جب کہ پاکستان نے تو قومی و صوبائی اسمبلیوں میں اقلیتوں کی نشستیں مخصوص کی ہوئی ہیں۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ء)

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے فیصلہ پر اپوزیشن، اقلیتوں کو بھڑکا رہی ہے۔ کیونکہ بے نظیر خود بھی دین سے بے خبر اور لادینی عناصر سے متاثر ہے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا فیصلہ واپس لینا خودکشی ہوگی۔ کیونکہ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔ آج عیسائی میرے پیچھے جا رہے ہیں۔ کتے کے گلے میں میری تصویر ڈال کر جلوس نکال رہے تھے۔ یہ سب ان کی گندی ذہنیت ہے۔ مذہب کے خانہ کا فیصلہ واپس نہیں لیا جائے گا۔ چاہے زمین و آسمان بدل جائے۔ ہم اس فیصلے پر ڈٹے ہوئے ہیں اور کوئی بھی مائی کا لال ہمیں اس فیصلہ سے دستبردار نہیں کر سکتا۔ ہم اسلام کے خلاف کسی کو بھونکنے نہیں دیں گے۔ عیسائیوں کو قادیانی بھڑکا رہے ہیں۔"

(روزنامہ پاکستان مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۹۲ء)

پروفیسر ساجد میر قائد جمعیت اہل حدیث

"مرزائی خود کو مسلمان ظاہر کر کے آئین سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کی سازشی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے آئین کے مطابق شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ ضروری آئینی تقاضا ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۲ء)

سردار آصف احمد علی وفاقی وزیر مملکت اقتصادی امور

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کا فیصلہ انتظامی مسئلہ ہے۔ اگر کسی کو اختلاف ہے تو اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کر سکتا ہے۔"

(روزنامہ پاکستان مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۹۲ء)

چوہدری احسان منیر بانی و چیئرمین مسلم فرنٹ پاکستان

"شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ کا فیصلہ مستحسن اقدام ہے۔ جو لوگ مذہب کے اندراج کو بہانہ بنا کر اس کی مخالفت اور اپنے سیاسی قد میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں وہ ناعاقبت اندیش ہیں۔ اس عمل سے حقوق انسانی کی کسی خلاف ورزی کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔"

(روزنامہ خبریں لاہور مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس اسلام آباد

"وزیر اعظم صاحب! آپ نے شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کے ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء کے حکومت کے اعلان پر، جو تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ سے وفاقی وزیر داخلہ اور وزیر مذہبی امور کے مذاکرات کے بعد جاری کیا گیا تھا کہ دو ٹوک میں توثیق فرما کر ایک عظیم فریضہ ادا کیا ہے۔ ہر کلمہ گو اللہ کے حضور سربسجود ہے۔ دعا گو ہے اور آپ کی جرأتوں کو ایک بار پھر سلام کرتا ہے۔"

(اشتہار اخبار جنگ، نوائے وقت، پنڈی مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی

"مذہب کے خانے کے اضافے پر احتجاج اسلامی نظام اور سیکولرازم کی کشمکش کا مظہر ہے۔ جو پاکستان میں اسلامی نظام حیات اور سیکولرازم کے مابین جاری ہے۔ ہر شخص کو اپنے مذہب سے اتنا تعلق تو ضرور ہونا چاہیئے کہ اس کے اظہار میں اسے کوئی تکلیف محسوس نہ ہو۔ مذہب ایک شہری کی شناخت کا حصہ ہے۔ شناختی کارڈ میں اس کا ضرور ذکر ہونا چاہیئے۔"

(روزنامہ نوائے وقت پنڈی مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

سابق وفاقی وزیر سینیٹر راجہ ظفر الحق سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی

"اس وقت دنیا بھر میں مسلمانوں میں ایک طرف اپنے وجود کا احساس بڑھ رہا ہے۔ دوسری طرف ان کو کمزور کرنے والی لادینی قوتیں سرگرم عمل ہیں اور اس خطے کو لادینی بنانے کے لئے امریکہ سے ہر قسم کے تعاون کو تیار ہیں۔ اسلام میں سیاست کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ پڑھے لکھے لوگ خانہ مذہب کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہ بات اسلام اور علامہ اقبال کی فکر کے منافی ہے۔ مسلم و غیر مسلم کا تشخص ضروری ہے۔ ہمیں مسلمان ہونے پر فخر ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۲ء)

"شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ ضرور ہونا چاہئے۔ اس سلسلہ میں حکومت کو تنقید کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ مذہب ایک ایسی شناخت ہے جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ بے دین لوگ کل کو یہ بھی کہیں گے کہ اذان ہونے پر محفل سے اٹھ کر نماز پڑھنا آداب محفل کے خلاف ہے تو کیا ہم نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے؟ جو قوم ایسے مسائل پر سمجھوتے کرنے لگے اس کا وجود باقی نہیں رہتا۔" (روزنامہ پاکستان مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ء)

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی سرپرست سپاہ صحابہ پاکستان

"پاکستان ایک اسلامی نظریاتی مملکت میں قادیانی فتنہ کی سازشی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا جائے۔ یہ دو قومی نظریہ کی تکمیل ہوگی۔" (روزنامہ پاکستان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۹۲ء)

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل نہ کیا گیا تو دو قومی نظریہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔ اگر دو فیصد اقلیت اپنی بات احتجاج اور ہڑتالوں سے منوا سکتی ہے تو ۹۸ فیصد عوام بھی یہ کر سکتے ہیں۔" (روزنامہ خبریں مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء)

مولانا ضیاء القاسمی چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی مخالفت قادیانیوں کے اشارے پر ہو رہی ہے۔ پیپلز پارٹی اور مسیحیوں کو اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو کیوں خوش کر رہے ہیں۔ یورپی ممالک میں کہیں اقلیتوں کو اتنے حقوق حاصل نہیں جتنے پاکستان میں اقلیتوں کو حاصل ہیں۔ اب وہ اس کی نظریاتی سرحدوں کو پاش پاش کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہوں۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۳ نومبر ۱۹۹۲ء)

مطیع رسول سعیدی، انجمن سپاہ مصطفیٰ پاکستان

"حکومت اقلیتوں کے بلا جواز واویلا سے متاثر ہونے یا دباؤ میں آنے کی بجائے اس فیصلہ پر عملدرآمد میں تاخیر نہ کرے۔" (روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۳ نومبر ۱۹۹۲ء)

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد سے ملاقات کے دوران تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے رہنما علامہ سید افتخار حسین نقوی نے کہا کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اندراج پر قانون کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔ اس پر ہمیں اتفاق ہے۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے رہنما سواد مرزا یوسف حسین اور مولانا سجاد حیدر بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔"

(روزنامہ نوائے وقت پنڈی مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

میر مفتی عبدالرزاق قدوسی قائد عالمی تحریک دعوت اخلاق پاکستان

"مذہب کے خانہ کے اندراج سے اقلیتوں کو فائدہ ہوگا۔ ان کے مفادات کا تحفظ ہوگا۔ نظریہ پاکستان کی تکمیل ہوگی۔ اسلامی تشخص ہماری پہچان ہے۔ اسے کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے۔" (روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

"نفاذ شریعت کمیٹی کا اجلاس مولانا عبدالستار خان نیازی کی صدارت میں اسلام آباد منعقد ہوا۔ ریٹائرڈ جسٹس گل محمد خان سمیت تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس نے سرحد اسمبلی کی قرارداد کو غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اسے مسترد کر دیا اور شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کو ضروری قرار دیا۔" (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۲ء)

"پروفیسر خورشید احمد سینیٹر، سینیٹر سعید قادر نے سینیٹ آف پاکستان کے اجلاس میں مطالبہ کیا کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اندراج کیا جائے۔ جب پاسپورٹ میں خانہ مذہب موجود ہے اور شناختی کارڈ کے فارموں میں بھی مذہب کا کالم موجود ہے تو کارڈ میں اندراج سے ہچکچاہٹ کیوں؟" (روزنامہ نوائے وقت پنڈی مورخہ ۷ جولائی ۱۹۹۲ء)

میاں احمد قادری سماجی راہنما

"محترمہ بے نظیر کا اس معقول امر سے انحراف اسلام سے بے خبری کی علامت ہے۔ محترمہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ فیصلہ ان کے باپ کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلہ کی تکمیل اور ضرورت ہے۔ ان کی چند ماہ سے منفی سیاست کا مقصد صرف زرداری کے

بدعنوانیوں پر پردہ ڈالتا ہے۔" (روزنامہ جرأت راولپنڈی مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

تحریک تحفظ حرمین شریفین پاکستان

"تحریک تحفظ حرمین شریفین پاکستان کے امیر نے کہا کہ اس فیصلہ پر عمل درآمد سے تخریب کاری اور بے سوئی جیسے خطرناک جرائم کی زبردست حوصلہ شکنی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص میں اپنے مذہب کے اظہار کی جرأت ہونی چاہئے۔ مذہب کو چھپانے والے منافق ہوتے ہیں۔" (جنگ لاہور مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

مولانا سید امیر حسین گیلانی امیر جمعیت العلمائے اسلام پنجاب

"شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ سے قادیانی ہی متاثر ہوں گے۔ باقی اقلیتیں ان کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ تمام اقلیتیں اپنا تشخص اور شناخت رکھتی ہیں۔ اس سے ان کی دل آزاری نہ ہوگی۔ بلکہ ان کے حقوق کا تحفظ ہوگا۔ اس پر احتجاج قادیانی سازش ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۳ نومبر ۱۹۹۲ء)

مولانا زاہد الراشدی

"قادیانیوں نے خود کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے اور ہر سطح پر اپنے آپ کو مسلمان کے روپ میں پیش کرنے کی روش پر قائم ہیں۔ اس لئے یہ ناگزیر ہو گیا کہ ان کی جداگانہ حیثیت کا قانونی اظہار کیا جائے۔ اسی وجہ سے شناختی کارڈ کے فارم میں عقیدہ ختم نبوت پر مشتمل حلف نامہ شامل کیا گیا۔ تاکہ کوئی قادیانی خود کو بطور مسلمان رجسٹرڈ نہ کرا سکے۔ لیکن قادیانیوں کی طرف سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی ضد قائم رہی۔ حتیٰ کہ جداگانہ بنیادوں پر الیکشن کرانے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ووٹ الگ الگ درج کرنے کا فیصلہ ہوا تو قادیانیوں نے بطور غیر مسلم اپنے ووٹ درج کرانے سے انکار کر دیا اور اس انکار پر آج بھی وہ قائم ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں اور ہر ممکن طریقے سے ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی اس روش کے باعث بہت سے قانونی تقاضوں کے لئے قادیانیوں کی مذہبی حیثیت کا تعین نہیں ہوتا۔ جس کا اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کر کے شناختی کارڈ فارم میں موجود حلف نامہ کی بنیاد پر

ہر شہری کی مذہبی حیثیت کا اظہار کر دیا جائے تا کہ کوئی شخص اس بارہ میں اشتباہ و دھوکہ دینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔"

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۹۲ء)

مسٹر حمزہ ممبر قومی اسمبلی و چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی

"شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کے خلاف مسیحی اقلیت کا احتجاج بلاجواز ہے۔ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ قادیانیوں کی بیرون ملک سازشوں کے پیش نظر رکھا گیا ہے۔ بے نظیر بھٹو کس منہ سے قادیانیوں کی حمایت کر رہی ہیں۔ جبکہ ان کے باپ نے ۱۹۷۴ء میں خود قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔" (روزنامہ پاکستان مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

شہباز شریف ممبر قومی اسمبلی

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اسے کسی صورت میں واپس نہیں لیا جائے گا۔" (روزنامہ جنگ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

حافظ زبیر احمد ظہیر سیکرٹری جنرل مرکزی جماعت اہل حدیث

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ حرمین شریفین کا لازمی تقاضا اور دو قومی نظریہ کی تکمیل ہے۔ اگر شناختی کارڈ میں یہ خانہ موجود نہ ہو تو قادیانیوں کے حرمین شریف جانے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں۔" (روزنامہ پاکستان مورخہ ۱ نومبر ۱۹۹۲ء)

ڈاکٹر افضل اعزاز ایم پی اے (پارلیمانی لیڈر جماعت اسلامی، پنجاب اسمبلی)

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ اس سے بیرون ملک یا حج پر جانے والے پاکستانیوں میں مسلم اور غیر مسلم کا فرق واضح ہو جائے گا۔ دوسرے چونکہ ہمارے ہاں زندگی کے سارے امور شناختی کارڈ سے ہی طے ہوتے ہیں۔ پاسپورٹ، ڈومیسائل سمیت تمام دستاویزات کی تیاری میں شناختی کارڈ کو ہی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ شناختی کارڈ پر جہاں نام، ولدیت، عمر، تعلیم اور پتے کا اندراج ہوتا ہے۔ وہاں مذہب کے اندراج سے کیا قیامت آجائے گی؟ مذہب کو چھپانے کی کوئی وجہ تو ہے۔ آخر ....؟ مذہب کو تو اعتماد سے

ڈنکے کی چوٹ پر کرنا چاہئے۔ مذہب چھپانے والوں کا یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ انہیں اپنے مذہب پر کامل یقین اور اعتماد نہیں ہے۔" (روزنامہ جسارت مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۲ئ)

نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے میں اضافے کا فیصلہ شرعی اور آئینی طور پر بالکل درست ہے۔ یہ جمہوریت اور انسانی حقوق کی راہ میں اچھی پیش رفت ہے۔ مختلف آزاد خیال دانشوروں اور اقلیتی رہنماؤں کی طرف سے کئے گئے اعتراضات بالکل بے بنیاد اور کم علمی کا نتیجہ ہیں۔ انہیں قادیانیوں کے ہاتھوں میں کھلونا نہیں بننا چاہئے۔" (راقم کے نام جناب نذیر احمد غازی صاحب کے تاثرات)

احمد علی قصوری مرکزی راہنما پاکستان عوامی تحریک

"مذہب کو چھپانا منافقت ہے اور ہمیں اپنا مذہب ظاہر کرتے ہوئے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ مسلمان جن ملکوں میں اقلیت میں ہیں۔ وہاں بھی اپنے مذہب کو نہیں چھپاتے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ قادیانیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے ہے۔"

(روزنامہ پاکستان مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ئ)

حاجی عبدالمجید رحمانی جائنٹ سیکرٹری تحریک تکمیل پاکستان

"جن لوگوں کو اپنا مذہب بتاتے ہوئے شرم آتی ہے وہ اپنا مذہب تبدیل کر لیں۔ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب مستحسن فیصلہ ہے۔"

جاوید احمد غامدی

"مذہب انسان کی سب سے بڑی شناخت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی کو اپنے عقیدے کے بارے میں بتاتے ہوئے شرمانا نہیں چاہئے۔ ہر مسلمان اور غیر مسلمان کے لئے اس کا مذہب، اگر وہ اس پر ایمان رکھتا ہے تو باعث شرف ہے۔ یوں شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج لوگوں کے لئے باعث شرف ہے اور یہ بالکل صحیح اقدام ہے۔ لوگوں کو اس پر ہنگامہ نہیں کرنا چاہئے اور جو لوگ ایسا کر رہے ہیں وہ فساد پھیلانا چاہتے ہیں۔" (ہفت روزہ زندگی مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۲ئ)

سابق جسٹس گل محمد خان

یہ ایک مستحسن قدم ہے کہ حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ اقدام نہ صرف نہایت عاقلانہ ہے۔ بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے عین مطابق بھی ہے۔ کچھ آزاد خیال لوگوں نے اخبارات میں اس اقدام کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ جو افسوسناک بات ہے۔

کیا یہ فخر کی بات ہے یا شرمندگی کی کہ آدمی کا مذہب اس کے شناختی کارڈ میں لکھا ہوا ہو اور وہ ان تمام حقوق کے لئے چارہ جوئی کر سکتا ہو۔ جو دستور میں اسے دیئے گئے ہیں۔ میں یہ بات بالکل نہیں سمجھ سکا کہ شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کے اضافے سے کوئی آدمی دوسرے یا تیسرے درجے کا شہری قرار پا سکتا ہے۔ کیا مذہب کسی آدمی کے لئے ندامت کی بات ہے۔ بہرحال اگر کوئی آدمی اپنے مذہب پر شرمندگی محسوس کرتا ہے تو وہ ہمدردی کا مستحق ہے۔ خدا اس پر رحم کرے۔

سب کو معلوم ہے کہ اب پاسپورٹ صرف شناختی کارڈ کی بناء پر جاری کئے جاتے ہیں۔ کیا پاسپورٹ مکہ مکرمہ اور حج پر جانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ سورہ توبہ آیت نمبر ۲۸ میں کہا گیا ہے "اے ایمان والو! بے شک مشرک ناپاک ہیں۔ اس سال کے ختم ہونے کے بعد ان کو مسجد حرام کے پاس نہ جانے دینا۔ اگر تمہیں غربت کا خطرہ ہے تو اللہ اگر چاہے گا تو اپنی کرم نوازی سے تمہیں مالا مال کر دے گا۔"

اسی حکم کی تعمیل میں مکہ کے قریب ایک چیک پوسٹ بنائی گئی ہے۔ جہاں سعودی حکومت دھیان رکھتی ہے کہ کوئی غیر مسلم اس مقدس شہر میں داخل نہ ہونے پائے۔ اگر شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج نہ ہوگا تو یہ ممکن ہے کہ غیر مسلمان مسلمانوں کے سے نام رکھ کر پاسپورٹ حاصل کر لیں اور اس مقدس شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس لئے تمام مسلمان ممالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے شناختی کارڈ بنائیں جن میں مذہب کا اندراج ہو تاکہ اس خدائی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو سکے۔ (ہفت روزہ زندگی مورخہ نومبر ۱۹۹۲ء)

انجمن طلبات اسلام

"اسلام مذہبی امتیاز کی اجازت دیتا ہے۔ حکومت نے مذہبی قومیت کا اندراج کر کے پاکستان کو قادیانی سٹیٹ بننے سے بچا لیا ہے۔ شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کے اندراج کی مخالفت

کرنے والے قادیانی ایجنٹ ہیں۔ جن سے پوری قوم کو ہوشیار رہنا چاہئے۔ احتجاجی تحریکوں کی دھمکیاں دینے والے اسلام دشمن ہیں۔ ویمن ایکشن فورم نے کسی قسم کا احتجاج کیا تو انجمن طالبات اسلام قادیانی نواز خواتین کا مقابلہ کرے گی۔" (روزنامہ جنگ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۲ئ)

"جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے صدر عبدالرزاق کھوکھر، نائب صدر گل انقلابی، ڈاکٹر سکندر سومرو، اشتیاق احمد سومرو، یونس سونگی نے مشترکہ بیان میں شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اندراج کی حمایت کی۔" (جنگ کراچی مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۲ئ)

"گوجرانوالہ کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام حکیم عبدالرحمنؒ، حافظ محمد یوسف، حافظ محمد ثاقب، علامہ محمد احمدؒ، ڈاکٹر غلام محمدؒ، علامہ خالد حسین مجددی، مولانا نصیر الاسلام، صاحبزادہ محمد اشتیاق نے کہا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ قانونی تقاضوں سمیت اقلیتوں کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کے خلاف بیان بازی اسلام دشمنوں کا شاخسانہ ہے اور قادیانی سازش ہے۔ شناختی کارڈ فارموں، پاسپورٹ، ووٹر لسٹوں میں خانہ مذہب موجود ہے۔ اس سے اقلیتوں کے حقوق متاثر نہیں ہوئے تو شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اندراج سے کیسے متاثر ہوں گے؟

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۲ئ)

پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، جمعیت علماء اسلام، جمعیت اہل حدیث، سپاہ صحابہ، سپاہ مصطفیٰ، ادارہ منہاج القرآن کے رہنماؤں نے مولانا نذیر احمد کی صدارت میں ربوہ میں خطاب کرتے ہوئے حکومت کے فیصلہ پر خوشی کا اظہار کیا اور اس کی مخالفت کرنے والے کو قادیانی اشارہ پر کام کرنے والوں کو شاخسانہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ مسیحی اور دیگر اقلیتوں کو خوش ہونا چاہئے کہ وہ آئندہ اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کر کے اپنے عقیدہ کے نمائندہ ممبران کو اسمبلی میں بھجوا سکیں گے۔

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۲ئ)

"علمائے ملتان نے مشترکہ پریس سے خطاب کرتے ہوئے، وفاق المدارس کے نائب قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، قاری نور الحق ایڈووکیٹ، مفتی عبدالقوی، مولانا عبدالمجید ندیم، جمعیت علماء اسلام کے شیخ محمد یعقوب نے کہا کہ قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم ہیں۔ لیکن اس کے باوجود خود کو غیر قانونی طور پر مسلمان ظاہر کر کے آئین سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس لئے شناختی کارڈ میں مسلم و غیر مسلم کی تمیز کی جائے۔"

(روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۹۲ئ)

"مجلس احرار اسلام کے مولانا سید عطاء المحسن شاہ نے کہا کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب آئینی تقاضا ہے۔" (روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۹۲ئ)

مرکزی انجمن غلامان مصطفیٰ پاکستان

"شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اندراج مستحسن فیصلہ ہے۔ اسے ابتداء سے نافذ ہونا چاہئے تھا۔ مگر دیر آید درست آید۔ اب اس پر نا تجربہ کریں۔ اس کی مخالفت جائے مخالفت کرنے والے قادیانی ایجنٹ ہیں۔" (روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۲ئ)

جمعیت علماء اسلام پاکستان

"جمعیت علماء اسلام پاکستان نے اپنے پارلیمانی اور مجلس عاملہ کے مشترکہ اجلاس میں قرارداد منظور کی کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب درج کیا جائے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ئ)

دینی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس

"اسلام آباد میں جماعت اسلامی کے امیر مولانا قاضی حسین احمد کی دعوت پر ان کی صدارت میں دینی جماعتوں کا اجلاس ہوا۔ جس میں جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ، مولانا گوہر الرحمن، اتحاد العلماء کے مولانا فتح محمد، مولانا عبدالمالک خان، جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری برکات احمد، انجینئر سلیم اللہ خان، جمعیت علماء اسلام (س) کے مولانا قاضی اسرار الحق، صاحبزادہ عبدالرحمن اشرفی نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ شناختی کارڈ میں مسلم وغیر مسلم کے تشخص کے لئے ضروری ہے کہ مذہب کا خانہ درج کیا جائے۔"

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۲ئ)

عالمی متحدہ مجلس خلافت

"تیرہ مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے مشترکہ الائنس عالمی متحدہ خلافت کے راہنماؤں، سابق وفاقی وزیر مظہر ندوی، مفتی غلام سرور قادری، میجر سیف اللہ خالد، ڈاکٹر جہانگیر شہاب، میجر رشید، میاں عبدالرحمن، مولانا عبدالرحمن مدنی، علامہ ایاز ظہیر کاشمیری، رحمت علی

چوہدری محمد رشید احمد گنگوہی نے مشترکہ بیان میں نئے شناختی کارڈ پر مذہب کے خانہ کا اضافہ کرنے پر حکومتی فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ یہ انتہائی درست اور مستحسن اقدام ہے۔ انہوں نے کہا کہ شناختی کارڈ کے فارموں پر مذہب کا خانہ موجود ہے تو شناختی کارڈ میں بھی مذہب کے اندراج سے اقلیتوں کے حقوق متاثر ہونے کا پروپیگنڈہ قادیانی لابی کی شرارت ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

۱۳ دینی جماعتوں کا اجلاس

"شیرانوالہ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی، پاکستان عوامی تحریک، جمعیت اہل حدیث، خاکسار تحریک، جمعیت اشاعت التوحید، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندگان، جنرل ایم زیڈ انصاری، چوہدری اسلام سلیمی، حافظ محمد ادریس، مولانا تاج محمد، سید امیر حسین گیلانی، صاحبزادہ امجد خان، حافظ زبیر احمد ظہیر، پروفیسر ساجد میر، عبدالقدیر خاموش، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت ایک سو نمائندگان نے شرکت کی۔ میاں محمد جمیل قادری نے فیصلوں کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم اقلیتی نمائندوں کو ملیں گے۔ مگر وہ بھی حقائق کا سامنا کریں کہ آخر کسی کو اپنے مذہب کے اظہار پر ملال کیوں ہے؟ حکومت نے فیصلہ بدلا تو ہم شریعت پاور استعمال کریں گے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت

۱۸ دینی وسیاسی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ جس نے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت کی قیادت کی۔ اس وقت اس کے سربراہ مخدوم المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم تھے۔ یہ پلیٹ فارم شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کی اجراء کا داعی تھا۔ اس کی کاوشیں ملاحظہ ہوں۔

۱..... "۳ فروری کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں ۱۸ دینی جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، مولانا عبدالقادر روپڑی، ڈاکٹر اسرار احمد، میاں محمد احمد قادری، جنرل محمد حسین انصاری، مرزا ہدایت اللہ شدی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حاجی بلند اختر، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسماعیل، مولانا امجد خان، مولانا تاج محمد، مولانا عبدالمالک، ملک عبدالرؤف، علامہ علی غضنفر کراروی، ڈاکٹر علامہ خالد

محمود، مولانا عبدالرحمن اشرفی، صاحبزادہ فیض القادری نے شرکت کی اور شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کے لئے ۱۳ فروری کو ملک بھر میں یوم مطالبات منانے کا فیصلہ کیا۔''

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۵ فروری ۱۹۹۲ء)

۲۔۔۔ ''۱۳ فروری کو ملک بھر میں یوم مطالبات منایا گیا۔''

۳۔۔۔۔ ''۲۲ مئی کو اسلام آباد ہوٹل میں ملک کی ۱۸ دینی جماعتوں کا مشترکہ کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کی۔ قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمن، جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد، جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق، قومی اسمبلی کے ارکان نذیر احمد ورک، جناب گل حمید روکڑی، میجر جہانگیر شاہ، مولانا زاہد الراشدی، سابق ایم۔ این۔ اے مولانا عبدالحق، ملک محمد اسلم کھیلا، مولانا محمد اجمل قادری، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا محمد اسحاق ظہیری، قاضی اسرار الحق، مولانا عبدالعزیز حنیف، مولانا زبیر احمد ظہیر، مولانا عبدالملک خان، میجر محمد امین منہاس اور دیگر مقررین نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے مطالبہ کی حمایت کی اور اس بات پر زور دیا کہ وہ انگریزوں کے پیدا کردہ فتنہ قادیانیت کو تحفظ دینے کے بجائے انہیں آئین کا پابند بنایا جائے۔''

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۹۲ء)

۴۔۔۔ ''۲۹ مئی جمعہ کو پورے ملک میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر پورے ملک میں شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کے لئے یوم مطالبات منایا گیا۔''

۵۔۔۔ ''لاہور میں ۷ ستمبر کو حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت تمام جماعتوں کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس کا مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا۔ جس میں شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے خانہ کو دو قومی نظریہ کا ناگزیر تقاضا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی منطقی ضرورت قرار دیا گیا اور ۱۲ اکتوبر کو اسلام آباد میں مظاہرہ کا اعلان کیا۔''

(روزنامہ پاکستان مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۹۲ء)

۶۔۔۔ ''۱۴ اکتوبر کو آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ صدارت امیر مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے کی۔ جب کہ مقررین میں مولانا

فضل الرحمن، قاضی حسین احمد، پروفیسر ساجد میر، مولانا اسحاق، مولانا سمیع الحق، مولانا اعظم طارق، مولانا چراغ الدین شاہ، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا عبدالمالک، مولانا منظور چنیوٹی، مولانا عزیز احمد فاروقی، قاضی محمد اسد اللہ عباسی، مولانا عبدالرؤف الازہری، مقصود حسین شاہ گردیزی اور دیگر علماء کرام شامل تھے۔ کانفرنس میں متفقہ طور پر قرارداد پاس کی گئی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے فیصلہ پر عمل درآمد کرنے میں کسی بھی قسم کا تساہل یا تاخیری حربہ استعمال کر کے اس کو متنازعہ بنانے کی کوشش نہ کرے۔ یہ آئینی، قومی، متفقہ مسئلہ ہے۔ اسے عمل جامہ پہنانا حکومت کا اولین فرض ہے۔" (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

جناب ارشاد احمد عارف معروف صحافی

"ملک میں اس وقت بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ جو اپنے آپ کو لا دین یا لا مذہب کہلانا پسند کریں۔ جو معدودے چند سر پھرے ایسی جرأت کر بھی لیتے ہیں وہ شادی بیاہ اور دیگر قانونی و سماجی تقاضوں کی تکمیل کے وقت اپنے اس شوق سے باز آ جاتے ہیں اور کسی نہ کسی مذہب و مسلک سے وابستہ ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے میں کسی بھی معقول شخص کو اگر وہ منافق یا مفاد پرست نہیں، اپنا مذہب بتاتے ہوئے اور اپنے قومی شناختی کارڈ میں اس کا اندراج کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہونی چاہئے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ملک میں ملازمت کا حصول ہو یا تعلیمی اداروں میں داخلے کا مسئلہ، مذہب یا عقیدے کی بناء پر کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں برتا جاتا۔ ملک کے وزیر اعظم اور صدر کے علاوہ ہر عہدے اور منصب پر ہر شہری خواہ اس کا تعلق کسی بھی عقیدے اور مذہب سے ہو فائز ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس عہدے کی شرائط از قسم تعلیم، تجربہ اور اہلیت پوری کرتا ہو۔ پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے پر جناب اے آر کارنیلس ایسے فاضل شخص فائز رہ چکے ہیں جو غیر مسلم تھے۔ ایک غیر مسلم فضائیہ کے سربراہ بھی رہے ہیں۔ وزارتوں، مشاورتوں اور اونچے عہدوں پر فائز رہنے والے افراد کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ یہ مضمون اعداد و شمار کے اندراج کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

دنیا کے ہر مہذب، معقول اور قاعدے قانون کے پابند معاشرے میں اقلیتوں کو اکثریت کے عقائد و افکار، رسوم و رواج اور جذبات و احساسات کا احترام کرنا پڑتا ہے اور اکثریت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اقلیت کے آئینی، قانونی اور انسانی حقوق کی حفاظت کا ذمہ لے۔ بعض

دھری اور غلط بحث کی بات اور ہے۔ ورنہ کوئی بھی ملک، کسی بھی اقلیت کو یہ حق نہیں دے سکتا کہ وہ اکثریت کے جذبات و احساسات کو مجروح کرنے کی پالیسی پر مستقل اور اصرار کے ساتھ عمل پیرا رہے اور اس کا ہر قدم اکثریت کے عقائد و افکار کی تغلیط اور مذہبی شعائر کی توہین کا آئینہ دار ہو۔ ملک میں شناختی کارڈ کے اجراء کا فیصلہ سابق وزیراعظم مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا۔ اس وقت کے اخبارات کا مطالعہ کیا جائے تو موجودہ دور میں جو لوگ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کی مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ اس وقت سرے سے شناختی کارڈ کے اجراء کے خلاف تھے اور اسے بنیادی حقوق کی منافی قرار دیتے نہیں تھکتے تھے۔ جناب ولی خان اور اس وقت حزب مخالف کے دیگر سیاستدانوں کے بیانات اخبارات کی فائلوں میں محفوظ ہیں۔ ویسے بھی ملک میں ایسا قانون ابھی تک نہیں بنا۔ جس کی سیاستدانوں، وکلاء، دانشوروں اور دیگر طبقات کی طرف سے مخالفت نہ کی گئی ہو۔ جن لوگوں کے پاس دو قومی نظریہ، پاکستان اور قائداعظم کی مخالفت کا جواز موجود تھا۔ ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کو خوش دلی سے برداشت کرلیں گے اور حکومت کے اقدام کی خواہ وہ کتنی بھی نیک نیتی سے کیوں نہ کیا گیا ہو مخالفت نہیں کریں گے۔ محض خام خیالی ہے۔

عامۃ المسلمین کی طرف سے اس کا مطالبہ ایک خاص پس منظر میں کیا جا رہا تھا۔ پاکستان میں قادیانی واحد اقلیت ہے جس نے آج تک اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کیا اور وہ اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے صریح انحراف کے باوجود ان تمام حقوق و مراعات سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ جو ایک مسلمان کا حق ہیں۔ مسلمانوں کو قادیانیوں کے دوسری اقلیتوں کی طرح ملک میں رہنے، شہری حقوق سے مستفید ہونے اور اپنی صلاحیتوں کے مطابق ملک و قوم کی خدمت کرنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ انہیں اپنے حلقے میں اپنی رسومات ادا کرنے اور اپنے عقائد کا پرچار کرنے کی بھی آزادی ہے۔ مگر کوئی بھی شخص یہ منطق تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ مسلم امہ کے اجتماعی اور قومی پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے کو رد کر کے اپنے آپ کو اقلیت ماننے سے انکار کر دیں۔ اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کریں اور اقلیت ہونے کے باوجود اکثریت کی دل آزاری کا سبب بنیں۔ کیونکہ اگر اس امر کی اجازت دے دی جائے تو مسلمانوں کو سیاسی اور سماجی طور پر جو نقصانات برداشت کرنے ہوں گے اس سے بھی قطع نظر، اصل مسئلہ بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبال یہ ہے کہ جب اسلام اکناف و اطراف میں پھیلے گا اور نئے غیر مسلم مسلمان ہوں گے تو

یہ تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا کہ اصل اسلام کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی قادیانی کے ہاتھ پر "اسلام" قبول کرے گا وہ خود تو اپنے آپ کو "مسلمان" ہی کہے گا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی یا مصلح مانے گا۔ اس طرح عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے آہستہ آہستہ خارج ہو جائے گا اور اسلام کے ساتھ اس سے بڑی دشمنی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس بناء پر حضرت علامہ نے جواہر لال نہرو کے ساتھ اپنی مشہور زمانہ خط و کتابت میں قادیانیوں کے "گردن زدنی" غیر مسلم ہونے پر اصرار کیا تھا۔ حالانکہ حضرت علامہ تو کہلاتے تھے اور نہ تنگ نظر و قدامت پرست مسلمان۔ بلکہ ایک روشن خیال فلاسفر اور مسلمان تھے۔ لیکن عشق رسولؐ کی دولت اور خداداد بصیرت کی وجہ سے ان تمام فتنوں کا ادراک رکھتے تھے۔ جو عقیدہ ختم نبوت کمزور ہونے کی صورت میں مسلمانوں اور اسلام کا گھیراؤ کر سکتے تھے۔

عام انتخابات میں شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی، شناختی کارڈ بنوانے کے لئے مطلوبہ فارموں میں حلفی بیان اور پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات کی تیاری میں شناختی کارڈ کی ضرورت کے پیش نظر یہ ایک قانونی تقاضہ ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اندراج ہو تاکہ بعد میں کسی مرحلے پر بھی گریز کا امکان نہ رہے۔ جب پاکستان بننے سے اب تک پاسپورٹ میں مذہب کا اندراج ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ بھی کسی شہری کی شناختی دستاویز ہے اور اس پر اب تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اسی طرح آئین میں ۱۹۷۴ء میں کی جانے والی ترمیم کے تحت شناختی کارڈ بنوانے کے لئے مطلوبہ فارموں میں یہ بیان حلفی موجود ہے اور ہر شہری کو یہ بیان حلفی داخل کرنا پڑتا ہے کہ اگر وہ مسلمان ہے تو ختم نبوت کے عقیدے کا اقرار کرے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر اور کاذب سمجھتے ہوئے مصلح یا نبی کے طور پر نہ ماننے کا اعلان کرے تو اس بیان حلفی کی بناء پر تیار ہونے والے کارڈ میں اپنے مذہب کا اعلان کرنے میں کیا قباحت ہے؟ کسی سکھ، پارسی یا عیسائی کو اپنے مذہب کا اعلان کرنے میں کیا امر مانع ہے۔ جب کہ بنیادی شہری حقوق کے ضمن میں اس کا مذہب کہیں بھی آڑے نہیں آتا۔ سیاست، قانون اور صحافت کے شعبے میں موجود قادیانی حضرات کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے ترقی پسند حضرات اور بعض اقلیتی رہنماؤں کو بھڑکا دیا ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کو ایک مسئلہ بنا دیا ہے۔ حالانکہ سرے سے یہ کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔ اب تک کسی بھی حلقے کی طرف سے سنجیدہ انداز میں یہ نہیں بتایا گیا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج سے کسی شہری کے کون سے حقوق غصب ہوں گے یا کسی اقلیت کو کیا نقصان پہنچنے کا خدشہ

ہے؟ ملک میں کوئی پارسی، ہندو، مسیحی یا زرتشتی اپنا مذہب چھپانا پسند نہیں کرتا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

سید ضمیر حسین جعفری کالم نگار روزنامہ خبریں

"شناختی کارڈ سے مذہب کا خانہ حذف کر دیا جائے تو اس سے دو قومی نظریہ پر زد پڑے گی۔ جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد تھا اور بھارت کے سیکولر تصور کو تقویت ملے گی۔ جو مطالبہ پاکستان کی نفی کرتا ہے۔" (روزنامہ خبریں اسلام آباد مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

ارشاد احمد حقانی معروف صحافی

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے کی کوشش اصلاً اس لئے کی جا رہی ہے کہ قادیانیوں کے شناختی کارڈ میں انہیں غیر مسلم ظاہر کیا جا سکے۔ حرف تمنا" (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۵ نومبر ۱۹۹۲ء)

جناب مجیب الرحمن شامی

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافہ کا جو مطالبہ مذہبی حلقوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ اس کا پس منظر یہی ہے کہ وہ قادیانی حقیقت کا نقاب اتارنے کے درپے ہیں۔ اس پر عیسائی بھائیوں کی چیخ و پکار سمجھ سے بالاتر ہے۔" (جلسہ عام روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲ نومبر ۱۹۹۲ء)

"پاکستان کرسچین نیشنل لیگ کے صدر جمہور مسیح خان، سینئر نائب صدر سیموئیل، نائب صدر چوہدری عنایت اللہ گل اور لاہور کے صدر امین مسیح سوتی نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کو خوش آئند اقدام قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مردم شماری میں بڑی مدد ملے گی۔ کیونکہ مسیحی عوام پاکستان میں سب سے بڑی اقلیت ہے۔ جس کی آج تک صحیح مردم شماری نہیں ہو سکی۔ ان راہنماؤں نے حلقہ لاہور کے بشپ الیگزینڈر ملک اور ریٹائرڈ کرنل کے ایم رائے سیموئیل گل کی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کی مخالفت میں کی گئی پریس کانفرنس کی مذمت کی ہے۔" (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

بشپ انتھونی اندھاوا

"قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ حکومت کی انصاف پسندی ہے اور اس ضمن میں بشپ الیگزینڈر جان کا بیان حقیقت پسندی سے انحراف ہے۔ پاکستان کے مسیحی اپنا مذہب بتانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔" (روزنامہ وفاق راولپنڈی مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

سے جے سالک

"اقلیتی نمائندہ قومی اسمبلی سے جے سالک نے اخبارات میں اشتہار شائع کیا۔ اس کے مونوگرام میں مسلم وغیر مسلم کی تمیز [illegible] موجود ہے۔ اشتہار کی سرخی ہے کہ علماء و مشائخ معاشرے میں روشنی کا مینار رہیں۔" (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۲ء)

دیگر مسیحی راہنما

"گوجرانوالہ کے مسیحی مذہبی راہنماؤں اور سرگودھا کے دیگر مسیحی راہنماؤں نے شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کو اقلیتوں کے حقوق کی نگہداشت قرار دیا اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو قادیانیوں کا ایجنٹ ٹھہرایا۔" (قومی ومقامی اخبارات)

مستان سنگھ، سکھ یاتری لیڈر

"پاکستان میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ نہایت مستحسن قدم ہے۔ اس سے صرف ملک دشمن عناصر کو خطرہ ہے۔ ہمیں اس پر فخر ہے کہ سکھ مذہب سے تعلق اور یقین رکھتے ہوئے اپنے شناختی کارڈ میں بھی (پاکستانی) سکھ لکھیں۔ ہمیں پہلے ہی پاکستان میں بطور اقلیت برابر کے حقوق اور تحفظ حاصل ہے۔ اس سے مزید تقویت ہوگی اور مذہبی شناخت میں آسانی ہوگی۔ کوئی پاکستانی کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر وہ خلوص اور یقین سے مذہب پر قائم ہے تو اسے اپنے مذہب کے اظہار پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ خدشہ تو صرف ان ملک دشمن عناصر مثلاً جاسوس، تخریب کار یا روپ بہروپ کا لبادہ اوڑھے ہوئے افراد کا ہے۔ جو اس ملک میں قوم سے مخلص نہیں ہیں اور اپنی شناخت آسانی سے چھپانا چاہتے ہیں۔" (روزنامہ جسارت مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ء)

قومی اخبارات و جرائد کے اداریے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ

"صدر غلام اسحاق خان نے جے یو آئی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا حافظ حسین احمد کی

قیادت میں ملاقات کرنے والے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ قومی تشخص کے ساتھ اسلامی تشخص کو اپنانا آئین کی رو سے لازمی ہے اور جلد ہی وہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے کے لئے حکومت کو ہدایات جاری کریں گے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور کسی بھی نظریاتی ملک میں اس کو وجود میں لانے والی آئیڈیالوجی کا تحفظ اس کی جغرافیائی سرحدوں کی مانند ہی اہم سمجھا جاتا ہے۔ اسی پس منظر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے صدر مملکت کے خدمت میں عوام کا یہ مطالبہ پیش کیا تھا کہ قومی تشخص کے ساتھ ساتھ مسلم تشخص کی حفاظت و صیانت کے لئے شناختی کارڈوں کے کمپیوٹر کے ذریعے اجراء کے نئے مرحلے پر ان میں مذہب کے ایک الگ خانے کا اضافہ کیا جائے۔ جداگانہ انتخابات کے ذریعے غیر مسلموں کی علیحدہ نمائندگی کا حق تسلیم کئے جانے کے بعد شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج اس کا ایک لازمی تقاضا ہے۔ اس سے مختلف اسلامی ممالک میں جانے والے پاکستانیوں کی مذہبی حیثیت کے بارے میں کوئی الجھن پیدا نہیں ہوگی اور اس سلسلہ میں پیدا ہونے والی بہت سی قباحتوں سے بچا جا سکے گا۔ توقع کی جانی چاہئے کہ صدر کی ہدایت کے بعد اس سمت میں تیزی سے پیش رفت کا آغاز ہو جائے گا۔" (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۹۲ء)

قومی شناختی کارڈ...... مذہب کے خانے کا اضافہ

"مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا عبدالستار خان نیازی کی صدارت میں ہونے والے ایک حالیہ اجلاس میں قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے ایک خانے کا اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس کے تحت ہر شناختی کارڈ میں درخواست دہندہ کو اپنے مذہب کا اندراج کرنا پڑے گا اور اس سے پیشتر جس قدر شناختی کارڈ جاری ہو چکے ہیں۔ ان کی جگہ نئے شناختی کارڈ جاری کئے جائیں گے۔ یہ فیصلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر متعدد دینی جماعتوں اور تنظیموں کی جانب سے عرصہ سے کئے جانے والے مسلسل مطالبے کے بعد صوبائی حکومتوں، وزارت مذہبی امور، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں کیا گیا ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ مسلم اور غیر مسلم ووٹروں کی فہرستیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ اس لئے قومی شناختی کارڈ میں بھی اس کی وضاحت ناگزیر تھی۔ صدر مملکت غلام اسحٰق خان نے کچھ عرصہ پیشتر علماء کے ایک وفد کو قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کرنے کی یقین دہانی کروادی تھی۔ لیکن مغربی ذہن کی

پہلے روز ہی اس معاملہ کو خواہ مخواہ طول دی گئی اور بعض غیر مسلم اقلیتوں نے بھی اس خدشہ کا اظہار کرنا شروع کر دیا کہ اس طرح قومی شناخت کا ذریعہ بننے والا یہ کارڈ ایک مذہبی کارڈ بن کر رہ جائے گا۔ ان حالات میں یہ معاملہ سنگین تر ہوتا گیا۔ لیکن اب جب کہ یہ فیصلہ کر لیا گیا ہے تو حکومت کو اس کے نفاذ اور نئے شناختی کارڈوں کے اجراء کے طریق کار کو آسان تر بنانے کی جدوجہد کرنی چاہئے اور غیر مسلم اقلیتوں کو اس امر کی یقین دہانی کروانی چاہئے کہ اس سے ان کی بنیادی حقوق پر کوئی زد نہیں پڑے گی اور وہ بدستور ان تمام سہولتوں اور آزادیوں سے متمتع ہوتے رہیں گے جو ملک آئین نے ان کو دی ہیں۔ اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ بعض مخصوص حلقے اس فیصلے کے خلاف مغربی ممالک اور حقوق انسانی کی تنظیموں کو اکسانے کی کوشش کریں۔ اس لئے حکومت کو ایسی کسی سعی کو ناکام بنانے کے لئے بھی ابھی سے تیاری کر لینی چاہئے۔“

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

شناختی کارڈ...... مذہب کے خانے کا مسئلہ

”جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ اگر قومی شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ بنا تو اس کی تحریک چلائیں گے کہ کوئی رکن اسمبلی تک نہیں جا سکے گا۔ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ محض ایک شناخت کی حیثیت رکھتا ہے جس سے ملک میں موجود مختلف اقلیتوں اور مسلمانوں کی صحیح صحیح تعداد کے معلوم کرنے میں مدد مل سکتی ہے اور یوں مردم شماری کے ایک نہایت اہم جزو کی تکمیل پوری صحت کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ لیکن بعض سیاسی جماعتوں اور اقلیتی حلقوں نے اس پر جو طوفان کھڑا کرنے کی ٹھان لی ہے اس کا سرے سے کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ کیونکہ اگر پاسپورٹ میں مذہب کے اندراج سے بنیادی انسانی حقوق پر کوئی زد نہیں پڑتی تو قومی شناختی کارڈ میں اس خانے کے اضافے سے کون سی آفت آ جائے گی۔ مشرقی ممالک میں بالعموم آبادی کی اکثریت کسی نہ کسی مذہب سے وابستگی رکھتی ہے اور اپنے اس تعلق پر یہ لوگ فخر کرتے ہیں اور کبھی اسے چھپانے کی کوشش نہیں کرتے اور اگر اس بات کا اظہار و اعلان انہیں شناختی کارڈ میں بھی کرنا پڑے تو اس میں کوئی چوں چرا نہیں کریں گے اور شاید یہی وجہ ہے کہ بعض مذہبی و سیاسی رہنماؤں نے الزام لگایا ہے کہ اس مسئلہ پر جو احتجاج و ہنگامہ خیزی کی جا رہی ہے اس کے پس پردہ ایک ایسی غیر مسلم اقلیت کا ہاتھ کارفرما ہے جو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے اس تنازعہ کو ہوا دے رہی ہے۔ بہرحال معاملہ خواہ کچھ بھی ہو یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ اسے

بنیادی انسانی حقوق کے اعلاف سے تعبیر کیا جا سکے۔ اس لئے تمام مذہبی اقلیتوں کو اس پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔" (روزنامہ جنگ ۔ لاہور مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ء)

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ

"حکومت نے قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے کے تحت ہر شناختی کارڈ میں درخواست دہندہ کو اپنے مذہب کا اندراج کرنا پڑے گا۔ مذہبی حلقوں کی طرف سے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بڑھانے کا مطالبہ ایک عرصے سے کیا جا رہا تھا۔ اس ضمن میں قادیانیوں کے بارے میں آئینی ترمیم اور ملک میں جداگانہ انتخابات کے طریق کار کا حوالہ دیا جاتا تھا۔ جس کے منطقی نتیجے اور تقاضے کے طور پر شناختی کارڈ کے خانے میں مذہب کا اندراج ضروری ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے حکومت کا فیصلہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ البتہ ان حلقوں کی طرف سے اس فیصلے پر تنقید ہو گی جو جداگانہ انتخاب اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کی آئینی ترمیم کے حق میں نہیں تھے۔ تاہم ملک میں شناختی کارڈ جس آسانی سے بن جاتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں بھارتی اور بنگلہ دیشی باشندے یہ شناختی کارڈ بنوا کر ملک کے مختلف حصوں بالخصوص کراچی میں مقیم ہیں۔ اس کے پیش نظر اس فیصلے کی افادیت مشکوک ہو جاتی ہے۔ انتخابات میں شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی بھی اکثر اوقات اٹھائی جاتی ہے۔ اس لئے اس فیصلے کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک تو عام انتخابات میں ہر ووٹر کے لئے شناختی کارڈ دکھانا لازمی قرار دیا جائے۔ دوسرے جعلی شناختی کارڈوں کا سدباب کیا جائے۔ یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ اگر کوئی قادیانی مذہب کے خانے میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو اس کے لئے کیا سزا ہو گی؟" (روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

پاسپورٹ میں بھی مذہب کا خانہ موجود ہے۔ شناختی کارڈ پر اعتراض کیوں؟

ق ۔ ۔ ۔ کسی بھی شخص کو اپنے مذہب کی شناخت پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

ق ۔ ۔ ۔ ایک اقلیتی فرقہ اپنے بے نقاب ہونے کے خوف سے لوگوں کو ورغلا رہا ہے۔

ق ۔ ۔ ۔ سندھ اسمبلی اور سپیکر کی طرف سے مخالفت پر عوامی حلقوں کا اظہار تعجب۔

"ملک میں بعض عناصر قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافہ پر احتجاج

واعتراض کر رہے ہیں۔ جب کہ پاسپورٹ جو قومی کارڈ کی طرح بیرون ملک کسی پاکستانی کی قومی شناخت کی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں مذہب کا خانہ موجود ہے اور ہر شخص کو پاسپورٹ حاصل کرنے کے لئے اپنے "مذہب" کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ جب پاسپورٹ پر مذہب کا خانہ موجود ہے اور یہ کوئی آج کی بات نہیں بلکہ جب سے ملک بنا ہے اس وقت سے یہ خانہ موجود ہے اور ہر اس شخص کو جو ملک سے باہر جانا چاہتا ہے۔ اسے پاسپورٹ میں اپنے مذہب کا اندراج کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس پر کسی بھی جانب سے اعتراض نہیں کیا گیا۔ جب کہ پاسپورٹ بھی بیرون ملک قومی شناخت کا ذریعہ ہے۔ اس سے ہر شخص کی شہریت اور مذہب کی شناخت کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ اب جب قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا گیا تو اس اعتراض کا کوئی اخلاقی قانونی اور دینی جواز نہیں ہے۔ یہ صرف بعض عناصر کے مفادات کے لئے کیا جا رہا ہے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ بعض عناصر اس مسئلہ کو سیاسی بنا کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ کسی بھی شخص کی جانب سے اپنے دین کے اعلان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اگر دیکھو تو یہ فخر ہے کہ وہ اس بات کا اعلان کرے کہ اس کا تعلق فلاں مذہب سے ہے اور وہ مذہب ہی اس کی شناخت ہے۔ اس کے اظہار سے انکار تو کھلا ظلم بھی ہے۔

عوامی حلقوں نے مسیحیوں کی بعض تنظیموں کی جانب سے قومی شناختی کارڈ کا مذہب کے خانے کے اضافہ پر اعتراض اور احتجاج کو بلا جواز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ سب کچھ ایک اقلیتی فرقہ کے ایما پر کیا جا رہا ہے۔ جو برملا اپنے مذہب کا اظہار و اعلان کرنا نہیں چاہتے۔ یہ اس اقلیتی فرقے کے با اثر لوگوں کی سازش ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو ورغلا کر آگے کر دیا ہے۔ عوامی حلقوں نے سندھ اسمبلی کی قرارداد اور پیپلز پارٹی کی شریک چیئر پرسن بیگم بے نظیر بھٹو کی جانب سے اس بیان پر کہ قومی اسمبلی میں بھی قومی شناختی کارڈ میں اس اضافہ کی ترمیم کو مسترد کر دیا جائے گا، تعجب کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بات انہیں زیب نہیں دیتی ہے۔ انہیں اصولوں کو پامال کر کے سیاست نہیں کرنی چاہئے۔ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ فرد کی شناخت کی بات ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو اپنی شناخت کا برملا اظہار کرنے سے انکار کرے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ ملک میں ایک ایسا اقلیتی فرقہ موجود ہے جو برملا اپنی شناخت کا اظہار نہیں کرتا اور اسے خوف ہے کہ شناختی کارڈ میں اس خانے کے اضافے کے بعد وہ معاشرہ میں اپنے مذہب کے بارے میں بے نقاب ہو جائیں گے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ قوم نے متحد ہو کر اس فرقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تھا۔

اب بھی قوم کی بیڑ ذمہ داری ہے کہ وہ متحد ہو کر ان کی اس سازش کا مقابلہ کریں اور قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے خلاف احتجاجی جلسے، جلوس، بھوک ہڑتالوں کو ناکام بنادیں۔" (روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ئ)

رائے صاحب اور مخلوط طرز انتخاب

"سابق وزیر اطلاعات اور پیپلز پارٹی کے رہنما حنیف رامے نے اقلیتی ممبر قومی اسمبلی جے سالک کے منعقد کردہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ مخلوط طرز انتخاب اپنایا جائے اور رنگ نسل یا مذہب کی بنیاد پر کسی کو دوسرے پر فوقیت نہ دی جائے۔ رامے صاحب کی سیاست کی طرح ان کا علم ودانش بھی ان کے لئے

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی

کا مظہر پیش کرتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے وہ مختلف فلسفے اور افکار ونظریات کی مدافعت کرتے ہیں۔ اب چونکہ پیپلز پارٹی میں ہیں۔ اس لئے حکومت اور موجودہ نظام کی مخالفت ان کی مجبوری ہے۔ لیکن ایک دانشور کے طور پر انہیں بہر حال کوئی ایسی بات کہنے سے گریز ہی کرنا چاہئے جو غیر منطقی اور خلاف واقعہ ہو۔ موصوف اچھی طرح جانتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات مخلوط بنیادوں پر منعقد ہوئے تھے اور مشرقی پاکستان کی ایک اقلیت نے عوامی لیگ کی کامیابی میں اہم ترین کردار ادا کیا تھا۔ جس کے بعد ملک ٹوٹ گیا۔ اب بھی حقیقت کی روشنی میں رامے صاحب کا یہ کہنا کس قدر زیادتی ہے کہ مخلوط طرز انتخاب اپنا کر ملک ٹوٹنے سے بچایا جا سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس مخلوط طرز انتخاب کا مزہ ہم ۱۹۷۱ء میں چکھ چکے ہیں۔ اسے دوبارہ اپنانا دانشمندی ہوگا؟ رہا مسئلہ شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کا تو رامے صاحب بھی جانتے ہیں کہ اس سے کسی اقلیت کے حقوق سلب ہونے کا نہ تو اندیشہ ہے اور نہ پاکستان کی کسی حکومت یا عوام نے اس کے بارے میں سوچا ہے۔ البتہ اقلیتوں کو یہ حقیقت ضرور پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اکثریت کے جذبات کا احترام بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ مذہب ویسے بھی فخر کرنے والی چیز ہے۔ کسی شخص کو اپنے مذہب کا اقرار کرتے ہوئے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ رامے صاحب کی پارٹی کی یہ مجبوری اپنی جگہ کہ وہ اس طرح نواز شریف حکومت کے لئے مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ مگر وہ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ کل تک یہ پارٹی قادیانیوں کو اقلیت قرار دلانے کا کریڈٹ لیتی رہی ہے۔ البتہ رامے

صاحب بوجوہ ۱۹۷۳ء میں بھی تحریک ختم نبوت کے خلاف تھے اور اب بھی شاید اس ترمیم کے حق میں نہ ہوں۔ جو بھٹو صاحب نے اس وقت کی قومی اسمبلی سے آئین میں متفقہ طور پر کرائی تھی اور ملک کے سواد اعظم کے جذبات کی ترجمانی کی تھی۔"

(روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۹۲ء)

"مرد اہے" (روزنامہ نوائے وقت)

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شروع کرنے کے خلاف سندھ اسمبلی نے جو قرارداد منظور کی ہے۔ اس پر بابائے سوشلزم شیخ محمد رشید نے سندھ اسمبلی کو مبارک باد دی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ سندھ اسمبلی کی یہ قرارداد قائد اعظم کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ وہ جمہوریت کے تحت قائل تھے اور ریاست کے معاملات میں مذہب کی مداخلت پسند نہیں کرتے تھے۔ ہمیں خوشی ہے کہ سوشلزم اگرچہ مرچکا ہے۔ لیکن لینن کے فضل سے بابائے سوشلزم ابھی زندہ ہیں۔ اس لئے کا ہے بگا ہے وہ سوشلسٹ نظریات کا دفاع کرتے رہتے ہیں۔ بابائے سوشلزم شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کی بے شک مخالفت کرتے رہیں۔ لیکن وہ قائد اعظم پر یہ الزام تو نہ لگائیں کہ وہ سیاست میں مذہب کے عمل دخل کے قائل تھے۔ کیونکہ قائد اعظم کا تو نعرہ ہی یہ تھا کہ مسلمان اپنے مذہب کی بنیاد پر غیر مسلموں سے علیحدہ ایک قوم ہیں۔ ہندو انہیں اس لئے فرقہ پرست قرار دیتے تھے کہ وہ سیاست میں مذہب کا نام لیتے تھے۔ ہندوؤں کا دعویٰ تھا کہ برصغیر میں رہنے والے تمام لوگ بلالحاظ مذہب وملت ایک ہی قوم ہیں۔ جب کہ قائد اعظم مسلمانوں کے الگ تشخص کی بات کرتے تھے۔ ہندوؤں کو بالآخر یہ تسلیم کرنا پڑا کہ مسلمان واقعی ایک الگ قوم ہیں۔ اب اگر کچھ لوگ مسلمانوں کو دوبارہ "متحدہ قومیت" بننے کا درس دے رہے ہیں تو پھر پاکستان بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ عین ممکن ہے کہ پاکستان میں متحدہ قومیت کی تشکیل کے بعد یہ عناصر دوبارہ متحد کرنے کا علم بلند کردیں۔ تا کہ ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم نے جو "غلطی" کی تھی اس کا ازالہ ہوسکے۔" (روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۳ء)

ی..... "شناختی کارڈ کسی فرد کی پہچان میں مدد دیتا ہے۔ لہٰذا اس میں وہ تمام باتیں درج ہونی چاہئیں جن سے اس شخص کی شناخت ہوسکے۔ اگر کسی شخص کی جنم بھومی، دن کی تاریخ پیدائش اور اس کا شناختی نشان لکھنے سے اس کی توہین نہیں ہوتی تو صرف مذہب لکھ دینے

سے اس کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے؟ ہم حیران ہیں کہ اس چھوٹی سی بات پر اتنا شور کیوں مچایا جا رہا ہے۔ البتہ جو لوگ اپنے لئے یہ راستہ کھلا رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے تو مذہب ہی کیا دیگر چیزوں کا اندراج بھی مشکلات کا باعث ہے۔ شاید اسی لئے وہ ابتداء مذہب اندراج کی مخالفت سے کرنا چاہتے ہوں۔" (سرمایہ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۲ئ)

شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ

"وطن عزیز میں شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شروع کرنے پر بعض لوگوں کی طرف سے جو ایجی ٹیشن جاری ہے وہ اب تخریبی اختیار رنگ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ مذہبی خانہ کے اجراء سے مسیحیوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ ان کے نام پہلے ہی مسلمانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے مذہبی خانے کے اجراء کی مخالفت قابل فہم بات نہیں ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس ایجی ٹیشن کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ کیونکہ ان کے نام مسلمانوں سے ملتے جلتے ہیں اور مذہبی خانے کے اجراء سے ان کا تشخص واضح ہو جائے گا۔ اس ایجی ٹیشن میں سراسر جذبات سے کام لیا جا رہا ہے۔ حالانکہ مذہبی تشخص واضح ہونے پر اقلیتوں کے حقوق پہلے سے زیادہ [illegible] ہو جائیں گے۔ پاکستان میں پہلے ہی جداگانہ طرز انتخاب رائج ہے۔ لیکن شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج نہ ہونے کے باعث ووٹر کی چیکنگ نہیں ہو سکتی۔ جس کے نتیجے میں بوگس ووٹ بھی پڑ جاتے ہیں۔ اگر شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شروع ہو گیا تو بوگس ووٹوں کا انسداد ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی چوتھی آئینی ترمیم جس کے تحت قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کا تشخص واضح کیا جائے۔ اس آئینی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کا اجراء ناگزیر ہے۔ تو محترمہ بے نظیر نے بھی اپنے زمانہ وزارت عظمیٰ میں ایسا شناختی کارڈ جاری کرنے کی حامی بھری تھی۔ اب بعض عاقبت نااندیش لوگ حکومت کو جداگانہ انتخاب ختم کر کے مخلوط انتخاب شروع کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ اسی مخلوط انتخاب کے نتیجے میں ہم پہلے آدھا پاکستان گنوا چکے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ موجودہ ایجی ٹیشن کے جواب میں حکومت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اور مذہبی امور کے وزیر مولانا عبدالستار خان نیازی کے سوا کوئی دوسرا وزیر حکومتی پالیسی کے دفاع میں سرگرم عمل نہیں ہے۔ ہم وزیر اعظم نواز شریف سے امید رکھتے ہیں کہ وہ آئینی

قانون اور عوامی خواہشات کے مطابق اس فیصلے پر ثابت قدم رہیں گے اور کسی قسم کے دباؤ میں نہیں آئیں گے۔" (روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۹۲ء)

شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج

"وفاقی وزیر مذہبی امور عبدالستار خان نیازی نے سندھ اسمبلی کی اس قرارداد پر شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ جس میں قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج نہ کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ انہوں نے اس قرارداد کی منظوری کو آئین کے خلاف بغاوت اور غداری قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کی منظوری وزیراعظم نے دی ہے۔ لہٰذا سندھ یا کسی صوبائی حکومت کو اس پر اعتراض کا حق نہیں رہا۔

شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کے حق میں اور اس کے خلاف دلائل موجود ہیں۔ لیکن ابھی تک اندراج کا مخالف فریق یہ ثابت نہیں کر سکا کہ یہ اندراج کر لینے سے شناختی کارڈ کے حامل کو کیا نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ کارڈ میں اگر کسی فرد کے بارے میں لکھ دیا جائے کہ وہ مسلمان ہے یا مسیحی ہے تو اس میں کیا قباحت ہے اور اس سے کیا خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے؟ اگر پاکستان سیکولر یا لادینی ملک ہوتا تو شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج غیر ضروری ہوتا۔ لیکن جب ملک کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا جا چکا ہے تو مذہب کے اندراج کو بھی قبول کر لینا چاہئے۔ مذہب کے اندراج کی مخالفت صرف ان لوگوں کے لئے فائدہ مند ہو سکتی ہے جو اپنی عقیدوں کو فریب دینا چاہتے ہوں۔ کیونکہ آج کل نام رکھنے کا جو رجحان چلا ہے۔ اس سے غلط فہمی پیدا ہو جانے کا احتمال نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ رہا مسلک کا معاملہ تو اسے مذہب کے برابر اہمیت حاصل نہیں ہے اور اس میں وقتاً فوقتاً تبدیلی کا امکان ہو سکتا ہے۔ اس لئے کارڈ میں مسلک کے اندراج کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ہمارے خیال میں شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کو مسئلہ نہیں بنانا چاہئے اور جب وزیراعظم نے اس اندراج کی منظوری دے دی تو کسی وزیراعلیٰ کو اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہئے۔ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے۔ آبادی کی اکثریت شناختی کارڈ میں مذہب کے

اندراج کے حق میں ہے۔ اس لئے اس کی رائے کا احترام کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ جمہوریت میں فیصلے کثرت رائے ہی کے ذریعے ہوتے ہیں۔" (روزنامہ خبریں مورخہ ۹ نومبر ۱۹۹۲ئ)

شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج

"مذہب ... نام، ولدیت اور جائے پیدائش وغیرہ کی طرح کسی بھی شخص کی شناخت کا ایک ایسا اہم جزو ہے۔ جسے چھپانے کی بجائے بالعموم ہر شخص فخر اور اطمینان کے ساتھ اس کا اظہار کرتا ہے۔ وہ اپنے مذہب کو برحق اور درست سمجھتا ہے، تب ہی تو اسے اختیار کرتا ہے۔ اس لئے وہ اسے پوشیدہ رکھنے کی بھی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ آخر جس مذہب پر وہ ایمان رکھتا ہے۔ جس کی تبلیغ کرتا ہے۔ اس کے اظہار میں اسے کوئی ندامت و شرمندگی کیوں محسوس ہو؟ پھر بجائے خود لوگوں کے نام، عبادات کے طریقے، رسوم و رواج، رہن سہن اور زندگی کے دوسرے بہت سے پہلو یہ واضح کر دیتے ہیں کہ کس کا مذہب کیا ہے؟ اس لئے یہ خدشہ کہ شناختی کارڈ میں شہری کا مذہب درج کر دینے کا نتیجہ اقلیتوں کے امتیازی سلوک کا نشانہ بنائے جانے کی صورت میں نکلے گا۔ جو سراسر بے بنیاد ہے۔ اگر پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ کوئی بدسلوکی روا رکھی جاتی ہوتی تو اس کے لئے ان کی شناخت کوئی مسئلہ نہیں تھی۔ لیکن نہ صرف پاکستان کے ۴۵ سال بلکہ مسلمانوں کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے اپنی ریاستوں میں اقلیتوں کے ساتھ ہر طرح کے تعصب سے پاک، بہترین برتاؤ کی شاندار مثالیں قائم کی ہیں۔ ان کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا ہے۔ انہیں اپنی اہلیت کے مطابق آگے بڑھنے، ترقی کرنے اور بڑے مناصب تک پہنچنے کے تمام مواقع فراہم کئے ہیں۔

اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو یہ بات انتہائی قرین قیاس نظر آتی ہے کہ بظاہر جن اندیشوں کی بنیاد پر شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ حقیقتاً اس رویہ کا سبب اندیشے نہیں بلکہ کچھ اور عوامل ہیں اور یہ عوامل بھی کچھ ایسے ڈھکے چھپے نہیں۔ پی ڈی اے نے ۳۰ اکتوبر کو اپنے اعلان اسلام آباد میں ان پر سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ دوسری باتوں کے علاوہ اس اعلان میں جداگانہ طریق انتخاب کو ختم کرنے کے مخلوط طریق

انتخاب رائج کرنے کے عزم کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ اس پس منظر میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافہ کی مخالفت کا اصل سبب غلط طریق انتخاب کے لئے راہ ہموار کرنا نظر آتا ہے اور طریق انتخاب کی تبدیلی کی آڑ میں پاکستان کی اسلامی نظریاتی ریاست کے کردار کو سیکولر اسٹیٹ سے بدل دینے کا جو ارادہ کار فرما ہے وہ سیاسی شعور اور بصیرت رکھنے والا ہر شخص بآسانی اس تک پہنچ سکتا ہے۔

ویسے ان تمام اہل وطن سے جو اقلیتی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہماری گزارش ہے کہ وہ ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کریں۔ ہمیں امید ہے کہ وہ بھی اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ جداگانہ انتخابات ان کے مفادات کے تحفظ کا بہترین ذریعہ ہیں اور شناختی کارڈ پر مذہب کا اندراج ان کے لئے کسی بھی نقصان دہ نہیں بلکہ اس طرح انتخابی عمل کے دھاندلی کے امکانات سے پاک ہو جانے کے سبب انہیں ان کے حقوق کی بہتر ضمانت فراہم ہو سکے گی۔" (ہفت روزہ تکبیر مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۲ء)

شناختی کارڈ اور مذہب

"پاکستان کے بعض نام نہاد دانشوروں کو آج کل ایک اور شوشہ ہاتھ آ گیا ہے۔ شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کے اضافے کے فیصلے پر لے دے کی جا رہی ہے اور وہ وہ نکتے پیدا کئے جا رہے ہیں کہ اللہ دے اور بندہ لے۔ اسے اقلیتوں کے خلاف سازش قرار دے ڈالا گیا ہے۔ کئی حضرات دیکھا دیکھی اس جھگڑے میں شریک ہو گئے ہیں۔

عیسائیوں کو عیسائی، پارسیوں کو پارسی اور ہندوؤں کو ہندو کہنا یا لکھنا اگر ظلم ہے تو پھر ڈکشنری میں ظلم کی تعریف اور ظلم کے معانی بدلنا پڑیں گے۔ غیر مسلموں کے مسلمان وکیلوں کو خدا معلوم کس نے اڑا دی ہے کہ یہ چند سے الفاظ ان کو ان کے مذہب سے محروم کرنے کا نام روشن نہیں رکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان "اہل فکر و نظر" کو فکر اور نظر کے صرف تقاضے ہی عطا کر دے تو انہیں اپنے خیالات پڑھ کر اور سن کر شرم آ جائے گی۔" (ہفت روزہ زندگی مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۲ء)

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ...... مزید تاخیر ناقابل برداشت ہو گی!

راہ حق
متعلقہ رد قادیان
حضرت مولانا احمد عبدالحلیم کانپوری ؒ

اعتذار تاخیر

مجالس قادری سال گذشتہ میں نے ریاست حیدرآباد کے ایک مقام سکندرآباد دکن میں جس غرض سے لکھا تھا وہ اس وقت کی لکھی ہوئی تمہید میں ظاہر کر دی ہے۔ لیکن اس وقت شائع نہ کرنے کا باعث میری ذاتی بے بضاعتی تھی اور اس تحریر سے استمداد میں ایک تو طبعی تعصب مانع تھا۔

دوسرے مکاشفات قادریانی اس قدر دقیق ہیں کہ ہر شخص انہیں سمجھنے سے قاصر ہے اور جب قاصر ہے تو وہ ان مباحث کو دلچسپی سے بھی نہیں دیکھتا۔

تیسرے عام طور پر اہل بضاعت وہی ہیں جنہیں اس میں کس قدر وابستگی ہے کہ وہ اس امانت حق کی حفاظت پر جو روز ازل سے ان کے قلب میں ہی متوجہ نہیں پائے جاتے۔ پھر مجھے اپنے علم پر اس قدر وثوق بھی نہیں تھا کہ میں زمرۂ علماء کے ہوتے ہوئے شائع کرنے کی جرأت کرتا۔

لیکن حق تعالیٰ نے ارتفاع موانع میں اپنی لطیف کارسازی سے میری مدد فرما کر اشاعت کی ہمت دے دی۔

انہیں افضال میں سے یہ ہے کہ حضرت اقدس مرشدی ومولائی حکیم الامت مولانا حافظ حاجی قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اپنے گرانمایہ وقت اور نہایت توجہ سے اسے ملاحظہ فرما کر ضروری اصلاح فرما دی اور محض میری ہمت افزائی کے لئے یہ بھی تحریر فرمایا کہ میں نے حرفاً حرفاً دیکھا بہت نافع پایا۔

والسلام!

احمد عبد الحلیم کان اللہ لہ

اشرف منزل، کرنیل گنج، کانپور

۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ، ۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سعدی بشوئے لوح دل از نقش غیر حق

علمے کہ راہ حق ننماید جہالت است

میں ایک روز اپنے ایک کرم فرما سے ملنے گیا۔ معمولی سلام و مزاج پرسی کے بعد انہوں نے مجھے ایک رسالہ دیا۔ جس کا عنوان یہ تھا: ''مسلمانوں کا اس زمانہ کا امام کون ہے؟'' اور یہ فرمائش کی کہ اس رسالہ کا جواب لکھوں تا کہ اگر یہ حق نہ ہو تو میں اپنے مذہب پر قائم رہوں ورنہ اس دعوت جدید کی اجابت کروں۔ یہ رسالہ گروہ قادیانی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں مغالطہ آمیز باتوں سے سیدھے سادے مسلمانوں کے اغوا کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے دیکھنے سے میرے دل میں تحریک ہوئی کہ اپنی قاصر اور ناچیز معلومات کی بناء پر مختصر اور دلچسپ جواب لکھوں۔ جو نہ صرف مذہبی اور قومی خدمت ہے بلکہ میرے لئے زاد آخرت بھی ہے۔ تمام رسالہ کا نقل کرنا خالی از طناب نہ ہوگا۔ نیز اس میں ترویج باطل کا بھی اندیشہ ہے کہ مبادا کسی کی نظر صرف اس رسالہ کے مغویانہ مضامین پر پڑے اور میرا جواب دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ پہلے اس کے ضروری مضامین کا نمبروار خلاصہ کردوں۔ اس کے بعد ہر نمبر پر ترتیب وار تنقیدی نظر ڈالی کریں۔ جس طرح ثابت کردوں کہ نہ صرف یہ فرقہ بلکہ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی بھی راہ حق اور صراط مستقیم کے نزدیک بھی نہیں آتے۔

رسالہ کا خلاصہ

۱..... ہر مسلمان پر فرض ہے کہ امام زمان کو پہچانے۔ ورنہ اس کا خاتمہ کفار جاہلیت کا سا ہوگا۔ پھر قیامت میں اس کی بریت کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

۲..... دین حق صرف اسلام ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ بہتر (۷۲) فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے مذہب کو سچا کہتا ہے۔ اس لئے حق کا امتیاز مشکل ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس دشواری کے رفع کرنے کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

۳..... جس نے اس مجدد کو جسے مسیح یا امام زمان بھی کہتے ہیں نہ پہچانا یا اس کی اطاعت نہ کی اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔

۴..... مرزا غلام احمد قادیانی کوئی نئے مجدد نہیں تھے۔ بلکہ ان سے پہلے برابر مجدد ہوتے رہے۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ محمد بن محمد ابوحامد امام غزالی، شافعی، حضرت قطب

الاقطاب غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی، حضرت قطب اعظم خواجہ معین الدین چشتی حنفی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی حنفی مجدد الف ثانی، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ حنفی دہلویؒ، (رضی اللہ عنہم ورضواعنہ) اور سید محمد جونپوری، بانی فرقہ مہدویہ حفظنا اللہ والمسلمین من شرہ۔

۵..... مجدد کی علامت یہ ہے کہ وہ دعوائے مجددیت کے ساتھ دلائل کے طور پر کچھ پیشین گوئیاں بھی کرے۔

۶..... چودھویں صدی کے مجدد اور مسیح موعود مہدی معہود مرزا قادیانی ہیں۔

۷..... ان کے ان دعووں کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں کوئی اور مجددیت، مسیحیت اور مہدویت کا مدعی نہیں ہوا۔ ان کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے آسمان پر سورج گرہن اور رمضان پر طاعون اور ان پیشین گوئی کا صحیح ہونا کافی ہے۔

۸..... مسیح ابن مریم علیہا السلام کی حسب آیت ''فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم'' وفات ہو چکی۔ الغرض یہ آٹھ نمبر اس کا ضروری اور مختصر خلاصہ ہیں۔ اگرچہ ابھی اور مضمون بھی ملخص ہو سکتے تھے۔ مگر چونکہ وہ ہمارے موضوع بحث سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے۔ اس لئے ہم از رہ اختصار انہیں معرض بحث میں لانا نہیں چاہتے۔ خلاصہ سے فارغ ہو کر ہر نمبر پر تمہیدی نظر ڈال کر مختصر جواب پر اکتفاء کرتے ہیں۔

جواب:۱..... امر اوّل کے جواب سے پہلے چند اصول موضوعہ ذکر کئے جاتے ہیں۔ جن پر جواب مبنی ہے۔

الف..... خبر واحد اہل اصول حدیث کے نزدیک وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے صحابہؓ کے بعد دو سے زائد ہوں۔ اس سے جو حکم ثابت ہو وہ ظنی ہوتا ہے۔ اس پر عمل فرض نہیں ہوتا۔ ہاں واجب ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے منکر کی تکفیر نہیں ہو سکتی۔

(شرح نخبۃ الفکر للحافظ ابن حجر عسقلانی و نور الانوار لملا جیون)

ب..... ''اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال'' یعنی جس امر میں جانب مخالف کا احتمال پیدا ہو جائے تو وہ قابل استدلال نہیں رہتا۔ (نور الانوار وغیرہ من کتب الاصول والحکمۃ)

ج..... ''اذا تعارضا تساقطا'' (نور الانوار وحسامی) یعنی جب دو باتوں میں تعارض پیدا ہو جائے تو وہ بھی معرض استدلال میں نہیں آ سکتیں۔ (اصول موضوعہ ختم ہوئے)

امر اوّل..... میں جو دعویٰ کیا گیا ہے۔ اس کے ثبوت میں روایات ذیل پیش کی گئی ہیں

جو خبر واحد ہیں۔ (روایت اولیٰ) "من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة" (روایت ثانی) "من مات بغیر امام مات میتة جاهلیة" (روایت ثالث) "ومن نزع یده من طاعته جاء یوم القیامة لا حجة له"

چونکہ روایات مذکورہ اخبار آحاد ہیں۔ لہٰذا ہم اگر ان کے وہ معنی مان بھی لیں جو قادیانی صاحب کی سوجھی سے پیدا ہوتے ہیں۔ تب امام زمان کی شناخت کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ کما ثبت من الاصل الاول "فقط امام مقبول شرعی ہے۔ شریعت نے اس کے معنی ان احادیث کے موقع پر صاحب سلطنت کے لئے ہیں۔ لہٰذا ان احادیث کی بناء پر کم از کم احتمال ہی کے درجہ میں واجب التعظیم والتکریم ظل اللہ علی الانام اعلیٰ حضرت حضور پرنور نواب میر عثمان علی خاں بہادر دام اقبالہم و ازاد ملکہم مراد ہوں گے۔ جن کے وجود باجود کی شاہانہ شفقتوں نے تمام اہل دکن کے خلوص دل سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار لے لیا ہے اور اس کو واجب و فرض عین منوا دیا ہے۔

حدیث اول و دوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام زمان کی اطاعت کرنا چاہئے۔ تیسری حدیث سے یہ نکلا ہے کہ اس سے بغاوت نہ کرنا چاہئے۔ جب کہ اس کا احتمال قوی اور اقرب ہے کہ امام سے مراد صاحب سلطنت ہے تو یہ کہنا کہ امام سے مراد مجدد ہے اپنی حماقت اور جہالت کا کافی ثبوت پیش کرنا ہے۔ لہٰذا اس سے امام بمعنی مجدد کی شناخت کی فرضیت پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ کما ثبت من الاصل الثالث!

نیز قیامت میں اس کی برءت کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ اس جملہ کی تحقیق سے پہلے یہ ضروری ہے کہ برءت کی صورتیں بتا دی جائیں۔ برءت دو قسم کی ہے۔ اولی اور ثانوی۔ یا بالفاظ دیگر ابتدائی اور انتہائی۔ برءت اولی یا ابتدائی یہ ہے کہ قیامت کے روز کوئی شخص عذاب جہنم سے بالکل بری کر دیا جائے۔ جیسا کہ انبیاء و صلحاء وغیرہم کے لئے ہوگا۔ برءت ثانوی یا انتہائی یہ ہے کہ تھوڑے سے عذاب کے بعد رہا کر کے جنت دے دی جائے۔ جیسا کہ امت محمدیہ (ﷺ) کے فساق کے ساتھ ہوگا۔

اب اس جملہ کے معنی پر نظر ڈالئے برءت کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ نہ ابتدائی نہ انتہائی، نہ اولی نہ ثانوی۔ یعنی جو امام بمعنی مجدد کو نہ مانے گا وہ بالکل کافر ہے۔ اس کی دوسرے کفار کی طرح کبھی نجات نہ ہوگی۔ (معاذ اللہ) حضور سرور عالم ﷺ تو ایسی شفقت فرمائیں کہ "من قال لا

الٰہ الا اللہ فقد دخل فی الجنۃ (مشکوٰۃ ص ۱۴، کتاب الایمان) ’’اس قدر وضاحت کردی کہ جو ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کہے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کا دخول ثانوی یا ابتدائی ہوگا اور قادیانی صاحب صرف مرزا قادیانی کے نہ ماننے کے الزام میں رسول اللہ ﷺ کی محبوب امت کو مرزا قادیانی پر قربان کر کے ہمیشہ کے لئے جہنم میں جھونک دیں۔ بہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا! کیا اس حالت میں بھی یہ حدیث یہی معنی لے کر قابل عمل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

کما ثبت من الاصل الثالث!

میں کہتا ہوں مسلمان تو محض مرزا قادیانی کے نہ ماننے کی بناء پر ہرگز ہرگز جہنمی نہ ہوں گے۔ لیکن گروہ مذکور قادیانی ضرور جہنمی ہوگا۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ اس نے مرزا قادیانی کو مانا۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ رسول مقبول ﷺ کی طرف سے افتراء جہنمی بنا کے ان کی محبوب امت کی دل آزاری کی۔ جس کی دلیل حدیث متواتر ہے۔ جس کا ماننا اور عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث یہ ہے۔ ’’من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ فی النار (مسلم ج ۱ ص ۷، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ ﷺ)‘‘ (یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے دیدہ و دانستہ مجھ پر افتراء کیا اسے چاہئے کہ دوزخ میں اپنے لئے کوئی ٹھکانا منتخب کرلے) کیا یہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء نہیں ہے کہ آپ نے کبھی اور کسی مجدد کی اطاعت کو فرض نہیں فرمایا اور نہ اس کے نہ ماننے والے کو جہنمی فرمایا۔ حدیث کے معنی کو جان بوجھ کر بگاڑنا اور اس خود تراشیدہ معنی کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا رسول اللہ ﷺ پر افتراء نہیں تو اور کیا ہے؟ بنا بریں قادیانی صاحبان کو جہنم میں اپنے لئے کوئی ٹھکانا منتخب کر لینا چاہئے۔ کیا خوب ؎

ہم الزام ان کو دیتے تھے
قصور اپنا نکل آیا

یعنی ؎

تھے ہمیں وہ جہنمی کہتے
یہ تو خود ہی جہنمی ٹھہرے

جواب:۲...... جس حدیث سے مجدد کی بعثت اور اس کی غایت پر استدلال ہے ہم بعینہ نقل کئے دیتے ہیں۔ ’’ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا‘‘ حدیث صحیح ہے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۲، باب ما یذکر فی قرن المائۃ) نے سنن میں،

حاکم نے (مستدرک ج ۴ ص ۵۲۲، باب ذکر بعض المجددین فی هذه الامة) میں، اور بیہقی نے کتاب (معرفة السنن والآثار ج ۱ ص ۱۳۷، باب ذکر قول فی قدر ما بین) میں روایت کی ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر میں اور ملا علی قاری نے (مرقاة شرح مشکوٰة ج ۱ ص ۲۴۷، باب کتاب العلم) میں تصحیح بھی کی ہے۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے: خدا تعالیٰ ہر صدی کے شروع میں اس امت کے لئے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کے دین کو اس کے لئے تازہ کرے گا۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ آیا مجدد اس مشکل مسئلہ کو حل کر سکتا ہے کہ دنیا کے تمام فرقے اپنے اپنے مذہب کو نجات نہ سمجھیں۔ ہم یہ دعوے سے کہتے ہیں کہ اس اشکال کو تو نبوت کی طاقت بھی رفع نہ کر سکی تو تجدید کی قوت اس کے لئے کیا کارگر ہو سکتی ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ نعوذ باللہ میں رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کر رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے اپنا ایمان بہت پیارا ہے۔ میں جناب رسالت میں اتنی بڑی گستاخی کر کے اسے کھو بیٹھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ع

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

میرا مقصود اس غلطی پر تنبیہ کرنا ہے جو چودھویں صدی کے جعلی مسیح اور ان کے کج فہم امتی سے حدیث کے معنی سمجھنے اور اس کا مصداق متعین کرنے میں سرزد ہوئی ہے۔ کیونکہ جو عربی کے سرسری سے بھی واقف ہیں یا کم از کم کسی سے صحیح ترجمہ بھی سن لیا ہے وہ اتنا ضرور سمجھتے ہیں کہ حدیث صرف یہ بتاتی ہے کہ مجدد امت محمدیہ کے فائدہ کے لئے ہوگا۔ اسے دوسرے مذاہب سے زیادہ تر یا بالذات سروکار نہ ہوگا۔ کیونکہ "من یجدد لها دینها" کے یہی معنی ہیں کہ وہ اس امت محمدیہ کے دین کی تجدید و اصلاح کرے گا۔ وہ تو کوئی نیا مذہب گھڑے گا نہ امت کے اختلاف اور تفرقہ کی بنیاد کو مستحکم کرے گا۔ نہ جھوٹے رسولوں کی طرح جھوٹی پیشین گوئیاں کرے گا نہ دین کی آڑ میں بھولے مسلمانوں کے چندہ سے تمول حاصل کرے گا۔ بلکہ وہ صرف مسلمانوں کے اس تعلق کو اسلام سے وابستہ کر دے گا۔ جو انہوں نے قطع یا کمزور کر دیا ہے اور قرآن و حدیث کے ذریعہ سے امت میں مذہبی روح پھونک دے گا۔

اگر فی الحقیقت مجدد کی بعثت کی یہی غایت ہوتی کہ وہ دنیا سے اس جعلی فطری خیال کو دور کرے کہ سوائے اسلام کے کوئی فرقہ اپنے مذہب کو نجات سمجھے تو کم از کم اس کے لوازم میں سے یہ بھی تھا کہ آج دنیا کے ہر فرقہ کا مذہب اسلام ہو جاتا اور ہر فرقہ کی مابہ الامتیاز مذہبی فصیل نہ ہوتی۔ ساری دنیا کے مذہب کے تمادکو جانے دیجئے۔ اتنا ہی ہوتا کہ اس امت کے افراد کے مذہبی

خیالات تو ضرور متحد ہوتے۔ یہ بھی نہ سہی تو کم از کم اس کا پتہ چل جاتا کہ ساری دنیا کے مجددوں سے قطع نظر صرف انہیں مجددوں نے جن کا ذکر خلاصہ کے نمبر ۳ میں ہوا کبھی اس بات کی کوشش بھی کی تھی۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ مجدد ہی کیا۔ جس نے اپنے منصب کے فرائض بھی ادا نہ کئے۔ خیر ان مجددوں کو بھی جانے دیجئے۔ کیونکہ یہ تو صرف مجدد ہی تھے۔ یہ نہ نبی امتی نہ مسیح موعود نہ مہدی معہود نہ کرشن شان کو یہ دعویٰ تھا کہ یہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے نبی سے اس کی کسی شان میں بھی افضل ہیں۔ خود مرزا قادیانی کی طرف تو توجہ کیجئے کہ انہوں نے کہاں تک اس مقصد کو پورا کیا۔ ہم جہاں تک غور کرتے ہیں اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بجز اس کے کہ اچھی طرح ایک فرقہ پیدا کر دیا اور کچھ بھی نہیں کیا۔ کیا ایسا شخص اسلام کا مجدد ہو سکتا ہے جو اسلام کے خلاف نیا مذہب ایجاد کرے۔ ہرگز نہیں۔ وہ مجدد نہیں بلکہ ایک نئے اور باطل مذہب کا موجد ہے۔

جواب نمبر ۳..... اس نمبر میں اس بناء پر مجدد کی اطاعت اور اس کی شناخت کو مدار نجات یا بالفاظ دیگر فرض کہا گیا ہے کہ احادیث مذکورۂ بالا میں امیر و امام زمان کی شناخت و اطاعت کی ضرورت مصرح ہے۔ (گو دنیا بھر کی کتب احادیث میں کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث بھی خود بالذات مجدد کی اطاعت و شناخت کے بارہ میں نہیں وارد ہوئی) اور امیر و امام زمان اور مجدد ایک ہی شے ہے۔ لہٰذا جو احادیث امیر یا امام زمان کی اطاعت کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں۔ بعینہ وہی احادیث مجدد کی اطاعت کی فرضیت پر بھی دلالت کرتی ہیں۔ مبلغ سلسلہ ضالہ احمدیہ کا یہ استدلال ہے۔

اولاً تو ہمیں یہ تسلیم ہی نہیں کہ امیر و امام اور مجدد ایک ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ دونوں متحد ہوتے تو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ جو خلفاء و ائمہ و امرائے اسلام تھے۔ بالضرور سب کے سب مجدد ہوتے۔ حالانکہ اتنا تو مبلغ فرقہ ضالہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ مجدد ایک صدی کے بعد ہوتا ہے۔ اب چند شبہے وارد ہوتے ہیں۔ جن سے مبلغ کی جہالت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

الف..... ان خلفائے اربعہ کی خلافت کا زمانہ تیس سال کے اندر ختم ہو گیا۔

ب..... یہ زمانہ خلافت جناب آفتاب رسالت کے بعد ہی شروع ہوا۔

ج..... یہ خلفائے اربعہ اصلاح و ہدایت کے لحاظ سے بھی امت کے افضل ترین افراد میں سے ہیں۔ اب ایک شبہ تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مجدد کا اثر تجدید تو سو سال تک باقی رہتا

ہے۔ ورنہ صدی کے شروع میں مجدد کی بعثت کی کیا ضرورت۔ برابر مجدد ہوتے رہتے یا جب ضرورت پڑتی تب مبعوث ہوتے تو کیا رسول اللہ ﷺ کی اصلاح و ہدایت کا اثر سو سال تک کے لئے بھی کافی نہ تھا کہ فوراً ہی تجدیدیت کا دور شروع ہو گیا؟

دوسرا شبہ یہ ہے کہ ایسے اکابر صحابہؓ جو مصنف کی رائے کی بناء پر بھی ضرور مجدد تھے۔ کیونکہ یہ سب امیر و امام تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان سے ادنیٰ مرتبہ کے مجدد تو سو سال کے لئے کافی ہوں اور یہ چاروں مل کر بھی سو سال کیا پچاس سال تک کے لئے بھی کافی نہ ہوں۔ پھر ان حضرات کا زمانہ وہ زمانہ ہے جو خود رسالت کی زبان مبارک میں خیر القرون کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں عموماً صحابہؓ یا تابعینؒ تھے اور یہ اس درجہ کے لوگ تھے کہ مجددین مذکورہ نمبر ۳ بھی ان کی کسی طرح ہم پلہ نہ تھے۔ پھر ایسے بزرگوں کو مجدد کی کیا ضرورت؟ اگر یہ بھی اپنی اصلاح کے لئے کسی مجدد کے محتاج تھے تو بعد کے وہ مجددین جن کی مختصر فہرست مصنف نے دی ہے اور جو ان حضرات کے مرتبہ کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتے۔ بدرجہ اولیٰ اپنی اصلاح و ہدایت کے لئے کسی بڑے سے بڑے مجدد کے محتاج ہوں گے جو دنیا کے حقیقت میں تو مل نہیں سکتا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اصلاح و ہدایت کا سلسلہ بھی بند ہو جاوے اور کوئی مجدد بھی نہ ہو سکے۔ کیونکہ وہ شخص کیسے مجدد ہو سکتا ہے۔ جس کے اصلاح کی خود ضرورت ہے۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ہمارے خیال میں ان خرابیوں اور ان اعتراضوں کی بناء جاہل اور کج فہم مصنف نے نہیں ڈالی۔ بلکہ وہ بالکل بے قصور ہے۔ قصور سب چودھویں صدی کے مجدد صاحب کا ہے جس نے اس کو ایسی غلط اور دور از شعور باتیں سکھا گئیں اور امیر و امام کو مجدد بنا دیا۔ اس سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ احادیث میں جہاں کہیں امیر و امام آیا ہے اس سے مجدد مراد نہیں اور نہ مجدد سے امیر و امام مراد ہے۔ بلکہ یہ دونوں بالکل جداگانہ مرتبوں کے نام ہیں۔ پھر ان کو ایک سمجھنا اور احادیث کے معنی میں تحریف کرنا اپنی جہالت اور سرکشی میں اضافہ کرنا ہے۔ میں اس کا قائل ہوں کہ امیر و امام کی اطاعت واجب ہے۔ اگر ان سے کوئی منحرف ہوگا تو وہ دنیا میں مستوجب قتل ہوگا اور آخرت میں مستحق عذاب شدید۔ مگر میں یہ کسی طرح تسلیم نہیں کرتا کہ مجدد کی اطاعت بھی فرض یا کم از کم واجب ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ مجدد ایک حق بات کہتا ہے تو حق ہونے کی حیثیت سے اسے ماننا فرض ہے۔ مگر اس میں مجدد کی کوئی خصوصیت نہیں۔ ہر حق بات کا ماننا فرض یا واجب ہے۔ خواہ وہ

کسی ادنیٰ درجہ کے جاہل ہی کی زبان سے کیوں نہ نکلی ہو۔ بخلاف امیر یا امام کے کہ اس کی بات ماننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ عام اس سے کہ وہ کیسا ہی فاسق اور بدکار کیوں نہ ہو۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ "اطیعوا کل برو فاجر" کہ ہر (امام) نیک و بد کی اطاعت کرو۔ یہاں حیثیت امیری وامامت اطاعت کو ضروری ٹھہراتی ہے اور وہاں حیثیت مجددیت اطاعت کو ضروری نہیں ٹھہراتی۔ بلکہ حیثیت حقیقت جس میں مجدد اور ادنیٰ درجے کے جہلاء سب برابر ہیں۔

پھر بڑی بات یہ ہے کہ مجددین مذکورین میں سے سوائے ایک کے سب کے سب کسی نہ کسی مجتہد کے مقلد تھے۔ چنانچہ امام غزالی، امام شافعی کے حضرت قطب الاقطاب غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت امام احمد بن حنبل کے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ اور حضرت احمد شاہ ولی اللہ دہلویؒ وغیرہم، امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد تھے۔

مگر ان ائمہ کی تقلید بھی واجب بالذات نہیں۔ جب ان ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب بالذات نہیں تو جو مجدد ان کے مقلد ہیں ان کی اطاعت کب واجب ہو سکتی ہے۔ ورنہ وہی مثل صادق آئے گی کہ گرو جی گڑ ہی رہے اور چیلے صاحب شکر ہو گئے۔

یہ اور بات ہے کہ انحصار حق اس زمانہ میں تقلید ہی میں ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص بلا ان مجتہدین کے مانے ہوئے اگر اپنے اجتہاد سے کچھ مسائل مستنبط کرے تو کیا حق پر نہ ہوگا؟ چونکہ اتنا تبحر ایسی عقل اور اس درجہ کا تقویٰ اس زمانہ کے لئے ناممکن ہے۔ تنہا اجتہاد کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا بھی ناممکن ہے۔ اس واسطے امت میں یہ مسئلہ مسلم ہے کہ ۴۰۰ ھ کے بعد سے اجتہاد بالکل ناجائز ہے۔

اور اس زمانہ میں جو فرقہ براہ راست کتاب وسنت سے اعتصام کا دعویٰ کرتا ہے وہ گمراہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی غور طلب ہے کہ یہ پانچوں مجدد تو مجتہدین کے مقلد ہیں اور چودھویں صدی کے جعلی مسیح کسی مجتہد کے مقلد نہیں۔ چونکہ یہ پانچوں حضرات مجدد تھے اور انہوں نے تقلید اختیار کی تو ضرور ہے کہ تقلید امر حق ہے۔ پھر ان حضرات کے مقابلہ میں جو ہمارے اور فرقہ قادیانی کے مسلمہ مجدد ہیں ایک: کیسے فرضی اور جعلی مسیح یا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی کا تقلید سے گریز کرنا جو صرف فرقہ قادیانی کے نزدیک بعد از خدا کا مرتبہ رکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک ایک ادنیٰ مسلمان کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ ضرور باطل پڑتی ہے۔ اے مسلمانو! ذرا تو غور کرو

کیا ایسا شخص کہ گمراہی جس کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہو مجددیت یا امت محمدیہ کے اور کسی ممتاز درجہ کا مستحق ہو سکتا ہے؟

جواب نمبر۳..... گذشتہ تین نمبروں سے منصف مزاج اور حق پسند اہل اسلام نے مرزا قادیانی کا درجہ ضرور سمجھ لیا ہوگا۔ ابھی ابھی ہم کہہ چکے ہیں کہ جو شخص اسلام کے خلاف ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالے وہ نہایت مفسد ہے۔ مجدد کے لئے مصلح ہونا ضروری ہے۔ ہم آئندہ چل کر مرزا قادیانی کی حالت کو اور بھی آئینہ کریں گے۔ جس سے مخلص مسلمان صاف طور پر سمجھ لیں گے کہ مرزا قادیانی مجدد تو مجدد ان کو مسلم ہونا بھی دشوار ہے۔ مرزا قادیانی کے علاوہ چند نام تمثیلاً پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں سید محمد جونپوری سے مسلمان ناآشنا نہیں ہیں۔ یہ بالکل ''سگ زرد برادر شغال'' کے مصداق ہیں۔ مرزا قادیانی میں اور ان میں کوئی زیادہ فرق نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ مرزا قادیانی میں تعلّی زیادہ تھی تو وہ نبوت تک کے مدعی ہوئے۔ یہ ان سے کسی قدر کم تھے تو یہ صرف مہدویت ہی پر قائم رہے۔ حیدرآباد اور سکندرآباد دکن میں ایک فرقہ مہدوی پٹھانوں کا ان ذات شریف کی بھی یادگار ہے۔ البتہ امام غزالی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت مخدوم شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، حضرت مولانا شاہ احمد ولی اللہ دہلوی سے جن کو مسیح قادیانی نے مجددین کی فہرست میں داخل کیا ہے۔ ان سے مسلمان جو کچھ حسن عقیدت رکھتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ اس بناء پر مسلمان انہیں مجدد کیا اس سے بھی بڑے درجہ کا سمجھتے ہیں۔ لیکن مسیح نے ان بزرگوں کے نام حسن عقیدت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی تالیف قلوب کے لئے لئے ہیں۔ ورنہ وہ تو انہیں مجدد تو مجدد مسلمان بھی مشکل سے سمجھتا ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک مرزا قادیانی مسلمان بھی نہ تھے۔ ان بزرگوں سے اس مضمون کا اگرچہ کوئی جزئیہ تو مل نہیں سکتا۔ مگر کلیہ کے طور پر ان کی کتابوں میں بھی مرزا قادیانی کی تکفیر موجود ہے۔ جس کو مسیح بھی خوب سمجھتا ہے۔ مگر ''ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ'' (دل حق پسند کان حق نیوش اور چشم حق بین) پر تو شامت اعمال کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ مسیح نے مجددیت کے جو لوازم بتائے ہیں وہ ان بزرگوں میں تو نہیں۔ ہاں فرعون کے سجادہ نشین یا شیطان کے جانشین میں مل سکتے ہیں۔ مثلاً مجددیت کے لئے دعویٰ مجددیت شرط ٹھہرایا گیا ہے۔ ان حضرات نے کبھی اپنے کو ایک ادنیٰ مسلمان سے زیادہ نہ سمجھا۔ اتنا بڑا دعویٰ یہ کیا کرتے۔ فی الحقیقت اگر یہ دعویٰ کرتے تو انہیں زیبا بھی تھا۔ کیونکہ ان کے کارنامے اب تک

بتا رہے ہیں کہ وہ امت کے لئے بہت کچھ اصلاح کر گئے۔ پھر ان کے پاس اپنی مجددیت کے دلائل بھی تھے۔ پھر ایسا دعویٰ جس پر دلیل نہ ہو۔ بلکہ اگر دلیل ہو تو وہ مدعا کے معارض ہو۔ بالکل فرعون کا سا دعویٰ ہے۔ کیونکہ اس کے دعوے "انا ربکم الاعلیٰ" کی بھی یہی نوعیت تھی جو اوپر بیان ہوئی۔

پیشین گوئیاں جو آج کل کے نجومی رمال کرتے ہیں۔ ان بزرگوں نے نہیں کیں۔ کیونکہ اس سے انہیں کیا واسطہ۔ احادیث میں جو پیشین گوئیاں ہیں وہ انذار اور تخویف کے لئے ہیں۔ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں انذار اور تخویف سے بالکل الگ، محض نجومیوں رمالوں کی طرح معمہ خیز ہوتی ہیں اور پھر لطف یہ کہ اکثر پیچ ہونے کی وجہ سے اکثر غلط۔ اگر مجدد کے لئے علامت کے طور پر دعویٰ بھی شرط ہوتا تو یہ بزرگ بھی دعویٰ کرتے۔

جواب: ۵...... اگر مجدد کی یہ علامت ہوتی کہ وہ دعویٰ مجددیت کرتا اور علامت کے طور پر کچھ پیشین گوئیاں کرتا تو ضرور تھا کہ تیرہ صدی کے سب مجددوں کے دعویٰ اور پیشین گوئیاں منقول ہوتیں۔ نیز یہ کوئی ایسی عظیم بالشان بات ہوتی تو جناب رسول مقبول ﷺ بھی جو اپنی امت کے ساتھ اس قدر شفیق اور سہولت پسند ہیں کہ ایک باپ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ اس شفقت و سہولت پسندی کا صحیح دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ضرور ضرور مجدد کی یہ علامت بھی بتا دیتے۔ اگر فی الحقیقت یہ دونوں باتیں مجددیت کی علامت ہیں تو دو باتوں سے خالی نہیں۔ (۱) یا تو یہ علامتیں جناب سرور کائنات ﷺ کو بھی معلوم نہ تھیں۔ صرف مرزا قادیانی کے فیض صحبت سے ان کے قرین ضلالت کے خوشہ چینوں کو معلوم ہو گئیں۔ (۲) یا معلوم تھیں مگر آپ نے انہیں چھپایا اور امت کی ایک بہت بڑی سہولت سے دریغ فرمایا۔ حاشا ہم سے حضور سرور عالم ﷺ نے تو ادنیٰ سے ادنیٰ بات بھی نہیں چھوڑی۔ پھر یہ اتنی بڑی بات جس کی آڑ میں بہت سے مفسد فتنہ پردازی کرتے ہیں۔ کیونکر چھوڑ دیتے۔ پھر خصوصاً جب کہ مجدد کا پہچاننا فرض تھا تو ضرور اس کی علامتیں بتا کے آپ اسے مکمل فرما دیتے۔ نہ تو مجدد کی شناخت فرض ہے نہ اس کی یہ علامتیں۔ آپ بتاتے تو کیسے بتاتے۔ اگر شناخت فرض ہوتی تو تیرہ صدی کے تیرہ مجددوں کی فہرست بھی مسلمانوں کو اسی طرح ازبر ہوتی۔ جس طرح صلوٰۃ مفروضہ کی تعداد رکعات۔ حالانکہ سوائے حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے کہ ان کو تو مسلمان مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور کسی بزرگ کی اس صفت سے آشنا نہیں۔ اگر یہ علامت مجدد کی ہوتی کہ وہ

پیشین گوئی کرے تو کم از کم اسلامی عمی کتابوں میں ان مجددوں کی پیشین گوئیاں منقول ہوتیں۔ جن کو بسیط خلاصت نے بھی مجدد مانا ہے۔

جواب ۲۱: ۔ اس نمبر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد، مسیح موعود اور مہدی معہود مانا ہے۔ ان مراتب میں سب سے بڑا مرتبہ مسیحیت کا ہے۔ کیونکہ وہ نبوت ہے۔ اس کے بعد مہدویت کا درجہ ہے۔ کیونکہ وہ امامت ہے۔ پھر مجددیت ہے۔ لیکن ان تینوں مراتب کے لئے اسلام لازم ہے۔ گویا بلحاظ ان مراتب کے مسلمان ہونا ادنیٰ درجہ ہے۔ اس لئے میں درجہ بدرجہ مرزا قادیانی کی تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی مسلمان بھی تھے یا نہیں۔ پھر دوسرے بڑے مراتب پر نظر ڈالیں گے۔ میری رائے ناقص اس کا جواب نفی میں پیش کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ناظرین میری رائے سے ابھی متفق نہ ہوں۔ مگر جس وقت میں اپنے جواب کے وجوہ پیش کروں گا تو مجبوراً انہیں بھی میری رائے سے اتفاق کرنا پڑے گا۔

یہ سب جانتے ہیں کہ ایمان کا مدار قرآن کی تصدیق ہے۔ ایمان کے لوازم کی تفصیل اور ایمان کی حقیقت جیسا قرآن نے بیان کی ہے۔ اس طرح بیان کرنا بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ مرزا قادیانی کے خیالات اور اس کے مقابلہ میں قرآن کا مضمون سنئے اور میری رائے کی تائید کیجئے۔

۱۔ مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے۔ (نعوذ باللہ) قرآن نے جو تنزیہ وتقدیس باری تعالیٰ پر تصریح کی ہے۔ ''سبحٰن'' کا لفظ قرآن میں اس لئے مستعمل ہوا ہے کہ باری تعالیٰ کی تمام صفات کمالیہ کا اظہار اور تمام نقائص سے تنزیہ ظاہر ہو جائے۔

۲۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا وعدہ خلافی کرتا ہے۔

۳۔ اپنے رسول سے نہایت پختہ وعدہ کر کے عین وقت پر ادا نہیں کرے۔ نعوذ باللہ!

نعوذ باللہ! قرآن میں تصریح ہے کہ ''ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد'' خدا کبھی وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ اگر کسی مؤلف اسلام کے سامنے یہ کہا جائے تو نہ وہ خدا کو مانے اور نہ رسول کو۔ اس کے علاوہ تمام اسلام مشکوک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جتنے وعدہ وعید، سزا و جزا، جنت و دوزخ کے قرآن میں مذکور ہیں، سب میں احتمال کذب پیدا ہو گیا۔ اب یہ بھی سن لیجئے کہ مرزا قادیانی کو اس

کفر کے اظہار میں نوبت کہاں تک آگئی۔ ایک مرتبہ مرزا قادیانی کی اپنے کسی عزیز کی لڑکی پر نظر پڑ گئی۔ اس کے حسن نے مرزا قادیانی کو اپنا شیفتہ بنا لیا۔ اب مرزا قادیانی کو اس کے فراق میں نہایت بے چینی اور اضطراب رہنے لگا۔ آپ نے اس سے نجات کے لئے ایک وحی تصنیف فرمائی تاکہ مریدین کو تنگ دلی کے بہانے سے اپنے خیال کا مؤید بنا لیں۔ وحی کا مضمون یہ تھا کہ: ''میرا اور اس لڑکی کا آسمان پر خدا نے عقد کر دیا ہے اور یہاں بھی اس کے اعادہ کا حکم دیا ہے۔'' مریدین کے دل تو پہلے ہی سے مسخ ہو چکے تھے۔ انہوں نے آمنا وصدقنا کہا۔ مگر یہ وحی اس لڑکی کے باپ تک پہنچائی گئی۔ وہ سن کر نہایت برہم ہوئے اور واقعی برہم ہونا بھی چاہئے تھا۔ کیونکہ اول تو مرزا قادیانی کے بیوی بچے موجود۔ دوسرے مرزا قادیانی کا بڑھاپا اور اس لڑکی کا آغاز شباب۔ مرزا قادیانی کی بیٹی سے بھی چھوٹی، پوتی یا نواسی کے برابر۔ بھلا دونوں کا کیا جوڑ۔ چنانچہ لڑکی کے باپ نے مرزا قادیانی کی مخالفت اور ضد سے اس لڑکی کا کہیں اور نکاح کر دیا۔ مرزا قادیانی نے نکاح سے پہلے یہ دھمکی بھی دی کہ جس جگہ شادی کی گئی تو لڑکی مر جائے گی۔ مگر لطف یہ ہے کہ اس کی شادی بھی ہوئی۔ وہاں اولاد بھی ہوئی اور مرزا قادیانی کی وحی اور پیشین گوئی کے برخلاف زندہ بھی رہی۔ اب مرزا قادیانی کو یہ فکر ہوئی کہ اپنے جھوٹ کی کوئی تاویل کرنی چاہئے۔ ورنہ مریدین فرار ہو جائیں گے۔ تو پھر چندہ کون دے گا۔ ایسے صریح اور کھلے ہوئے جھوٹ کی تاویل کیا ہوتی۔ مرزا قادیانی کو یہی کہنا پڑا کہ: ''خدا نے جھوٹ بولا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کر کے اس کے خلاف کیا۔'' (نقل کفر کفر نباشد) استغفر اللہ العظیم! مسلمانو! ذرا آنکھیں کھولو اور غور کرو کہ جو شخص شہوت پرستی کے لئے خدا پر بہتان باندھے، جھوٹی وحی بنائے اور پھر وہ پوری نہ ہو تو اپنے قصور کے اعتراف کے عوض خدا کو جھوٹا کہہ دے۔ وہ مجدد، مسیح اور مہدی تو درکنار مسلمان بھی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسے شخص کو مسلمان سمجھنا اپنے کفر کا اظہار کرنا ہے۔

قرآن نے تمام انبیاء اور صحائف آسمانی کی تصدیق اور تعظیم فرض قرار دی ہے۔ چنانچہ ''آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل آمن بالله وملئکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر (البقرہ:۲۸۵)'' یہ آیت اس پر دال ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اعتقاد رکھتے ہیں رسول (ﷺ) اس چیز (کے حق ہونے) کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ یعنی قرآن پاک کے ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور (دوسرے) مومنین بھی (اس کا

اعتقاد رکھتے ہیں) اس کے بعد قرآن پر اعتقاد رکھنے کی تفصیل ہے کہ کس کس چیز پر عقیدہ رکھنے کو قرآن پر اعتقاد رکھنا کہا جائے گا۔ سب کے سب (رسول اللہ بھی اور دوسرے مومنین بھی) عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ (کہ وہ موجود اور واحد ہے۔ یعنی ذات وصفات میں کامل ہے) اور اس کے فرشتوں کے ساتھ (کہ وہ موجود گناہوں سے پاک اور مختلف کاموں پر مقرر ہیں) اور اس کی کتابوں کے ساتھ (کہ اصل میں سب سچی ہیں) اور اس کے سب پیغمبروں کے ساتھ (کہ وہ پیغمبر ہیں اور سچے ہیں اور پیغمبروں پر ان کا عقیدہ رکھنا اس طور پر ہے کہ وہ کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں (عقیدہ رکھنے میں) تفریق نہیں کرتے۔ (کہ کسی کو پیغمبر سمجھیں کسی کو نہ سمجھیں) اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اس کو خوشی سے مانا) ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے۔}

(تفسیر بیان القرآن ج ۱ جلد ۱)

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تمام کتب سابقہ آسمانی اور انبیائے سابقین پر ایمان لانا بھی فرض ہے اور یہ ایسا فرض ہے کہ اس سے جناب رسول مقبول ﷺ بھی مستثنیٰ نہ تھے۔

اب سنئے چونکہ مرزا قادیانی نے خود مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے کو ان سے تمام شانوں میں افضل بتایا۔ اس لئے خباثت نفس سے ان میں بہت عیب نکالے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: "آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہ تھا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

اور کہتے ہیں کہ: "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (نعوذ باللہ نعوذ باللہ)

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

ایسی گندی باتوں کے لکھنے سے قلم کو شرم آتی ہے۔ اے قادیانیو! ایسے بدباطن اور دلی خبیث شخص پر اس وقت کیوں نفرت نہ آئی جب کہ اس نے اتنے بڑے نبی کو مکار وفریبی اور ان کی عصمت مآب والدہ کو زنا کار اور کسبی اور خود ان کو ولدالحرام بتایا؟ کیا تمہاری غیرت اس وقت کہیں چلی گئی تھی؟ اے مسلمانو! کیا مرزا قادیانی کے ایسے کلمات سننے کے بعد بھی آپ کو ان سے نفرت پیدا نہ ہوئی؟ کیا آپ ایسے جھوٹے سے اتنے بڑے نبی کی توہین گوارا کر لیں گے؟

سنئے مرزا قادیانی اور کیا فرماتے ہیں کہ: "آپ کا کنجریوں (کسبیوں) سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

دیکھئے مرزا قادیانی کس حیائی سے اتنے بڑے نبی کی بے حرمتی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ: "مگر یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر روویں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز و نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی۔ اگر یسوع کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے وہ ایسے نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔" (فتح مسیح ص ۷۵، خزائن ج ۹ ص ۴۴۸)

نعوذ باللہ! مسلمان جانتے ہیں کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے گناہ یا مقدمات گناہ کا صدور نہیں ہو سکتا۔ مگر مرزا قادیانی اصول اسلام کے خلاف ایک جلیل القدر نبی کی عصمت سے انکار کر کے انہیں بدخیالی اور خیال زناکاری کا اتہام لگا رہے ہیں۔

اور سنئے پھر کہتے ہیں: "لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ویسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع ہیں۔" (دافع البلاء ص ۴ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

اسے خوب غور سے دیکھئے۔ اس میں وہ ایک نبی کے مقابلہ اور قرآن کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کر رہے ہیں اور کہتے ہیں: "یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے دادا صاحب داؤد نے تو (۱) سارے برے کام کئے۔ (۲) ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے

فریب سے قتل کرایا۔ (۳) اور دلالہ عورت بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا۔ (۴) اور اس کو شراب پلائی۔ (۵) اور اس سے زنا کیا۔ (۶) اور بہت سا مال زناکاری میں ضائع کیا۔"

(معیار المذاہب ص۱۲، خزائن ج۹ ص۴۷۹)

یہ بھی واضح رہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسیح بن مریم، عیسیٰ، یسوع، سب ایک ہی ذات کے وصف عنوانی ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ: "مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔" (توضیح مرام ص۳۰، خزائن ج۳ ص۵۲)

اب غور کیجئے کہ جس شخص کے انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسے فحش خیالات ہوں وہ ہمارے آپ کے خیال سے نہیں بلکہ خدا اور رسول کے حکم سے مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!!

جب مرزا قادیانی مسلمان نہ ہوئے تو انہوں نے انسانیت کا ادنیٰ درجہ بھی نہ پایا اور "اولئک کالانعام بل هم اضل" کے مصداق ٹھہرے۔ جب کوئی شخص مسلمان ہی نہیں تو مجدد، مسیح اور مہدی کہاں سے ہوسکتا ہے۔

یہ تو ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ مجدد مصلح ہوتا ہے۔ مفسد نہیں ہوتا۔ چونکہ مرزا قادیانی مفسد تھے۔ اس لئے ان کا مجدد ہونا محال ہے۔ اب ہم ان کی مہدویت ومسیحیت پر بھی تعرض کرتے ہیں۔ چونکہ مہدی ومسیح خاص شخصوں کے لئے بولے جاسکتے ہیں۔ جن کے لقب یہ ہیں اور وہ اشخاص وہ ہیں۔ جن کا احادیث میں تذکرہ ہے۔ ورنہ یوں تو بہت سے محمد مہدی اور بہت سے مہدی علی خان ہیں اور اسی طرح بہت سے محمد عیسیٰ اور بہت سے محمد مسیح، یا مسیح الزمان ومسیح الدین ہیں۔ اگر مرزا قادیانی نے اپنے یہ عرف رکھ لئے ہیں تب تو ہمیں اس میں کلام نہیں اور گر مہدی موعود ومسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہم اسے احادیث سے باطل کئے دیتے ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے عرف نہیں رکھے۔ بلکہ جن احادیث میں ان حضرات کا تذکرہ ہے ان کا مصداق اپنے کو بتایا۔ اس لئے ہمارے ذمہ ضروری ہے کہ ہم یہ بتادیں کہ مرزا قادیانی مہدی کاذب اور مسیح دجال تھے۔ میں ایک حدیث نقل کر کے علیحدہ علیحدہ اس پر بتفصیل مختصر بحث کروں گا۔

ترجمہ (مشکوٰۃ شریف باب عشر ص۴۶۳) میں ہے۔ (مسلمانوں کی دو تہائی جماعت جو

اس وقت شام روئے زمین پر افضل ہوگی۔ جس وقت قسطنطنیہ فتح کرکے) ملک شام میں آئیں گے تو دجال نکلے گا۔ ابھی وہ لڑائی کے لئے تیار ہوں گے۔ صفیں درست کریں گے کہ نماز کی جماعت قائم ہو جائے گی۔ اس وقت (وہاں) عیسیٰ بن مریم اتر آئیں گے۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔ جس وقت انہیں اللہ کا دشمن (یعنی دجال) دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک۔ اگر وہ اسے (قتل کئے بغیر) چھوڑ بھی دیں تو وہ ابھی پگھلتے پگھلتے ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اسے قتل کرا دے گا۔ پھر وہ اس کے خون کو اپنے نیزہ میں بھر کر لوگوں کو دکھلائیں گے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔ اس حدیث سے چند امور مستفاد ہوئے۔

۱ مسلمانوں کی اس جماعت میں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ جو قسطنطنیہ فتح کرکے ملک شام میں مقیم ہوگی۔

۲..... اس وقت دجال کا خروج ہوگا۔

۳..... عیسیٰ علیہ السلام وہی ہوں گے جو قرآن مجید میں عیسیٰ بن مریم کے نام سے یاد کئے گئے ہیں۔

۴..... وہ دجال کو قتل کرکے اپنے نیزہ پر اس کا خون لگا کر لوگوں کو دکھلائیں گے۔ وغیرہ!

اب غور کیجئے کہ جس جماعت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مسیحیت کا دعویٰ کیا وہ قادیان اور پنجاب کی ایک بے وقوف جماعت تھی نہ کہ ملک شام کا فاتح لشکر۔ پھر اس وقت سوائے مرزا قادیانی کے کسی دجال کا خروج بھی نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی عیسیٰ بن مریم بھی نہ تھے۔ نہ انہوں نے کسی دجال کو قتل کر کے خون نیزہ میں لگا کر کسی کو دکھایا۔ ہاں اتنا تو ہوا کہ مرزا قادیانی نے کاذب کی موت کی دعا کی تھی۔ اس کے قبول ہونے سے مرزا قادیانی خود ہی رحلت کر گئے۔ اب اسی کو چاہے یوں سمجھ لیجئے کہ نیزہ سے مراد بددعائے موت اور خون لگا کر لوگوں کو دکھانے سے مراد شہرت ہے۔ بےشک ایسا تو ہوا کہ مرزا نے دعائے موت کی تھی اور اس کی شہرت بھی خوب کی تھی۔ مگر اس سے مرزا کا دجال ہونا نکل آئے گا اور یہ سوال پھر باقی رہے گا کہ عیسیٰ کون ہیں۔ کیونکہ حدیث تو صاف طور پر بتا رہی ہے کہ عیسیٰ اور ہوں گے اور دجال اور ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۷، باب اشراط الساعۃ)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے

تھے کہ مہدی (علیہ السلام) میری نسل سے (یعنی) فاطمہ زہرہ کی اولاد سے ہوں گے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ فرماتے تھے کہ مہدی میری اولاد سے ہوں گے۔ ان کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہوگی۔ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے ایسا بھر دیں گے جیسا وہ پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔ وہ سات برس بادشاہت کریں گے۔

(مشکوٰۃ ص ۴۷۰ باب اشراط الساعۃ)

یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

۱....... مہدی علیہ السلام حضور ﷺ کی نسل سے ہوں گے۔

۲....... ان کی پیشانی کشادہ ناک اونچی ہوگی۔ یعنی خوبصورت ہوں گے۔

۳....... زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوگی۔

۴....... سات برس تک سلطنت کریں گے۔

مرزا قادیانی کا خاندان تو سب جانتے ہیں کہ یہ قوم کے مغل ہیں۔ یہ سید یعنی حضور ﷺ کی نسل سے نہیں ہیں۔ البتہ حلیہ ان کے دیکھنے والے جانیں۔ میں نے تصویر دیکھی تھی۔ اس میں تو مجھے ان کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی نہیں معلوم ہوئی۔

یہ بھی سب جانتے ہیں کہ زمین پر روز بروز ظلم وستم بڑھتا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے معلوم نہیں کہاں کہاں سے ظلم وستم دور کر کے اس جگہ کو عدل وانصاف سے معمور کر دیا۔ مرزا قادیانی کو سلطنت سات گھنٹہ کی بھی نصیب نہیں ہوئی۔ اگرچہ انہوں نے یہ نیا مذہب اسی آس پر پھیلایا تھا۔ مگر افسوس حسرت دل کی دل ہی میں رہی۔

(مشکوٰۃ ص ۴۷۱) حضرت ابو سعید خدریؓ نے نبی ﷺ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے قصہ میں نقل کیا ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے (یعنی مہدی کے) پاس ایک آدمی آئے گا اور کہے گا۔ ”اے مہدی مجھے کچھ دیجئے، مجھے کچھ دیجئے۔“ آپ نے فرمایا کہ جس قدر وہ اٹھا سکے گا وہ لپ بھر کر اس کے کپڑے میں دے دیں گے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔ اس

حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام لوگوں کو مال بافراط دیں گے۔ مرزا قادیانی کی طرح غریب قوم سے چندہ جمع نہیں کریں گے۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۷۱ باب اشراط الساعۃ) حضرت ام سلمہؓ نبی ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ ایک خلیفہ کے مرنے کے وقت آپس میں اختلاف ہوگا۔ پھر ایک آدمی مدینہ والوں میں سے نکل کر مکہ کی طرف بھاگے گا۔ پھر لوگ مکہ والوں میں سے ان کے پاس آئیں گے اور وہ اس کو (ان کے گھر سے) نکالیں گے اور وہ ان سب سے کراہیت کریں گے۔ پھر یہ سب لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے بیچ میں ان سے بیعت کریں گے اور شام کی طرف سے ایک لشکر ان سے لڑنے کے لئے بھیجا جائے گا۔ وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔ (یہی آدمی حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے) جس وقت لوگ یہ بات دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں امام مہدی کے پاس آکر ان سے بیعت کر لیں گی۔ پھر ایک آدمی قریش میں سے ظاہر ہوگا۔ جس کی ننھیال قبیلہ کلب ہوگی۔ وہ بھی ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا۔ ان پر امام مہدی اور ان کے لوگ غالب آجائیں گے اور قبیلہ کلب کا لشکر بھی ہے (یعنی جو مہدی کے خروج کی علامت ہے) اور امام مہدی لوگوں میں اپنے نبی کی سنت کے موافق عمل (درآمد) کریں گے اور اسلام (اس وقت) اپنی گردن کو زمین میں ڈال دے گا۔ (یعنی خوب اچھی طرح سے قرار پکڑ لے گا) پھر وہ سات برس تک رہیں گے۔ پھر وہ وفات پاجائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام کو لوگ مکہ معظمہ میں پہچانیں گے اور وہیں ان سے بیعت کریں گے۔

یہ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو سوائے خطہ پنجاب کے چند بیوقوفوں کے اور کسی نے امام نہ سمجھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام اپنی مہدویت کے خود مدعی نہ ہوں گے۔ بلکہ وہ تو لوگوں سے گریز کریں گے۔ لوگ زبردستی ان سے بیعت کریں گے۔ یہ بھی سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے خود ہی مہدویت کا دعویٰ کیا اور زبردستی لوگوں کو بیعت کیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی سے لڑنے کے لئے جو لشکر آئے گا وہ مقام بیداء میں دھنس دیا جائے گا۔

ان احادیث سے ہر سچے مسلمان نے اتنا ضرور سمجھ لیا ہوگا کہ مرزا قادیانی کبھی مہدی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نہ تو وہ سید ہیں نہ انہوں نے زمین کو عدل و انصاف سے بھرا۔ نہ انہیں سلطنت نصیب ہوئی۔ نہ انہیں کبھی سوائے چندہ جمع کرنے کے کسی کو لپ بھر کر مال دینا نصیب ہوا۔ نہ ان سے شام کے ابدالوں اور مکہ کے مسلمانوں نے خانہ کعبہ میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی۔ وغیرہ وغیرہ۔ حدیث کی مطولات میں اس سے زیادہ تصریحات موجود ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کی حقیقت اور بھی آئینہ ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کا تیسرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اس کے متعلق بھی احادیث نظر غور سے ملاحظہ فرما کر اپنا ایمان تازہ کیجئے اور یقین کر لیجئے کہ مرزا قادیانی مفتری اور کذاب ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۷۹ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل ہو کے اتریں گے اور صلیب توڑ دیں گے اور سوروں کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ کوئی اسے نہ لے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ تمام دنیا اور دنیا کے تمام سامان سے بہتر ہوگا۔ پھر ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر تم چاہو تو (اس کی تصدیق کے لئے) یہ آیت پڑھو۔ ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ اہل کتاب میں سے ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان (کی باتوں) پر ایمان نہ لے آئے گا۔] یہ روایت متفق علیہ ہے۔ (یعنی بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ ان کے نزول کے بعد تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ جس کی وجہ سے جزیہ (یعنی وہ محصول جو کفار سے بطور حق حفاظت لیا جاتا ہے) موقوف ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی کافر ہی نہ رہے گا۔ مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ مرزا قادیانی کے زمانہ کی طرح لوگ مفلس و قلاش نہ ہوں گے۔ وہ صلیب توڑ دیں گے۔ کیونکہ تمام دنیا میں اسلام ہوگا تو پھر صلیب کہاں رہ سکتی ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانہ کی طرح عیسائیت کا زور نہ ہوگا۔ اس حدیث اور آیت کے متعلق ہم اس نمبر میں تفصیلی بحث کریں گے۔ جس میں عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر گفتگو ہوگی۔

(مشکوٰۃ ص ۴۷۹ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول

خدا ﷺ نے فرمایا۔ خدا کی قسم مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) منصف، حاکم ہو کے اتریں گے اور صلیب توڑ دیں گے اور سوروں کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور جوان اونٹنیاں چھوڑ دیں گے کہ کوئی ان سے دوڑ دھوپ (کا کام) نہ لے گا اور البتہ لوگوں میں سے باہمی کینہ اور بغض حسد جاتا رہے گا اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال دینے کے واسطے بلائیں گے۔ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اور (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، مسلم ج ۱ ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) دونوں کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب کہ مریم کے بیٹے تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے ہوں گے اور اس سے پہلے کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ ان دونوں کے ملانے سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مہدی اور ہوں گے اور مسیح اور ہوں گے۔ مرزا قادیانی نہ مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں اور نہ حضرت فاطمہ زہرہؓ کی اولاد سے ہیں۔ پھر وہ ایک شخص ہیں تو پھر تو کہتے وہ کیسے مسیح و مہدی ہو سکتے ہیں۔ مسیح صلیب توڑ دیں گے۔ جزیہ موقوف کر دیں گے۔ سوروں کو مار ڈالیں گے۔ مرزا قادیانی نے یہ کچھ بھی نہ کیا۔ مسیح لوگوں کو مال دینے کے لئے بلائیں گے۔ کوئی نہ لے گا۔ مرزا قادیانی نے ہمیشہ لوگوں کو چندہ لینے کے لئے بلایا۔ کروڑ روپے تو انہیں تھے مذہب کے ایجاد سے قائدہ ہی کیا ہوتا۔ عاقبت تو ان کی نئی مذہب کی ایجاد سے برباد ہوئی تھی۔ مال دینے سے دنیا بھی تباہ ہو جاتی تو وہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہو جاتے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہر جگہ آیا ہے کہ وہ اتریں گے۔ مرزا قادیانی کہیں سے بھی نہیں اترے۔

(مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر لڑتی رہے گی اور اپنے دلائل میں سب پر غالب رہے گی۔ آپ نے فرمایا پھر مریم کے بیٹے عیسیٰ اتریں گے تو مسلمانوں کا سردار (یعنی مہدی علیہ السلام) کہے گا۔ آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ اور کہیں گے نہیں۔ اس امت کو خدا کی بزرگی دینے کی وجہ سے تم میں سے ایک دوسرے کا امیر و امام ہے۔ (یعنی خدا نے تمہارے رسول کی امت کو اتنی بزرگی دی ہے کہ تم سب سردار اور امام ہو۔ لہٰذا تم ہی امام بنو میں مقتدی بنتا ہوں۔

وہ مسلمانوں کے سردار امام مہدی علیہ السلام ہوں گے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتر کے نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک (دنیا میں) رہیں گے۔ پھر مر جائیں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے اور میں اور عیسیٰ بن مریم ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بیچ میں سے ایک مقبرہ میں سے اٹھیں گے۔ یہ حدیث ابن جوزی نے کتاب (الوفاء ص ۸۱۲) میں نقل کی ہے۔

اس حدیث سے امور ذیل مستفاد ہوئے۔

۱..... عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کے نکاح کریں گے اور پینتالیس برس کے بعد انتقال فرما جائیں گے۔ مرزا قادیانی کی طرح طویل العمر نہ ہوں گے۔

۲..... عیسیٰ علیہ السلام حضور سرور عالم ﷺ کے روضۂ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ مرزا قادیانی کی طرح پنجاب میں مدفون نہ ہوں گے۔

کیا اس کے بعد کوئی شخص مرزا قادیانی کو مسلمان ہو کر (مہدی) یا مسیح سمجھ سکتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو مسلمان وغیرہ مان لے تو وہ شخص اسلام کو چھوڑ بیٹھا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کو۔

جواب نمبر:۷..... اس نمبر میں مرزا قادیانی کے دعوے کی دلیل بیان کی ہے۔ دلیل کے دو جز ہیں۔ (الف) ان کے مقابلہ میں کوئی اور ان امور کا مدعی نہیں ہوا۔ (ب) ان کی پیشین گوئیاں سچی ہوتی تھیں۔

جواب الف..... یہ بالکل غلط ہے کہ ان کے مقابلہ میں کوئی اور مدعی نہیں ہوا۔ احمد رضا خان صاحب بریلوی ابھی تک زندہ ہیں۔ جن کو مجدد مائۃ حاضرہ (یعنی اس موجودہ صدی کا مجدد) ہونے کا دعویٰ ہے۔ پھر وہ مرزا قادیانی کے اس قدر مخالف ہیں کہ کافر اکفر اور کافر بتاتے ہیں۔ اگر اور مدعی نہ ہوتے تو جناب رسول مقبول ﷺ کی ”ثلثون دجالون کذابون یزعم کل واحد منہم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی او کما قال“ والی پیشین گوئی کیسے صادق آتی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ظہور امام مہدی علیہ السلام وخروج دجال وغیرہ سے پہلے تیس دجال گذریں گے۔ جو نہایت جھوٹے ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنے کو

خدا کا رسول سمجھتا ہوگا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ مجھ پر نبوت ختم ہے۔ میرے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔

اس حدیث کی بناء پر مرزا قادیانی کو بھی مجبوراً دجال ماننا پڑتا ہے۔ دجل کے معنی تاریکی کے ہیں۔ دجال تاریکی پھیلانے والا۔ نورِ ایمان کو مٹانے والا۔ مرزا قادیانی نے بہت سے قطعی عقائد کے خلاف عقائد تعلیم کئے۔ مثلاً خدا پر کذب کا افتراء یا انبیاء معصومین پر اتہام ان کی توہین وغیرہ جس سے ایمان کی روشنی مٹی اور کفر کی ظلمت بڑھی۔ اس لئے مرزا قادیانی کے دجال ہونے میں اب کیا شبہ رہا۔

مرزا قادیانی کا کذاب ہونا بھی ظاہر ہے۔ خدا کو جھوٹا ٹھہرایا۔ (معاذ اللہ) جھوٹی پیشین گوئیاں اسمہ احمد جو قرآن کی آیت کا جز ہے۔ جس میں یہ بشارت نقل کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ میرے بعد ایک نبی آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا۔ اس آیت کا اپنے کو مصداق بنا کر نبوت کا دعویٰ کرنا وغیرہ محض کذب اور سراسر کذب اور غلط ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی پر کذاب اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ (ہر ایک ان میں سے اپنے کو خدا کا نبی سمجھتا ہوگا) صادق آگیا۔ واقعی اس حدیث پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور سرور عالم ﷺ کے سامنے مرزا قادیانی کی صورت مثالی پیش کر دی گئی تھی اور آپ اس کو دیکھ کر یہ الفاظ فرما رہے تھے۔ سبحان اللہ کیسا عمدہ لباس بنایا ہے۔ جو بالکل ٹھیک ہے۔

واقعی اچھا ہوا جو مرزا قادیانی کے مقابلہ میں کوئی اور مدعی نہ ہوا۔ ورنہ وہ بھی دجال وکذاب بنتا۔ خدا ہر آدمی کو ایسے جہل وبہتان سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ مگر نوشتۂ تقدیر سے کون بچ سکتا ہے۔ تیس کی تعداد ضرور پوری ہو کر رہے گی۔

جواب ب… بالفرض پیشین گوئیاں سچی بھی ہوں تو کیا اس سے کوئی شخص مجدد مہدی یا مسیح بن سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ کاہن جنہوں نے رسول عربی ﷺ کی بعثت سے پہلے پیشین گوئیاں کی تھیں جو پوری ہوگئیں۔ ضرور ان القاب میں سے کوئی لقب پاتے۔ یا آج کل رمال نجومی مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہ بھی یہ مرتبہ حاصل کر لیتے۔ اکثر جنتریوں میں پیشین گوئیاں ہوتی ہیں۔ جن میں اکثر سچ بھی نکلتی ہیں۔ جن کی سچائی کی اوسط مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ اگر یہ لوگ بھی مجدد، مسیح ومہدی ہیں تو مرزا قادیانی بھی

ہوں گے اور اگر یہ نہیں تو مرزا قادیانی بھی نہیں۔ بس جو بیہودہ سوال ان میں ان میں کوئی فرق نہیں۔ یہ تو جب ہے کہ جب مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں صحیح فرض کر لی جائیں۔ ہم بطور مشتے نمونہ از خروارے کچھ پیشین گوئیاں پیش کرتے ہیں۔ جو مرزا قادیانی کے کہنے کے بالکل برخلاف ہو گیا۔

۱..... محمدی آسمانی کا قصہ ناظرین اوپر معلوم کر چکے ہیں۔

۲..... مرزا قادیانی نے ایک مرتبہ پادری آتھم سے مناظرہ کیا۔ اس میں آپ نے یہ پیشین گوئی کر دی کہ پادری آتھم پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا۔ جب مدت مقررہ گذر گئی اور وہ نہ مرا تو امرتسر بازار سے پنجاب تک تمام پادریوں نے جشن منایا اور مرزا قادیانی کی حماقت کا مضحکہ اڑایا۔

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ عظیم الشان پیشین گوئی خود مرزا قادیانی کی عبارت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ اپنے پرچہ میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے.... میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔

۱..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ (چنانچہ ہلاک ہو گئے۔ الحمدللہ!)

۲..... اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔

۳..... پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ (چنانچہ ان پر کوئی مہلک بیماری مرزا قادیانی کی زندگی میں نہیں آئی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی خدا کی طرف سے نہیں۔ بلکہ شیطان کی طرف سے ہیں)

۴ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری

نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! (یہ دعا مقبول ہوگئی۔ مرزا قادیانی کا افترا بھی ظاہر ہوگیا اور تمام مسلمانوں کو خدا نے ان کی موت سے خوش بھی کر دیا)

۵.... اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ان کو نابود کر۔ (چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب سچے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی یہ دعا قبول نہ ہوئی اور الحمدللہ وہ اب تک سلامت ہیں اور مرزا قادیانی کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں)

۶.... میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ (واقعی ہر سچے مسلمان کو جاننا بھی یہی چاہئے) اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین!

(مرزا قادیانی کی یہ عاجزانہ دعا خدا نے اپنی رحمت سے قبول فرمالی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں جو کہ صادق تھے۔ مرزا قادیانی کو جو کہ کاذب تھے۔ اٹھا کر مسلمانوں کو ایک بڑے فتنہ سے [illegible] کر دیا)

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ (اہل حدیث) میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ (یعنی خواہ اس سے ڈر کر توبہ واستغفار لکھ دیں یا اپنے ایمان عزیز سمجھ کر مرزا قادیانی کو مفتری وکذاب لکھ دیں۔ غرض دونوں باتوں میں اختیار ہے اور چاہے کچھ بھی نہ لکھیں ہوگا تو وہی جو مرزا قادیانی کی دعا یا اپنے حق میں بددعا ہے) اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ (یعنی مولوی صاحب کے لکھنے سے کچھ نہ ہوگا۔ کیونکہ اب بات خدا تک پہنچ گئی) (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸،۵۷۹)

الراقم عبدالصمد مرزا غلام احمد!

("مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" میں مرزا قادیانی نے اپنے کو احمد کہہ کر اس آیت کا مصداق بتایا تھا۔ مگر سچ ہے۔ "دروغ گورا حافظہ نباشد" بالکل بھول گئے۔ اپنے بجائے اختراعی نام احمد کے اصلی نام غلام احمد بھی لکھتے ہیں) مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ (یہ فیصلہ مرزا قادیانی کے خاص اخبار الحکم کے جلد ۱۱ نمبر ۱۳ میں مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا قادیانی کے مرنے سے تیرہ ماہ پہلے چھپا ہے۔ جن کو ذرا سا بھی شعور ہو وہ مرزا قادیانی کی ذلت کا خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں)

۴...... چاند اور سورج گرہن والی پیشین گوئی ایسی تھی جیسے کوئی یہ کہے کہ میں مجدد ہوں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس سال میں ربیع الاول کا مہینا آئے گا۔ یا ہفتہ میں جمعہ کا دن بھی ہوگا۔ یا دن گذرنے کے بعد رات بھی آئے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر اس کی زیادہ تفصیل چاہتے ہیں تو شہادت آسمانی ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ چاند اور سورج گرہن معمولی ہی تھے اور از روئے علم ہیئت ونجوم ان کا ہونا ضروری تھا۔ جو مرزا قادیانی کی طرح اور نجومیوں کو بھی معلوم ہو گیا تھا۔

۵...... زمین پر طاعون کی پیشین گوئی کیسی سچی ہوئی۔ پہلے پیشین گوئی سن لیجئے۔ اس کے بعد اس کی صحت کی داد دیجئے۔ "قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔" (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

یعنی جس طرح جناب رسول مقبول ﷺ نے مدینہ منورہ کے طاعون سے محفوظ رہنے کی خبر دی تھی۔ مرزا قادیانی نے بھی جب کہ اپنے کو حضور ﷺ سے افضل ٹھہرایا۔ یہ پیشین گوئی کی۔ مگر مسیلمہ کی طرح کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرح ایک کنویں میں تھوکا تو قدرت الٰہی سے اس کا پانی سوکھ گیا اور وہ کنواں اندھا ہو گیا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی پیشین گوئی کی۔ مگر ان کا جھوٹ اس طور پر ظاہر ہو گیا کہ قادیان میں اس زور شور کا طاعون آیا کہ ایک ہی مہینہ میں اس نے بہتوں کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹ کی جو کچھ تاویلیں کی ہیں وہ مہمل اور نا قابل سماعت ہیں۔

۶...... میں صلیب پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے آیا ہوں۔ اگر میں نہ توڑ دوں تو گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔ (مکتوبات احمدیہ ج۴ ص۲۴۲) (اوپر کی احادیث سے ثابت ہے علیہ

اسلام کی یہ علامت بھی معلوم ہوئی ہوگی کہ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ یعنی عیسائیت کو مٹا دیں گے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے جب مسیحیت کا دعویٰ کیا تو سمجھی اس کے یہ بھی کہنا پڑا۔ مگر انہوں نے اپنی امت کو اپنے جھوٹا ہونے پر گواہ بھی کر دیا ہے۔ کیونکہ تثلیث پرستی کا ستون آج تک ان کے مرنے کے بعد بھی نہیں ٹوٹا۔ بلکہ عیسائی مذہب سلطنتوں کی امداد سے اور مضبوط ہو گیا۔ کیا اب بھی ان کی امت اپنے جھوٹے نبی کو سچا سمجھتی ہے۔ اگر سچا سمجھتی ہے تو اس کا مشرکین مکہ اور یہود کی طرح اصرار علی الباطل ہے جس سے ہر مسلمان کو خدا [illegible] رکھے) یہ تھیں مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں جن کی صحت پر مرزا قادیانی کی سچائی موقوف تھی۔ مگر افسوس وہ صحیح نہ ہو سکیں۔ جن سے مرزا قادیانی کو کاذب ہونا پڑا۔

جواب:۸..... اس نمبر میں قرآن میں تحریف کر کے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال ہے۔ بالفرض عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو بھی چکی تو اس سے مرزا قادیانی کا مسیح ہونا کیسے لازم آیا۔ ایک شے کی نفی سے دوسری شے کا ثبوت نہیں لازم آتا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے مرزا قادیانی کا مسیح ہونا لازم نہیں آتا۔ اگر کوئی اس کا دعویٰ کرے تو وہ جاہل ہے۔ قرآن سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ پھر اجماع امت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ قرآن میں تین مقام پر زیادہ تصریح ہے۔ چنانچہ وہ آیات بہ ترتیب حسب ذیل ہیں: "اذ قال اللّٰہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آل عمران:۵۵]"

ترجمہ مع تفسیر

جب کہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب کہ وہ گرفتاری کے وقت متردد اور پریشان ہوئے) فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بیشک میں تم کو (اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والا ہوں۔ (پس جب تمہارے لئے موت طبعی مقدر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے [illegible] رہو گے) اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں (کی تہمت) سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں۔ ان

لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک (گو اس وقت یہ منکرین غلبہ اور قدرت رکھتے ہیں) پھر (جب قیامت آ جاوے گی اس وقت) میری طرف ہوگی۔ سب کی واپسی (دنیا و برزخ سے) سو میں (اس وقت) تمہارے (سب) کے درمیان (عملی) فیصلہ کر دوں گا۔ ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے (کہ منجملہ ان امور کے مقدمہ ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا) اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چند وعدے کئے گئے ہیں۔

۱..... یہ کہ موت وقت مقررہ پر آئے گی۔ چونکہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ لہٰذا دشمنوں سے کچھ خوف نہیں کرنا چاہئے۔

۲..... یہ کہ دشمنوں کے نرغے سے عالم بالا کی طرف فی الحال اٹھا لیں گے۔ چنانچہ اٹھا لیا۔ سورہ نساء میں ہے۔ ''بل رفعہ اللّٰہ الیہ'' مگر خدا نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا۔ وہاں اس وقت وہ زندہ موجود ہیں۔ قریب قیامت کے نزول فرمائیں گے۔

۳..... یہ کہ تہمت سے پاک کر دیں گے جو یہود نے آپ کے نسب پر لگائی تھی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ یہ وعدہ اس طور پر پورا ہوا کہ جناب رسول مقبولﷺ تشریف لائے اور آپ نے تمام الزامات کو رفع فرمایا۔ خود قرآن مجید میں بھی بہت کچھ آپ کی تطہیر و تنزیہ کی گئی۔

۴..... یہ کہ ہم آپ کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رکھیں گے۔ چنانچہ مسلمان اور نصاریٰ آپ کے ماننے والے ہیں۔ اس لئے ان کی سلطنتیں ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ غالب ہیں اور یہود اور قادیانی چونکہ ماننے والے نہیں ہیں۔ اس لئے یہ ذلیل و خوار ہیں اور ان کی دنیا میں کوئی سلطنت بھی نہیں ہے۔

۵..... یہ کہ قیامت میں تمام اختلافات کا عملی فیصلہ فرمائیں گے۔ چنانچہ قیامت آئے گی۔ اس وقت یقیناً عملی فیصلہ ہوگا۔ شرعی فیصلہ تو یہاں بھی فرما دیا۔ چنانچہ یہود کہتے تھے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) مصلوب ہو گئے۔ قادیانی بھی یہی کہتے ہیں اور نصاریٰ کہتے تھے کہ مصلوب ہو کر پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ ان دونوں کی نفی ماقتلوہ وما صلبوہ سے فرما دی۔ اس کی تفصیل ہم دوسری آیت کے ذیل میں کریں گے۔

مرزا قادیانی نے لفظ متوفیک سے آپ کی وفات پر استدلال کیا ہے۔ مگر تفسیر بالا سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ متوفیک کے معنی وفات کے بھی لے لئے جائیں۔ تب بھی وہ وفات مراد ہے

جو بعد نزول عیسیٰ کے قریب قیامت کے ہوگی۔ کیونکہ اول تو رفعہ اللہ کے یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مع جسد کے اٹھا لیا۔ دوسرے احادیث صحیحہ میں تصریح ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے درمنثور میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ: "ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ" یعنی بیشک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور وہ ضرور قیامت سے پہلے تمہارے پاس واپس آئیں گے۔ اس کے علاوہ اجماع امت بھی ظاہر ہے کہ سلف وخلف میں کسی معتبر عالم سے اس کا انکار منقول نہیں۔ اسی واسطے یہ مسئلہ قطعی ہے۔ جس کا منکر کافر ہے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ توفی کے معنی وفات کے لئے جائیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ لغت میں توفی کے معنی پورا لے لینا ہے۔ تب اس آیت میں یہ معنی ہوئے کہ اے عیسیٰ میں تم کو اپنے آسمان کی طرف پورا لے لوں گا۔ یعنی صرف روح کو نہیں لوں گا۔ بلکہ روح مع جسد کے لے لوں گا۔ یہ ظاہر ہے کہ موت میں صرف روح کا رفع ہوتا ہے۔ جسد کا رفع نہیں ہوتا۔ اگر جسد کے آسمان پر جانے سے متعلق اشکالات مثل امتناع خرق والتیام فلک پیش کئے جائیں تو وہ اس آیت کے مقابلہ میں مردود ہیں۔ "ان اللہ علی کل شیء قدیر" ہر چند کہ عموم شے میں ممتنعات عقلیہ وشرعیہ داخل نہیں مگر چونکہ خرق والتیام عقلاً وشرعاً کسی طرح ممتنع نہیں۔ لہٰذا یہ داخل ہو سکتا ہے اور ان احادیث میں جا بجا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کی تصریح ہے۔ محض بلا دلیل اور بخباثت نفس سے ہے۔ لہٰذا تحقیق اور صریح معنی کے مقابلہ میں بالکل مردود ہے۔

"وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ۰ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً ۰ بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً ۰ وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدا
(النساء: ۱۵۷ تا ۱۵۹)" [اور (ہم نے یہود کو سزائے لعنت وغیرہ میں) ان کے یہ کہنے کی وجہ سے (بھی مبتلا کیا کہ) ہم نے عیسیٰ بن مریم کو جو کہ اللہ کے رسول ہیں قتل کر دیا۔ حالانکہ (یہ کفر بھی ہے اور پھر بالکل غلط بھی ہے کیونکہ) انہوں نے نہ ان کو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) نہ قتل کیا اور نہ انہیں سولی چڑھایا۔ لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا۔ (کیونکہ ایک اور شخص کو ان کا ہم شکل بنا دیا گیا تھا۔ جس کے ساتھ انہوں نے یہ معاملہ کیا اور اپنے زعم باطل میں یہ سمجھے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا۔ کذا فی تفسیر بیان القرآن) اور جو لوگ ان کے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے) بارہ میں اختلاف

کرتے ہیں وہ غلط خیال میں (مبتلا) ہیں۔ ان کے پاس اس پر کوئی (صحیح) دلیل بجز تخمینی باتوں کے نہیں اور یقیناً انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے انہیں اپنی (آسمان کی) طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔ (لہٰذا یہ فعل بھی حکمت سے خالی نہیں)۔"

اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ کسی نے قتل کیا اور نہ سولی دی۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی حکمت سے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اب اس آیت کے بعد بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے۔ یہودی طرح کافر ہوتا ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں نے (مشکوٰۃ ص ۴۷۹) کے ترجمہ میں "وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته" کی تفصیلی بحث کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اب اس کا ایفا کرتا ہوں۔

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی (شخص) نہ ہوگا مگر (جو) ضرور بالضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے گا اور قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام ان کے (یعنی یہود کے) انکار پر گواہ ہوں گے۔ چونکہ حدیث) میں عیسیٰ بن مریم کے نزول۔ ان کے صلیب توڑنے اور جزیہ موقوف کر دینے کا ذکر ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ اس آیت سے اس پر استدلال فرماتے ہیں کہ چونکہ حسب مضمون آیت، عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب کا نزول قرآن کے بعد کم از کم ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آنا ضروری ہے۔ لہٰذا حضرت ابوہریرہؓ کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب توڑنا اور جزیہ موقوف کرنا اس بناء پر ہوگا کہ ان کے نزول کے بعد تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اس لئے صلیب بھی توڑنے کی اور جزیہ بھی موقوف ہوگا۔ کیونکہ مومنین پر جزیہ نہیں ہوتا۔ اس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی تک وفات نہیں ہوئی۔ کیونکہ صدق قرآن کے لئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کی پیشین گوئی کے بعد ایک مرتبہ تو سب اہل کتاب مومن ہو جائیں۔ اب بھی اگر مرزائی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہوں تو وہ یہودیوں کی طرح قرآن کے ماننے والے نہیں سمجھے جا سکتے۔

آیت سوم ...... "ما قلت لهم الا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربي وربكم وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شئ شهيد (المائدہ:۱۱۷)"

ترجمہ مع تفسیر

میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی (بات) جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو۔ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان (کی حالت) پر مطلع رہا۔ جب تک ان میں (موجود) رہا (سو اس وقت تک کا حال تو میں نے مشاہدہ کیا ہے۔ اس کے متعلق بیان کر سکتا ہوں) پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا۔ (یعنی اوّل بار میں تو زندہ آسمان کی طرف اور دوسری بار میں وفات کے طور پر) تو (اس وقت صرف) آپ ان (کے احوال) پر مطلع رہے۔ (اس وقت کی مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیونکر ہوا) اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ (تفسیر بیان القرآن ج۳ ص۱۷۰،۱۷۲)

چونکہ توفی کے معنی لغت میں پورا لے لینا ہیں۔ یعنی اٹھا لینا وصول کر لینا وغیرہ۔ اس لئے یہاں پر موت کے معنی نہیں ہو سکتے۔ اگر وفات کے معنی ہوں گے تو پہلی آیت کے یہ آیت مخالف ہو جائے گی۔ چونکہ قرآن میں اختلاف ممنوع ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ وفات کے معنی نہیں۔ اسی معنی کے اظہار کے لئے توفیتنی کہا گیا۔ جس سے بطور عموم مجاز کے پہلی مرتبہ کا آسمان پر مع جسد اٹھ جانا اور قریب قیامت کے نزول کے بعد پھر موت طبعی سے مر جانا دونوں مراد ہیں۔ تفسیر بالا میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ بھی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو امتنی (یعنی جب آپ نے مجھے موت دے دی) یا رفعتنی (یعنی جب آپ نے مجھے زندہ آسمان پر اٹھا لیا) ان دونوں میں سے کوئی ایک لفظ ہوتا اور اگر مرزا قادیانی اپنے اصرار علی الباطل کی وجہ سے اسے نہ مانیں تو ہمیں مضر نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی اور اس دعویٰ کی دلیل میں یہ آیت پیش کی ہے۔ چونکہ ہم نے مرزا قادیانی کی دلیل میں ایسا احتمال پیدا کر دیا۔ جس سے مرزا قادیانی کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے انہیں اب کوئی اور دلیل پیش کرنا چاہئے۔ جس کے متعلق میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ وہ قیامت تک نہیں پیش کر سکتے۔ عوام الناس کے سمجھنے کے لئے میں ایک مثال بھی دیتا ہوں۔ مثلاً عدالت میں کسی شخص کے گواہ پیش ہوں۔ تو فریق ثانی کے وکیل کو ان پر جرح کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر وکیل نے جرح کر کے فریق اوّل کے گواہوں کو بیکار کر دیا یا ان سے وہ کہلوا لیا۔ جو فریق ثانی کے موافق یا فریق اوّل کے مخالف ہے تو اب وہ گواہ بیکار ہو گئے۔ اب فریق اوّل کو چاہئے کہ کوئی اور گواہ پیش کرے۔ ورنہ مقدمہ میں ناکام ہونا پڑے گا۔ ایسا ہی یہاں بھی ہے کہ مرزا قادیانی کو لے دے کے ایک آیت تحریف کے لئے ملی تھی۔ مگر وہ بھی منصفانہ نظر سے ان کا مدعا ثابت کر سکی۔ فقط

تحفۃ الایمان
لاہل القادیان
حضرت مولانا عبدالرزاق سلیم خانیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۰ اما بعد!

مدت سے خیال تھا کہ قادیانی عقائد کا صحیح نقشہ مسلمانوں کی خدمت میں پیش کر دوں۔ مگر بوجہ عوائق و موانع کے امروز و فردا پر ٹالتا رہا اور پھر یہ خیال رہا کہ میرے اساتذہ کرام مثلاً مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب ابن شیر خدا اور حضرت امام اہل سنت مولانا محمد عبدالشکور صاحب اور دیگر علماء نے اس موضوع پر نہایت جید اور عمدہ رسالے لکھے ہیں تو اب کسی چیز کی گنجائش اس میدان میں نہ رہی۔ لیکن خریداران یوسف کی طرح مجھے بھی حوصلہ ہوا اور اس میدان میں خامہ فرسائی کی ہمت ہوئی۔ کیونکہ ؎

اگرچہ نیک نیم خاک پائے نیکانم
عجب کہ تشنہ بمانم سفال ریحانم

مشہور مقولہ ہے اور پھر ؎

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کے مطابق اس بحث پر جتنا بھی تحریر کیا جائے قلیل اور کم ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی اور ان کی ذریات نے دین اسلام میں جو رخنہ پیدا کیا اور انہوں نے دین محمدی کے مٹانے میں جو ناکام سعی اور کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں مسلمانوں سے مخفی نہیں ہے۔ آج قادیانی مبلغ اور مرزائی مشنری جس فریب اور حیلہ سازی سے ناواقف مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اہل اسلام پر ظاہر اور ہویدا ہے۔ ادھر اکثر مسلمان ابھی تک غفلت میں ہیں اور خواب خرگوش میں پڑے سوتے ہیں اور یہ خبر بھی نہیں کہ فتنہ کس قدر شدید ہے۔ دوسری جانب قادیانی پمفلٹ اشتہارات رسالے بہت بڑے پیمانے پر چھپوا کر شائع کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی لاحاصل سعی میں مصروف ہیں اور طرح طرح کے تحریف آمیز کلمات مرزا قادیانی کی تحریروں سے جناب نبی کریم ﷺ کے بارے میں عوام کو سناتے ہیں اور ان کو اس طریقے سے مسخر کرنے میں کامیابی کی راہ ڈھونڈتے ہیں۔ چند غلط تراجم آیتوں کو بیان کر کے غیر تشریعی نبوت مرزا قادیانی کے لئے ثابت کرتے ہیں اور چند موضوع احادیث پیش کر کے ناواقفوں کو راہ راست سے گمراہ کرتے ہیں اور اس طریقے سے مرزا قادیانی کے معائب و مثالب پردہ اخفاء میں پڑے رہتے ہیں۔ اگر قادیانی انصاف سے کام لیتے تو انصاف تو یہ ہے کہ تصویر کے دونوں رخ پبلک کے سامنے پیش کرتے۔ تاکہ پبلک مکمل مرزائی تصویر کو دیکھ کر فیصلہ

کرتی اور اگر ان میں صداقت کا مادہ ہوتا اور ان کے دلوں میں خدا کا ذرا بھی خوف ہوتا تو مرزائی لٹریچر سے پبلک کے سامنے مکمل مع کتب مطالب اور تعریف تشریح کی تحریر پیش کرتے۔ لیکن قادیانی حضرات نے انصاف کا خون کیا اور حق کو چھپایا۔ اس واسطے آج میں نے یہ ضرورت اپنے قلب میں محسوس کی اور اس مختصر رسالے میں مرزائی لٹریچر سے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد وخیالات کا صحیح نقشہ اور مکمل دورخی تصویر مسلمانوں کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی اور نہایت دلچسپ طریقہ اور مختصر الفاظ میں قادیانیوں کے آقا کی اخلاقی اور تمدنی دینی و دنیوی حیثیت سے بحث کی ہے۔ امید ہے کہ مسلمان اس کو نہایت غور وخوض سے مطالعہ کریں گے اور اس نوزائیدہ فتنہ کے دور رس اثرات کا اندازہ کر لیں گے۔ اس رسالے میں جس قدر حوالے ہیں۔ نہایت صحیح ہیں۔ کسی قسم کے دھوکے اور مغالطے سے کام نہیں لیا گیا ہے۔ بلکہ غیر جانبدارانہ طور سے حق کا اثبات اور باطل کا ابطال کیا گیا ہے۔ صرف مرزا قادیانی ہی کے اقوال سے مرزا قادیانی کی نبوت کو باطل کر کے دکھایا گیا ہے۔ ہاں بعض جگہ عقلی مباحث میدان بحث میں داخل ہوئے ہیں۔ غیر قادیانی انصاف پسند اور حق جو حضرات سے بھی التماس ہے کہ اس رسالے کو حسن ظن اور ازراہ انصاف مطالعہ کریں اور غور فرمائیں کہ ایسا شخص جو کہ ایک بے بنیاد تخیلات کا شکار ہو اور متضاد و متناقض اقوال لکھنے والا ہو کبھی نبی ہو سکتا ہے اور طرہ یہ کہ مرزا قادیانی خود نصیحت فرماتے ہیں۔ لیکن خود بدولت پھر اس کی صریح خلاف ورزی کرتے ہیں۔ قول و فعل میں ظاہر تباین موجود ہے اور "کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون" کا مصداق ہے۔ خدا ان کے شر سے تمام مسلمانوں کو [illegible] رکھے۔

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

"وانا الاحقر عبدالرزاق سلیم خانی غفرلہ ولوالدیہ"

۲۷ / رجب ۱۳۵۳ھ

مرزا قادیانی کے اخلاق حمیدہ

بدزبانی کے متعلق فتویٰ

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ "تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا...... کہیں اپنی زبان کی چھری سے کوئی بدتر چھری نہیں۔"

(چشمہ معرفت ص ۱۵، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۶، ۳۸۷)

"یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں
گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زماں کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی
ہو کہ ادنیٰ بات سے منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زماں
نہیں ہو سکتا۔" (ضرورۃ الامام ص ۸، خزائن
ج ۱۳ ص ۴۷۸)

اس سے معلوم ہوا کہ امام زماں کے لئے ضروری ہے کہ شدائد اور تکالیف کا متحمل ہو
اور جس میں تحمل و برداشت کا مادہ نہ ہو وہ ہرگز امام زماں نہیں ہو سکتا۔ نیز مرزا قادیانی فرماتے ہیں
کہ: "کسی کو گالیاں مت دو، گو وہ گالیاں دیتا ہو۔" (کشتی نوح ص ۱۱، خزائن
ج ۱۹ ص ۱۱)

اب ہمیں مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اقوال کا لحاظ کرتے ہوئے یہ دیکھنا ہے کہ
جناب مرزا قادیانی اپنے فتووں کے اور انہیں اقوال کے معیار پر پورے اترتے ہیں یا صرف
مرزا قادیانی فرماتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔

مرزا قادیانی کی نظر عنایت مسلمانان عالم پر

"ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلا ونساءھم من دونھن الاکلب" دشمن ہمارے جنگلوں
کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ (نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

"تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من
معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علیٰ قلوبھم"
یعنی جس نے میری دعوت قبول نہ کی وہ بازاری عورت اور زانیہ کا بیٹا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸)

قادیانی اکثر جواب دیتے ہیں کہ ذریۃ البغایا کے یہ معنی نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے معنی
"ہدایت اور رشد سے دور" ہیں۔ جیسا تاج العروس میں موجود ہے اور نیز یہ نیک علماء اور شریف
لوگوں کے حق میں نہیں ہے۔ بلکہ شریر لوگوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے۔ لیکن یہ سب حیلے
بازیاں ہیں اور ایک صریح مغالطہ ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی سے ان کے امتی زیادہ عاقل نہیں ہیں۔
پس جو معنی مرزا قادیانی نے اس لفظ کا کیا ہے۔ وہی معنی معتبر ہوگا۔ نہ کہ ان کی امت کے ذکر کیے
معانی۔ اب ملاحظہ ہو کہ مرزا قادیانی نے اس لفظ کے معنی اپنی متعدد کتابوں میں یہی لکھے ہیں جو

تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ (نورالحق حصہ اول ص ۱۲۳، خزائن ج ۸ ص ۱۶۳، خطبہ الہامیہ ص ۱۷، خزائن ج ۱۶ ص ۴۹، ۵۰، انجام آتھم ص ۲۸۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۲) میں مرزا قادیانی نے خود بدولت بھی ترجمہ کیا ہے۔ اب خواہ مخواہ لغت کی کتابوں کو پیش کرنا اور ان کی آڑ میں اپنا الو سیدھا کرنا مرزا قادیانی کو رنجیدہ کرنا اور ان کی نافرمانی کرنا ہے۔ لہٰذا یہ توجیہ تو کسی طرح عاقل کے نزدیک قابل قبول نہیں اور فرض کیجئے کہ شریروں ہی کے بارے میں فرمایا ہے تو یہاں پہ لازم آیا کہ مرزا قادیانی امام زمان نہ تھے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حوالے میں مرزا قادیانی نے خود تحریر کیا ہے کہ ایسا شخص امام زمان نہیں ہوسکتا۔ غرض یہ ہے کہ کسی طرف اب فرار کا راستہ نہیں مل سکتا۔ ؎

مصیبت میں پڑا ہے سینے والا جیب و داماں کا
جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا

۳…… ''خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن …… پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

اب دیکھئے کہ اپنے نہ ماننے والوں کو بیک جنبش قلم شیطان قرار دیا۔ اب بطور نمونہ مرزا قادیانی کی شیریں زبانی کا مختصر سا نقشہ ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

۱…… ''اے مردار خوار مولویو اور گندی روحو۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵ حاشیہ)

۲… ''یہودی صفت مولوی۔'' (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۷)

۳… ''بدذات مولوی۔'' (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱ حاشیہ)

۴… ''شریر مولوی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

۵… ''اے اسلام کے عار مولویو۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

"مولویوں کا منہ کالا" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

۶..... "یہ شریر مولوی کب تک انکار کریں گے"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۹)

۷..... "خاص کر رئیس المتجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

۸..... **"وآخرهم الشيطان الاعمى والغول الاغوى يقال له رشيد الجنجوهي وهو شقي كالامروهي ومن الملعونين"** واز ہمہ آخر شیطان کور است و دیو گمراہ کہ او را رشید احمد گنگوہی گویند و او ہم چوں محمد احسن امروہی بدبخت است و زیر لعنت خدائے تعالیٰ است۔ (انجام آتھم ص ۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۲)

۹..... "نجاست کی طرح جھوٹ کی بدبو سے بھرا ہوا نکلا اور ہزار لعنت کا رسہ اس کے گلے میں پڑا" (انوار اسلام ص ۱۰، خزائن ج ۹ ص ۸۳)

۱۰..... "یہ صرف گو کھاتا ہے اے بے حیا"

(نور الحق ص ۱۲، خزائن ج ۸ ص ۴۴)

اس مختصر نقشے کے دیکھنے سے خود بخود یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی فحش گوئی اور لعنت بازی اور بدگوئی میں انتہائی ماہر تھے اور ہرگز امام زمان بننے کے قابل نہ تھے۔ بلکہ ایمان کا ذرہ بھی آپ کے دل میں نہیں تھا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ: "لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا" (ازالہ اوہام ص ۶۶۰، خزائن ج ۳ ص ۴۵۶)

کیا اب مرزائی مرزا قادیانی کا ایمان ثابت کر دیں گے۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی جو مومن ہوتا ہے لعان نہیں ہوتا۔ لیکن مرزا قادیانی لعان ہیں۔ لہٰذا مومن نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ شریروں کو فرمایا ہے تو مسیح کی طرح کا مذکورہ حوالہ خود جواب کے لئے کافی ہے۔ غریب مسلمانوں نے کیا قصور کیا تھا۔ جو ایسے لعنت اور عتاب کے مستحق ہوئے۔ سوائے اس کے کہ مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت سے روکتے تھے اور آپ کے اس جھوٹے دعوے کا انکار کرتے تھے۔ صرف مرزا قادیانی کیا بلکہ آپ کے چیلے صاحب تو آپ سے بھی سبقت کر گئے اور مسلمانوں پر مرزا سے بھی بڑھ کر دل کا بخار نکال لیا۔ فرماتے ہیں کہ:

۱..... "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ

انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

۲۔ "بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے۔" (آئینہ صداقت ص ۸۶)

۳۔۔۔۔ "جو لوگ مرزا قادیانی کو رسول نہیں مانتے۔ خواہ آپ کو راست باز منہ سے کہتے کیوں نہ ہوں وہ پکے کافر ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۸۰)

۴ سوال۔ "کیا غیر احمدی متوفی والدین کے لئے نماز میں دعا ئے مغفرت جائز ہے؟

جواب دعا تو جائز ہے اور جنازہ نا جائز۔ اس کو خدا کے حوالے کردو۔"

(الفضل مورخہ ۳ اپریل ۱۹۱۵ء)

مختصر یہ کہ مرزا قادیانی اور ان کی ذریات و ذریت کا برتاؤ جو مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ ان مکمل محولہ عبارات سے بخوبی طرح روشن ہو جاتا ہے۔ غریب مسلمانوں کو شیطان قرار دیا۔ بدذات کہہ دیا۔ ملعون فرمایا۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ لیکن ان کا قصور کیا ہے۔ بس تنا کہ قادیانی دعویٰ کو جھوٹ جانتے ہیں۔ لیکن اس صفت میں تو انگریز بھی شریک تھے۔ کیا مسلمان اور ان کے علمائے کرام انگریزوں سے بھی بدتر اور کافر ہیں کہ انگریزوں کو تو مرزا قادیانی اپنا آقا اور پیشوا سمجھتے ہیں اور ان کو اپنے لئے رحمت بتاتے ہیں۔ ان کی چاپلوسی اور خوشامد میں ہوتی ہیں۔ اپنے کو ان میں سے اور ان کو اپنے میں سے بتاتا ہے اور اسلام کے دو حصوں میں سے ایک حصہ ان کی اطاعت قرار دی۔ لیکن مسلمانوں پر یہ عتاب اور یہ قہر۔ سچ ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ ان سے دل میں خوف ہے۔ رعب ہے۔ ان کی حکومت ہے۔ نہ یہاں تلاش ہے اور مجبوری ہے۔ نوکری و ملازمت ہے۔ ورنہ پھر یہ تفرقہ اور یہ ترجیح بلا مرجح کہاں سے۔ اگر ان خدمات کو بیان کیا جائے جو مرزا قادیانی نے انگریزی حکومت اور برٹش امپائر کے ادا کئے ہیں تو ایک طویل دفتر کی ضرورت ہے۔ لیکن ناظرین کی واقفیت کے لئے یہاں قدرے بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

اسلام کے دو حصے

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہے تو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے... سو اگر ہم حکومت برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔ اس صورت میں ہم سے زیادہ بددیانت کون ہوگا۔ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق۔"

(شہادت القرآن ص ۸۴، ۸۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰، ۳۸۱)

۲ "ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔" (ازالہ اوہام ص ۱۳۲، ۱۳۳ ضمیمہ خزائن ج ۳ ص ۱۲۹)

۳ ... پھر کہا: "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔" (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

۴ ... مرزا قادیانی انگریزوں میں سے ہیں۔ "پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں۔ (بے شک وشبہ بھی موجود ہے۔ مؤلف) اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا... تو ان میں سے ہے... میں اس گورنمنٹ کی خیرخواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی۔ اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔" (نور الحق حصہ اول ص ۳۳، خزائن ج ۸ ص ۴۵)

سی آئی ڈی کی خدمت

"چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر... لہٰذا یہ نقشہ اس غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں... اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک

تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام مخفی رکھے جائیں۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس [illegible] رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر [illegible] رکھے گی۔"

(تبلیغ رسالت ج ۵ ص ۱۱ اشتہار نمبر ۸ ۱۳، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۷)

اب مشکل یہ درپیش ہے کہ انگریز مرزا قادیانی کے انکار کی وجہ سے کافر ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ اور جو ہیں تو مرزا قادیانی چونکہ بموجب بشارت ان میں سے ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی بھی کافر ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزائی کیا تاویل کریں گے؟ اور پھر باوجود اتنی خدمتوں کے مرزا قادیانی خوف زدہ ہو کر خدائی الہاموں کو بیان نہیں کرتے۔ اگر مرزا قادیانی کو واقعی خدا کی طرف سے وحی ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اس کی تبلیغ نہ کرتے۔ لیکن یہاں تو صرف ایک ہی دھمکی میں سب کچھ چھوڑ دیا اور یہ اقرار کر لیا کہ آئندہ میں ان الہاموں کو بیان کروں گا۔ جن میں کسی کی موت وغیرہ کی پیش گوئی نہ ہو۔ چنانچہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ: "میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا۔ جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔"

گواہ شد	العبد
خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی	مرزا غلام احمد بقلم خود

دستخط جے ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

(تریاق القلوب ص ۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۳۴۴)

۲۔ ... "اور عتاب پیش گوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ یعنی رضامندی لینے کے بعد پیش گوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔"

(کتاب البریہ ص ۲۰۰ حاشیہ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ گورنمنٹ کے خوف سے حالت یہ ہو رہی ہے کہ دل لرزاں ہے حلق خشک ہے۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں اور یہاں تک کہ پیش گوئیاں بھی ترک کر دیں۔ آخر یہ کیا راز ہے۔ عاقل را اشارہ کافی ست۔ یہ تو انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ معاملہ

ہے۔ لیکن خدا پر افتراء کرنا۔ انبیاء کی توہین کرنا آپ کے داہنے ہاتھ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ چنانچہ آپ کی پاکیزہ اور مہذب تحریریں جو انبیاء علیہم السلام کی شان میں وارد ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ (نصیحت) "بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔"

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۷۳+۱ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۳)

"اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہئے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور شان کا پاس رکھے۔"

(تبلیغ رسالت ج ۸ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۱)

اس بیان سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی برٹش امپائر کے فرستادہ تھے نہ کہ خدا تعالیٰ کے۔

مرزا قادیانی کی نظر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت

مندرجہ بالا دو حوالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اب مرزا قادیانی کی روش اور برتاؤ کو ناظرین ملاحظہ فرمادیں۔ فرماتے ہیں کہ: "آپ کا (عیسیٰ علیہ السلام) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنا ناپاک ہاتھ لگاوے..... سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

"ہاں آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا... مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

یہ ہے آپ کی شستہ اور مہذب دشنام بازی۔ ایک برگزیدہ نبی اللہ کے حق میں معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بھی ان بعض جاہلوں میں سے ہیں۔ اور جاہل نبی نہیں ہو سکتا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ایک برگزیدہ نبی پر ایسے شدید حملے محض اس وجہ سے کئے جاتے ہیں کہ آتھم پادری کے برے

میں جو پیش گوئی مرزا قادیانی نے فرمائی وہ جھوٹی ثابت ہوئی۔ اب جو غصہ آیا کہ پادریوں نے میرا مذاق اڑایا تو چل پڑا پیغمبر معصوم سے لیے۔ ان کو رنڈیوں کی جانب مائل قرار دیا۔ زناکار اور کسبی عورتوں کی اولاد بتایا اور مرزا قادیانی باوجود دعویٰ نبوت کے اور عصمت کا آپ کا دم بھرنے، ٹانک وائن کے لیے خطوط لکھنے، مشک و زعفران کا استعمال کرنے، افیون کا دلدادہ اور عاشق ہونے، سنکھیا تناول فرمانے کے معصوم اور نبی کے نبی رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی عصمت تو قرآن سے اور احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے کریکٹر سے تو صاف ہویدا ہو رہا ہے کہ آپ ایک ادنیٰ انسان بھی نہیں تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ: (شراب اور مرزا قادیانی) ''مجی اخویم حکیم محمد حسین سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام مرزا غلام احمد!'' (خطوط امام بنام غلام ص ۵، مجموعہ خطوط امام)

اور نیز مرزا محمود نے بھی اس کا اقرار کیا ہے کہ مرزا قادیانی شراب منگایا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو فیصلہ مقدمہ عطاء اللہ شاہ بخاری از مسٹر جی ڈی کھوسلہ۔

افیون اور مرزا قادیانی

''حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے رہے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ئ)

سنکھیا کی عادت

''جب مخالفت حد سے زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کیے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ئ)

مشک اور مرزا قادیانی

"میں (حکیم محمد حسین) اپنے مولا کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے باعث فخر و برکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا قادیانی) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔ حضور کو چونکہ دورہ مرض کے وقت اکثر مشک و دیگر مقوی دل ادویات کی ضرورت رہتی تھی۔ جو اکثر میری معرفت جایا کرتی تھیں۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۸، ۹)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ ایسے کریکٹر کا انسان کس درجہ کا ہو سکتا ہے۔ جو ٹانک وائن (شراب) کا بھی عادی ہو۔ افیون بھی نوش فرماتا ہو۔ سنکھیا کا بھی دلدادہ ہو اور پھر نبوت کا مدعی ہو اور امام زمان بننے کا دعوے دار ہو اور طرہ یہ کہ لیاقت اتنی ہو کہ مختاری کے امتحان میں فیل ہو۔ ابھی تک ہم نے آدم علیہ السلام سے لے کر نبی عربی علیہم السلام تک کسی فیل شدہ نبی کو نہیں دیکھا۔ لیکن ممکن ہے کہ اب فیل شدہ نبی ہوا کریں۔ کیونکہ آخری زمانہ ہے۔ معاذ اللہ اگر فیل شدہ نبی آیا کریں تو نبوت ایک کھیل اور بدتر چیز ہو جائے گی اور مرزا قادیانی کا فیل ہونا تو اتنا بدیہی ہے کہ کسی حوالے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اطمینان کے لئے فیل ہونے کا حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ: "چونکہ مرزا قادیانی ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔"

ہر کسے را بہر کارے ساختند

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳، روایت نمبر ۵۱)

صاحبزادہ نے جب دیکھا کہ فیل ہونا معیوب امر ہے۔ فوراً ایک دم پیچھے عبارت کے لگا دی۔ لیکن کیا فیل ہونا پوشیدہ ہو سکتا؟ حیرت پر حیرت ہے کہ فیل شدہ انسان نبی ہو۔ نبی تو صفات محمودہ میں اپنے معاصرین میں برتر ہوتا ہے۔ نہ کہ گھٹیا اور ناقص۔ یہاں تک تو مرزا قادیانی کے اقوال اور افعال کا اندازہ ناظرین کو ہو گیا۔ اب ذرا مرزا قادیانی کے آسمانی الہام اور آپ کی وحی ربانی کو کان لگا کے سن لینا چاہئے اور خود غور فرمائیں کہ آپ کے الہام کس درجے کے ہیں۔ امید ہے کہ مسلمان ان الہاموں کو دیکھ کر مرزائی فریب اور قادیانی مکائد سے آئندہ احتراز کریں گے اور اس فرقے کے مغالطات اور رکیک تاویلوں سے دور رہا کریں گے۔

الہام اور وحی ربانی کے متعلق مرزا قادیانی کا خیال

۱ ..... ''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔''

{چشمہ معرفت ص ۲۰۹ خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸}

مرزا قادیانی نے یہ علت بالکل صحیح بتادی کہ نبی جس زبان کو سمجھ سکتا ہو اور جو اس کی مادری زبان ہو الہام بھی اسی زبان میں ہوگا۔ ورنہ وہ الہام بیہودہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی پنجابی تھے تو الہام بھی پنجابی میں ہونا چاہئے۔ کیونکہ دوسری زبانیں مرزا قادیانی کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ: ''عین الصباح بپیکر کشفی ایک خط دکھلایا گیا جو ایک شخص نے ڈاک میں بھیجا ہے۔ اس خط پر انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ آئی ایم کورلر اور عربی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ ہذا شاہد نزاغ اور یہی الہام حکایتاً عن الکاتب القا کیا گیا اور چونکہ یہ عاجز انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا۔ پھر اسی وقت ایک انگریزی خواں سے اس انگریزی فقرہ کے معنی دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں جھگڑنے والا ہوں۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۷۲ خزائن ج ۱ ص ۵۶۲)

معلوم ہوا کہ انگریزی اور عبرانی وغیرہ جتنے الہام مرزا قادیانی پر نازل ہوئے ہیں۔ سب بیہودہ اور غیر معقول تھے اور اس سے لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ خدا عبث اور بیہودہ افعال کا مرتکب ہوا اور لازم آتا ہے کہ ایسا نبی بھی بیہودہ اور نامعقول ہوگا۔ اب بطور نمونہ مرزا قادیانی کے بیہودہ الہام ملاحظہ ہوں۔

بیہودہ الہام

۱ ..... ''پریشن، عمر پراطوس یا پلاطوس (نوٹ) آخری لفظ پڑطوس ہے یا پلاطوس ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر ۲ میں عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ پراطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔'' (تذکرہ ص ۱۱۵)

---

۲ . ''ہو شعنا نعسا'' (تذکرہ ص ۱۰۴) یہ مرزا قادیانی کا ایک طویل مراسلہ میر عباس علی شاہ کے نام پر تحریر ہے۔ جس میں تحریر فرماتے ہیں کہ: مخدومی میر عباس علی شاہ صاحب

سطر..... اس جگہ پراطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے تک رہ گیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ پھر دو لفظ اور ہیں۔ ”ھو شعنا نعسا“ معلوم نہیں کس زبان کے ہیں۔ اٰتکی بعدہ الحاجۃ!

کیا نبی ایسا ہوتا ہے کہ اپنی وحی کے معنی دوسرے سے دریافت کرتے پھریں۔ واقعی بقول مرزا قادیانی ایسے الہام اور ایسی وحی بیہودہ اور غیر معقول ہوتے ہیں۔

۳..... ”میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔“

I can waht I will do.

۴..... ”میں تمہاری مدد کروں گا۔“

I shall help you.

۵..... ”وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔“

He halts in the zila peshawar.

(حقیقت الوحی ص ۳۰۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۶)

۶...... **I shall give you a large party of Islam.**[1]

(براہین احمدیہ ص ۵۵۶ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳)

۱؎ اس کو لکھتے ہوئے مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ چونکہ اس وقت تک آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کھلے ہیں۔ اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا ہے۔

(براہین کا حوالہ بالا)

اسی طرح اور بھی بکثرت انگریزی معمولی تین یا چار الفاظ کے مرکب جملے ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی الہام بتاتے ہیں۔ ناظرین پر مخفی ازیں آشکارا ہوا کہ مرزا خود تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کو انگریزی سے کچھ واقفیت نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کے انگریزی الہام بھی بیہودہ ہیں اور بیہودہ گو شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

اور تماشہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو مرتے دم تک بعض الہاموں کے معنی معلوم نہ ہوئے۔ ورنہ قادیانی مرزا قادیانی کی تصریح پیش کر دیں کہ ہوشعنا وغیرہ اور پریشن وغیرہ کے معنی مرزا قادیانی کو معلوم ہوئے۔ یونہی رکیک تاویلات پیش کر کے وقت ضائع کرنا عاقل کا کام نہیں۔

آخر انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔ اگر حق کی جستجو ہے اور رضائے رب کی آرزو ہے تو یہی مرزا قادیانی کے دعویٰ کے بطلان کے لئے کافی ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ مرزائی ایسے بیہودہ الہاموں پر ناز کرتے ہیں اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں۔ کیا یہی وہ الہام ہیں اور یہ وحی بتائی جاتی ہے جو انسان کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی۔

اگر وحی اسی کا نام ہے تو یہ تو ایک جاہل کے کلام سے بھی بدتر ہے۔ جب مرزا قادیانی خود اس کو نہیں جانتے اور نہ یہ معلوم ہے کہ کس زبان کے الفاظ ہیں تو ان سے فائدہ کیا ہوا۔ بلکہ عبث اور ردی الہام ہوئے۔ اگر ان کو ربانی کلام کہا جاوے تو خدا پر بہت بڑا عیب اور الزام لازم آتا ہے۔ نعوذ باللہ! اور اگر ربانی کلام نہیں اور یقینی نہیں ہے تو مرزا کاذب ہے۔ کیا ایسا انسان نبی ہو سکتا ہے۔ جس کے نہ اخلاق میں شائستگی ہو نہ گفتار میں پاکیزگی ہو۔ نہ قول میں اعتماد ہو نہ امر واحد پر استقرار ہو۔ انگریزی حکومت کا خدمت گار ہو۔ ان پر دل وجان سے نثار ہو۔ مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہو۔ ان پر لعنت بھیجتا ہو۔ افیون کھاتا ہو۔ سنکھیا کا دلدادہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کو زناکار اور کسبی عورتوں کی اولاد بتاتا ہو۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کہ ایسا شخص نبی ہو۔ اگر نبی ایسے ہوا اور نبوت ایسے اخلاق کریہہ والے انسان کو مل سکے تو تمام لچی اور فحاشی اور لعان نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے اور طرہ یہ کہ اس پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

”اگرچہ تمام مخالف مشرق ومغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی اعتراض ایسا نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

تو اگر یہی حال انبیاء کا ہو تو لازم آتا ہے کہ نبوت سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ درحقیقت مرزا قادیانی نبوت کا دشمن ہے۔ اگرچہ دل چاہتا ہے کہ مرزا قادیانی کے تمام جھوٹ، ستم اور کذبات کو منصۂ ظہور پر لایا جاوے اور صفحات قرطاس کو ان سے ملوث کیا جائے۔ لیکن قلت فرصت اور عدم گنجائش کے باعث فی الحال بعض پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ناظرین ان کو دیکھ کر خود ہی نتیجہ قائم کرلیں۔ کیونکہ مشتے نمونہ از خروارے۔ **والقطرۃ تحکی عن الغدیر • والقلیل ینبیٔ عن الکثیر!**

اگر مرزا قادیانی کا ایک بھی الہام یا پیش گوئی جھوٹی ثابت ہو جائے تو وہ بھی کافی ہے اور مرزا قادیانی کے مفتری ہونے پر ایک ہی ثبوت کافی ہے۔ چہ جائیکہ ایک درجن اور وہ بھی

مرزا قادیانی کے اقرار سے اب یہاں پر نقل میں مرزا قادیانی کی وہ پیش گوئیاں تحریر کرتا ہوں۔ جن کو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت و کذب کا معیار مقرر کیا ہے اور ساتھ کے ساتھ قادیانیوں کی تاویلوں کا جواب بھی اختصاراً لکھتا ہوں۔

مرزا قادیانی کا اقرار اپنے مفتری ہونے پر

۱۔۔۔۔۔ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق پیش گوئی کی اور منجانب اللہ یہ الہام ہوا کہ مولوی ثناء اللہ اور مرزا قادیانی دونوں میں جو کاذب اور مفتری ہوگا وہ صادق کی زندگی میں فنا ہو جائے گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود دار العجزاء کو چلے گئے اور ثناء اللہ زندہ رہے اور ابھی تک زندہ موجود ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا ایک خط مختصراً ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ:

”بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ...... اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں...... اگر میں ایسا ہی کذاب و مفتری ہوں جیسا کہ آپ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت

۱۔ میرے بعض اساتذہ نے تقریباً دو ہزار جھوٹ مرزا قادیانی کے جمع کئے ہیں۔ جس میں سے کچھ حصہ طبع بھی ہوا ہے۔ خدا کرے کہ وہ سب چھپ جائے۔

کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ . اور اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ کو لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ تو میری زندگی ہی میں

ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ آمین ثم آمین!"

(مرزا قادیانی کا اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸،۵۷۹)

حضرات! یہ مرزا قادیانی کی دعا ہے جو ثناء اللہ کے بارے میں کی گئی ہے۔ لیکن یہ دعا وحی کے لباس میں ملبوس ہوگئی اور قطعی ہوگئی۔ چنانچہ اس کے بعد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری میں یہ عبارت شائع ہوئی کہ: "ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔" مراد یہ ہے کہ پہلے دعا کے رنگ میں تھا۔ لیکن اب وحی خداوندی کے رنگ میں ہو کر پیش گوئی ہوگئی۔ لیکن واہ رے اللہ تیری قدرت کہ مرزا قادیانی خود مر گئے اور ثناء اللہ ابھی تک زندہ موجود ہیں اور پھر موت بھی وہی جس کی تمنا تھی۔ یعنی ہیضہ وغیرہ۔ مہلک امراض اور قادیانیوں کو بھی مسلم ہے کہ مرزا قادیانی کو دست آئے اور اسی میں مبتلا ہو کر وفات پا گئے۔ ہیضہ نہ سہی وغیرہ کے تحت میں تو داخل ہوگئے اور مرزا قادیانی اپنے ہی معیار مقررہ کے رو سے کذاب و دجال ثابت ہوئے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی دلیل اور ہو سکتی ہے۔ اسی واقعہ کو میرے محترم استاد صاحب نے جو میرٹھ کے ایک زبردست علامہ زمان ہیں۔ نظم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

گفت مرزا مر ثناء اللہ را
پیش میرد ہر کہ ملعون خداست
ہاں رواں شد خود بہلک نیستی
بود کذابے ولیکن گفت راست

(الکذوب قد یصدق)

قادیانی حضرات اس کا جواب گوناگوں اور انواع واقسام طرق سے دیتے ہیں۔ زبردست اور مضبوط جواب یہ دیتے ہیں کہ چونکہ ثناء اللہ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اس واسطے سزا ملتوی ہوگئی۔ لیکن یہ ایسا جواب ہے کہ مرزا قادیانی خود اس سے ناراض ہیں۔ یہاں تو صریحاً معلوم ہوا کہ یہ وحی ہے اور خدائی کلام ہے۔ یہ اٹل ہے اور ضرور ہو کر رہے گا۔ ثناء اللہ اس کو قبول کرے یا نہ کرے۔ دوم یہ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ یہ دعا ہے تو مرزا قادیانی کو یہ الہام ہے کہ: ”اجیب کل دعائک“ (حقیقت الوحی ص ۳۴۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۲) کہ تیری ہر دعا قبول کروں گا۔ تو بھی یہ الہام کاذب ہوا جاتا ہے اور اس سے خدا پر دھبہ آتا ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک! اور اگر یہ صرف تمنائی تھا ہے تو پھر بھی جھوٹا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو وحی ہوئی ہے کہ: ”انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) تو اس کے خلاف لازم آتا ہے۔ غرض کلام ہذا کاذب کی طرح احتمال ہذا مسلم ہے کہ: اگر صادق ہے تو کذب کو مستلزم ہے اور جو کاذب ہے تو مستلزم صدق ہے۔ کسی طرف اس احتمال سے رہائی نہیں اور مفتری ہونا یقینی طور سے ثابت ہوا۔

مہر مرزا یا افترائے مرزا

۲..... ”اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو قریباً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے۔.. میاں عبدالحکیم نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیش گوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص مرزا قادیانی تین سال کے عرصے میں فنا ہو جائے گا... جب نوبت اس حد تک پہنچ گئی تو اب میں بھی اس امر میں مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے ان کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے۔ میں بھی شائع کر دوں۔ کیونکہ اگر در حقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا تعالیٰ پر افتراء کر رہا ہوں...... تو اس صورت میں بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں۔ تا لوگ میرے فتنے سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی

لعنت ہو، دو میرے پیچھے بھی . . . اس لئے میں اس وقت دونوں پیش گوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خان کی میری نسبت پیش گوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں۔"

الف ۔۔۔ میاں عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن کی پیش گوئی۔

مرزا قادیانی کے خلاف ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا قادیانی مسرف کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔

ب ۔۔۔۔ اس کے مقابل وہ پیش گوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ صلح کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا نہ جانا۔" رب فرق بین صادق وکاذب انت تری کل مصلح وصادق" یعنی اے میرے خدا۔ صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔"

(مرزا قادیانی کا اشتہار معنون بعنوان خدا سچے کا حامی، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۹، ۵۶۰)

"اور دوسری فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن (ڈاکٹر صاحب) جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کروں گا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔" (اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

"آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا . . . مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابلہ پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد

گر سے گا۔" {چشمہ معرفت ص ۳۲۱، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۶، ۳۳۷}

خدا کی قدرت کہ باوجود ان الہاموں کے مرزا قادیانی شہر لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضے اور دست کے عارضہ میں مبتلا ہو کر راہئی عدم ہوئے اور ثابت ہوا کہ آپ کاذب اور مفتری تھے۔

لطیفہ: حدیث شریف میں وارد ہے کہ: "ما قبض الله نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیه" (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۷، باب وفات النبی ﷺ) یعنی نبی کی جہاں روح قبض ہوتی ہے وہاں دفن بھی ہوتا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ مرزا قادیانی کا انتقال پاخانے میں ہوا۔ اگر نبی ہوتے تو پاخانے میں دفن ہوتے۔ مگر پاخانے میں مدفون نہ ہوئے۔ پس ثابت ہوا کہ نبی نہیں تھے اور اگر یہ غلط ہے تو کم از کم لاہور میں تو فوت ہوئے تھے تو وہیں دفن ہونا چاہئے تھا۔ لیکن وہاں بھی دفن نہ ہوئے۔ پس ثابت ہوا کہ نبی نہیں تھے۔

مہر مرزا برافتراءے مرزا

۲..... "خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخرکار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

"کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔"

(مرزا قادیانی کا الہام مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۰۱)

"عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے۔ جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔ لیکن نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ: "لا تبدیل لکلمات الله" یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل

جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔" (اشتہار مرزا ۶/ستمبر ۱۸۹۴ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

"اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم ہے۔ عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے محمد رسول اللہ کو بھیجا اور خیر الرسل و خیر الوریٰ بنایا کہ یہ بالکل سچ ہے تم جلد ہی دیکھ لوگے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پاکر کہا ہے۔" (انجام آتھم ص ۲۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۳)

بے شک مرزا قادیانی اسی معیار پر پورا اترے اور روز روشن کی طرح ہویدا ہوا کہ آپ کاذب اور جھوٹے تھے۔ مرتے مر گئے لیکن محمدی بیگم کے نکاح سے محروم رہے۔ اگر اس الہام میں ذرا بھی صداقت کا شائبہ ہوتا تو مرزا قادیانی محروم از نکاح نہ ہوتے۔ لیکن افسوس ہے کہ جناب مرزا قادیانی محمدی بیگم کے وصال سے محروم رہے۔ اگر خدا کا کلام ہوتا اور اس کی وحی ہوتی تو ہرگز کاذب نہ ہوتی۔ کیا اب بھی قادیانی صاحبان تاویل کرتے رہیں گے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ قادیانی پھر وہی پرانی بوسیدہ تاویلیں پیش کریں گے۔ لیکن ان کی تسلی اور خاموشی کے لئے محمد علی لاہوری ایم۔اے کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جو مرزا قادیانی کا دست راست اور بائیں جانب کا فرشتہ ہیں۔ چنانچہ وہ خود اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نکاح نہیں ہوا۔" (پیغام صلح مورخہ ۱۶/جنوری ۱۹۲۱ء)

لیکن افسوس ہے کہ جناب محمد علی صاحب اس کے کذب کا اقرار کرتے ہوئے حق سے بھاگتے ہیں اور پھر طفل تسلی کے طور پر اپنی تسکین قلب کے لئے اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ: "ایک ہی بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں۔ کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہئے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ صرف ایک پیش گوئی کو لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں یہ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوگئیں یا نہیں۔" (پیغام صلح مورخہ ۱۶/جنوری ۱۹۲۱ء)

لیکن محمد علی صاحب شاید مرزا قادیانی کی تحریر سے غافل ہیں کہ وہ تو پکار پکار کر مرنا بعد
آخری نہایت شدومد اور طمطراق سے تحریر کرتے ہیں کہ "میں اس کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار ٹھہراتا
ہوں۔" اور حضرت تعجب کو لئے بیٹھ گئے۔ جب آپ نے یہ تسلیم کیا کہ نکاح نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ
مرزا قادیانی کذاب تھے۔ اب قادیانیوں کا یہ کہنا اور یہ جواب دینا کہ چونکہ انہوں نے خطوط لکھے
اور مرزا قادیانی سے معافی مانگی۔ لہٰذا نکاح نہ ہوا۔ یہ ایسا بے سروپا جواب ہے کہ عاقل انسان
اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ کیونکہ خدا نے مرزا قادیانی سے وعدہ کیا کہ وہ تیرے نکاح میں آئے
گی اور پھر یہ بھی الہام کیا کہ میں نے اس کا نکاح اور عقد تیرے ساتھ باندھ دیا تو اب کیا خدا نے
مرزا قادیانی سے بطور استہزاء کے الہام کیا تھا کہ اول تو فرمایا کہ اس کا عقد تیرے ساتھ میں نے باندھ دیا
اور پھر فسخ کر دیا۔ کیا اس کو معلوم نہ تھا کہ لوگ مانع ہوں گے اور پھر جب بار بار مکرر اور بڑے بڑے
تاکیدوں کے ساتھ یہ الہام خدا نے مرزا قادیانی کو کیا کہ "یہ عقد تقدیر مبرم ہے اور میں ہر ایک
روک درمیان میں سے اٹھا دوں گا۔" تو پھر کیوں ہر ایک روک کو نہ اٹھایا اور تقدیر مبرم کے وقوع
سے کون چیز مانع آئی اور پھر یہ تو نکاح کی پیش گوئی ہے جو محض رحمت اور انعام ہے۔ تو کیا وعدہ
رحمت میں خدا نے جھوٹ بولا (معاذ اللہ) یہاں کوئی وعید کے متعلق تو پیش گوئی نہیں جو قادیانی
حضرات کو حیلہ سازی کا موقع مل سکے۔ یہ تو رحمت کی پیش گوئی ہے۔ پھر کیوں نہ پوری ہوئی۔ غرض
ہر ایک قادیانی حیلہ بیکار ہے اور مرزا قادیانی ضرور مفتری تھے۔ خیر ہر چہ بادا باد۔ اب میں یہاں
پر ناظرین کے مزید اطمینان کے لئے مرزا قادیانی کے چند ایسے الہام تحریر کرتا ہوں جو سفید
جھوٹ ہیں اور ان پر ذریات مرزائیہ کے دستخط ثبت ہیں۔ افسوس ہے کہ باوجود اس قدر صریح
کذبات و بیہودہ گوئی کے مرزا قادیانی کو اپنے الہاموں پر ناز و افتخار ہے اور جوش میں آ کر انبیاء
علیہم السلام کی ہمسری کا دعویٰ کر کے ؎

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

(درثمین ص ۷۷، نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

کا قائل بن جاتا ہے اور یہ بھونڈا منہ لے کر ۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے

من بعرفاں نہ کمترم زکسے

آنچہ داد است ہر نبی را جام

داد آں جام را مرا بتمام

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں

ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(نزول المسیح ص ۹۹، ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، ۴۷۸)

کی لافیں مارتا ہے اور اسے کذب و دروغ کے باوجود حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کی شان میں فرماتا ہے کہ ۔

وقالوا على الحسين فضل نفسه

أقول نعم والله ربي سيظهر

وشتان ما بيني وبين حسينكم

فإني أؤيد كل آن وأنصر

(اعجاز احمدی ص ۵۲، ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴، ۱۸۱)

اور صحابہ رسول ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات تحریر کر کے تفوق کا دعوے دار ہے۔ مثلاً ابوہریرہؓ کو غبی تحریر کرتا ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷) اور آپ کے الہام اور کشوف کی یہ حالت ہے کہ فرمایا گیا ہے کہ: ''کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔'' (اسلامی قربانی ص ۱۲)

قادیانی اس کشف کو دیکھ کر بہت گھبراتے ہیں اور اپنے قادیانی فرشتہ قاضی یار محمد بی وے پلیڈر کو پاگل قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ سب بکواس کرتے ہیں۔ جب اس نے رسالہ شائع کیا اس وقت کیوں نہ لکھا کہ یہ رسالہ نامقبول ہے۔ مرزا قادیانی کے الہام کہاں تک نقل کئے جاویں۔

رسالہ مختصر ہے۔ ورنہ معلوم ہو جاتا۔ مگر پھر بھی ناظرین کو یہاں اس موقع پر مرزا قادیانی کے متناقض اقوال سے آگاہ کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ دعویٰ تو نبوت کا کرتے ہیں اور اگر مرزا قادیانی کے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے تو ایک مقام میں دوسرے کے خلاف لکھتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ مختصر نقشہ متناقض کلام کا ملاحظہ ہو۔

(۱) ''وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص۲۹۱، خزائن ج۳ ص۲۴۹)	(۱) ''جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا انہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا۔'' (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)
(۲) ''اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دو جہاں محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا دیا۔ میں نبوت کا مدعی بن جاؤں۔'' (حمامۃ البشریٰ ص۸۳، خزائن ج۷ ص۳۰۲)	(۲) ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)
(۳) ''تم پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)	(۳) ''نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)
(۴) ''وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے۔'' (البشریٰ ج۱ ص۵۰)	(۴) ''ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔'' (پیغام صلح ص۴۳، خزائن ج۲۳ ص۴۵۳)

(۵) "بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔" (نزول المسیح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۵)	(۵) "یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

اب ان متناقض اقوال کو دیکھتے ہوئے عاقل خود سمجھ سکتا ہے کہ یہ نبی کا کام نہیں اور خود مرزا قادیانی بھی تحریر فرماتے ہیں کہ: "جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔"

(حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

اور فرماتے ہیں کہ: "ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔" (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

اور مشہور مقولہ ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد۔ پس ان سے بداہتہ ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی جھوٹے تھے۔ قادیانی صاحبان اکثر عوام کو دھوکا دینے کے لئے تشریعی نبوت کا بحث درمیان میں لاتے ہیں اور مرزا قادیانی کے لٹریچر سے مرزائی عقائد صحیح طور پر پیش نہیں کرتے۔ ورنہ دنیا اندھی نہیں ہے۔ ناواقفوں کو خبر نہیں ہوتی اور وہ دام میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں۔ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کے بحث کو چھیڑنا اور مدعی بن کر صحیح عبارت کے حقیقی مضمون کو پیش کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ بحمد للہ! مرزا قادیانی نے تو کوئی مقام نہیں چھوڑا۔ جس کا فیصلہ آپ نے خود نہ کیا ہو۔ اس مقام کو بھی ہم مرزا قادیانی کے فیصلے پر چھوڑتے ہیں۔ جو کچھ وہ خود فیصلہ فرمائیں وہی صحیح ہے۔ لیکن ہاں قادیانی صاحبان سے یہ پوچھنا چاہئے کہ غیر تشریعی کے معنی کیا ہیں۔ اگر غیر تشریعی نبی کے معنی یہ ہیں کہ اس کی نبوت دوسرے سے مستفاد ہو اور کوئی جدید حکم نہ لاوے۔ (مرزا قادیانی کی نبوت) تو اس معنی پر بھی مرزا قادیانی غیر تشریعی نبوت کے دعویدار نہ تھے۔ بلکہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو ایک مستقل نبی سمجھتے تھے اور اگر غیر تشریعی کے یہ معنی ہیں کہ اس کے وحی میں امر اور نہی نہ ہو تو یہ معنی بھی مرزا قادیانی پر صادق نہیں آتے۔ بلکہ مرزا قادیانی بیانگ بلند پکارتے ہیں کہ: "میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔" غرض یہ ہے کہ قادیانیوں کا یہ

دعویٰ کہ مرزا قادیانی غیر تشریعی نبی تھے۔ مرزا قادیانی کی تحریروں کے صریح منافی اور خلاف ہے اور اگر غیر تشریعی اور ظلی اور بروزی کے کچھ اور معنی ہیں تو قادیانی حضرات بیان کر دیں اور نیز یہ دعویٰ کہ مرزا قادیانی کی وحی میں کوئی جدید حکم نہ تھا۔ بالکل بلا دلیل ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں انگریزوں کی اطاعت کو اسلام اور خدا اور رسول کی اطاعت نہیں بتائی گئی ہے اور نہ اس گورنمنٹ کی اطاعت کو اسلام کا حصہ بتایا گیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی شریعت میں انگریزوں کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت اور اسلام کا دوسرا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے معلوم ہوا۔ مرزا قادیانی جہاد کو حرام بتلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

لیکن شریعت مصطفویہ میں جہاد افضل الاعمال بتایا گیا ہے۔ غرض یہ دعویٰ کرنا کہ مرزا قادیانی کوئی نیا حکم لے کر نہیں آیا۔ بالکل بیکار ہے۔ اگر عدم گنجائش مانع نہ ہوتی تو بہت سے نئے احکام قادیانی شریعت کے مسلمانوں کو بتلا دیتا اور اگر زندگی نے فرصت دی تو عنقریب انشاء اللہ اس بحث پر ایک رسالہ لکھوں گا۔ باقی رہا مندرجہ بالا دوسرے سوال کا جواب اب مرزا قادیانی کی زبان سے سنئے۔ فرماتے ہیں کہ: "اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام کہ: "قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم" یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ" یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر

تورات یا قرآن شریف میں باستثناء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵، ۴۳۶)

نیز مرزا قادیانی نے تو قادیانیوں کو کچھ کہنے کی مہلت بھی نہ دی۔ ان کے تمام لا حاصل دعاوی پر پانی پھیر دیا اور ان کی عمر بھر کی کمائی کو مختصر کر دیا۔ کیونکہ وہ تو تمام گذشتہ انبیاء کو ظلی مانتے ہیں اور اس معنی پر اپنے آپ کو بتلاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مقدم نبی حقیقی نبی تھے نہ کہ مجازی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ: "کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ رسول کریم کے خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔"

(تشحیذ الاذہان نمبر ۱۰، ۱۱ ج ۱۰ ص ۱۲، قول فیصل ص ۶)

ان عبارات سے صاف طور سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویدار ہے۔ اب قادیانی صاحبان جو ختم نبوت کی آیت میں یہ توجیہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریعی انبیاء کے خاتم یعنی آخری نبی ہیں اور غیر تشریعی نبیوں کے آخری نبی نہیں ہیں۔ بالکل بے فائدہ ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی تشریعی نبوت کے دعویدار ہیں۔ غیر تشریعی کے نہیں اور یہ فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ تشریعی نبوت کا دعویدار کافر اور کذاب ہے۔ اگر قادیانی صاحبان کو اب بھی شبہ ہو تو یہ لیجئے مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی قادیان کا فیصلہ فرماتے ہیں کہ: "پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴ حصہ اول ص ۱۷۴)

اور نیز فرماتے ہیں کہ: "ہم بغیر کسی فرق کے بلحاظ نبوت انہیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔"

ب ... "جس بات نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنایا وہی بات اس میں (مرزا میں) ہمارے نزدیک موجود تھی۔" (الفضل قادیان ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

کیا قادیانی حضرات کو اب بھی کچھ کہنے کی گنجائش رہ گئی۔ ان مذکورہ بالا حوالوں کی روشنی میں صاف ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی تشریعی اور حقیقی نبوت کے دعویدار تھے اور آپ پر بہت سے نئے احکام نازل ہوئے۔ اب قادیانیوں کا یہ دعویٰ کہ مرزا قادیانی غیر تشریعی اور ظلی اور بروزی اور مجازی نبی تھے۔ بالکل صریح مغالطہ اور ناواقفوں کو پھنسنے کی چالیں ہیں۔ اگر قادیانی صاحبان اب بھی نہ مانیں تو میرا بھی یہ مدعا نہیں کہ ان سے جبراً منوایا جائے۔ بلکہ غرض یہی ہے کہ ناواقفوں کو میں اس مغالطہ سے بچا دوں۔ ان کو آگاہ کر دوں اور جو حق کے متلاشی اور جویندہ ہیں ان کو صحیح راستہ بتا دیا جائے اور ہلاکت کے گرداب اور گمراہی کے عمیق ترین دریا سے ان کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچا دوں اور جو خود ڈوبنا چاہے وہ ڈوب جائے۔ جو آنکھوں پر کفر کی پٹی باندھ کر روشنی کا جویندہ اور خواہاں نہیں اور ضلالت اور شرک کی تیرہ و تار کوٹھری میں رہنے کا خواہاں ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں کچھ غرض نہیں حیرت تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے کو عین اللہ اور عین محمد قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

اور فرماتے ہیں کہ: ”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“ (کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

اور یہ کہ: ”مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ“

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۰، ۱۴، اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اور نیز فرماتے ہیں کہ: ”قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا“ (اے مرسل من اللہ) کہہ (اے مرزا) کہ اے تمام لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ (تذکرہ ص ۳۵۲)

اور نیز تحریر فرماتے ہیں کہ: ”محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم“ اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ ...... اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷) میں فرماتے ہیں کہ: ''ومایںطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ'' اور یہ (مرزا قادیانی) اپنی طرف سے نہیں بولتا۔ بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔ (اربعین نمبر ۲ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۳۸۵) تو اس صورت میں اگر مرزائی ''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کا کلمہ پڑھتے ہیں تو مراد ان کی اس کلمہ سے غلام احمد ہے نہ کہ محمد بن عبداللہ علیہ السلام اور یہ کلمہ پڑھنا محض پبلک کو دھوکہ دینے کے لئے اور ان کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے پڑھتے ہیں اور قرآن اگر پڑھتے ہیں تو مرزائی قرآن نہ کہ پیغمبر مدنی کا قرآن۔ یہی وجہ ہے کہ لاہوری مرزائیوں کا امیر محمد علی ایم اے جو مرزا قادیانی کے باصفا مرید ہیں اور ان کے مخلصین میں سے ہیں۔ قادیانی مذہب اور ان کے شریعت وعقائد پر تنقیدی نگاہ سے تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''فرمائیے نئے مذہب کے سر پر اور کیا سینگ ہوا کرتے ہیں۔ ایمانیات میں نئے نبی اور نئی کتاب کا اضافہ۔ ارکان شریعت میں ایک حج کا اضافہ۔ ایک نئے قبلہ کا اضافہ۔ خلافت صالح اکمل کا اضافہ۔ پرانی رسالت محمدیہ اور پرانے اسلام یعنی کلمہ سابق کی منسوخی اور نئی رسالت احمدیہ اور نئے اسلام کا اضافہ اور ابھی ''نئی'' کا لفظ سلامت رہے۔ خدا جانے کس کس چیز کا اضافہ ہوتا جائے گا۔ مجھے اندیشہ ہے جس طرح عیسویت کے غلو نے اپنے آپ کو یہودیت جیسی موسویت سے علیحدہ کر کے ایک نیا مذہب بنالیا۔ اسی طرح یہ محمودیت جو درحقیقت عیسوی غلو کا ایک رنگ میں مظہر ہے اپنے آپ کو پرانے اسلام سے علیحدہ ایک نیا مذہب بنا کر ہمیشہ کے لئے الگ نہ ہو جائے۔'' (اخبار پیغام صلح ۱۰ اپریل ۱۹۳۳ء)

یہ ہے قادیانی صاحبان کا اصلی مذہب۔ بانی احمدیت کی عنایات ہیں کہ ان کی امت بھی ماشاء اللہ ان سے چار قدم آگے بڑھ گئی۔ چنانچہ اسی عقیدہ کے رنگ میں رنگین ہو کر قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی فرماتے ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہے بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴)

حاصل یہ کہ قادیانی عقائد کا مکمل تفصیلی نقشہ پیش کرنے کے لئے ایک طویل اور ضخیم دفتر کی ضرورت ہے۔ اس مختصر رسالے میں اس کی گنجائش نہیں۔ اب ناظرین نہایت اطمینان اور ٹھنڈے دل سے مرزا قادیانی کے صریح جھوٹے الہاموں کو مطالعہ فرمائیں جو بمطابق وعدہ کے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

سفید جھوٹ نمبر: ۱

"بشیر الدولہ، عالم کباب، شادی خان، کلمۃ اللہ (نوٹ از حضرت مسیح موعود) بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔" (تذکرہ ص ۶۲۲)

اس الہام کو نقل کرتے ہوئے مولف البشریٰ اس کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
"اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیش گوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی۔ گو حضرت اقدس نے (مرزا قادیانی نے) اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا۔ مگر چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے۔ اس لئے اب تخصیص نام نہ رہی۔ بہر صورت یہ پیش گوئی متشابہات میں سے ہے۔"

دیکھئے کہ محمدی بیگم مرگئی اور لڑکا پیدا نہ ہوا۔ کیا الہام الٰہی اس کو کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا خدا بھی عجیب ہے کہ الہام تو کر دیتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ مولف البشریٰ کے ایمان کی داد دینا چاہئے کہ جھوٹ کا لفظ نہ لکھا اور فوراً متشابہات میں سے قرار دیا۔ مگر افسوس ہے کہ آفتاب پر خاک ڈالنے کی ناکام سعی کی۔ ورنہ اور کچھ نہیں۔

جھوٹا الہام نمبر: ۲

"واضح رہے کہ مرزا قادیانی کی عمر ۶۸ برس کی تھی۔ کیونکہ آپ ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پاگئے۔ چنانچہ آپ اپنی عمر کے بارہ میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ: "میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۵۹، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷)

اب مرزا قادیانی کا الہام بھی سنئے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "وارانوا موتنا واشاعوا فیہ خبرا فبشر نار بنا بثمانین سنة من العمر او هو اکثر عددا وموت ماخواستند ودراں پیش گوئی کردند۔ پس خدا مارا بشارت ہشتاد وسالہ عمر

داد بلکہ شاید ازیں زیادہ" (مواہب الرحمن ص ۲۱، خزائن ج ۱۹ ص ۲۳۹)

دیکھئے کہ خدا نے اسی برس بلکہ زیادہ عمر کی مرزا قادیانی کو بشارت دی۔ لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی صرف اڑسٹھ برس کی عمر پا کر راہی عدم ہوئے۔ کیا اس الہام سے بھی زیادہ جھوٹ کچھ اور ہو سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی عمر کی زیادتی کے لئے ایک بزرگ سے بھی کشتم کشتا کی۔ مگر پھر بھی کامیاب نہ ہوئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایک بزرگ سے کشتم کشتا

"ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر دعائیں مانگ رہا تھا اور وہ بزرگ ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھالوں۔ تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے۔ اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی۔ تب اس صاحب بزرگ سے بہت کشتم کشتا ہوا۔ تب اس مرد نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ اور بڑھ جائے تب اس بزرگ نے آمین کہی۔" (اخبار الحکم ۱۷، ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء، مکاشفات ص ۴۲)

شاید بزرگ صاحب نے جان بچانے کے لئے آمین کہا ہو۔ اس وجہ سے مرزا قادیانی کی عمر اسی برس تک نہ پہنچی ہو۔

ممکن ہے مرزائی حضرات اس کی بھی لنگڑی لولی تاویل کر دیں۔ لیکن ہٹ دھرمی اور تعصب سے جو شخص دور رہ کر حق بین اور انصاف بین آنکھوں سے ان الہاموں کو دیکھے گا یقیناً اس کو ان کے جھوٹا اور خلاف واقع ہونے میں کچھ شک نہیں رہے گا۔ دنیا کی آنکھوں نے آج تک جھوٹ بولنے والا پیغمبر نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آج جھوٹا بھی دیکھنا نصیب ہوا۔ مرزا قادیانی کی عیاری اور تلون کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ تمام لٹریچر میں ایک چیز پر استقرار نہیں۔ کہتا ہے کچھ اور لکھتا ہے کچھ تحریر کرتا رہتا ہے اور یہی حالت ہر جگہ ہر ایک کتاب میں رہی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی کے متعلق آج تک یہی معمہ ہے کہ وہ انسان تھے یا کچھ اور۔ اگر ناظرین کو شک ہو تو لیجئے ثبوت خود مرزا قادیانی کی تحریروں سے فرماتے ہیں کہ: "میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ

ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں: ورظلی طور پر محمد و احمد ہوں۔“ (حقیقت الوحی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

نیز مرزا قادیانی سری کرشن مہاراج بھی ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

اور آپ رودر گوپال بھی ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

انسان بھی ہیں اور حجر اسود بھی اور پھر بیت اللہ بھی ہیں۔

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

میکائیل بھی ہیں۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

اور مرزا قادیانی حاملہ بھی ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۳۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۰ حاشیہ)

اور حائضہ بھی ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

خلیفۃ اللہ بھی ہیں۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵)

کبھی مہدی۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۷۵)

کبھی مصلح، کبھی مجدد، کبھی محدث۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹، ۳۴۹)

کبھی حارث، مددگار مہدی۔ (ازالہ اوہام ص ۷۶، خزائن ج ۳ ص ۱۳۵ حاشیہ)

غرض عجیب و غریب شئے ہیں۔ جس کے متعلق یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ چیز کیا ہے۔ مرزائی ان حوالجات کا جواب دیتے ہیں کہ یہ سب استعارات ہیں۔ علمائے ولی صاحب نے بھی اس طرح استعارات استعمال کئے ہیں۔ لیکن ایک سمجھدار انسان کے لئے یہ جواب کافی نہیں۔ کیونکہ قادیانی مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ ولی پر نبی کا قیاس صحیح نہیں۔ ولی کا قول و فعل حجت

نہیں۔ برخلاف نبی کے کہ اس کا قول اور فعل حجت شرعی ہے۔ اگر نبی کوئی کام کرے تو وہ امت کے لئے حجت ہے۔ نبی پر جائز نہیں کہ سکر کی حالت طاری ہو جائے۔ برخلاف اولیاء کے کہ ان پر حالت سکر طاری ہو سکتی ہے۔ قادیانی حضرات ایک بھی ایسا نبی پیش کر دیں جس نے ایسے استعارات عامیانہ اور منافقانہ کے استعمال کئے ہوں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ قادیانی ایک نبی بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے۔ اگرچہ دفتروں کے دفتر چھان ڈالیں۔ یہ نئی بات بنانا اور خواہ مخواہ ادھر ادھر کی گپ لگانا اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرنا ہے۔ اگر حق اور دین حق کی جستجو ہے تو مذکورہ معروضات ایک حق پسند حق کے لئے کافی ہیں اور جو حق ہی کو طلب نہ کرے اس کا کیا علاج اور پھر طرہ یہ کہ مرزا قادیانی باوجود اس کے حافظہ کی قوت سے بھی محروم تھے تو پھر نبی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ: "مکرمی اخویم سلمہ...... میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔"

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۳ ص ۲۱)

اور نیز مرزا قادیانی کے اکثر قویٰ ضعیف تھے۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ اکثر اوقات کچھ سے کچھ بیان کرتا رہے گا اور اس کے کسی قول پر اعتماد ہرگز نہیں ہو سکتا اور یہ نبوت کی شان کے منافی ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

سو سو مرتبہ پیشاب

"میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری، بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)

مختصر یہ کہ مرزا قادیانی ہرگز نبوت کے شایان نہ تھے۔ نبی جھوٹے الہام بیان نہیں کیا کرتا اور نبی جھوٹ بولتا ہے اور نہ دو زبان ہوتا ہے۔ نبوت کے دلائل قرآن و حدیث سے پیش کر کے اس کو مرزا قادیانی پر منطبق کرنا محض بیکار ہے۔ نبوت کے لئے اصل کریکٹر ہے اور جب تک انسان کریکٹر اور اخلاق کی کسوٹی پر پورا نہ اترے نبی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ آج سیکڑوں شرابی اور لوفر

دعویٰ کریں گے کہ ہم بھی نبی ہیں۔ قادیانی صاحبان کو چاہئے کہ اوّل مرزا قادیانی کی اخلاقی حیثیت اور پوزیشن صاف کر لیں۔ مرزا قادیانی کے اخلاق تو ناظرین رسالہ نے مطالعہ کئے۔ آپ کے اخلاق اور اقوال وافعال میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مرزا قادیانی اگر نبی ہو سکیں تو کریکٹر انکار کرتا ہے۔ متضاد الخیال اور متناقض الاقوال اور متلون الافعال ہونے کے سوا مرزا قادیانی میں اور کچھ نہیں۔ چونکہ رسالہ میں زیادہ گنجائش نہیں۔ اس واسطے میں کتاب پر اس بحث کو ختم کر کے اللہ جل شانہ کے دربار میں دست بدعا ہوں کہ اے اللہ مسلمانوں کو اس فتنہ کے زہریلے جراثیم اور مہلک اثرات سے بچا اور ہمارے حال پر رحم فرما۔ اے اللہ مسلمانوں کو قادیانی دام تزویر سے [illegible] رکھ۔ اب میں ناظرین رسالہ سے اپیل کروں گا کہ رسالہ کو نہایت غور سے مطالعہ کریں اور پڑھنے کے بعد دوسروں کو بھی اس سے متمتع ہونے کا موقع دیں اور اس مختصر مگر مکمل نقشہ کو دوسروں کو بھی دکھا دیں۔ تا کہ مسلمان اصلی اور حقیقی حال سے مطلع ہو کر اس نوزائیدہ فتنہ سے محترز رہیں۔

"واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء خاتم المرسلین وصحبہ الطاہرین"

مرزائیوں سے ایک ضروری سوال

اگرچہ کتاب ختم ہو چکی۔ لیکن ناظرین کے افادہ کے لئے مندرجہ بالا عنوان قائم کر کے مرزائیوں پر حجت قائم کرنا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ خداوند کریم کسی منصف اور طالب حق کو اس کے ذریعہ اپنے مطلب پر فائز کر دے۔ مرزائی صاحبان سے سوال یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: "من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار (مسلم ج۱ ص۷)" {کہ جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے۔} اس کا مطلب ظاہر ہے اور یہ حدیث باتفاق امت متواتر ہے اور حدیث متواتر مفید قطع ویقین ہوتی ہے اور مرزا قادیانی بھی اس کو تسلیم فرماتے ہیں کہ تواتر مفید علم ہے۔ اسلام تو اسلام غیر اقوام بھی تواتر کو مانتی ہیں۔ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۵۵۶، خزائن ج۳ ص۳۹۹) پر فرماتے ہیں کہ: "بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔" اور اس سے ایک سطر پہلے فرماتے ہیں کہ: "لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر

کہ اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔" معلوم ہوا کہ حدیث متواتر کا انکار مرزا قادیانی کے نزدیک بھی ایمان کی تباہی اور بربادی کا باعث ہے۔ اگر کسی مرزائی کو حدیث مذکورہ بالا کے متواتر ہونے میں یا حدیث متواتر کے مفید علم یقینی اور قطعی ہونے میں یا حدیث متواتر کے انکار کے کفر ہونے میں شبہ ہو تو اس کو اپنے امیر سے لکھوا کر شائع کرے۔ ورنہ ان امور کے تسلیم کے بعد ذیل کے مضامین جن کو مرزا قادیانی نے حدیث میں ہونا بیان کیا ہے۔ ان کو احادیث صحیحہ سے مع سند کتب معتبرہ سے بیان کرے۔ جس کی تصدیق ان کا امیر بھی کر دے۔ احادیث صحیحہ میں بعینہ وہی مضامین ہوں جن کو مرزا قادیانی نے بیان کیا ہے۔ اگر مرزائی ان مضامین کی احادیث صحیحہ کتب معتبرہ سے مع سند پیش کر سکے تو ہر مسلمان کو یقین کر لینا چاہئے کہ حدیث متواتر کے حکم کے مطابق قطعی جہنمی ہے اور جو اس کو سچا سمجھے وہ بھی اس حدیث متواتر کی رو سے دوزخی ہے۔ اس کے بعد سمجھ لینا چاہئے کہ مرزائی ہونے کا بجز جہنمی ہونے کے کوئی نتیجہ نہیں۔ اب وہ جھوٹے مضامین بیان کئے جاتے ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی نے سرور عالم ﷺ کی طرف نسبت کیا ہے۔

۱..... "افسوس ہے کہ وہ حدیث بھی اس زمانہ میں پوری ہوئی۔ جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے۔ جو زمین پر بستے ہوں گے۔"

(اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰)

۲..... "چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی۔ جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۰، خزائن ج۱۱ ص۳۲۴)

"لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین" کہہ کر وہ حدیث صحیح مرفوع مسلمانوں کو بھی بتادو۔ ورنہ مالک دوزخ کو بھی اطلاع دے دو کہ قادیان کی طرح بڑے بڑے مکان جہنم میں تیار کرا دیں۔ واہ رے مرزائیت "خسر الدنیا والآخرۃ" اور جاؤ یورپ میں ادا کرو حج۔

۳..... "مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجال رکھتے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہ فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۲)

دیکھو احادیث جمع کا لفظ ہے۔ اس مضمون کی کم سے کم تین صحیح احادیث مرفوعہ مع سند کتب معتبرہ سے بیان فرماؤ اور حدیث کے ساتھ اس قید کو ملحوظ رکھو۔

۶. "ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں اور فرمایا کہ "کان فی الهند نبیا اسود اللون اسمه کاهنا" یعنی ہند میں ایک نبی گذرا ہے سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔ یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔"

چشمہ معرفت کے آخر میں جو رسالہ لگا ہوا ہے۔ اس کے (ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲) پر یہ عبارت ہے۔

۷. "آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔"

(ریویو آف ریلیجنز ج ۶ ش ۹ ص ۳۶۵ ستمبر ۱۹۰۷ء، اشتہار عام مریدوں کے لئے ہدایت)

۸. "اور اس میں ایک اور عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی بھی اس کے پورے ہونے سے پوری ہوگی۔ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخری زمانے میں ایک جھگڑا ہوگا۔ عیسائی کہیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہیں گے کہ حق ہم میں ظاہر ہو۔ تب اس وقت عیسائیوں کے لئے شیطان آواز دے گا کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کے لئے آسمان سے آواز آوے گی کہ حق آل محمد کے ساتھ ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ پیش گوئی آنحضرت ﷺ کی آتھم کے قصے سے متعلق ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳، ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۷، ۲۸۸)

۹ تا ۱۷ .... "بہت سی حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ نسل آدم کی عمر سات ہزار برس ہے اور آخری آدم پہلے آدم کی طرز پر الف ششم کے آخر میں جو روز ششم کے حکم میں ہے پیدا ہونے والا ہے۔ سو وہ میں ہی ہے جو پیدا ہو گیا۔" (ازالہ ص ۶۹۴، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵)

دو نبی

(نبی صادق اور نبی کاذب)

حضرت مولانا محمد بشیر اللہ مظاہری رنگونیؒ

پیش لفظ

برما میں مدت باہر کے دروازے سے قادیانی تحریک موجود ہے اور وہ اپنے طور پر مسلمانوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب میں لانے کی کوشش کرتے رہے اور کر رہے تھے۔ مرزا محمود قادیانی کی مرزائی پارٹی اور محمد علی لاہوری کی لاہوری پارٹی یعنی دونوں قسم کے قادیانیوں کی سرگرمیاں اگرچہ مسلمانوں کو بڑی تعداد میں قادیانی بنانے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ لیکن وہ چور دروازے سے اسلام پر ضرور حملہ کرتی ہیں اور اکا دکا کوئی نہ کوئی ان کے جال میں پھنس ہی جاتا ہے۔ یہ لوگ جب مسلمانوں کو سیدھے طریقے پر قادیانی بنانے میں کامیاب نہیں ہوتے تو روپے کا لالچ، نوکری اور ملازمت کا فریب اور اقتصادی امداد کے بہانے کمزور ایمان والوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔ اگرچہ اس تحریک کی نوعیت بہت گیر نہیں۔ لیکن قادیانیت بجائے خود اسلام کے لئے اتنی مہلک بیماری ہے کہ اس سے معمولی غفلت برتنے کا نتیجہ بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد اتحادی فوج میں کچھ قادیانی برما آئے اور کچھ تاجروں کے بھیس میں قادیانی ہندوستان و پاکستان سے آئے۔ ان قادیانیوں نے برما میں مقیم قادیانیوں کی تحریک کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ ان کے مبلغ آئے۔ مبلغ اور لٹریچر متعدد بار سے آیا۔ اس کے علاوہ جنوری ۱۹۴۸ء میں برما کی آزادی کی تقریب میں شرکت کے لئے حکومت پاکستان کے سابق قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان آئے۔ اس کی وجہ سے اس تحریک میں کچھ جان پیدا ہوئی۔ لیکن مسلمانوں کی بروقت بیداری نے اس دشمن اسلام تحریک کو آگے بڑھنے نہیں دیا۔ برما کے علاوہ تعلیم یافتہ طبقہ اور تاجروں میں بیداری آئی اور آخر کار قادیانیت کو کامیاب ہونے نہیں دیا گیا۔

اس بیداری میں سب سے اہم پارٹ اور سب سے بڑا حصہ ینگ مسلم اور جدید الاسلام نوجوان تحریک نے لیا۔ جو اگرچہ دینی علم اور مذہبی معلومات کے اعتبار سے تو زیادہ آگے نہیں۔ لیکن اسلام کے تحفظ کو قادیانیت سے بچانے کا عظیم الشان جذبہ لے کر یہ نوجوان میدان میں آیا اور اس نے پوری طرح قادیانیت کا مقابلہ کیا اور آج بھی خدا کے فضل سے وہ مقابلہ کر رہا ہے۔ اس راہ میں اس نے جانی و مالی قربانی دی۔ جس کی بدولت قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کا محاذ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ کتاب اسی ینگ مسلم اور جدید الاسلام نوجوان کی کوشش کا

نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر مسلم محمد حسین کے آباؤ اجداد بھارت کے صوبہ مدراس کے رہنے والے ہیں۔ برما میں قادیانیت بھی زیادہ تر تامل زبان بولنے والے مدراسیوں میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے ان کی خواہش ہے کہ تامل زبان میں قادیانیت کے متعلق لٹریچر شائع کیا جائے۔ چنانچہ یہ کتاب اردو میں لکھوانے کے بعد وہ اس کا تامل زبان میں ترجمہ کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ تامل زبان جاننے والے قادیانیت کے فریب سے نجات پاسکیں۔ وہ مدت دراز سے تامل زبان کے اخبارات میں قادیانیت کے خلاف مضمون شائع کر رہے ہیں اور تامل زبان میں قادیانیت کے خلاف انہوں نے اچھا اور مضبوط محاذ قائم کر رکھا ہے۔

کتاب کے مصنف مولانا محمد بشیر اللہ مظاہری نے کوشش کی ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے تصویر کے دونوں رخ آجائیں۔ اسی لئے ان کی کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں انہوں نے نبی صادق و مصدوق محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی پیش کی ہے اور آپ کی نبوت کاملہ کے براہین و دلائل جمع کئے ہیں اور دوسرے حصے میں نبی کاذب مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی پیش کی ہے اور ان کی جھوٹی نبوت کے شواہد فراہم کئے گئے ہیں۔ جس طرح سیاہی کی موجودگی میں سفیدی ممتاز ہوتی ہے اور رات کی تاریکی دیکھنے کے بعد دن کی روشنی کی قدر ہوتی ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی قلعی اس وقت کھلتی ہے جب کہ سامنے محمد رسول اللہ ﷺ کی پاک زندگی ہو۔ نور و ظلمت کے اس تقابل کو دیکھ کر ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت کس قدر فریب اور مغالطہ ہے۔ نبی تو کجا بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی ایک نبی کی زندگی تو کجا؟ ایک عام انسان کی زندگی سے بھی فروتر زندگی ہے۔ نبی اور نبوت کے اوصاف تو بہت دور کی چیز رہی۔ معمولی آدمیوں کی صف میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی بیٹھنے کے قابل نہیں۔ اس لئے کہ جو شخص اخلاقی اور ظاہری اعتبار سے اس قدر فروتر ہو۔ جس کی زندگی میں مسلسل فریب، مغالطہ اور کہیں کہیں جنون کی حد تک کی مضحکہ خیز حرکتیں پائی جاتی ہوں۔ اس کو تو ایک اچھا انسان بھی قرار نہیں دے سکتے۔ اس چیز کو ثابت کرنے کے لئے مصنف نے نہایت ٹھوس اور مفید دلائل جمع کر دیئے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد تصویر کے دونوں رخ پوری طرح سامنے آجاتے ہیں۔

اگرچہ کتاب زبان اور بیان کی خوبیوں سے پوری طرح آراستہ نہیں۔ لکھنے کا طریقہ

بھی بہت جلد پڑھیں۔ لیکن برما کے اردو مصنفین اور اردو لکھنے والوں کے بارے میں (جس میں خود راقم الحروف بھی شامل ہے) یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ان کی مادری زبان اردو نہیں۔ نہ ان کے گرد و پیش اور ماحول میں اچھی اردو بولی اور لکھی جاتی ہے۔ اردو میں جو کچھ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ یہ خود اردو کا بھی معجزہ ہے اور اسلام کا بھی کہ لکھنے والے اسکی زبان میں لکھ رہے ہیں جو ان کی اپنی مادری زبان نہیں۔ نہ ان کے ماحول میں یہ زبان پوری صحت اور سلامت کے ساتھ نشوونما پا رہی ہے۔ پھر بھی مصنف نے جس طرح اور جس انداز میں قادیانیت کو پیش کیا ہے بہت ہی عمدہ ہے اور معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اسے سمجھ سکتا ہے۔ البتہ جہاں علمی اور مذہبی اصطلاحات آ گئے ہیں۔ وہاں تو الفاظ کو آسان بنانا سمجھنا بچوں کے بس کی بات نہیں۔

برما سے قادیانیت اور قادیانی فریب کو ختم کرنے کے لئے یہ اچھی کوشش ہے اور ہر طرح کی ہمت افزائی کی مستحق۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد یہ پہلی کتاب ہے جو قادیانیت میں چھپ رہی ہے۔ اس طرح کی چیزیں مختلف انداز میں وقتاً فوقتاً پیش ہونی چاہئے۔ مصنف نے میرا یہ مشورہ بھی قبول کر لیا ہے کہ کتاب میں لاہوری قادیانیوں کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ ضرور لکھا جائے۔ کیونکہ انگریزی خواں طبقہ اس پارٹی سے متاثر ہے۔ لاہوری پارٹی کے انگریزی لٹریچر کی وجہ سے لوگوں کو یہ فریب دیا جاتا ہے کہ اسلام کی بڑی خدمت یہ جماعت کر رہی ہے۔ حالانکہ قادیانی جراثیم کے ساتھ اسلام کی خدمت اگرچہ بظاہر فریب تو ہے۔ لیکن مفید ہرگز نہیں۔ بلکہ بعض مرتبہ تو اس کا اثر بہت ہی برا ہوتا ہے۔

کتاب کے ناشر محمد حسین صاحب کو بھی میں نے مشورہ دیا ہے کہ وہ تاملی کے ساتھ قادیانیت کے خلاف اس قسم کے لٹریچر کو انگریزی اور برمی میں بھی شائع کریں۔ تاکہ برمی اور انگریزی داں طبقے کو لاہوری قادیانی اور مرزائی قادیانی دونوں قسم کے قادیانیوں سے نجات مل سکے۔ غلام رحمن صاحب مرحوم بھی شکریے کے مستحق ہیں جو کتاب کی ترتیب میں شریک رہے۔

کتاب کے مصنف اور ناشر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک اہم مذہبی ضرورت کی طرف توجہ کی اور اسلام کی فصیل پر یا اس کی دیواروں کے پیچھے جو زمین دوز حملے قادیانیوں کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ ان کو نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ وہ وقت کے اس فتنے سے نہ صرف ہوشیار رہیں۔ بلکہ ہمیشہ ان جراثیم کو ختم کرنے کے لئے پوری طرح تیار رہیں۔

مولانا ابراہیم احمد مظاہری!

صدر مرکزی جمعیت علماء برما رنگون

۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۵۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تحریک قادیانیت کا پس منظر

از قلم محمد تحسین احمد رنگونی

آج مسلمانوں کے سروں پر ادبار و نحوست کی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ ذلت و نکبت کے اندھیرے غاروں میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ اکثریت کے خوف سے دل کانپ رہا ہے۔ غیروں کے آگے جھکے چلے جا رہے ہیں۔ پروردگار عالم کے دربار میں دست سوال دراز کرنے کے بجائے اس کے کمزور اور ناتواں بندوں کے دسترخوان کے گرے ہوئے ٹکڑوں پر آس لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کے ہیبت و جلال سے ڈرنے اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے بجائے اس کے پاک اور مقدس نام کی تسبیح کے عوض دن اور رات زمین کے چند ٹکڑوں کے مالکوں اور حاکموں کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں اور انہیں اپنا کارساز حقیقی سمجھ کر انہیں کا بالا چاہتے نظر آ رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ایک ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو پڑھنا اور سمجھنا چھوڑ دیا ہے اور دنیا کی مقہور و مغضوب قوموں کی تمام برائیاں اپنے دامن میں سمیٹ لی ہیں۔ اپنوں سے متکبر، سرکش اور باغی ہو کر غیروں کے آگے ذلت سے جھکنے کو ایک اہم اور بے مثال کارنامہ سمجھ کر اترا رہے ہیں۔ اگر مسلمان قرآن کریم کو سمجھنے لگیں اور احکام الٰہی کے سختی کے ساتھ پابند ہو جائیں اور سنت رسول اور آپ کی حدیث پر عمل پیرا ہوں تو خدائے قدوس کی عزت و جلال کی قسم دنیا کی کوئی بھی طاقت مسلمانوں کو نیچا نہیں دکھا سکتی اور نہ ہی مسلمان احساس کمتری کے مرض میں مبتلا ہو کر ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والے جھوٹے اور خود ساختہ نبی کے بہروپ کے دام تزویر میں گرفتار ہو سکیں گے۔

انگریزی سیاست کے کرشمے

ہندوستان میں انگریزوں کے جابرانہ، ابلیسی دور میں قادیان کے خود ساختہ جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی پر ان کی نظر عنایت ہوئی۔ انگریزوں نے خیال کیا کہ مرزا قادیانی کے ذریعہ ہندوستان کے مسلمانوں کے دل و دماغ سے اس جذبہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرا دے اور انہیں بزدل بنا دے اور مغضوب و مقہور قوم کی صف میں لا کھڑا کر دے۔ جس جذبہ کے تحت مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کے خزانہ سلطنت و ہیبت کا خاتمہ کر دیا تھا۔

انگریزوں کی دوررس نگاہیں اور ان کی شیطانی سیاسی بصیرت یہ دیکھ رہی تھی کہ شیران اسلام کی بیداری اور جہاد حریت ان کی غاصبانہ اور جابرانہ حکومت کا تختہ الٹ کر رکھ دے گی۔ وہابی انقلاب آزادی سے ان کی آنکھیں کھول چکی تھیں۔ کیونکہ اس انقلاب نے حکومت برطانیہ کے قصر استبداد میں زلزلہ پیدا کر دیا تھا اور ہندوستان میں اس کی سلطنت کی بنیادیں ہل چکی تھیں۔ اس لئے انگریز دن رات اس بات سے خوف کھاتے رہتے تھے کہ وہ جنوبی ہند میں "ٹیپو سلطان" اور بنگال میں "سراج الدولہ" کی طاقتوں کو جعفر وصادق جیسے غداران ملک کی اعانت سے پامال کرنے کے باوجود بھی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ اس لئے اپنی سیاسیت اور اقتدار کے تحفظ کے لئے اپنی ایسی طاقتوں کے ساتھ دہلی پر دھاوا بول دیا اور شاہ عالم کی طاقت وقوت کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا اور شاہ عالم کو گرفتار کر کے اس سے اس بات کی ضمانت طلب کی کہ اگر حکومت برطانیہ کے استحکام پر کوئی آنچ نہ آئی تو تمہیں پھر دہلی کے تخت پر بٹھا دیا جائے گا۔ شاہ عالم انگریزوں کے دھوکے میں آ گئے اور انہیں برائے نام بادشاہ بنا کر ہندوستانی عوام اور شاہ عالم دونوں کو دھوکہ اور فریب دے کر پھانس لیا اور یہ اعلان کرا دیا کہ ملک بادشاہ کا اور حکم کمپنی بہادر کا۔ اس طرح انگریز اپنی سیاسی چال میں کامیاب ہو گئے اور ہندوستانی رعایا جو انگریزوں کے فریب اور چالبازی سے ناواقف محض تھی اس اعلان سے مطمئن ہو کر بیٹھ گئی۔ مگر نبض شناس زمانہ اور اہل نظر انگریزوں کے سیاسی مکروفریب کو سمجھ گئے کہ اس اعلان کے پردے میں ہندوستان کی تباہی پوشیدہ ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنی جرأت ایمانی سے کام لے کر عوام کو انگریزوں کے فریب ومکاری کا پردہ چاک کر دکھایا کہ اس اعلان کے پیچھے تباہی اور بربادی کا ایک بے پناہ سمندر موجزن ہے اور یہ اعلان ایک ایسی غلامی کا پٹہ ہے جس سے نجات ممکن نہیں اور اب اس اعلان سے آزادی ملک ومذہب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم سمجھو۔ کیونکہ ہندوستان میں اب انگریزوں کا تسلط قائم ہو چکا ہے۔ اب ہم لوگوں کا فرض ہے کہ ہم لوگ اپنا خون بہا کر ہندوستان کو انگریزوں کے ناپاک وجود سے پاک کریں۔ کیونکہ ہندوستان دارالحرب بن چکا ہے۔

اس اعلان کو سن کر مسلمان بیتاب ہو گئے اور سر دھڑ کی بازی لگانے کے لئے میدان میں نکل پڑے اور اس مرد مؤمن نے اپنی انقلابی پارٹی کی جمعیت سے انگریزوں کے چھکے چھڑا دیئے اور پشاور اور صوبہ سرحد میں ایک آزاد حکومت کی بنیاد ڈال دی۔ مگر افسوس کہ غداران وطن کی غداری سے یہاں بھی انگریز کامیاب ہوئے اور ۶ مئی ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر مجاہد اعظم

حضرت سید احمد اور مولانا اسماعیل شہید کر دیے گئے۔ مگر ان مجاہدوں کی شہادت کے باوجود جنگ آزادی ۱۸۸۳ء تک برابر جاری رہی۔

مرزا قادیانی کی شکل میں نئی چال

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی درحقیقت مذکورہ جہاد حریت کی ہی کڑی ہے۔ جس میں بلا تفریق مذہب وملت ہندو اور مسلمانوں نے متفقہ طور پر بہادر شاہ ظفر کو اس جنگ آزادی کا قائد بنا کر انگریزوں کے ناپاک قدم سے ہندوستان کی زمین کو پاک کرنے کے لئے اپنا خون پانی کی طرح بہایا۔ مگر جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور بہادر شاہ کو تاج و تخت کے بدلے اسیری اور شکست نصیب ہوئی اور کوہ نور ملکہ وکٹوریہ کی تاج کی زینت بن کر افق عالم پر چمکنے لگا اور ہندوستانیوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے۔ انہیں بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ مگر وہ جذبہ حریت جسے حضرت سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید نے ان کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا اسے ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی پر نظر عنایت ڈالنی شروع کر دی تاکہ ان کے ذریعہ سے وہ بیدار اور نڈر مسلمانوں کو ایسی شراب پلائے جو ان کے اعصاب اور دل ودماغ کو اس قدر ماؤف کر دے کہ صدیوں انہیں کسی بات کا ہوش نہ رہے۔ اسی سیاسی مقصد کے تحت مرزا قادیانی کا انتخاب عمل میں لایا گیا اور مرزا قادیانی تبلیغ اسلام کا جذبہ لے کر مسلمانوں میں نمودار ہوئے۔ کیونکہ تبلیغ اسلام بہت ہی ضروری اور اہم چیز تھی۔ اس لئے اچھے اچھے پڑھے لکھے لوگ مرزا قادیانی کے ساتھ ہو گئے اور مرزا قادیانی اپنی تحریر اور تقریر سے لوگوں پر اثر ڈالنے لگے اور مغالطہ دیتے رہے اور جب علماء دین نے مرزا قادیانی کی گوشمالی کی تو فوراً معذرت پیش کر دی۔ مرزا قادیانی کو انگریزوں نے جس مقصد کے لئے انتخاب کیا تھا۔ انہیں اس مشن کو پورا کرنا تھا۔ اس لئے ہوتے ہوتے آخر میں مسلمانان ہند کی طبیعت کے رجحان کو ختم نبوت کے مسئلے کی جانب پھیر دیا۔ جس کا سلسلہ ان کے مرنے کے بعد آج بھی جاری ہے۔

قادیانی ہتھکنڈے

مرزائی قرآن پاک سے اپنے مقصد اور مطلب کے مطابق آیتیں پیش کر کے اور اس کی من مانی غلط تفسیر اور معنی بیان کر کے مسلمانوں کے ایمان وعقائد پر ڈاکہ ڈالتے چلے جارہے ہیں اور وہ لوگ جو عربی سے قطعی نابلد ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو عربی دان ہیں ان کو بھی ایسی تفسیر اور معنی کے آڑ میں جھانسہ اور فریب دے کر اپنے دام میں پھانس لیتے ہیں اور انہیں اپنے حلقے میں شامل کر کے ان کی عاقبت اور ایمان خراب کر دیتے ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی کی نبوت کا اعلان سے

ے

اقرار کروا کر حضور ﷺ کے خلاف کھلی بغاوت کرتے ہیں اور اپنی بیں قصر نبوت کا دروازہ کھلا رکھنا چاہتے ہیں۔ جس کی بنیاد انگریزوں کے ہاتھوں رکھی گئی تھی۔ اس فتنہ عظیم کا سدباب ہر مسلمان کا اولین فرض ہے اور وہ مسلمان جو قادیانی فریب میں مبتلا ہو کر عاقبت خراب کر بیٹھے ہیں۔ انہیں پھر راہ راست پر لانے کی سعی کی جائے اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پول کھول کر رکھ دینا چاہئے اور دکھانا چاہئے کہ وہ مرزا قادیانی جو انگریزوں کا پروردہ تھا اس کے حالات زندگی کیا تھے۔ جس نے تمام عمر انگریزوں کی مدح سرائی میں جہاد بالسیف کو حرام قرار دینے میں اور ان کی خوشامد میں گزار دی تھی۔

جھوٹے نبی

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ حضور ﷺ نے اس بات کی پیشین گوئی کی تھی کہ میرے بعد (تیس جھوٹے دغاباز نبی) ظاہر ہوں گے اور یہ سب کے سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین یعنی سب سے آخری اور پچھلا نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۱، باب ذکر الفتن ودلائلہا) وغیرہ چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق مکار و دغاباز جعلی نبوت کے دعویدار پیدا ہوتے رہے۔ اپنی شیطانی حرکتوں سے سچے دین کو تباہ کرنے والوں میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، مغیرہ بن سعید مقتول بالقسر، مختار بن ابی عبید ثقفی، محمد مصعب بن زبیر وغیرہم کو باوجود طاقت وقوت کے اسلام جیسے مقدس اور آسمانی مذہب کو مٹانے کی توفیق نہیں ہوئی۔ بھلا عیسائیوں کے پروردہ غلام ابن غلام مرزا غلام احمد قادیانی جیسے خود ساختہ نبی کے ہاتھوں سے دین اسلام مٹ سکے گا؟ ہرگز نہیں۔

سلیمان بن حسن کی سفاکیاں

مرزا قادیانی کے پیشروؤں میں سلیمان بن حسن باطنی بھی ایک شخص تھا۔ یہ شخص تلوار اور اپنی طاقت کے زور سے اپنی نبوت قائم کرنا چاہتا تھا۔ مگر مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا کر بحرین کی جانب فرار ہوا۔ اس نے مسلمان فاتحوں کے نام ایک قصیدہ لکھ کر روانہ کیا۔ جس کے دو شعر ذیل میں درج ہیں ۔

الست انا المذکور فی الکتب کلها
الست انا المنعوت فی سورة الزمر
سنملك اهل الارض شرقاً وغرباً

الاقین وان الروم والترک والخزر

ترجمہ: کیا میں وہی نہیں ہوں جس کی پیشین گوئی تمام کتب مقدسہ میں موجود ہے؟ کیا میں وہ عاشق نہیں جس کی تعریف سے سورۂ زمر شاد کام ہے؟ عنقریب میں تمام یورپ اور ایشیاء پر قابض ہو جاؤں گا۔ قیروان ہو یا ترک و خزر ہو۔

مذکورہ بالا شخص بحرین کا رہنے والا تھا۔ یہ فرقہ باطنیہ کا نہایت ہی خونخوار اور جنگجو رہنما تھا۔ اس نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کو لوٹا۔ ۳۱۲ھ میں اس نے کوفہ کو تاراج کر ڈالا اور ۳۱۷ھ میں عین حج کے موقعہ پر خانہ کعبہ پر حملہ کر کے تمام طواف کرنے والوں کو تہ تیغ کر ڈالا اور ان کی لاشوں سے چاہ زمزم کو پاٹ دیا اور کم تعبدھم فی الارض من دون اللہ کہہ کر حجر اسود کو اکھیڑ لیا اور اسے اپنے ہمراہ بحرین لے گیا۔ یہی نہیں بلکہ مکہ سے سات سو کنواری لڑکیاں بھی گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لیتا گیا۔ پھر ۳۱۸ھ میں بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ مگر جب یہ مقام ہیت پر پہنچا تو کسی عورت نے چھت پر سے ایک بڑا پتھر لڑھکا دیا اور یہ شقی اس کے ضرب سے وہیں ڈھیر ہو گیا اور یوں قرامطہ کی طاقت کے پرخچے اڑ گئے اور ابراہیم بن محمد تہشا پوری کے ذریعے حجر اسود مکہ معظمہ پہنچا دیا گیا۔ اس کی عسکری طاقت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا تھا اور اس کے مظالم کے تصور سے انسان لرز اٹھتا تھا۔ اگر حسن اپنی فرعونی طاقت و قوت کے زعم میں مذکورہ بالا تعلیاں ہانکتے تو چنداں تعجب نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کی تعلیاں کتنی مضحکہ انگیز بات ہے۔

ایک اور جھوٹا نبی مقنع

اب ایک اور راندۂ درگاہ خداوندی کی داستان ملاحظہ کیجئے۔ یہ مرد کہا کرتا تھا کہ میں خدا ہوں کبھی آدم علیہ السلام کی صورت میں تھا۔ پھر نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ کی صورتوں میں جلوہ گر ہوا (جس طرح مرزا قادیانی کہا کرتے تھے) پھر علی مرتضیٰؓ اور اولاد علیؓ کے روپ بدلتا ہوا ابو مسلم خراسانی میں ظاہر ہوا اور پھر اس کے بعد مقنع کی صورت میں نمودار ہوا۔ اس شخص کا نام ہشام بن حکیم ہے۔ اس کے چہرے پر ہمیشہ برقعہ رہا کرتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ تم لوگ میرے جمال جہاں تاب کو دیکھنے سے جل جاؤ گے۔ اس لئے اس کو مقنع کہتے تھے۔ اس شخص کا کوہ سیام پر ایک زبردست قلعہ تھا۔ جس کی دیوار سو فٹ چوڑی تھی۔ قلعہ کے گرداگرد [illegible] خندق تھی۔ خلیفہ مہدی نے معاذ بن مسلم کو ستر ہزار فوج دے کر اس کی گوشمالی کے لئے بھیجا اور ان کے پیچھے سعید بن عمرو الجرشی کو بطور کمک روانہ کیا اور یہ جنگ کئی سال ہوتی رہی۔ خندق کو عبور کرنے

کے لئے سعید بن عمرو الحرشی نے لوہے کی دو سیڑھیاں تیار کرائیں اور ملتان سے بھینس کی دس ہزار کھالیں منگوائیں جن کو ریت سے پر کر کے خندق کو پاٹا گیا۔ سخت خونریز جنگ کے بعد مقنع کی تیس ہزار فوج نے ہتھیار ڈال دیا اور باقی ماندہ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ مقنع نے قلعہ کے اندر تانبا پگھلا رکھا تھا۔ جب اپنی شکست دیکھی تو تنور میں کود پڑا اور پگھل گیا۔ جب اس کا کچھ پتہ نہ چلا تو اس کے معتقدین نے کہنا شروع کیا کہ آخر خدا تو تعالیٰ اپنے عرش پر چلا گیا۔ اتنی زبردست طاقت اور جمعیت کے ہوتے ہوئے مقنع نے مذکورہ بالا حرکتیں کیں۔ اسے تو طاقت واقتدار کا نشہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے پاس بجز خشک مراق اور امراض کے رکھا ہی کیا تھا۔

احادیث سے انکار

یہ بات ہمیشہ یاد رکھئے کہ مرزا قادیانی سے پہلے ہر دور میں مدعیان نبوت، معتزلہ، خوارج، وغیرہ اہل اہوا نے احادیث صحیحہ کے انکار ہی میں اپنی سلامتی اور عافیت دیکھی۔ انہوں نے احادیث صحیحہ کے ان تمام ذخیروں کو جو (اسوۂ ختم الرسل ﷺ کی زندہ تشریح ہے) خطرے میں ڈالنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ کیونکہ ان کے اس طرح کرنے سے اجماع جس کی بنا حدیث نبوی پر ہے خود بخود بے حقیقت ہو کر رہ جائے گی۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ نظام معتزلی نے اجماع صحابہ کو غلط قرار دیتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ امت محمدیہ گمراہی پر جمع ہو سکتی ہے۔ (الفرق ص۱۴۳) حالانکہ حضور کا ارشاد ہے کہ ''لا تجتمع امتی علی الضلالة (مشکوٰة ص۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة)'' (میری امت ہرگز گمراہی پر اجماع نہیں کر سکتی۔ یعنی ساری امت گمراہ نہیں ہو سکتی۔) اب ہمیں اچھی طرح اس نکتہ کو سمجھ لینا چاہئے کہ احادیث صحیحہ کے انکار کے پردے میں وہ کون سا راز پوشیدہ ہے جس کی بنا پر اہل باطل کا حملہ سب سے پہلے حدیث ہی پر ہوتا ہے۔ مگر اہل حق کی نگاہوں سے کوئی راز چھپا نہیں رہتا۔ علمائے حق نے اعلان کر دیا اور وضاحت کے ساتھ بتا دیا کہ انکار حدیث سے ابطال اجماع وقیاس لازم آئے گا۔ اس انکار کے بعد اب صرف ایک چیز کتاب الٰہی رہ جائے گی۔ جس کو ہر زندیق ملحد اپنی ہوائے نفس اور بددیانتی کی غرض سے توڑ مروڑ کر پیش کرتا رہے گا۔ اس خطرۂ عظیم کو محسوس کرتے ہوئے حافظ ابن القیم نے الصواعق المرسلہ جیسی معرکۃ الآرا تصنیف لکھی۔ تاکہ شریعت محمدیؐ کے اصول اربعہ (کتاب، سنت، اجماع، قیاس) کو اہل ہوا کے حملوں اور فریب سے بچایا جا سکے۔ علمائے اسلام کے نزدیک نظام معتزلی کافر اور ملحد ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس راز دروں پردہ کو پا لیا۔ اس لئے مرزا قادیانی اور اس کی

جماعت کہیں احادیث صحیحہ کا انکار کرتی ہے۔ کہیں فقہ اسلامی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ فرقہ باطنیہ کی طرح مرزائی دعوت کے بھی مدارج مقرر کئے ہوئے ہیں۔

(دیکھو کتاب الفرق بغدادی ص ۲۸۲)

قادیانیت کا پہلا زینہ

مرزائیوں کا سب سے پہلا ایسا گمراہ کن زینہ یہ ہے کہ ورس قرآن اور تفسیر قرآن میں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے مسلمان احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اپنے اسلاف اور ان کے علمی کارناموں سے قطعاً بدظن ہو جائیں اور ان سے منہ موڑ کر مرزائی لٹریچر کی طرف متوجہ ہوں۔ جس کی نشر و اشاعت میں مرزائی زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں اور تبلیغ اسلام کے آڑ میں مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں۔

(دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی و ترجمہ بخاری شریف مولفہ مرزا محمد علی قادیانی)

قادیانیت کا دوسرا زینہ

مرزائیوں کا دوسرا زینہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو راست باز، برگزیدہ، تمام صفات کاملہ کا مالک اور مکمل انسان تسلیم کیا جائے۔ (مقدمہ تفسیر القرآن مولفہ خواجہ کمال الدین لاہوری)

ظاہر ہے کہ جب ایک شخص مرزا قادیانی کو صداقت کا پتلا تسلیم کرے گا تو پھر اسے نبی اور رسول ماننے میں کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ وہ شخص اس کے اعلیٰ کردار اور شخصیت پر ایمان لا چکا ہے۔ جسے وہ خطا اور قصور سے مبرا معصوم انسان مان لیا ہے۔ یہی وہ دھوکے کی ٹٹی اور باب مرزائیت ہے۔ جسے لاہوری مرزائی جماعت کے افراد کھلا رکھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہے ہیں۔ اس کے بعد قادیانیت کا ایک اور زینہ شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ زینہ ہے جس پر قدم رکھتے ہی مسلمان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

قادیانیوں کی ذہنیت

عجیب حیرت اور استعجاب کا کام ہے کہ مرزائی اور قادیانی حضرات مرزا قادیانی کی بدزبانی جھوٹے دعوے نبوت، دعوے مسیح موعود وغیرہ کے باوجود بھی ان کو نبی مانتے چلے آرہے ہیں اور مرزا قادیانی کی عبرتناک موت سے بھی کوئی سبق حاصل نہیں کرتے۔ بلکہ دن رات دوسرے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اور انہیں تبلیغ کی آڑ میں پھانسنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ حدیث صحیحہ کا انکار کرتے ہوئے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن کے بعد اب کسی

حدیث کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ اس کے راوی مردے ہیں تو مرزائی اور قادیانی حضرات
کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب مردوں کی روایت غلط اور ناقابل اعتبار ہے تو پھر مرزا قادیانی جو
دعوے نبوت کے بعد مولانا ثناء اللہ صاحب سے مباہلہ کرتے ہوئے مولانا موصوف کی زندگی ہی
میں کذاب اور مفتری کی فہرست میں اپنا نام درج کرا کر ہیضے کے مرض میں ہلاک ہو کر دنیا سے چل
بسے اور ان کی نبوت کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ چکا تو پھر ایسے جھوٹے اور مفتری نبی کی نبوت پر
قادیانی حضرات اب تک کیسے ایمان رکھے ہوئے ہیں جو ائمہ احادیث و صحابہ کرامؓ و محدثین عظامؒ
کے غلاموں کے غلام کی بھی گرد پا تک پہنچنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

صحابہؓ کی توہین

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مرزا قادیانی کو خاص طور پر اس
لئے بغض و عناد ہے کہ ان بزرگوں کی روایت سے مرزا قادیانی کے خود ساختہ نبوت کا آئینہ ٹکرا کر
پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی حضرت ابوہریرہؓ کو کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ غبی
تھے اور روایت اچھا نہیں رکھتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے متعلق بھی گندہ
ذہنی اور جبرو مرزائی مرزا قادیانی کی ملاحظہ کیجئے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "حق بات تو یہ ہے کہ
ابن مسعودؓ ایک معمولی انسان تھا" (ازالہ اوہام ص۵۹۹، خزائن ج ۳ ص ۴۲۲) یہ ہے مرزا قادیانی کا
کہنا۔ اس شخصیت کے متعلق جسے حضرت فاروق اعظمؓ نے کوفہ یونیورسٹی کا افسر اعلیٰ بنا کر بھیجا تھا
اور یہ لکھا تھا۔ "ابعث الیکم بعبد اللہ بن مسعود معلماً (ازالۃ الخفا)" عبداللہ ابن مسعودؓ
ہی کی شخصیت تھی۔ جس نے علقمہ، ابراہیم نخعی، حماد بن سلیمان، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد،
امام سفیان جیسے اکابر عالم اور محدث پیدا کئے اور یہاں ایک مرزا قادیانی کی نکمی شخصیت کے جوہر
دنیاوی و دینی امتحان میں ناکام اور نامراد نکلے۔ اگر مرزا قادیانی کامیاب ہوئے تو صرف اپنی
خود ساختہ نبوت کے امتحان میں۔ کیونکہ یہاں تو ان کے لئے کوئی نصاب ہی مقرر نہیں تھا اور اگر
نصاب ہوتا بھی تو کیونکر۔ جب کہ لانبی بعدی ارشاد فرما کر حضور ﷺ نے کاذب اور مفتری
مدعیان نبوت کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔

مرزا قادیانی کا استاد

یہ چیز اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ مرزا قادیانی کے اندر دراصل نظام معتزلہ
[illegible] کبیر کی روح حلول کر گیا تھا۔ نظام معتزلی کافر، ملحد اور زندیق تھا۔ اس نے صحابہ کرامؓ کی شان

میں زبردست گستاخیاں کی ہیں۔ علامہ بغدادی لکھتے ہیں کہ نظام معتزلی کا شاگرد عمرو بن عثمان جاحظ نے اپنی کتاب المعارف و کتاب الفتیا میں لکھا ہے کہ نظام محدثین پر اس لئے طعن کیا کرتا تھا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کو کیوں روایت کیا ہے۔ کیونکہ نظام ابوہریرہؓ کو دنیا بھر کا جھوٹا گردانتا تھا۔ یہی نظام فاروق اعظمؓ اور سیدنا علیؓ پر بھی ناپاک حملے کرتا تھا۔ ابن مسعودؓ کو رویت مسئلہ تقدیر، معجزہ شق القمر اور جنات کے دیکھنے میں کاذب ٹھہراتا تھا۔ نظام اہل بیت رضوان اللہ علیہم پر بھی وشنام طرازی سے کام لیتا تھا اور ان کی توہین کرتا تھا۔ جن کی تعریف میں خداوند قدوس کا مقدس ارشاد رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ نازل ہوا۔

(الفرق ص ۱۳۳)

نظام ابوہریرہؓ کو کاذب اس لئے کہتا تھا کہ آپ کی روایت سے معتزلہ پر بھاری چوٹ پڑتی تھی۔ نظام اجماع صحابہؓ کے حجت ہونے کا بھی منکر تھا اور کہتا تھا کہ صحابہ کرام اور تمام امت گمراہی پر مجتمع ہو سکتی ہے۔ (الفرق ص ۱۳۵-۱۳۰)

نظام ہر وقت شراب کے نشہ میں چور رہتا تھا اور اس کا بڑا دلدادہ تھا۔ نظام باوجود مذکورہ بالا گمراہیوں کے دنیا بھر کا فاسق و فاجر تھا۔ گناہ کبائر بڑی بے باکی سے کیا کرتا تھا۔ اسی نظام معتزلی کی تقلید کرتے ہوئے مرزا قادیانی بھی انکار حدیث کرتے تھے۔ صحابہؓ کو گالیاں دیتے تھے اور تمام اہل سنت والجماعت کے مسلمہ عقائد معراج، معجزہ شق القمر وغیرہم کا انکار کرتے تھے۔ قرآنی آیتوں کو اپنے مطلب کے مطابق توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی وجہ سے تمام مسلمانوں کا متفقہ فتویٰ ہے کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت اور انکار حدیث نیز توہین انبیاء کرام علیہم السلام وغیرہ وغیرہ کے تحت کافر ہیں۔

مرزا قادیانی کا انجام

نصف صدی سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا کہ علماء دین محدثین واکابر ملت اپنی تحریر اور تقریر سے قادیانی مذہب اور اس کے لٹریچر ان کے مناظرے کا منہ توڑ جواب دیتے چلے آئے۔ الحمد للہ! ہر محاذ پر قادیانیوں کو زک اٹھانی پڑی اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ اہل علم اور پڑھے لکھے نوجوانوں کا طبقہ قادیانی کذب و افتراء کا تار و پود بکھیرتے رہیں گے۔ قادیانیوں کو انکار حدیث اور انکار ختم نبوت کی جو سزا قدرت کی جانب سے ملتی ہے وہ قبول کرتی رہے گی۔ جب کہ خداوند قدوس نے ان کے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کو خود ان کی منہ مانگی دعاء کی بناء پر اسہال اور قے کے عذاب میں مبتلا کر کے دنیا کو بتا دیا کہ کذاب کی یہ سزا ہے۔ (دیکھو تاریخ مرزا)

انکارِ حدیث کا واقعہ

اب مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کروں گا کہ انکارِ حدیث کی دنیاوی سزا کیا ہے۔ اس کے متعلق عالمِ اسلام کی عظیم ترین شخصیت خلیفہ ہارون الرشید عباسی اور ان کے دورِ سعادت اثر کا وہ واقعہ ہے جسے خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ کی تاریخ سے اخذ کیا گیا ہے۔ خطیب بغدادی نے قاضی القضاۃ عمر بن حبیب عدوی حنفی کبیر کے حالات میں خود قاضی موصوف کی زبانی واقعات ذیل نقل کیا ہے۔ قاضی موصوف فرماتے ہیں کہ دربار ہارون الرشید میں میرے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا۔ ایک فریق نے ابو ہریرہؓ کی روایت بطور سند پیش کی۔ دوسرے فریق نے کہا ابو ہریرہؓ کی روایت پر اعتبار نہیں اور وہ جھوٹا ہے۔ خلیفہ نے بظاہر اس کی تائید کی۔ اس پر میں نے چمک کر کہا ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں راست باز ہیں اور نقلِ حدیث صحیح طور پر کرتے ہیں۔ میری اس حق گوئی سے خلیفہ ہارون الرشید بہت برہم ہوئے اور میں اسی وقت دربار سے اٹھ کر چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد خلیفہ کا قاصد پہنچا اور کہنے لگا کہ آپ کو امیر المؤمنین بلاتے ہیں۔ قتل ہونے کے لئے سر سے کفن باندھ کر نکلا یہ کہہ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ میں تیرے محبوب اور پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابیؓ کے اجلال و تعظیم کی خاطر حق گوئی اور راست بازی سے کام لیا تھا۔ اب تو ہی حافظ اور نگہبان ہے۔ جب میں دربار میں پہنچا تو دیکھا کہ خلیفہ آستین چڑھائے خنجر ہاتھ میں لئے کرسی پر بیٹھا ہے اور سامنے ادھوڑی بچھی ہے۔ (وہاں پر لٹا کر ذبح کرنے کا دستور تھا) خلیفہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا تو نے میرے قیصر شکن شاہی دربار کی وہ ہتک کی جس کی نظیر میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ بتا کیا کہنا چاہتا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ کے اس نظریہ کو تسلیم کرنے سے خود سرکارِ دو عالم ﷺ کی تعلیم پاک کی تنقیص لازم آتی ہے۔ کیونکہ جب حضور ﷺ کے صحابہ کذاب ہوئے تو پھر تمام شریعت ہی باطل ہو گئی۔ مثلاً نماز، روزہ، طلاق، نکاح، حج، زکوٰۃ اور حدودِ شرعیہ سب باطل ہو جائیں گے۔ اس پر خلیفہ کچھ سوچنے لگے۔ پھر فرمایا عمر بن حبیب خدا تجھے سلامت رکھے تو نے مجھے بچا لیا اور مجھے دس ہزار روپیہ انعام دے کر باعزت واپس کیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ گمراہ اہلِ بدعت جیسے معتزلہ، خوارج، روافض اور خلاصدہ وغیرہ اہلِ ضلال ایک دوسرے کی ہمیشہ تکفیر کرتے رہے اور احادیث صحیحہ کا بھی انکار کرتے چلے آئے۔ یہ واضح رہے کہ اگر حدیث صحیحہ کا انکار کیا جائے (جس کو متشددین ملاحدہ) عقائد کے ہر ضروری حصے کو پہلے ہی رد کر چکے ہیں تو پھر ایسی حالت میں رد ہی کیا جاتا ہے۔ اس کے آگے یہ معنی ہوئے کہ کوئی

شارع یعنی شارح قرآن مجید مبعوث ہوا تھی نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نبوت کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ فقط اتنا کافی ہے کہ کوئی دستاویز عرش معلّی سے وکالت کی جائے اور مکلفین خود پڑھ کر حسب مرضی ومنشاء اس پر عمل کرتے جائیں۔

مسیح کی جھوٹی قبر

اب آگے حضرت مسیح ابن مریم علیہا السلام کے متعلق مرزا قادیانی کا محیر العقول کارنامہ ملاحظہ کیجئے۔ مذکورۂ بالا عقیدہ وفات مسیح کے اختراع کے بعد مرزا قادیانی کو یہ خیال آیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر بھی کہیں معین کر دینی چاہئے۔ تاکہ وفات مسیح متحقق ہو اور پھر ہو بھی اتنی قریب کہ عقل کے اندھے اور کاٹھ کے پورے مریدوں سے کہا جا سکے کہ یہ ہے اس مسیح کی قبر جس کا مدت سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ معاملہ از حد پیچیدہ تھا اور تشبیہ الہامات کے دائرے سے نکل کر واقعات وحقائق محسوسات وشواہد سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کو اس کی سرانجام دہی کے لئے بہت کچھ توڑ جوڑ کرنا پڑا۔ جس کی دلچسپ داستان درج ذیل ہے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب کی طرف آئے۔ اس ارادہ سے کہ پنجاب اور ہندوستان دیکھتے ہوئے پھر کشمیر کی طرف قدم اٹھاویں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ افغانستان اور کشمیر کی حد فاصل چترال کا علاقہ اور کچھ حصہ پنجاب ہے۔ مگر افغانستان سے کشمیر میں پنجاب کے رستے آویں تو قریباً اسی کوس یعنی ایک سو تیس میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چترال کی راہ سے سو کوس کا فاصلہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح نے بڑی عقلمندی سے افغانستان کا راہ اختیار کیا تاکہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں جو افغان تھے فیض یاب ہو جائیں اور کشمیر کی مشرقی حد ملک تبت سے متصل ہے۔ اس لئے کشمیر آکر بہ آسانی تبت میں جا سکتے تھے اور پنجاب میں داخل ہوکر ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ قبل اس کے کہ وہ کشمیر اور تبت جاتے ہندوستان کے مختلف مقامات کی سیر کریں۔ جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتاتی ہیں۔ یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سفر کیا ہوگا۔ پھر جموں سے یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ چونکہ وہ ایک سرد ملک کے آدمی تھے۔ اس لئے یقینی امر ہے کہ ان ملکوں میں غالباً وہ صرف جاڑے تک ٹھہرے ہوں گے۔ اور مارچ یا اپریل کی ابتداء میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہوگا اور چونکہ وہ ملک بلاد شام سے بالکل مشابہ ہے۔ اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت اختیار کرلی ہوگی اور ساتھ ہی یہ

بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں رہے ہوں گے اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔"

(مسیح ہندوستان میں ص ۱۱۰، مندرجہ خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۷)

دیکھا آپ نے مرزا قادیانی کی برہان قاطع اور حجت ساطع۔ مرزا قادیانی کشمیر میں مسیح کی قبر تیار کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی نے مسیح کی آمد کا تذکرہ تو کر دیا اور قبر بھی کشمیر میں نہایت ہی شاندار تیار کر دی اور اپنی جغرافیہ دانی کا بھی اعلیٰ ثبوت پیش کر دیا۔ مگر مرزا قادیانی اس تاریخ کا حوالہ دینے سے قاصر رہے ہیں کہ آخر کس مورخ نے کس صدی میں کہاں اور کس جگہ اور کس تاریخ میں اتنی بے پر کی اڑائی ہے اور اس نایاب اور نادر روزگار تاریخ کے وہ کون سے زریں صفحات ہیں جن کا حوالہ پیش کرنے میں مرزا قادیانی اور ان کے مرید آج تک سرگرداں نظر آ رہے ہیں۔

جھوٹ کی انتہاء

اب ذرا مرزا قادیانی کے مذکورہ الفاظ کی حقیقت کی کشش ملاحظہ ہو۔ کہیں لکھتے ہیں: "سفر کیا ہوگا، گئے ہوں گے۔" پھر کہیں کہا جاتا ہے: "یقینی امر ہے ٹھہرے ہوں گے۔" کہیں کہہ رہے ہیں: "دورہ کیا ہوگا۔" کہیں بے پر کی اڑا رہے ہیں کہ: "یقینی ہے حکومت اختیار کی ہوگی۔" اور کہیں حافظہ پر زور ڈالتے ہوئے کہتے ہیں: "رہے ہوں گے۔" ذرا ان لفظوں پر غور فرمایئے کہ ایک مدعی نبوت جسے تمام باتیں وحی، الہام کے ذریعہ معلوم ہوتی رہتی ہیں وہ واقعات اور حقائق کے میدان میں قدم قدم پر اپنی کذب و دجل اور عیاری و مکاری کے چٹان سے ٹکرا ٹکرا کر خود اپنا سر پھوڑ رہا ہے۔ مرزا قادیانی کو تو چاہئے تھا کہ اتنی زحمت نہ اٹھانے کے بجائے اپنا وہی پرانا اور بوسیدہ حربہ استعمال کرتے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی قبر کشمیر میں فلاں محلے میں موجود ہے۔ اس طرح مرزا قادیانی اپنی تراشیدہ و خراشیدہ وحی کے ذریعے اپنے مریدوں اور معتقدوں کو بڑی آسانی سے رام کر سکتے تھے اور پیشین گوئی کا وہ حربہ جسے مرزا قادیانی (انجام آتھم، منکوحہ آسمانی، مولانا ثناء اللہ صاحب کی موت کی پیشین گوئی) میں ہمیشہ استعمال کرتے چلے آئے اور ان حربوں کے استعمال سے مرزا قادیانی واقف بھی ہو گئے تھے اور ان کے لئے کارآمد بھی ثابت ہو چکا تھا۔ کاش مرزا قادیانی کو ان باتوں کا خیال آتا تو ایسی فاش غلطی کے ارتکاب سے تو بچ کر رہتے۔

مزید برآں مرزا قادیانی کا یہ ارشاد بھی آنے والے نبیوں کے لئے سرمہ چشم بصیرت

رہے گا" اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی کی ہو" ..... یاد رہے کہ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل
کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد ہوں" کیونکہ مرزا قادیانی نے نبی
اس کذب وافتراء کا آغاز کر کے اپنی نبوت اور الہام کا پردہ چاک کر ڈالا۔ بقول مرزا قادیانی کے
یہ بھی یقینی امر ہے کہ یوسف علیہ السلام بھی مصر سے افغانستان تشریف لائے ہوں۔ جو شاید اس
وقت حکومت مصر کا جاگیردار ہوگا اور کچھ بعید نہیں کہ آپ نے یہاں شادی کی ہو اور یہ یوسف زئی
قبیلہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہو۔ اس کے علاوہ افغانستان میں اور بھی بہت سے قبیلے آباد
ہیں۔ مثلاً سلیمان خیل، عمرزئی، عثمان خیل، علی خیل وغیرہ وغیرہ۔ ممکن ہے اس قبیلے کے لوگ بھی
سلیمان علیہ السلام، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کی اولادوں میں سے ہوں۔ ایسے بے سروپا لغویات اور ہرزہ
سرائی میں تو مرزا قادیانی نے کمال کر دیا۔ افسوس کہ مرزا قادیانی احادیث صحیحہ کو تخیلات بلکہ
موضوعات قرار دے کر اور خود دعویٰ نبوت میں اس قسم کی مضحکہ خیز اور بے سروپا باتیں کہہ کر
اپنے پیشروؤں کی جانشینی کا خوب خوب حق ادا کیا ہے

حیرت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اصل واقعہ

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا افترا پردازی پر بحث کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے
کہ اصل واقعہ بیان کر دیا جائے۔ حضرت ائمہ تفسیر نے آیت "وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ
وآوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین" کی تفسیر میں (امام طبری ج ۱۸ ص ۲۶، ابن اثیر ص ۵۳،
ابو الفداء ص ۵۳، ابن خلدون ص ۱۳۷، ابن سعد ص ۲۶) نے تصریح کی ہے کہ شاہ ہیرودیس کے مظالم
سے تنگ آکر حضرت مریم علیہا السلام صدیقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کے
ہمراہ ملک شام کو چھوڑ کر مصر آگئیں۔ پھر بارہ سال کے بعد مصر سے واپس آکر شہر ناصرہ (شام)
میں اقامت اختیار کی۔ یاقوت حموی نے (معجم البلدان ج ۸ ص ۲۳۳) پر لکھا ہے کہ بادشاہ مذکور کا
نام ہارودس تھا۔ یہ بادشاہ مذہباً مجوسی اور مجوسی حکومت کا تاجدار تھا۔ شاہ مذکور کے مرنے کے بعد
مریم علیہا السلام مع عیسیٰ علیہ السلام شام واپس آکر ناصرہ میں مقیم ہوگئیں اور وہاں اٹھارہ سال تک
رہیں۔ پھر تیس سال کی عمر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کی قوم کی ہدایت وارشاد کے لئے مامور
کیا گیا۔ بعدہ تینتیس سال کی عمر میں واقعہ صلیب اور رفع پیش آیا۔ دیکھو (تفسیر ابن کثیر ج ۳
ص ۵۳، ج ۹ ص ۲۸۰) اسی لئے مسیح علیہ السلام کو ناصری بھی کہتے ہیں۔ یعنی مسیح ناصری۔ یہ نہیں
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

مرزا کی ناکامی

مصر کے سفر ہجرت کے علاوہ حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی سفر بلاد ہند کی طرف تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ مگر یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ اتفاقات روزگار سے کہیں کتاب (اکمال الدین مصنفہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی مطبوعہ ایران ۱۳۰۱ئی) مرزا قادیانی کے ہاتھ لگی ہوگی۔ بس کیا تھا مرزا قادیانی نے وہ وہ کرشمے دکھائے کہ توبہ ہی بھلی۔ کتاب مذکور کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ہزار برس سے زیادہ کی تصنیف ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۹ خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰، ریویو ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۴۳) مگر حکیم خدا بخش مرزائی (عسل مصفی ج ۱ ص ۵۵۵) میں ایک لمبی جست لگاتے ہوئے کہا کہ کتاب اکمال الدین گیارہ سو سال کی تصنیف ہے۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اس مضمون کا مواد مولانا نور الحق صاحب (لاہور) کے مقالے سے لیا گیا ہے۔

(نوٹ: مولانا نور الحق صاحب کا رسالہ التعرف بیوز آسف بھی احتساب کی جلد ۳۱ میں چھپ چکا ہے۔ مرتب)

سچا نبی

جزیرۃ العرب کے مشہور شہر مکہ معظمہ میں مسیح علیہ السلام کی ولادت کے ۵۷۰ سال بعد حضرت آمنہ بنت وہب قرشیہ کے بطن سے سرکار دوعالم محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔

یتیم

آپ کی پیدائش سے چند ماہ پیشتر آپ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدا ✱ ملک شام سے واپسی میں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے اور آپ یتیم ہو گئے۔ آپ کے پیدا ہونے کے سات دن بعد آپ کے دادا عبدا ✱ نے نہایت دھوم دھام کے ساتھ آپ کا عقیقہ کرایا۔ لوگوں کے پوچھنے پر آپ کے دادا نے کہا: میں اپنے پوتے کا نام "محمد" رکھتا ہوں۔ تاکہ سارے جہاں کی تعریف کا وہ مستحق ہو جائے۔ چند روز تک آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ اور ابولہب کی آزاد کردہ باندی ثوبیہ کا دودھ پینے کے بعد عربی دستور کے مطابق آپ کو قبیلہ بنی سعد کی شریف عورت حلیمہ کے سپرد کر دیا۔ جو آپ کو دودھ پلانے کے علاوہ آپ کی جسمانی تربیت بھی کرتی تھی اور آپ کی برکتوں سے حضرت حلیمہ کا سارا گھر ظاہری و باطنی دولتوں سے مالا مال ہو رہا تھا۔

درِ یتیم

چار سال کی عمر میں شق صدر کے واقعہ کے بعد آپ اپنی والدہ کے پاس آگئے اور چھ سال کی عمر میں والدہ کے رشتہ داروں سے ملاقات کرنے کے لئے والدہ کے ہمراہ مدینہ پہنچے۔ ایک ماہ کے قریب رہ کر مکہ کی واپسی میں "ابواء" نامی جگہ پر والدہ محترمہ یعنی بی بی آمنہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے یتیم سے دُرِ یتیم ہو گئے۔

ابتدائی حالات

آٹھ سال کی عمر تک آپ اپنے دادا حضرت عبدا ﷺ کی پرورش میں رہے۔ دادا کے انتقال کے بعد آپ اپنے چچا حضرت ابو طالب کے آغوش تربیت میں پرورش پانے لگے۔ اور بارہ سال کی عمر میں چچا کے ہمراہ تجارتی قافلہ کے ساتھ ملک شام کی سرحد "بصرہ" میں پہنچے۔ بحیرا راہب کے منع کرنے پر آپ اپنے چچا کے ہمراہ مکہ واپس آ گئے۔ اور تجارتی کاموں اور خلق اللہ کی فیض رسانی میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ کی عمر ۲۰ سال کی ہوئی تو آپ حرب الفجار کی مشہور و معروف جنگ میں قریش کی طرف سے نہایت بہادری سے شرکت کی۔ اس کے بعد آپ حلف الفضول میں اپنے ماموں کے ساتھ شریک ہوئے۔ جب آپ کی عمر ۲۵ سال کی ہوئی تو مکہ کے مشہور و معروف خاندانی تاجر چالیس سالہ بیوہ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ہمراہ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے۔ واپسی پر آپ کی ایمانداری اور دیانتداری کو دیکھ کر حضرت خدیجہؓ نے نکاح کی درخواست کی۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد کے زیر اہتمام آپ کی شادی ہوئی جن سے دو فرزند یعنی حضرت قاسمؓ اور عبد اللہؓ اور چار لڑکیاں یعنی حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ جب آپ کی عمر پینتیس سال ہوئی تو سیلاب کی وجہ سے کعبۃ اللہ کی دیواریں گر پڑیں۔ ہر قبیلے نے اپنی اپنی پاک کمائی سے کعبۃ اللہ کی تعمیر میں حصہ لیا۔ جب حجر اسود کے رکھنے کی باری آئی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص کی تمنا یہی تھی کہ وہی اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھے۔ اس پر جھگڑا بڑھ گیا۔ جنگ و جدال کی ٹھن گئی۔ آخر حضرت خالد بن ولید کے چچا ابو امیہ مخزومی نامی بوڑھے قریش کے مشورہ پر رک گئے۔ بوڑھے نے کہا کیا تم لوگ کل کعبہ میں سب سے پہلے داخل ہونے والے شخص کا فیصلہ مانو گے؟ قوم نے جواب دیا۔ ہاں! ہمیں منظور ہے۔ حضور ﷺ سب سے پہلے کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے۔ آپ کو دیکھ کر ساری قوم چلا اٹھی "محمد الصادق الامین" اے سچے امانت دار (سنی

اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کے فیصلے کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ قوم کے ہمراہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے۔ چادر بچھائی۔ دست مبارک سے حجر اسود اٹھا کر چادر میں رکھ کر فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک فرد چادر کا کونہ پکڑ کر اصلی مقام پر پہنچائے۔ اس کے بعد آپ نے دست مبارک سے حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے بڑا فتنہ دب گیا۔

نبوت

جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو خداوند قدوس نے خاتم النبیین کے عہدے سے آپ کو سرفراز فرمایا اور انسانیت کے آخری دستور مکمل قرآن کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے آپ پر نازل فرمایا۔

نبوت کے بعد

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی آخری تیس سالہ زندگی میں ایک ایسی پاک اور جامع کتاب نازل فرمائی جو تمام انسانی ضروریات کی حامل ہے۔ انسانی زندگی کے کسی شعبے کو نامکمل اور تشنہ تکمیل نہیں رکھا۔ اس میں توحید و رسالت کی مکمل تعلیم ہے۔ قرآن احکام و قوانین کی مکمل کتاب ہے۔ یہ شعائر اسلامی کی جامع تعلیم دینے والی کتاب ہے۔ تاریخ اقوام انسانی شعبۂ زندگی کے ضروری اور اہم مسائل۔ عبادات و معاملات کی اہم باتیں۔ اخلاقیات کی اعلیٰ تعلیم۔ دعائیں اور مناجاتوں کے لئے حسین جملے۔ حشر و نشر جزا و سزا کے متعلق مدلل بیان ہے۔ غرض ہر وہ بات جو تعلیمات الٰہیہ کی تکمیل کے لئے ضروری تھے۔ وہ سب کے سب قرآن پاک میں موجود ہیں۔ چونکہ یہ قرآن مجید اپنی جامعیت کے اعتبار سے آخری شریعت کی کتاب تھی اور حضور ﷺ بھی رسالت کے اعتبار سے آخری رسول تھے اور حضور ﷺ ہی کے ذریعہ انسانیت کی تکمیل کرائی تھی۔ اس لئے آپ میں تمام وہی خوبیاں پیدا کر دی گئی تھیں۔ جو ایک رسول و نبی کے لئے ضروری تھیں۔ مثلاً عمدہ اخلاقی خوبیاں، انصاف اور دیانت، نبوت انبیاء سابقین کی بشارت، معجزہ یعنی خرق عادات کا صدور، عمدہ تعلیمات مثلاً کتب سابقہ اور انبیائے کرام کا احترام، پیشگوئیوں کی صداقت، ختم نبوت، آپ کے بعد کسی جدید نبی کی عدم ضرورت، آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کا کذب، آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کا دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرفراز ہونا وغیرہ وغیرہ۔

سچے نبی کے اوصاف اور اخلاق حسنہ

قرآن پاک میں آپ ﷺ کے متعلق "انک لعلیٰ خلق عظیم (القلم: ۴)" اور حدیث میں "ان اللّٰہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق (مشکوٰۃ ص ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین)" فرمایا گیا ہے۔ یعنی ایک سچے پیغمبر میں جو جو خوبیاں ہونی چاہئیں وہ سب آپ کو دی گئی ہیں۔ تفصیل یہ ہے:

آپ کشادہ جبیں، نرم خو، مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج، تنگ دل نہ تھے۔ بات بات پر شور نہ کرتے تھے۔ کوئی برا کلمہ منہ سے کبھی نہیں نکالتے تھے۔ عیب جو اور نکتہ گیر نہ تھے۔ آپ ﷺ کے اخلاق نہایت عمدہ کریمانہ و شریفانہ تھے۔ معاشرت بھی اچھی تھی۔ گفتگو شیریں اور انتہائی نرم تھی۔ آپ ﷺ ملنسار اور بہت ہی سچے تھے۔ آپ ﷺ میں بہت عجز و انکساری بھی تھی۔ آپ اپنے متبعین کے ساتھ خواہ وہ معمولی درجہ ہی کیوں نہ رکھتا ہو انتہائی محبت سے ملتے تھے۔

تواضع خاکساری، انسانی راحت رسانی، سیر چشمی اور سخاوت آپ کا جزو بدن بنی تھی۔ حیا کا یہ عالم تھا کہ بقول حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیادار تھے۔ کوئی ایسی بات جو ناپسند ہوتی تو اس سے آپ ﷺ درگذر فرماتے۔ کوئی آپ ﷺ سے امید رکھتے تو آپ ﷺ اس کو مایوس نہ کرتے اور نہ منظوری ظاہر فرماتے تھے۔ بلکہ خاموش رہتے تھے۔ مزاج شناس آپ کا تیور دیکھ کر آپ کا مقصد سمجھ جاتے تھے۔ آپ تین باتوں سے خود بھی بچتے تھے اور دوسروں کو بھی بچنے کی تاکید فرماتے۔ (۱) کج بحثی۔ (۲) ضرورت سے زیادہ گفتگو۔ (۳) جو بات مطلب کی نہ ہو اس سے احتراز۔ آپ کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے۔ کسی کی اندرونی حالات کی ٹوہ نہیں لگاتے تھے۔ مفید باتیں کیا کرتے تھے۔ جب آپ کلام کرتے تو صحابہؓ اس طرح خاموش ہو کر سنتے گویا ان کے سروں پہ پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب آپ ﷺ چپ ہو جاتے تو صحابہؓ آپس میں بات چیت کرتے تھے۔ آپ نہایت فیاض، راست گو، نہایت نرم طبع تھے۔ اگر کوئی پہلی دفعہ دیکھتا مرعوب ہو جاتا۔ لیکن جیسے جیسے شناسائی ہو جاتی تو آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی کو ضرر نہیں پہنچایا۔ آپ لوگوں کو اپنے مقابلہ میں ترجیح دیتے تھے۔ آپ غریبوں کی دعوت قبول فرمالیا کرتے تھے۔ یتیموں اور مصیبت زدوں کو دیکھ کر ہمدردی فرماتے۔ اپنے کھانے میں کسی نہ کسی کو شریک کر لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ عادل اور منصف تھے۔ دوست تو دوست دشمنوں کے ساتھ آپ کا لطف و کرم عام تھا۔ سخت سے سخت دشمنوں کے ساتھ آپ ﷺ نے رحم و کرم کا معاملہ کیا۔

اسی طرح تمام اخلاق رذیلہ اور فحش باتوں سے خصوصاً جھوٹ، غیبت، ریا، حسد،

کینہ، کبر، بخل و لالچ، چوری و سرقہ، طعنہ زنی، گالی گلوچ، جھگڑا فساد، چغل خوری، حسد، گلہ شکایات کرنا۔ بے جا مدح و تعریف، فاسقوں اور فاجروں کی تعریف جیسے اخلاق خبیثہ سے اللہ تعالیٰ نے ﷺ کو کر ثابت کر دیا کہ نبی ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اس میں اعلیٰ درجے کے اخلاق کے ساتھ ساتھ وہ اخلاق رذیلہ سے پاک بھی ہو۔ آپ کا سچا منصف و پاسدار ہونا کافروں اور فاسقوں کی خوشامد نہ کرنا۔

چونکہ ہر نبی کے لئے ضروری ہے کہ نبوت کے پہلے اور نبوت کے بعد بھی اعلیٰ درجہ کا سچا، راست گو ہو۔ اس کی باتیں سچی اور اس کے افعال و کردار ٹھیک ہوں اور ان کو جھوٹ سے نفرت، جھوٹی باتوں، ریاکاری اور دکھاوے کے افعال سے نفرت ہو۔ اسی قاعدہ کی بنا پر حضور ﷺ بھی اعلیٰ درجے کے سچے اور سچی گفتار اور سچے کردار کے مالک تھے۔ مسلمان تو مسلمان خود کافروں نے آپ کی راست بازی کا کھلے دل سے اعلان و اقرار کیا۔

ابوجہل کی شہادت

مشرکین مکہ کے سردار ابوالحکم بن ہشام یعنی ابوجہل کہا کرتا تھا: اے محمد (ﷺ) میں تجھ کو جھوٹا نہیں کہتا۔ لیکن تمہاری لائی ہوئی اشیاء کی آیتوں کا انکار کرتا ہوں۔ اس کے متعلق قرآنی آیت نازل ہوئی۔ "قد نعلم انه ليحزنك الذي يقولون فانهم لا يكذبونك ولكنهم بآيات الله يجحدون (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۳۲، تفسیر سورہ انعام)"

ابوسفیان کی شہادت

قیصر روم نے بھرے دربار میں ابوسفیان سے پوچھا کہ تمہارے ہاں جو مدعی نبوت پیدا ہوا ہے اس کے اس دعوے سے پہلے بھی تم نے اس کو دروغ گو (جھوٹ بولنے والا) بھی پایا۔ ابوسفیان نے جواب دیا نہیں۔ اس کے بعد قیصر روم نے جو تقریر کی وہ یہ ہے: "میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس نے جھوٹ کہا تھا تو تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ خدا پر افتراء باندھتا تو آدمیوں پر افتراء باندھنے سے کب باز آتا۔"

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۴، باب کیف کان بدء الوحی، ص ۳۱)

یعنی جو شخص مخلوق سے جھوٹ نہ کہے ہمیشہ راست بازی سے پیش آئے۔ وہ بھلا کب خدا پر بہتان باندھے گا۔

نضر بن حارث کی شہادت

اے قریش! تم پر جو مصیبت آئی ہے اب تک تم اس کی تدبیر نہ نکال سکے۔ محمد (ﷺ) تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوا۔ وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ، صادق القول اور امین تھا۔ اب جو اس کے بالوں میں سپیدی آچلی اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے۔ کاہن ہے۔ شاعر ہے۔ مجنون ہے۔ خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں۔ محمد (ﷺ) میں یہ کوئی بات نہیں تم پر یہ کوئی مصیبت ہی نئی آئی ہے۔

(سیرت ابن ہشام و رحمۃ للعالمین فی سیرۃ سید المرسلین ص ۷۱)

جھوٹ سے متعلق ارشادات

۱..... "لعنة الله على الكاذبين (آل عمران: ۶۱)" {جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔}

۲... "الصدق ينجي والكذب يهلك" {سچ بولنا نجات دے گا۔ جھوٹ بولنا ہلاک کر دے گا۔}

۳ آپ سے پوچھا گیا۔ "ايكون المؤمن كذابا قال لا (مشكوٰة ص ۴۱۳، باب حفظ اللسان)" {کیا مؤمن جھوٹا ہو سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں جھوٹا شخص مؤمن نہیں ہو سکتا۔}

۴..... آپؐ نے فرمایا: "ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذي (مشكوٰة ص ۴۱۳، باب حفظ اللسان)" {یعنی مؤمن طعنہ باز لعنت کرنے والا، فحش بکنے والا اور بے حیا نہیں ہوتا۔}

۵... آپؐ نے فرمایا: بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کی جھوٹی بات کی بدبو اور نحوست کی وجہ سے فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۳، باب حفظ اللسان)

حق پر استقامت

۱... مشرکین مکہ کی درخواست پر آپؐ کے چچا ابوطالب نے آپؐ کو بلا کر دعوت حق اسلام سے منع کیا تو آپؐ نے صاف جواب دیا کہ اے چچا! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج دوسرے ہاتھ میں چاند دے کر تبلیغ اسلام سے منع کریں۔ میں ہرگز نہیں رکوں گا۔

۲..... آپ کا ارشاد ہے: "اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالى واهتزله العرش (رواه البيهقي، مشكوٰة ص ۴۱۳، باب حفظ اللسان)" یعنی کافر کو فر جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ غصہ ہو جاتا ہے اور اس کا عرش ہل جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

مذکورہ بالا باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی اور رسول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں اخلاق حسنہ کے ساتھ ساتھ ایسے اخلاق رذیلہ سے بچنا ضروری ہے۔ جس کی وجہ سے متبعین یعنی پیروی کرنے والے شرم و عار محسوس کریں۔

عالمگیر نبوت

جب تمام خوبیوں کے حامل اور تمام اخلاق رذیلہ سے پاک و صاف عمر کا دو تہائی حصہ یعنی چالیس سال ابنائے زمانہ کے ساتھ زندگی گذار چکے۔ عقل انسانی کے کامل و مکمل ہو جانے کے بعد اکتالیسویں سال کی ابتدائی عمر میں خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں:

۱..... "انک لمن المرسلین (یٰسین:۳)" {یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں۔}

۲..... "وما محمد الا رسول (آل عمران:۱۴۴)" {محمد (ﷺ) تو رسول ہی ہیں۔}

۳..... "انی لکم رسول امین (دخان:۱۸)" {جس طرح تمام انبیاء نے اعلان کیا تھا ہر نبی اعلان کرتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔}

۴..... "قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ (الکہف:۱۱۰)" {آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں (فرق یہ ہے کہ) میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔}

۵..... "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا (المزمل:۱۵)" {جس طرح فرعون کی طرف ایک عظیم الشان رسول کو بھیجا تھا۔ اسی طرح تمہاری طرف (بھی) شہادت دینے والا عظیم الشان رسول کو بھیجا۔}

مذکورہ بالا آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سے سب سے زیادہ اولوالعزم پیغمبر آنحضرت شریعت رکھنے والے نبی کی طرح آپ بھی عظیم الشان اولوالعزم رسول اور نبی ہیں۔

"قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (اعراف:۱۵۸)" {اے محمد ﷺ اعلان کر دیجئے کہ میں تم سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔}

ختم نبوت

۱...... خداوند قدوس کا ارشاد ہے: "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب: ۴۰)" {محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کا ختم کرنے والا سب سے پچھلا نبی ہے۔} اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کی ضرورت نہیں۔

نوٹ: خاتم "ت" کے زیر کے ساتھ ہو تو ختم کرنے والا اور اگر "ت" کے زبر کے ساتھ ہو تو بمعنی انگوٹھی یا مہر۔ پہلے معنی کے اعتبار سے آپ سب سے آخری نبی اور دوسری معنی کے اعتبار سے "مہر نبوت" چونکہ مہر ہر چیز کے آخر میں اس لئے لگائی جاتی ہے تاکہ بعد کوئی چیز اس میں شامل نہ ہو سکے۔ اس لئے معنی یہ ہوں گے کہ آپ کے ذریعے سے نبوت کے سلسلہ پر مہر لگا دینے کی وجہ سے نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ کے مہر نبوت ہونے کی وجہ سے آپ کی نبوت کی تصدیق کرنے پر نبی آسکے گا۔ اگر ایسا ہو تو لا نبی بعدی کے کیا معنی ہوں گے؟

۲...... رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی: "عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۷)" {حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ ٹوٹ چکا (ختم ہو چکا) اس لئے میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔}

نوٹ: اہل علم جانتے ہیں کہ: "لا رجل فی الدار" کی طرح "لا رسول ولا نبی بعدی" میں "لا نفی" جنس کے لئے ہے۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا جدید نبی و جدید رسول نہیں آ سکتا۔ خواہ وہ ظلی نبی ہو یا بروزی نبی ہو۔

۳...... رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷، کتاب الفتن)" {میں نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔}

۴...... حضور ﷺ نے خاتم النبوۃ کی مثال دیتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: "میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک حویلی (عمارت) تعمیر کرائی۔ مگر اس میں ایک "اینٹ" کی جگہ خالی رہ گئی۔ جب وہ اینٹ لگی تو وہ حویلی (عمارت) پوری ہو گئی تو پیغمبروں میں میں اس آخری اینٹ کے مانند ہوں۔" (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۱، باب خاتم النبیین)

یہاں عمارت سے مراد قصر نبوت ہے۔ ہر نبی و ہر رسول اس عمارت کی ایک ایک اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آخری اینٹ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں اور نبیوں کے سردار ہیں۔ دیگر انبیاء کرام آپ کے ماتحت ہیں۔ آپ کی آمد کے کمل نبوت کے مخصوص فرائض کو انجام دینے کے لئے جو انبیاء علیہم السلام آئے تھے اور مخصوص قوم اور مخصوص مقامات پر بھیجے گئے تھے۔ وہ سب اپنے اپنے فرائض ادا کر گئے اور سید المرسلین ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ کو تمام انبیاء کے برخلاف سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین جیسے تین عظیم الشان خلعتوں سے نوازا گیا۔ جو آج تک کسی نبی یا رسول کو نہیں دیا گیا۔ نہ کسی رسول کی رسائی ان تک ہوئی۔ تفصیل یہ ہے:

آپ کا سید المرسلین میں

خداوند قدوس کا فرمان: "یٰسین" {اے رسولوں کے سردار۔}

حضور ﷺ کا ارشاد: "انا سید ولد آدم" {میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔}

(چونکہ تمام انبیاء بنی آدم ہیں۔ اس لئے آپ رسولوں کے سردار ہوئے)

حدیث قدسی: "لولاک لما خلقت الافلاک" {اگر آپ نہ ہوتے تو تمام آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔}

آپ کا رحمۃ اللعالمین

۱...... ارشاد خداوندی: "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (انبیاء:۱۰۷)" {اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔}

عالمین جمع ہے عالم کا۔ یعنی روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ آج حضور ﷺ ہی کی تعلیم پاک کا اثر ہے کہ انسانی قدر، انسانی آزادی اور انسانیت کی تکمیل کے لئے جس قدر قوانین و دستور العمل کو دیکھ رہے ہیں۔ ان سب کا منبع اور اصل سرچشمہ اسی رحمت للعالمین کی تعلیمات ہوگی۔ جو آج پونے چودہ سو برس سے تمام عالم کو فیضیاب کر رہی ہے۔

۲...... "وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً (سبا:۲۸)"
{اے محمد ﷺ ہم نے آپ ہی کو تمام لوگوں کے لئے بشیر، خوشخبری سنانے والا، نذیر، ڈرانے والا نبی بنا کر بھیجا۔}

کافۃ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ساری دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے۔ اس لئے تمام دنیا کے انسانوں پر فرض ہے کہ آپ کو نبی اور رسول تسلیم کریں اور اگر آپ کو نبی اور رسول

تسلیم نہ کریں تو اس کی نجات ممکن نہ ہوگی۔ مذکورہ بالا باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی ہیں۔ قرآن نے آپ کی نبوت کے ثبوت کے لئے مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ چند اور دلائل بیان کئے ہیں۔ (۱) انبیائے سابقین کی بشارت۔ (۲) انبیائے سابقین کا احترام اور کتب سابقہ کی تصدیق۔ (۳) خوارق عادات یا معجزات۔ (۴) آپ کی پیشین گوئیوں کی سچائی۔ (۵) آپ کی عدم تعلیمیت۔

پہلی دلیل ......انبیاء سابقین کی بشارت

قرآن پاک میں آپ کے متعلق ارشاد ہے:

۱۔ "انہ لفی زبر الاولین (شعراء: ۱۹۶)" {وہ یعنی (نبی عربی) پہلی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔}

۲۔ "یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل (اعراف: ۱۵۷)" {وہ اہل کتاب اپنے یہاں توراۃ و انجیل میں آپ کو (نبی) لکھا ہوا پاتے ہیں۔}

۳۔ "یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم (البقرہ: ۱۴۶)" {وہ (اہل کتاب) ان (نبی عربی) کو یوں پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنی اولاد کو یعنی آپ کے متعلق انبیائے سابقین کی بشارتیں توراۃ و انجیل میں موجود ہیں۔}

بشارات توراۃ

۱۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ جیسا ایک نبی پیدا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ (توراۃ ۱۸:۱۸)

نوٹ: ان کے بھائیوں سے مراد بنو اسماعیل یعنی اہل عرب ہیں۔ تجھ جیسا ایک نبی، موسیٰ علیہ السلام کے بعد موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر بنی اسرائیل میں نہیں گذرا اس لئے یہ پیشین گوئی درحقیقت حضور ﷺ ہی کے متعلق ہے۔

۲۔ خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت (قرآن) ان کے لئے تھی۔ (توراۃ، استثناء ۳۳:۲)

نوٹ: سینا سے آیا، مراد موسیٰ علیہ السلام کی آمد، سعیر سے طلوع ہونے کے مصداق

عیسیٰ علیہ السلام کی آمد، فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہونے کا مطلب حضور ﷺ کے آمد کی
بشارت ہے۔ کیونکہ فاران پہاڑ مکہ ہی میں موجود ہے۔ دس ہزار قدسیوں سے مراد فتح مکہ کے
وقت دس ہزار جانباز صحابہؓ کا موجود ہونا مراد ہے۔

۳..... (انجیل برنباس ۹۶ص ۲۲) "ایاب یسوع ولست احسب نفسی نظیر
الذی تقولون عنه لانی لست اهلا ان احل رباطات جرموق او سیور حذاء رسول
الله الذی تسمونه مسیا الذی خلق قبلی وسیاتی بعدی وسیاتی ۰ بکلام الحق ولا
یکون لدینه نهایة"

ترجمہ: میں اپنے نفس کو اس کے مثل نہیں گمان کرتا۔ جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ اس لئے
کہ میں اس کا بھی اہل نہیں کہ اس کی جوتی کے تسمے کھولوں۔ یعنی وہ ذات جس کو تم "مسیا" کہتے ہو
وہ مجھ سے پہلے پیدا کیا گیا اور میرے بعد آئے گا اور کلام حق یعنی اللہ کا کلام لے کر آئے گا اور اس
کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ یہاں مسیا سے مراد سرکار دو عالم ﷺ ہیں۔

نبوت کی دوسری دلیل

انبیاء سابقین کا احترام اور کتب سابقہ کی تصدیق ہر سچے نبی پر ضروری ہے کہ انبیائے
کرام کی تعظیم کریں۔ اگر انبیاء کی تعظیم نہ کرے تو سمجھا جائے گا کہ وہ جھوٹا ہے اور فریبی ہے رسول
نہیں ہوگا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

۱..... "قولوا آمنا بالله وما انزل الینا وما انزل الی ابراهیم
واسماعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی وما اوتی
النبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون فان آمنوا بمثل ما آمنتم
به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم فی شقاق فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم
(البقرہ:۱۳۶،۱۳۷) "[(مسلمانو) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے جو (کتاب) ہم پر اتری اس
پر اور جو (صحیفے) ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور اسحق علیہ السلام اور یعقوب علیہ
السلام اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے اور جو (کتابیں) موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو عطا
ہوئیں ان پر، جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان پر (سب پر ایمان لائے)
ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی خدائے واحد کے فرمانبردار ہیں۔
تو اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لے آئے ہو تو ہدایت یاب ہو
جائیں گے اور اگر منہ پھیر لیں (نہ مانیں) تو وہ (تمہارے) مخالف ہیں۔ ان کے مقابلے میں تمہیں

خدا کافی ہے۔ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔}

مذکورہ بالا آیت میں تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔ ان انبیاء علیہم السلام میں خصوصیت سے عیسیٰ علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح برگزیدہ نبی تھے۔

"لا نفرق بین احد منهم" سے اشارہ کر دیا کہ بعض پیغمبروں کو ماننا بعض کو نہ ماننا اور تفریق بین الانبیاء کرنا بے ایمانی اور کفر ہے۔

۲..... "مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا علیه (المائدہ:۴۸)" قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور ان کے مضامین ضروریہ کا محافظ ہے۔ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کے لئے ضروری ہے کہ انبیائے سابقین کی کتابوں اور صحیفوں پر بلا امتیاز سب پر ایمان لائیں۔ سب کا احترام کریں۔

نبوت کی تیسری دلیل..... خوارق عادات یا معجزہ

چونکہ ہر نبی کے سچے اور خدا کی طرف سے بھیجے جانے کی تصدیق کے لئے ہر نبی کو خاص معجزہ (یعنی وہ باتیں جو عام انسانوں کے لئے ممکن نہیں) دیا جاتا تھا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی تصدیق کے لئے جس قدر معجزات دیئے گئے وہ ایک سے ایک بڑھ کر معجزہ تھا۔ سب کے سب صحیح ثابت ہوئے۔

معجزہ ۱..... "اقتربت الساعة وانشق القمر (القمر:۱)" {قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔}

تشریح..... کفار مکہ کی درخواست پر آپ ﷺ نے آسمان کے چاند کی طرف اشارہ کر کے چاند کو اس طرح دو ٹکڑے کر دیئے کہ کوہ حرا ان دو ٹکڑوں کے درمیان نظر آتا تھا۔ ہر نبی کو زندگی معجزہ دیا گیا۔ لیکن حضور ﷺ کو جو آسمانی معجزہ دیا گیا تھا۔ انبیاء سابقین میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

معجزہ ۲..... "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (الحجر:۹)" {ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔}

تشریح..... آسمانی کتابوں میں قرآن پاک ہی ایک کتاب ہے جو تمام انسانی تصرفات سے [illegible] رہا اور اب تک ہے۔ اس میں ایک حرف اور ایک نقطہ کی بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ الفاظ کی ترتیب، آیتوں کے الفاظ، سورتوں، آیتوں، پاروں وغیرہ میں یہ کتاب اب تک بعینہ وہی ہے جو آج سے پورے چودہ سو سال قبل خدا کے آخری رسول ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کی

تھی۔ اس میں آج تک کسی قسم کا تغیر و تبدل ترمیم و تنسیخ ممکن ہوئی اور نہ ہوگی۔ "انا له لحافظون" کا کرشمہ دیکھنا چاہتے ہیں تو رمضان کے مبارک مہینے میں زبانی پڑھنے والے لاکھوں حافظوں کی طرف دیکھئے۔ جو آج تک چودہ سو سال کے نازل شدہ قرآن کے صدری محافظ ہیں۔ حضور ﷺ کا یہ معجزہ آج اسلام کے علاوہ اور کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔

معجزہ: ۳... اعجاز قرآن: "قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا (بنی اسرائیل: ۸۸)" (اے پیغمبر (ان فصاحت و بلاغت کے دعویداروں سے) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام آدمی اور جنات بھی اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کے مثل اور کلام بنا لائیں تب بھی اس جیسا نہیں لا سکتے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کیوں نہ کریں۔)

قرآن کا طرز بیان خوبصورت مختصر الفاظ کے ساتھ ہمہ گیر معانی فصاحت و بلاغت سے بھرے ہوئے کلام کے مقابلے میں کسی عرب کی ہمت نہ ہوئی کہ اس جیسا فصیح و بلیغ کلام لا سکے۔ آخر عاجز آ کر کہنے لگے۔ "ان هذا الا سحر یؤثر (المدثر: ۲۴)"

معجزہ: ۴... پانی کی قلت ضرورت کے موقع پر آپ کے انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلنے کو ایک جم غفیر نے دیکھا سب نے آسودہ ہو کر پانی پیا جن کی تعداد تین سو سے زائد تھی۔

غیر مسلم مستشرق مسٹر پامر کی شہادت

"چونکہ خدا کی جانب سے القاء ہو کر جبرئیل کے ذریعے قرآن لکھا گیا ہے۔ اس لئے نہایت عمدہ فصیح و بلیغ ہے۔ اگر خدا کی جانب سے القاء نہ ہوتا تو صرف محمد (ﷺ) کی بنائی ہوئی گفتگو ہوتی۔ جس میں ان کے خیالات کا اظہار ہوتا تو اس کو یہ کامیابی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی کہ ہر ایک عربی بولنے والی قوم اس کو فصاحت و بلاغت کا معجزہ سمجھتی۔ بیشک قرآن کے خوبصورت الفاظ ایسے ہیں کہ وہ پاک خدا کی طرف سے نازل معلوم ہوتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو فصاحت و بلاغت کا مسلمہ نمونہ اور معیار بھی نہ مانا جاتا۔" (الہدان ص ۲۴)

نبوت کی چوتھی دلیل... سچی پیشین گوئیاں

جس طرح انبیاء سابقین کی پیشین گوئیاں اور خبریں درست نکلیں۔ اسی طرح امی ہونے کے باوجود قرآن و حدیث کے حوالے سے انبیاء سابقین کے حالات گذشتہ قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں عبرت انگیز واقعات کی جو خبریں دی ہیں ان کی تصدیق گذشتہ مذہبی کتابوں

اور آثار قدیمہ سے ہوتی جاری ہے۔ آئندہ زمانے کے متعلق جو آپ نے پیشین گوئیاں کی تھیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ ان کو پورا ہوتے ہوئے ایک عالم نے دیکھا۔ آپ خود سچے تھے۔ آپ کی پیشین گوئیاں بھی سچی نکلیں۔ جن کا مختصر تذکرہ کرتا ہوں۔

۱..... عمرۃ القضا کے متعلق پیشین گوئی کی تھی کہ مکہ پر کافروں کی حکومت کے باوجود مسلمان پر امن طریقے سے بیت الحرام میں داخل ہوگئے۔ "لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللّٰہ آمنین (الفتح:۲۷)" چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

۲..... جنگ فارس وروم کے متعلق پیشین گوئی کی۔ "واخریٰ لم تقدروا علیہا (الفتح:۲۱)" {اور بہت کی فتوحات ہیں جن پر (ابھی) دسترس نہیں ہوئی تھی۔} چنانچہ صحابہؓ کے مقدس ہاتھوں پر روم وفارس کی عظیم الشان فتوحات حاصل ہوگیں۔

قوم "اولی باس شدید (بنی اسرائیل:۵)" {عنقریب تم ایک وحشت ناک قوت ور قوم سے لڑنے کے لئے بلائے جاؤ گے۔ تم ان سے لڑو گے یہاں تک کہ وہ مطیع ہو جائیں۔} تاریخ شاہد ہے کہ رومی وایرانی جیسے شہ زور قوموں سے صحابہؓ کا مقابلہ ہوا۔ آخر دونوں قومیں مطیع ہوگیں اور دونوں سلطنتیں صحابہؓ کے پاؤں تلے پامال ہوگیں۔

۳..... "وہم من بعد غلبہم سیغلبون (الروم:۳)" جنگ فارس وروم میں رومیوں کے مغلوب ہونے کے بعد غالب ہونے کی پیشین گوئی کی تھی۔ تاریخ شاہد ہے کہ چند سالوں کے بعد رومی غالب آگئے۔

۴..... مرتدین کے دفع شر کے لئے پیشین گوئی کی تھی۔ "من یرتد منکم عن دینہ (البقرہ:۲۱۷)" جو شخص تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو خدا ان پر اپنے محبوب لوگوں کو ان پر مسلط کر دے گا۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے ساتھ یمن اور یمامہ کے ہزاروں آدمی مرتد ہوگئے تھے۔ آخر آیت کے مصداق اللہ کے محبوب بندے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں یہ دونوں مدعی نبوت جہنم واصل ہوئے۔ مسلمانوں کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوگیں۔

۵..... "وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات یستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا (النور:۵۵)" خلفائے راشدین کے متعلق پیشین گوئی کی کہ وہ فتوحات حاصل کر کے خلیفۃ اللہ فی الارض کہلائیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کی حکومت مغرب میں

اسپین (اندلس) تک اور مشرق میں ہندوستان تک جنوب میں سوڈان، مصر اور شمال میں اناطولی کے شہر اسلامی مقبوضہ علاقوں میں شامل ہوئے۔

۶۔ "اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (النصر: ۱، ۲)" چنانچہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ کو قریش کا زور ٹوٹا، حکومت مکہ فتح ہوا اور کفار جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔

۷۔ "سیهزم الجمع ویولون الدبر (القمر: ۴۵)" یہ جنگ بدر کے موقع کی پیشین گوئی تھی۔ چنانچہ مکہ کے تمام جنگی سپوت اور سرداروں کو شکست ہوئی۔ بڑے بڑے سورما مارے گئے۔ مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔

۸۔ "قاتلوهم يعذبهم الله بايديكم (توبہ: ۱۴)" خدا نے مسلمانوں کے ہاتھوں ان کی سرکشی کی سزا ان کو چکھائی۔

۹۔ "ورفعنا لك ذكرك (الم نشرح: ۴)" "ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا۔" یہ پیشین گوئی اس قدر سچی ہے کہ گزشتہ زمانے کو چھوڑیئے ہمارے زمانہ تک بھی یہ معجزہ ہر مسلمان دن کے پانچ حصے میں نماز کے اندر اور باہر دریا، سمندر، جنگل، شہر، آبادی اور تمام براعظموں کے چپے چپے میں جہاں جہاں مسلمان ہیں۔ ہر پانچوں وقت میں آپ کا نام آپ کا ذکر بلند کرتے رہتے ہیں۔ خدا سعودی عرب کے موجودہ حکمران کے اقبال و اقوال و مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ سعودی عرب کے قومی حکومت کے سبز جھنڈے پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھ کر "ورفعنا لك ذكرك" کے معجزے کو دوامی مرکز دیا۔ ان کے ہوائی جہازوں کے بیرونی سطح پر سفید سفید حرفوں میں اسی کلمہ کو نقش کرا کر آج دنیا کے فضائی گوشے گوشے میں پہنچانے کے کام کو انجام دے رہے ہیں۔

حضور ﷺ کے معجزات سے کسی کو رد و قدح سے انکار کیا ہو تو کیا ہو، لیکن "ورفعنا لك ذكرك" کے زندہ معجزہ کو آج بھی ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ الغرض نبی کی نبوت کے لئے اخلاق حمیدہ کی سچائی، جھوٹ سے نفرت، غیر اللہ سے بے خوفی کے علاوہ جن دلیلوں کی ضرورت تھی بہ مختصراً ذکر کر دیا گیا۔

آپ ﷺ کی تعلیمات

حضرت سفیانؓ ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ

چالیس باتیں جن کے بارے میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ جو شخص ان کو میری امت میں سے یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۱..... ''ان تؤمن باللہ'' {اللہ پر ایمان لائے۔}

۲..... ''وبالیوم الاخر'' {اور آخرت کے دن پر۔}

۳..... ''والملائکۃ'' {اور فرشتوں پر۔}

۴... ''والکتب'' {اور کتابوں پر۔}

۵..... ''والنبیین'' {تمام نبیوں پر۔}

۶..... ''بعد الموت'' {مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر۔}

۷..... ''والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ'' {اور تقدیر پر کہ بھلا یا برا جو ہوتا ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔}

۸..... ''واشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ'' {اور گواہی دے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔}

۹..... ''تقیم الصلوۃ بوضوء سابغ کامل'' {اور ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز قائم کرے۔}

۱۰..... ''ویؤتی الزکوۃ'' {اور زکوۃ ادا کرے۔}

۱۱..... ''وتصوم رمضان'' {اور رمضان کے روزے رکھے۔}

۱۲ ''وتحج البیت ان کان لک مال'' {اور اگر مال ہو تو حج ادا کرے۔}

۱۳... ''وتصلی اثنی عشرہ رکعۃ فی کل یوم ولیلۃ'' {ہر دن و رات میں بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ ادا کرے۔}

۱۴..... ''والوتر لا تترکہ فی کل لیلۃ'' {اور وتر کو کسی رات میں بھی ترک نہ کرے۔}

۱۵..... ''لا تشرک باللہ'' {اور اللہ کے ساتھ شریک نہ کرے۔}

۱۶..... ''ولا تعق والدیہ'' {اور والدین کی نافرمانی نہ کرے۔}

۱۷..... ''ولا تاکل مال الیتیم ظلما'' {ظلم کے ساتھ یتیم کا مال نہ کھائے۔}

۱۸..... ''ولا تشرب الخمر'' {اور شراب نہ پیئے۔}

۱۹..... ''ولا تزن'' {اور زنا نہ کرے۔}

۲۰..... "لاتحلف باللہ کاذبا" {تم خدا کی جھوٹی قسم کھائے۔}

۲۱... "ولاتشهد شهادة زور" {اور نہ جھوٹی گواہی دے۔}

۲۲..... "ولاتعمل بالهوی" {اور نہ خواہش نفسانی پر عمل کرے۔}

۲۳..... "ولاتغتب اخاك المؤمن" {نہ مسلمان بھائی کی غیبت کرے۔}

۲۴..... "ولاتقذف المحصنة" {اور پاک دامن عورت پر تہمت نہ لگائے۔}

۲۵..... "ولاتغل اخاك المسلم" {اور مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے۔}

۲۶..... "ولاتلعب" {ہولعب میں مشغول نہ ہو۔}

۲۷..... "ولاتله مع اللاهين" {اور تماشائیوں میں شریک نہ ہو۔}

۲۸..... "ولاتقل للقصير يا قصير" {اور کسی پستہ قد کو عیب جوئی کی نیت سے ٹھگنا نہ کہو۔}

۲۹..... "ولاتسخر باحد من الناس" {اور کسی کا مذاق مت اڑاؤ۔}

۳۰..... "لاتمش بالنميمة بين الاخوين" {دو مسلمان بھائیوں کے درمیان چغل خوری مت کرو۔}

۳۱..... "واشكر الله تعالىٰ على نعمته" {ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرو۔}

۳۲..... "واصبر على البلاء والمصيبة" {ہر بلا و مصیبت پر صبر کرو۔}

۳۳..... "ولاتأمن من عذاب الله" {اللہ کے عذاب سے کبھی بے خوف نہ ہو۔}

۳۴..... "ولاتقطع اقربائك" {اعزہ سے قطع تعلق مت کرو۔}

۳۵..... "وصلهم" {اور ان سے صلہ رحمی کرو۔}

۳۶..... "ولاتلعن احدا من خلق الله" {اور اللہ کی کسی مخلوق پر لعنت مت کرو۔}

۳۷..... "واكثر من التسبيح التهليل" {تسبیح و تکبیر و تہلیل کا کثرت سے ورد کرو۔}

۳۸..... "ولاتدع حضور الجمعة والعيدين" {اور جمعہ اور عیدین کی حاضری کو مت چھوڑو۔}

۳۹..... "واعلم ان ما اصابك لم يكن ليخطئك وما اخطئك لم يكن" {اور اس بات کا یقین رکھو کہ جو کچھ راحت اور تکلیف تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھا اور جو نہ پہنچا وہ پہنچنے والا نہ تھا۔}

۳۰. .. ''لاتدع قراءة القرآن علی کل حال'' {کلام اللہ کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑو۔}

آپ ﷺ میں اور دیگر انبیاء وسابقین میں فرق

خلیفہ وقت یا سلطان المعظم کے جلوس کے نکلنے سے پہلے راستوں اور شہر نے کی جگہوں کی حفاظت، جلوس کا انتظام، شاہی جلوس کی آمد کی خوشخبری، استقبال کے طریقے، شاہی اعلان کے سننے کے آداب عمل کرنے کے طرز وانداز کو بتلانے کے لئے پہلے مقدمۃ الجیش یا ہراول دستہ کو بھیجا جاتا ہے۔ ان کی آمد کے بعد انتظامات کو پوری طرح انجام دے کر اپنے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر اپنے اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد جب شاہی سواری نکلتی ہے اور مخصوص مقام پر پہنچ کر فرائض شاہی بجا لاتی ہے تو اس کے بعد مقدمۃ الجیش کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ خلیفۃ اللہ فی الارض تمام رسولوں میں افضل و برتر ہیں۔ آپ ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے بعد پھر کسی نبی کے ظاہر ہونے کی ضرورت نہیں۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔

یعنی حضور ﷺ کے بغیر قصر نبوت نامکمل تھا۔ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد قصر نبوت مکمل ہو گیا۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد کسی (جدید) نبی کے آنے کی گنجائش نہیں رہ سکے گی۔

۵. .. حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجہ)'' ''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔''

نوٹ: خاتم میں بعض قادیانی تاویلیں کرتے ہیں۔ لیکن اس حدیث میں گنجائش ہی نہیں تو معلوم ہوا خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین سب سے پچھلا نبی کے ہیں۔ اسی طرح آخر الامم یعنی آخری امت سے اشارہ کر دیا کہ حضور ﷺ آخری نبی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی امت بھی آخر الامم یعنی آخری امت ہوگی۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی جدید آ سکتا تو آخر الامم کہنا کس طرح درست ہو سکتا۔

۶. .. حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (بخاری)'' {اے علیؓ! تمہارا تعلق مجھ سے ویسا ہی ہے جیسے ہارون (علیہ السلام) کا تعلق موسیٰ (علیہ السلام) سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہی نہیں ہوگا۔}

یعنی جس طرح ''لا الہ الا اللہ'' کے سوائے ایک خدا کے ہر قسم کے معبود کی نفی کر دی گئی ہے۔ اسی طرح لا نبی بعدی کے معنی حضور ﷺ کی نبوت کے بعد ہر قسم کے نبی کی نبوت کا

انکار ہے۔

۷..... حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی اخر وانہ لا نبی بعدی وسیکون الخلفاء (بخاری شریف)" {کہ بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا انتقال ہوتا تو دوسرا نبی ان کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ خلفاء ہوں گے۔}

۸..... "فانی اخر الانبیاء (مسلم شریف) انا اخر الانبیاء (ابن ماجہ) انا خاتم النبیین (کنز العمال)" مسلم شریف، ابن ماجہ، کنز العمال۔ حدیث کی ان تمام کتابوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔

۹..... حدیث کی مشہور کتاب ابن عساکر میں ہے: "قال آدم من محمد قال جبرئیل علیہ السلام آخر ولدک من الانبیاء" حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد (ﷺ) کون ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا نبیوں میں سے آخری نبی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے اعتبار سے آخری نبی محمد ﷺ ہیں۔

۱۰..... حضور ﷺ کا ارشاد گرامی: "قال رسول اللہ ﷺ فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد (مسلم شریف مطبوعہ انصاری ص ۴۴۶)" {حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیونکہ میں آخری نبی ہوں۔ اس لئے یہ میری مسجد بھی نبی کی بنائی ہوئی آخری مسجد ہے یعنی بنانے کے اعتبار سے یہ نبی کی آخری مسجد ہے۔}

۱۱..... قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو اس مسجد میں نماز پڑھیں گے۔ مگر مسجد نہیں بنائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔

۱۲..... حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء (کنز العمال ج ۶ ص ۲۵۶)" {میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں اور میری مسجد (بھی) نبیوں کی آخری مسجد ہے۔}

الغرض مذکورہ بالا قرآنی آیت اور احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت

محمد مصطفی ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے خواہ وہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے وہ کافر ہے۔ جو کافر کو نبی مانے وہ بھی کافر ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس جماعت سے بچنا چاہئے۔

عقلاً بھی آپ کے بعد نبی کی ضرورت نہیں

نبی عربی محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے سلسلے کو جاری رکھنے کے تین اسباب تھے۔

اوّل ... یہ کہ آپ سے پہلے کسی نبی کی نبوت عام نہ ہوتی تھی۔ ہر نبی ایک خاص قوم اور خاص ملک کے لئے ہوتا تھا۔ لہٰذا دوسری قوم اور دوسرے ملک کے لئے دوسرا نبی مبعوث ہوتا تھا۔ ''لکل قوم ھاد'' ہر قوم کے لئے ایک نبی ہادی ہوتا ہے۔

دوم ... نبی کی وفات کے بعد ان کی شریعت میں تحریف ہو جاتی تھی۔ خدا نے حضور ﷺ کے سوا کسی شریعت [illegible] رکھنے کا وعدہ نہ کیا تھا۔ اس لئے نبی کی وفات کے بعد ضرورت ہوتی تھی کہ ایسا نبی بھیجا جائے جس کو یا تو نئی شریعت دی جائے یا پچھلی شریعت کی تحریفات کی اس کے ذریعہ اصلاح کی جائے۔ ''یحرفون الکلم عن مواضعہ''

سوم ... آپ سے پہلے کوئی نبی دین کامل لے کر نہیں آیا تھا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی بھیجا جائے اور شریعت اترے۔ چونکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ان تینوں باتوں سے قرآن کے ذریعہ مطمئن کر دیا گیا تھا۔ مثلاً:

۱ ... ''کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (سبا:۲۸)'' آپ تمام مخلوق کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے۔

۲ ...... آپ کی شریعت کو تحریف وغیرہ سے [illegible] رکھنے کی ذمہ داری لیتے ہوئے فرمایا: ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (الحجر:۹)''

۳ ... آپ کے دین کو کامل ومکمل کر دینے کے متعلق فرمایا: ''الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ:۳)''

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اس لئے آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی

ضرورت نہیں رہی۔ اسی لئے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ؐ نے سوال کو صحابہؓ کے سامنے بیانگ دہل اعلان کیا۔

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہوگی۔ اس لئے اللہ کی عبادت کرو۔ چونکہ قرآن بیانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کے سوا ہر نبی سے "یوم الست" میں وعدہ لیا گیا کہ جب ان کے زمانہ میں یا ان کی امت کے زمانہ میں "نبی عربی" آئے۔ جس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ انبیاء سابقین کی تصدیق کریں گے تو ان کی مدد کرنی ہوگی۔ اس پر ان سے اقرار لیا گیا اور گواہ بنایا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ "واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالو اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین (آل عمران: ۸)" (جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس (ایک رسول محمد رسول اللہ ﷺ) جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس (محمد رسول اللہ ﷺ) پر ایمان لانا ہوگا۔ ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ عہد لینے کے بعد پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا۔ (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا خدا نے کہا تم (اس عہد و پیمان پر) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ رہوں۔)

الغرض مذکورہ بالا قرآنی آیت و حدیثوں سے عقل و نقل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ؐ کے بعد کسی نبی یا رسول جدید کے آنے یا ہونے کی نہ ضرورت ہے نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ آئے گا۔ اس لئے آپ ؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا شخص قرآن اور حدیث اور مسلمانوں کے اجماع کے خلاف کرنے کی وجہ سے کافر جہنمی ہوگا اور جو شخص ایسے شخص کو نبی مانے یا ولی مانے تو وہ قرآن و حدیث اور اجماع کے خلاف کرنے کی وجہ سے کافر ہوگا۔ خداوندی ارشاد ہے۔ "ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین" "جو شخص اسلام (یا ضروریات دین جس میں نبی عربی ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ہے) کے علاوہ کسی اور چیز کو (مثلاً غلام احمد قادیانی) دین سمجھ کر قبول کرے۔ پس ہرگز وہ اس سے مقبول نہیں ہوگا۔ (ایسا) شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

بعض شبہات اور ان کے جوابات

ناظرین! اس سے قبل آپ "خاتم النبیین لا نبی بعدی" کی تحقیق کر چکے ہیں۔ اب یہاں بعض شبہات کا ذکر کرتے ہیں جو مرزائی فرقے کے لوگ چرب زبانی اور مکر و فریب کی ملمع سازی سے اسے خوبصورت رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ جن سے بعض ناواقف حضرات دھوکے میں پڑ جاتے ہیں۔ تفصیل سے دیکھنا ہو تو رسالہ ختم النبوۃ مولفہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کو دیکھئے۔

پہلا شبہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام متفق علیہ نبی ہیں۔ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ اگر نبی عربی ﷺ کو خاتم النبیین (بمعنی آخری نبی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا) کہو گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت میں آنے کا عقیدہ درست نہیں ہو گا۔ اس لئے یا ختم نبوت سے انکار کیجئے یا نزول مسیح علیہ السلام سے ہاتھ اٹھا لیجئے۔

جواب...... یہ اعتراض بالکل بیہودہ ہے۔ اس لئے کہ عربی لغت اور عربی محاورہ کے اعتبار سے خاتم النبیین آخر النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو اس دنیا میں سب سے آخری نبی بنا کر بھیجا گیا۔ آپ کے بعد اور کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ نبوت نہیں دی جائے گی۔ نبی بنانے کے اعتبار سے آپ آخری نبی ہیں۔ نہ اس معنی کے اعتبار سے آپ سے پہلے کے تمام انبیاء علیہم السلام کا فوت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً "آخر الاولاد، یا خاتم الاولاد" کے معنی عرف لغت اور محاورہ میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ بچہ سب سے آخر میں پیدا ہوا۔ اس بچے کے بعد اور کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ اس سے پہلے کے تمام اولاد مر کھپ گئے۔ سب بچوں کا صفایا ہو گیا۔ اسی طرح آپ کے آخری نبی بنانے کا مطلب انبیائے سابقین کی موت مراد لینا ہرگز درست نہیں ہو گا۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے گئے تھے۔ اس لئے آپ خاتم النبیین بنائے جانے کے بعد قرب قیامت میں نازل ہونے سے آپ کی نبوت میں خلل اور نقصان نہیں پہنچا۔

اسی طرح آخر الجالسین بمعنی آخر میں بیٹھنے والا۔ آخر الداخلین بہ آخری کو داخل کرنے والا۔ آخر الراکبین آخر میں سوار ہونے والا۔ آخر القادمین آخری آنے والا۔ آخر الاتحاد میں آخری آنے والا۔ آخر المساجد یعنی نئی بنائی ہوئی آخری مسجد سے لازم نہیں آتا کہ پہلے بیٹھنے والے

مر گئے۔ آخری کو حق کرنے والا کہنے سے اس سے پہلے حق کرنے والے مر گئے۔ آخر میں سوار ہونے والا کہنے سے پہلے سوار ہونے والے مر گئے۔ آخری جانے والا کہنے سے پہلے جانے والے مر گئے۔ آخری مسجد کہنے سے اگلی مسجدیں برباد ہو گئیں۔

۲۔ اسی طرح حضرت عباسؓ کی درخواست پر آپؐ نے ارشاد فرمایا: "یا عم! أقم مكانك الذي انت فيه فان الله يختم بك الهجرة كما ختم بي النبيون (رواہ الطبرانی ج ۶ ص ۲۰۱، وابونعیم وابویعلی وابن عساکر وابن النجار)" {اے میرے چچا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی ہے۔ جیسا کہ مجھ پر انبیاء کو ختم کر دیا۔}

حضرت عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے سے لازم نہیں آتا کہ آپ کی ہجرت سے آپ کے پہلے کے مہاجرین مر جائیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کے خاتم النبیین بنائے جانے سے حضور ﷺ کے پہلے کے انبیاء کا مرجانا لازم نہیں آتا۔

۳۔ "واذ اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح" کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: "كنت اول النبيين في الخلق وآخرهم في البعث (تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۹۰)" {اس وقت کو یاد کرو جب کہ (یوم الست) میں ہم نے نبیوں سے یوم میثاق یعنی احکام کے پورے پورے طور پر پہنچانے کے بارے میں عہد لیا تھا۔ آخر آیت تک میں خلقت میں سب نبیوں سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخری ہوں۔}

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں سب سے آخر میں آپؐ نبی بنا کر بھیجے گئے۔ نہ یہ کہ آپؐ سے پہلے کے نبی وفات پا چکے۔ الغرض حضور ﷺ کے آخری نبی بننے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پانے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

دوسرا شبہ

قادیانی صاحبان کہتے ہیں خاتم النبیین میں خاتم سے مراد مہر ہے۔ آیت سے مراد یہ ہے کہ آپؐ انبیاء کی مہر ہیں۔ یعنی آپؐ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں اور آپ کی تصدیق کر کے ہر شخص نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

جواب یہ ہے خاتم النبیین کا مذکورہ بالا معنی نہ قرآن میں موجود ہے نہ حدیث اور اقوال

حدیث میں موجود ہے۔ بلکہ لغت اور محاورۂ عرب کے بھی خلاف ہے۔

اگر خاتم النبیین کا یہی مطلب اور معنی ہو تو پھر خاتم الاولاد کے معنی یہ اولاد کی مہر ہے۔ اس کی مہر سے اولاد بنتی ہے۔ خاتم المہاجرین کے معنی یہ کہ مہاجرین کی مہر ہے۔ اسی سے مہاجرین بنتے ہیں۔ ہونا چاہئے حالانکہ ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ مذکورہ بالا معنی غلط ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین کا مذکورہ بالا معنی بالکل غلط ہے۔ بلکہ صحیح معنی وہی ہیں جو گزر چکا ہے کہ آپ سب نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبی بنایا جائے گا نہ کوئی نبی آ سکے گا۔

تیسرا شبہ

خاتم النبیین میں خاتم کے معنی نبیوں کی انگوٹھی کا نگینہ لے کر زینت مراد لیا جائے۔ اب آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ نبیوں کی زینت ہیں۔ ختم نبوت سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔

جواب یہ ہے۔ یہ معنی لینا خود قرآنی آیات واحادیث کے خلاف ہے۔ نیز اصول ولغت کے بھی خلاف ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث وتفسیر کی تحقیق گزر چکی ہے۔ اصول میں ہے کہ جب تک کسی لفظ کے حقیقی اور اصلی معنی لینا ممکن ہوں مجازی معنی لینا جائز نہیں ہے۔ مثلاً احمد آیا۔ میں احمد کسی خاص ایک شخص کا نام ہے۔ احمد کے حقیقی معنی یہی ہیں۔ احمد بول کر اس کی صورت مراد لینا مجازی ہے تو جب تک حقیقی معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ اس وقت تک مجازی معنی مراد لینا ناجائز ہوگا۔

اسی طرح خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی زینت مراد لینا مجازی معنی ہے۔ اصلی معنی کے ہوتے ہوئے مجازی معنی مراد لینا درست نہیں۔

اگر اس تاویل کو درست مانا جائے تو پھر "اقیموا الصلوٰۃ" سے نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ وہ بیکار ہو جائے گی۔ صرف درود پڑھ لینا کافی ہو جائے گا۔ کیونکہ صلوٰۃ کے حقیقی معنی نماز پڑھنے کے ہیں۔ مجازی معنی درود پڑھنا ہے۔ اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سب کی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔ سب تاکیدیں باطل ہو جائیں گی۔ الغرض مذکورہ بالا تاویل قرآن وحدیث ولغت ومحاورۂ عرب کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔ بیہودہ ہے۔

چوتھا شبہ

قرآن کریم میں "یقتلون النبیین" سے مراد بعض انبیاء مراد ہیں۔ جن کو قتل

واسرائیل نے قتل کر دیا تھا۔ سب انبیاء مراد نہیں۔ اسی طرح خاتم النبیین سے مراد صرف تشریعی نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا مراد ہے۔ عام نبوت مراد نہیں ہے۔ یعنی لام استغراق عرفی مراد ہے۔

جواب..... مذکورہ بالا معنی لینا غلط اور نادرست ہے۔ اس لئے کہ اس طرح معنی لیا جائے تو قرآن کی ہزاروں آیتوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ مثلاً اسی صورت میں:

۱..... رب العالمین کے معنی بعض عالم اور جہاں کا رب ہوگا۔ ساری دنیا کا رب نہیں ہوگا۔
۲..... اعدت للکافرین: بعض کافروں کے لئے جہنم تیار کیا گیا ہے۔ سب کافروں کے لئے نہیں۔
۳..... واللہ علیم بالظالمین: اللہ بعض ظالموں کو جاننے والے ہیں۔ سب ظالموں کو جاننے والے نہیں۔
۴..... وموعظۃ للمتقین: قرآن بعض متقی پرہیزگار کے لئے نصیحت ہے۔ سب پرہیزگاروں کے لئے نہیں۔
۵..... ھو الرحمن الرحیم: اللہ بعض رحم کرنے والوں کے اعتبار سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ سب رحم کرنے والوں کے اعتبار سے نہیں۔ وغیرہ وغیرہ!

اس صورت میں نہ اللہ اللہ رہ سکتا ہے نہ قرآن قرآن رہ سکتا ہے۔ دوسری خرابی یہ کہ خاتم النبیین کے معنی بعض نبیوں کے اعتبار سے خاتم ہو تو پھر حضور ﷺ کی کیا خصوصیت رہی۔ ہر نبی اپنے پہلے نبی کے اعتبار سے خاتم ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے کے نبیوں کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے نبیوں کے لئے وغیرہ۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کو بھی بعض نبیوں کے اعتبار سے خاتم مانیں تو پھر حضور ﷺ کا کوئی کمال نہیں رہا۔ حالانکہ آیت کا سیاق یعنی مضمون بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین ہونا آپ کی خاص فضیلت ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں بروایت ابوہریرہؓ منقول ہے کہ حضور ﷺ اپنی مخصوص فضیلت کو شمار کرتے ہوئے فرمایا: ”وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (مسلم ج ۲ ص ۱۹۹)“ {میں تمام مخلوقات کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیے گئے۔}

نوٹ: اللہ تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہیں۔ انہیں معلوم تھا کہ بعض بیوقوف چودھویں صدی میں حضور ﷺ کو خاتم الرسالت تو مانیں گے۔ لیکن خاتم النبیین نہیں مانیں گے۔ آپ کے بعد غیر تشریعی نبوت یعنی نبیوں کے سلسلہ کو مانتے ہوئے جھوٹے نبیوں کو مانیں گے۔ اس جھوٹے

دعوے کورد کرنے کے لئے فرمایا:" ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین"
نبی عربی (محمد رسول اللہ ﷺ) تو اللہ کے رسول ہیں اور نبوت کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔ یعنی جب نبوت عام ہوئی رسالت سے تو نبیوں کے خاتم ہونے سے آپ رسولوں کے خاتم ہوئے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۴۹۸، روح المعانی ج۲۲ ص۴۱، کلیات ابوالبقاء ص۳۱۰)

پانچواں شبہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھی خواب کا نبوت کے جز ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت باقی ہے۔ اب بھی نبی ہو سکتا ہے۔

جواب..... بالکل غلط ہے۔ خواب تو جز ہے۔ جز کے موجود ہونے سے کل کا موجود ہونا لازم نہیں آتا۔ جیسے نمک پلاؤ کا جز ہے۔ نمک کے موجود ہونے پر پلاؤ موجود ہے۔ کہنا بے عقلی ہے۔ اسی طرح ناخن انسان کا جز ہے۔ صرف ناخن کے موجود ہونے کو دیکھ کر انسان کے موجود ہونے کا حکم لگانا بیوقوفی ہے۔ اسی طرح نبوت کے صرف ایک جز کے باقی رہنے کو دیکھ کر نبوت کا دعویٰ کرنا پاگل پن کے برابر غلطی کرنا ہے۔

چھٹا شبہ

مسلمان پنجگانہ نماز کے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے کہتا ہے۔" اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم " جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ! ہم کو صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے پر چلا۔ جو ان لوگوں کا راستہ ہے۔ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے اور جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہ نبیین، شہداء اور صدیقین ہیں۔ دونوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں نبیین، صدیقین اور شہداء کے راستے پر چلائے۔ مقبولیت کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کے حسب منشاء انہیں انبیاء، شہداء اور صدیقین کے راستے پر چلاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نبیین، شہداء اور صدیقین میں سے ہیں۔ لہٰذا حضور ﷺ کے بعد بھی ہر مسلمان نبی ہو سکتا ہے۔

خلاصہ اس استدلال کا یہ ہے کہ جو جس راستے پر چلتا ہے وہ وہی بن جاتا ہے۔ اس بناء پر نبیین کے راستے پر چلنے والا نبی، صدیقین کے راستے پر چلنے والا صدیق اور شہداء کے راستے پر چلنے والا شہید بن جاتا ہے۔

جواب...... یہ دلیل تو حد سے زیادہ بچگانہ ہے۔ اس لئے کہ اس دلیل کی بنا پر کفر کے راستے پر چلنے والا کافر، دوسرا کے راستے پر چلنے والا دوسرا، بادشاہ کے راستے پر چلنے والا بادشاہ ہو جایا کرے تو پھر قرآن میں "صراط اللہ العزیز" کی وجہ سے مرزا قادیانی کی تجویز کردہ قانون کے مطابق جو شخص اللہ کے راستے پر چلے گا وہ معاذ اللہ خدا بن جائے گا۔

ساتواں شبہ

سیوطیؒ نے درمنثور میں مصنف ابن ابی شیبہ سے حضرت صدیقہ عائشہؓ کا قول نقل کیا ہے۔ "قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)" (آپ کو خاتم النبیین کہو۔ لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔)

مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے ایک شخص نے "صلی اللّٰہ علیٰ محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ" کہا تو مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا: "حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله وبعده (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)" (خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے۔ "لا نبی بعدہ" کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی ہوں گے۔)

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد نبی ہو سکتا ہے۔ نبوت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ تبھی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ "لا تقولوا لا نبی بعدی" کہہ کر منع فرما رہی ہیں۔ اسی کی تائید مغیرہ بن شعبہؓ جیسے جلیل القدر صحابیؓ کر رہے ہیں۔

جواب..... نبی عربی ﷺ کا آخری نبی ہونا اور آپ کے بعد نبی نہ بن سکنے کی حدیثیں متواتر طور پر ثابت ہیں۔ چنانچہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) حضرت قتادہؓ۔ (۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ (۳) حضرت حسنؓ۔ (۴) حضرت جابرؓ۔ (۵) حضرت ابو سعید خدریؓ۔ (۶) حضرت ابوالطفیلؓ۔ (۷) حضرت ابوہریرہؓ۔ (۸) حضرت انسؓ۔ (۹) حضرت عثمان بن مسلمؓ۔ (۱۰) حضرت ابومعاویہؓ۔ (۱۱) حضرت جبیر بن مطعمؓ۔ (۱۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ (۱۳) حضرت ابی بن کعبؓ۔ (۱۴) حضرت حذیفہؓ۔ (۱۵) حضرت ثوبانؓ۔ (۱۶) حضرت عبادہ بن صامتؓ۔

(۱۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ (۱۸) حضرت عطاء بن یسار۔ (۱۹) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ (۲۰) حضرت عرباض بن ساریہؓ۔ (۲۱) حضرت عقبہؓ۔ وغیرہ وغیرہ سب کے سب سند متصل سے حضور ﷺ کے قول کو نقل کر رہے ہیں۔ جن کی بناء پر کوئی مسلمان بلکہ کوئی منصف مزاج کافر بھی ان چونسٹھ حضرات صحابہؓ کی شہادتوں کے بعد حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے میں کسی قسم کا توقف نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ سے لے کر اب تک سوائے چند سر پھروں کے ساری امت نے آپ کو خاتم النبیین مانا ہے۔ اس متفقہ اجماعی عقیدہ کے خلاف کرنے والے لوگوں کو کافر مرتد اور بے دین شمار کیا ہے۔ باقی رہی حضرت عائشہ صدیقہؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت۔

اول ...... تو یہ دونوں روایتیں غیر معتبر اور بے سند ہیں۔ ان کے راویوں کا کوئی پتہ نہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے بلا سند ان کو درمنثور میں نقل کر دیا ہے۔ (درمنثور ج۵ ص ۲۰۴) بھلا یہ دو روایتیں بلا سند کے چونسٹھ صحابہؓ کے روایت کردہ حدیث متواترہ سے لگا کھا سکتی ہیں۔

دوم ...... چونسٹھ صحابہؓ کی روایت کردہ حضور ﷺ کی قولی حدیث کے مقابلے میں دو صحابہ کی رائے کو کوئی اہمیت دی جا سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا دونوں روایتیں بے سند غیر مقبول مرجوح روایتیں ہیں۔

سوم ...... اگر بالفرض ان دونوں روایتوں کو درست مان لیں تو صحابی کے قول کو اچھے محمل پر محمول کرتے ہوئے یوں تاویل کی جا سکتی ہے کہ قرب قیامت میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول کا مسئلہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے۔ غالباً ان دونوں صحابہؓ کو "لا نبی بعدی" سے اس اجماعی مسئلے کے انکار یا نسخ کا شبہ تھا۔ اس لئے احتیاطاً منع کیا ہو۔ چنانچہ مغیرہ بن شعبہ کی روایت میں اسی طرف اشارہ موجود ہے۔

مقدمہ

چونکہ دین اسلام اللہ کا آخری و پسندیدہ مذہب ہے اور قرآن بھی اللہ کا آخری دستور العمل ہے اور نبی عربی سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ بھی آخری اور سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں۔ معاذ اللہ آپ کے بعد (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے سوا کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہ تھا۔ اس لئے آپ نے بہانگ دہل اعلان (پیشین گوئی) کیا کہ آپ کے بعد جو نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے وہ کذاب پرلے سرے کا جھوٹا، دجال، حد سے زیادہ دغاباز و فریبی ہوگا۔ چنانچہ حدیث کی مشہور کتاب مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف میں ہے۔

"قال رسول اللّٰہ ﷺ سیکون فی امتی کذابون دجالون ثلثون کلھم یزعم انه نبی اللّٰہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعة)" {حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں بہت بڑے جھوٹ بولنے والے تیس ہوں گے۔ سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی اللہ ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔}

حدیث کی مشہور کتاب بخاری شریف میں ہے۔ "قال یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول اللّٰہ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب علامات النبوة فی الاسلام)" {حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ تیس کے قریب کذاب حد سے زائد جھوٹے دجال حد سے زائد مکار و دغاباز بھیجے جائیں گے۔ ہر شخص خیال کرے گا وہ اللہ کا رسول ہے۔}

حدیث کی مشہور کتاب (ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۵) میں ہے۔ "قال لا تقوم الساعة حتی یبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول اللّٰہ" {حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب تک کہ تیس کے قریب کذاب دجال نہیں بھیجے جائیں گے قیامت نہیں آئے گی۔ ہر شخص خیال کرے گا اور دعویٰ کرے گا کہ وہ رسول اللہ ہیں۔}

حدیث کی مشہور کتاب (مسلم شریف ج ۲ ص ۱۲۰) میں ہے۔ "عن جابر سمعت النبی ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروھم" {حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے پہلے جھوٹے ہوں گے ان سے بچتے رہو۔}

مذکورہ بالا حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے جن تیس جعلی اور نقلی نبیوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں دو باتیں پائی جائیں گی۔ ایک امتی یعنی حضور ﷺ کی امت میں ہوں گے۔ دوسرا نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ ان کے متعلق دو حکم صادر فرماتے ہیں۔ ایک کذاب دوسرا دجال۔ وہ شخص جھوٹے اور فریبی نہیں ہوں گے۔ بلکہ جھوٹوں کے سردار حد سے زیادہ جھوٹ بولنے والے اور انتہا درجے کے دغاباز اور فریبی ہوں گے۔ اس لئے کہ عربی گرامر میں فعال کا وزن مبالغہ کے لئے آتا ہے۔

واحد	جمع	واحد	جمع

فاعل، کرنے والا	فاعلون، کرنے والے فاعلین کرنے والے	فعال، حد سے زیادہ کرنے والا	فعالون، حد سے زیادہ کرنے والا فعالین
کاذب، جھوٹا	کاذبون، جھوٹے، کاذبین، جھوٹے	کذاب، حد سے زیادہ جھوٹا	کذابون، حد سے زیادہ جھوٹے، کذابین، حد سے زیادہ جھوٹے
داجل، فریبی، دغاباز	داجلون، دغاباز لوگ داجلین، دغاباز لوگ	دجال، حد سے زیادہ فریبی، حد سے زیادہ دغاباز	دجالین، حد سے زیادہ دغاباز لوگ دجالون، حد سے زیادہ دغاباز لوگ

الغرض حضور ﷺ کا نبوت کے دعوی کرنے والوں کو کذاب اور دجال کا فرمانا بے وجہ نہیں۔ جن جن لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کیا وہ حد سے زیادہ دغاباز اور فریبی واقع ہوئے ہیں۔

سلف میں حضور ﷺ کے مقابلے میں نبوت کا دعوی کرنے والے دو قسم کے لوگ تھے۔

۱...... بعض نے تو کھلم کھلا نبوت کا دعوی کیا اور اپنے آپ کو مستقل نبی کہا۔ جن میں سے بہت سے صاحب حکومت بھی ہوئے۔ مثلاً مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، صالح بن طریف ۱۲۷ھ سے ۴۷ برس مدعی نبوت رہا۔ الیاس ۱۷۳ھ، ۲۲۳ھ، ۵۰ برس تک مدعی نبوت رہا۔ یونس ۲۲۴ھ، ۲۸۰ھ چالیس برس مدعی نبوت رہا۔ ابو غفیر ۲۶۸ھ سے انتیس برس تک مدعی نبوت رہا۔ ابو الانصار ۲۹۰ھ، ۳۳۱ھ چالیس برس مدعی نبوت رہا۔

ہشع بن الطریح اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ کہتے ہیں کہ میں مستقل نبی ہوں۔ مجھ پر وحی آتی ہے ان کو وحی کے متعلق ایسا یقین ہے جیسے قرآن و شریعت کے قطعی و یقینی ہونے پر۔ مرزا محمود (ابن مرزا غلام احمد قادیانی) کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد مستقل نبی تھے جو اس کو نہ مانے وہ کافر ہے۔

۲..... بعض مسلمانوں سے ڈرتے ہیں اور کھلم کھلا نبوت کا اظہار نہیں کرتے۔

اپنے آپ کو حضور ﷺ کا تبع کہہ کر ظلی نبی، بروزی نبی، مجازی نبی کہہ کر حضور ﷺ سے بغاوت کرتے ہیں اور در پردہ اپنے گمراہ دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ جیسے مرزا محمد علی لاہوری، خواجہ کمال الدین وغیرہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاص شاگردوں میں ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد ظلی نبی ہیں۔ مجدد ہیں، اور مثیل مسیح ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے لئے مار آستین ہیں اور یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی غلط تاویل کرتے ہیں۔ اس کتاب کے پہلے حصے میں قرآن کی آیات اور کثرت سے حدیثیں گذر چکی ہیں کہ "ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول ولا نبی بعدی" کہ حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع و بند ہو چکا ہے۔ خواہ مستقل نبوت و رسالت کا سلسلہ ہو یا مجازی و بروزی نبوت و رسالت ہو۔

کذاب و دجال جیسے مبالغہ حضور ﷺ کا استعمال کرنا بجا نہیں ہے۔ اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دونوں طرح سے قصر نبوت کو ڈھانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتابوں میں حضور ﷺ کی نبوت کا برملا اقرار کرتے ہوئے اپنی نبوت کو چھپاتے ہوئے مبلغ اسلام بنے رہے اور مسلمانوں کی جیبوں اور ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے رہے۔ اس وقت مرزا قادیانی کے دو مشہور شاگرد محمد علی لاہوری اور خواجہ کمال الدین مرزا کے گن گاتے رہے اور اب بھی ان دونوں کے پیرو مرزا کے ۱۹۰۱ء کے قبل کی کتابوں سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہتے ہیں۔

(حقیقت الوحی ص ۱۲۰ تا ۱۲۶)

۱۹۰۱ء کے بعد جب مرزا قادیانی کے پاس دولت کی ریل پیل تھی۔ بقول حضور ﷺ، آدمی جب بوڑھا ہوتا ہے دو چیزیں جوان ہوتی ہیں۔ مال کا حرص اور خواہشات نفسانی۔ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مثیل مسیح بنے پھر دو سال تک مریم بنے رہے۔ پھر دس ماہ حاملہ بھی رہے۔ پھر مسیح بنا۔ پھر حضور ﷺ نبی عربی سے افضل بنا۔ پھر خدا کے بیٹے کا مثیل بنا۔ اس کے بعد آخر میں خدا بنا۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ مرزا محمود ابن مرزا غلام احمد قادیانی کا مذہب یہی ہے۔ اس لئے اس حصہ میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کی کچھ مختصر اور مکمل سوانح حیات پیش کر کے پہلے حصہ میں نبوت کے پرکھنے کے معیار پر مرزا قادیانی کی زندگی کو پرکھ کر دیکھئے کہ کیا ایسا شخص نبی ہو سکتا ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے انہیں دجال اور کذاب فرمایا ہے۔ اس میں وہ کس حد تک صحیح اترتا ہے۔ ایسے شخص کا نبی ہونا تو در کنار ایک شریف انسان بھی ہو سکتا

ہے تاکہ آپ اپنی ضمیر کی آواز پر عمل کیجئے۔

واضح ہو کہ اس میں جتنے حوالہ جات ہوں گے۔ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب یا اشتہار یا ان کے پیروؤں کی لکھی ہوئی کتاب سے دیئے جائیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی مختصر سوانح عمری

پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے قصبے "کادیان" کے رہنے والے حکیم مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں مرزا قادیانی پیدا ہوا۔ پنجابی زبان میں "کادیان" کیوڑہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس قصبے کے اکثر لوگ کیوڑہ فروخت کرتے تھے۔ اس لئے قصبہ کا نام "کادیان" پڑ گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت گھیر کر قلم تحریف کر کے "کادیان" کا نام "قادیان" مخفف "قادیانی" بنوایا تا کہ لوگ ان کو قاضی خاندان کے سمجھیں۔

(دیکھو ترجمہ)

مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش ۱۲۶۰ھ ۔ ۱۸۴۰ء (تریاق القلوب ص ۶۸ خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳) تاریخ وفات ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء (احمدیہ قادیان) ہیضے کے مرض میں ہلاک ہوا۔ مرزا قادیانی نے ابتدائی عمر میں فارسی اور کچھ عربی کی درسی کتابیں پڑھیں۔ کتب درسیہ پوری نہیں ہوئی تھیں کہ فکر معاش کی وجہ سے تعلیم کو خیرباد کہہ دینا پڑا۔ نہایت ہی تنگدستی میں زندگی گذار رہا تھا۔ مرزا قادیانی نے نہایت تفصیل سے اپنی تنگدستی کے واقعات اور ان تنگدستی میں باپ دادوں کے مرنے کے واقعات کتاب البریہ میں لکھے ہیں۔

تلاش معاش میں دربدر ٹھوکریں کھانے کے بعد آخر سیالکوٹ کے کچہری کی عدالت میں پندرہ روپے ماہانہ کی نوکری ملی۔ تنخواہ تھی اطمینان کی زندگی بسر نہیں ہوتی تھی۔ اس وجہ سے مختاری کا امتحان دے کر مختاری کا پیشہ شروع کرنا چاہا۔ بڑی مشکل سے قانون انگریزی یاد کر کے امتحان میں شامل ہوا تھا۔ یہاں بھی بدنصیبی آڑے آئی۔ امتحان میں فیل ہو گئے۔ سچ ہے ۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

مرزا غلام احمد قادیانی فطرۃً چالاک آدمی تھا۔ امتحان میں فیل ہونے کے بعد مبلغ اسلام بن کر اشتہار بازی تصنیف و تالیف سے شہرت حاصل کرنی چاہی۔ ابتداً آریوں کے مقابلے میں اشتہار بازی شروع کی۔ دو براہین احمدیہ نامی کتاب کے چھپوانے کے بہانے سے پردہ چندہ شروع کیا۔ مسلمانوں سے چندہ لیا ہزاروں روپے وصول کئے۔ اب رات دن آرام

سے زندگی گذر بسر رہی تھی۔ اسی اثناء میں مرزا قادیانی کی ملاقات سرسید احمد خان صاحب بانی علی گڑھ اور شیعوں کے ایک مجتہد سے ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ جب دولت کی ریل پیل ہونے لگتی ہے تو انسان نفس امارہ کے ہاتھوں کھیلنے لگتا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق مرزا قادیانی نے جو پہلے ایک مبلغ اسلام تھا اب مجدد ہونے کا پھر مثیل مسیح پھر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ انگریزی دانوں کی ایک بہت بڑی جماعت (جس میں محمد علی لاہوری مترجم قرآن اور خواجہ کمال الدین ڈاکٹر عبدالحکیم وغیرہ) مرزا قادیانی کو مبلغ اسلام سمجھ کر مرزا قادیانی کی ہر طرح دامے درمے قدمے خدمت کرنے لگی۔

۱۸۸۸ء میں مرزا قادیانی کی عمر تقریباً اڑتالیس سال کی ہوئی تو مرزا قادیانی کی حالت بدلنے لگی۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ (کتاب البریہ ص ۱۸۳، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲) اس کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹) اس کے بعد مرزا قادیانی دو برس تک صفت مریمیت کے ساتھ مریم بنے رہے۔ (کشتی نوح ص ۴۶، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) اس کے بعد مریم کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مرزا قادیانی میں پھونکی گئی۔ مرزا قادیانی دس ماہ تک حاملہ رہے۔ (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) اس کے بعد مریم سے عیسیٰ بنے۔ (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

محمدی بیگم سے عشق

۱۸۸۸ء میں جب مرزا قادیانی کی عمر اڑتالیس سال کی ہوئی تو مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی محمدی بیگم پر مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر پڑی۔ مرزا قادیانی اس پر فریفتہ ہو گئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے احمد بیگ کے پاس ایک پیغام بھیجا جو ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے اخبار نور افشاں میں چھپا اور مرزا قادیانی نے اس کو (کمالات اسلام ص ۲۸۱، ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً) اپنی رسالے میں نقل کیا۔ ساتھ ہی ساتھ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ چونکہ محمدی بیگم کے ساتھ مرزا قادیانی کا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے۔ اس لئے احمد بیگ کو چاہئے کہ برضا و رغبت اپنی لڑکی کے ساتھ میرا نکاح کرا دے۔ مرزا احمد بیگ نے چونکہ لڑکی کی کمسنی کی وجہ سے نیز مرزا قادیانی کی بد چلنی، جھوٹ بولنے اور عیال دار ہونے کی وجہ سے پیغام کو ٹھکرا دیا اور سلطان محمد نامی شخص کے ساتھ منگنی کرا دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی بگڑ گئے۔ رقیب کی موت کی پیشین گوئی کرتے ہوئے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں پیشین گوئی شائع کی۔

”اگر مرزا احمد بیگ اس (سلطان محمد) سے نکاح کر دے گا تو اس کا شوہر روز نکاح سے

اڑھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۰ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۴ حاشیہ نکاح مرزا ص ۳) بہت جگہ مرزا قادیانی نے منگنی تڑوانے کی کوشش کی۔ کامیاب نہ ہوا آخر مرزا احمد بیگ نے اپنی بیٹی محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے ۱۸۹۲ء میں دھوم دھام سے کیا تو مرزا قادیانی کے ہوش اڑ گئے تو مرزا قادیانی نے اپنے رقیب سلطان محمد کی موت کی دوسری پیشین گوئی کی کہ "اس (محمدی بیگم) کا شوہر میری زندگی میں ضرور مرے گا اور اس کی بیوی (یعنی محمدی بیگم) میرے نکاح میں بالیقین آئے گی۔ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی یعنی منکوحہ آسمانی کا شوہر میرے سامنے نہ مرا تو میں بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں ٹلتی نہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

غلط پیشین گوئی

مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی غلط ٹھہری۔ سلطان محمد نہیں مرے۔ مرزا قادیانی کی بقیہ سولہ سال زندگی تک مرزا قادیانی کی موجودگی میں محمدی بیگم کے ساتھ وہ عیش سے رہا اور جنگ عظیم میں شریک رہا۔ بمقام فرانس گولی لگی۔ تندرست ہوگئے اور جولائی ۱۹۲۱ء تک زندہ رہا اور مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں حسرت و یاس ہیضہ کے مرض میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا ہے

نکاح آسمانی ہو گیا پھر بھی نہ ہاتھ آئے
رہے گی حسرت دیدار تا روز جزا باقی

محمدی بیگم کے نکاح کرنے میں ناکامی کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی ہر شخص سے بگڑنے لگا۔ مباہلہ کے چیلنج کے ساتھ جھوٹی پیشین گوئی کی بھرمار شروع کر دی۔

مولوی عبدالحق سے مباہلہ

جون ۱۸۹۳ء مطابق ۸ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ جب کہ مرزا قادیانی کی عمر تقریباً ۵۵ سال کی ہوئی تو حسب قرارداد مولوی عبدالحق صاحب غزنوی مقیم امرتسر سے مباہلہ کرنے کی غرض سے امرتسر کے عیدگاہ میں اپنے حامیوں کے ساتھ دن کے دو بجے حاضر ہوئے۔ حاضرین کے سامنے مولوی عبدالحق غزنوی نے رو بقبلہ ہو کر تین بار بہ آواز بلند کہا۔

یا اللہ میں مرزا کو ضال (گمراہ) مضل (گمراہ کرنے والا) ملحد (بددین) دجال (حد سے زیادہ دھوکا باز) کذاب (حد سے زیادہ جھوٹا) مفتری (بہتان لگانے والا) محرف (ردوبدل کرنے والا) کلام اللہ تعالیٰ و احادیث رسول ﷺ سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔

مرزا قادیانی نے بھی تین بار سب آواز بلند کہا: ''یا اللہ! اگر میں ضال و مضل و ملحد و دجال و کذاب و مفتری و محرف کتاب اللہ و احادیث رسول ﷺ ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔''

پھر دونوں فریق اپنے اپنے گھر واپس گئے۔ اس مباہلہ کا اثر یہ ہوا کہ اس کے بعد عبداللہ آتھم عیسائی کا وہ انتہائی رسوا کن واقعہ پیش آیا۔ جس سے مرزا قادیانی کی رہی سہی عزت بھی ختم ہو گئی۔ مرزا قادیانی کو حد سے زیادہ ذلت ہوئی۔ مولوی عبدالحق غزنوی کے حین حیات میں ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کا انتقال ہو گیا اور مباہلہ کا مولوی عبدالحق غزنوی پر یہ ہوا کہ مباہلہ سے پہلے مولوی صاحب کا نکاح جس سے ہوا تھا۔ مباہلہ کے بعد شادی ہو گئی۔ نیک بیوی ملی۔ بیوی حاملہ ہو گئی۔ اولاد ہوئی یا نہیں ہمیں معلوم نہیں۔ مباہلہ سے پہلے مولوی صاحب بیمار رہتے تھے۔ مباہلہ کے بعد صحت ہوئی۔ باطنی نعمتیں اور فتوحات حاصل ہوئیں۔ جن کا وہ اجمالی طور پر ذکر کرتے تھے۔ مولوی عبدالحق غزنوی کی عمر میں اللہ نے برکت دی۔ مرزا قادیانی کے بعد کامل نو سال تک زندہ رہے۔ ۱۶ رمئی ۱۹۱۷ء مطابق ۲۳ رجب ۱۳۳۶ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ آتھم سے مناظرہ

۵ رجون ۱۸۹۳ء جب مرزا قادیانی کی عمر تخمیناً ۵۴ برس کی ہوئی تو مشہور عیسائی مناظر عبداللہ آتھم کے متعلق پیشین گوئی کی کہ: ''وہ (یعنی عبداللہ آتھم) پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں وہ ضرور ایسا کرے گا ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔''

(جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک پندرہ ماہ گذر گئے۔ مسٹر عبداللہ آتھم عیسائی نہیں مرا۔ مرزا قادیانی بقول خود جھوٹے ٹھہرے۔ روسیاہ ہوئے۔

کچھ کرو خوف خدا کیا حشر میں دو گے جواب — کام کس آئے گی یہ دولت کمائی آپ کی
ذہنیت اور بے شرمی بھی ہوتے ہیں عالم میں مگر — سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی
کر کے منہ کالا گدھے پہ کیوں نہیں ہوتے سوار — فیصلہ کی شرط ہے مانی منائی آپ کی
داڑھی سر اور مونچھ کا بچنا بڑا دشوار ہے — کر ہی ڈالے گا حجامت اب تو نائی آپ کی
آپ کے دعووں کو باطل کر دیا حق نے تمام — اب بھی تائب ہو اسی میں ہے بھلائی آپ کی
اب بھی فرصت ہے اگر کچھ عاقبت کی فکر ہے — ہاتھ کب آئے گی یہ مہلت گنوائی آپ کی
سخت گمراہ ہو گئیں کہے مسیح کی شان کو — راہ حق اور زندگی سے ہے لڑائی آپ کی
خاتمہ بالخیر ہو گا اور ہو گے سرخ رو — ہوگی اب بھی توبہ سے گر صفائی آپ کی

المشتہر

اب دام مکر اور کسی پہ بچھائیے — بس ہو چکی نماز مصلیٰ اٹھائیے

اعتراف رسوائی

مرزا قادیانی نے خود بھی لکھا ہے کہ مخالفین نے بہت خوشی کی۔ مرزا قادیانی کی تذلیل و توہین میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی (سراج منیر ص ۷۲، خزائن ج ۱۲ ص ۷۸) میں لکھتے ہیں: ''انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچ شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخبار والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔'' بہت ہی سخت رسوائیوں اور ذلتوں کے بعد:

نبوت کا دعویٰ ۱۹۰۱ء

۱۹۰۱ء میں جب کہ مرزا قادیانی کی عمر تخمیناً ۶۲ برس کی ہوئی تو مرزا قادیانی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ (حقیقت النبوۃ ص ۱۲۰،۱۲۱) مثلاً:

۱۔۔۔۔۔ ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''
(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۲۔۔ ''خاکسار محدث ہے۔ محدث نبی بھی نبی محدث ہوتا ہے۔''
(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳..... ''قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔'' (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

اس کے بعد مرزا قادیانی نے تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

انبیاء اور خود حضور رسالت مآب ﷺ کی توہین

پھر دعویٰ نبوت کے ساتھ اولیاء ابدال واقطاب سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) ساتھ ہی ساتھ مرزا قادیانی کہتے ہیں: ''مجھے اپنے الہام کے قطعی ویقینی ہونے پر ایسا یقین ہے جیسے قرآن اور خدا کی دیگر کتابوں پر۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کو جتلاتے ہوئے کہتے ہیں ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

یعنی حضور نبی عربی کے لئے چاند کو گرہن لگا۔ میرے لئے چاند وسورج دونوں کو گرہن لگا۔ اب کیا تم انکار کر سکتے ہو۔ (اعجاز احمدی)

خدا اور خدا کا بیٹا بننے کا دعویٰ

اس کے بعد مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ خدا کے بیٹے کا مثیل ہے۔ ''انت منی بمنزلة ولدی'' اے مرزا قادیانی تو میرے بیٹے کے برابر ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

اس کے بعد مرزا قادیانی نے خدا کی شان کن فیکون کا اپنے اندر پائے جانے کا دعویٰ کیا۔ ''انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)'' اے مرزا تیری یہ شان ہے کہ جس چیز کو کہتا ہے وہ ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد مرزا قادیانی نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''وانیتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو فخلقت السموات والارض وقلت انا زینا السماء

الدنیا بمصابیح " مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ بعینہ اللہ ہوں۔ پھر میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴،۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

خلاصہ یہ کہ ۴۸ سال کی عمر میں محمدی بیگم کی فرقت اور رقیب کی خوش عیشی کی وجہ سے ہوش وحواس کھو کر کبھی عیسائیوں سے مرزا بھڑتے تھے۔ کبھی مسلمانوں سے لڑتے تھے۔ اسی بدحواسی میں کبھی مریم بنے، حاملہ ہوئے۔ عیسیٰ بنے، خدا کا بیٹا بنے، خدا خود بن بیٹھے۔ بھلا ایسا مخبوط الحواس شخص پیغمبر بن سکتا ہے؟ کیا جو شخص جھوٹی جھوٹی پیشین گوئی کر کے سرِ بازار ذلیل ہو، جو بقول خود پشاور سے کلکتہ تک جھوٹی پیشین گوئی کی وجہ سے روسیاہ بنا۔ کیا ایسا شخص نبی یا رسول بن سکتا ہے۔ کیا جو شخص بقول خود مرد ہونے کے بعد دو سال تک مریم کی صفت میں رہ کر دس ماہ تک حاملہ رہا ہے شخص کا نبی ہونا تو درکنار صاحب ہوش وخرد ہونا بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔

مرزا قادیانی کی موت کی پیشین گوئی

مرزا قادیانی کے بیس سالہ مخلص مرید ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی دجل وفریب سے بھرپور اشتہاروں کو دیکھ کر باغی ہوگئے۔ مرزا قادیانی کی موت کے متعلق الہامی طور پر خبر دی کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ماہ کے اندر ڈاکٹر کی حیات میں مرزا غلام احمد قادیانی مر جائے گا۔ پیشین گوئی خود ان کی بزبان مرزا سنئے۔

"ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی ہی میں ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا۔ پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ کی تھی مرتد ہوگیا۔...... آخر میں نے اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اس نے یہ پیشین گوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشین گوئی کے مقابل مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے [illegible] رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔"

(چشمہ معرفت ص ۳۲۱، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۶)

اس مقابلہ کا نتیجہ یہ نکلا۔ چونکہ مرزا قادیانی دجال کافر اور کذاب تھا۔ اس کی پیشین گوئی غلط نکلی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا قول صحیح نکلا۔ مرزا قادیانی ۴؍اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے یعنی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گیا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان ۱۲؍جون ۱۹۱۹ء تک زندہ رہے۔

مرزا قادیانی کی منہ مانگی موت

۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء مرزا غلام احمد قادیانی مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ ”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر نہیں ہوتی۔ آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی ہی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔“

مرزا قادیانی نہایت لجاجت سے دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں۔ ”اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین!“ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۰ آمین ”بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء!“

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸،۵۷۹)

مرزا چونکہ خود جھوٹا تھا اور مولوی ثناء اللہ صادق اور سچے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنی دعا کے مطابق مولوی ثناء اللہ کی زندگی ہی میں مرزا قادیانی کے پسندیدہ مرض ہیضہ میں مرتا

۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گئے اور مولوی ثناء اللہ مرحوم دوسری جنگ عظیم کے بعد تک زندہ رہے۔ مرزا قادیانی کی پر حسرت موت کی خبر مرزا کے قادیانی اخبارات کے ذریعے:

وفات مسیح

”برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا و مولانا حضرت مسیح موعود مہدی موعود مرزا قادیانی کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے۔ حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے ہو جایا کرتی تھی اور عموماً مشک وغیرہ کے استعمال سے واپس آ جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی۔ لیکن ۲۵ رمئی کی شام جو جب کہ آپ سارا دن پیغام صلح کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اسی بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے۔ مجھے حکم بھیجا کہ تو بنا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ قریباً گیارہ بجے اور ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی۔ مجھے اور خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا..... مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی۔ نیند آنے سے آرام آ جائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے۔ مگر تقریباً ۲ اور تین بجے کے درمیان ایک بڑا دست آ گیا۔ جس سے نبض بالکل بند ہو گئی اور خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین اور خواجہ کمال الدین کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ: ”مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے۔“ آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی۔ اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ جاری رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی۔ یہاں تک کہ ساڑھے دس بجے صبح ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

(حسب الحکم عبد الرحمن بہاری کاتب، پیغام صلح نمبر ۲۸ ، ۲۸ رمئی ۱۹۰۸ء تاریخ مرزا ص ۶۳ مشمولہ احتساب قادیانیت ج ۸ ص ۵۰۱)

سچے اور جھوٹے نبی کا فرق

پہلے حصے میں نبی صادق محمد عربی ﷺ کی نجی زندگی، سچے اعمال و کردار پیش کر کے آپ کے جانی دشمن ابوجہل، نضر بن حارث اور ابوسفیان کے اقوال پیش کر چکے ہیں کہ وہ آپ کو سچا

سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ کی زندگی کے تینوں دور یعنی بچپن، جوانی اور بڑھاپے میں کوئی ایسا واقعہ نہیں پاتے جس سے آپ ﷺ کی زندگی میں کوئی حرف آ سکے۔ آپ ﷺ کی بہترین تعلیمات آپ ﷺ کی پیشین گوئیوں کو بھی پیش کر چکے ہیں۔ جو ایک سچے نبی کی نبوت پر دلیل بن سکے۔

اس کے برخلاف "نبی کاذب" مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح و مختصر و مکمل زندگی کی تصویر آپ کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ تمام حوالہ جات بھی مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی کتابوں یا مرزائی فرقے کے اکابر کی کتابوں سے لیے گئے ہیں۔ آپ انہیں بغور پڑھ کر اپنی ضمیر، دل کی آواز کو بغور سنئے کہ جو شخص ایک کمسن لڑکی کے عشق میں ہوش و حواس کو کھو کر آخری عمر تک شادی، شادی کی رٹ لگائے اور اسی نتیجہ والہام میں جھوٹی پیشین گوئی کر کے بقول خود رسوا و ذلیل ہوئے۔ سچوں کے سامنے جھوٹے ہیضہ وغیرہ کے مرض میں مبتلا ہو کر مرنے کی دعاء کر کے مر گیا ہو۔ ایسے شخص کا نبی بننا تو درکنار کیا وہ ایک شریف انسان کہلا سکتا ہے۔ کیا کوئی صحیح الدماغ شخص ایسے شخص کے حالات پڑھ کر اس کو نبی مان سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب اور دجال ہونا

نبوت کی دوسری شرط صادق (سچا)، منصف (انصاف والا)، دیانتدار اور اخلاق رذیلہ سے مبرا ہونا ہے۔ اس کسوٹی پر دیکھیں تو صاف معلوم ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نبی ہونا تو درکنار حضور ﷺ کے قول کے مطابق کذاب و دجال ہیں۔

نبی عربی ﷺ فرماتے ہیں: "سیکون فی امتی کذابون دجالون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (رواہ مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۱، باب ذکر الفتن ودلائلھا، بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)" {میری امت میں بہت بڑے جھوٹ بولنے والے حد سے زیادہ مکار تیس ہوں گے۔ سب کے سب دعویٰ کریں گے۔ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔}

حدیث کو بغور دیکھنے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ "فی امتی" سے معلوم ہوتا ہے کہ "نبوت" کا دعویٰ کرنے والا کذاب اور دجال شخص اپنے آپ کو نبی عربی ﷺ کا امتی کہلائے گا۔ یا حضور ﷺ کی امت میں سے مستقل نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" جس طرح "لا الہ الا اللہ" سے خدا کے سوا ہر قسم کے معبود کے ہونے کی نفی اور

انکار مقصود ہے۔ اسی طرح نبی عربی ﷺ کو ”خاتم النبیین“ ماننا، آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی اور انکار کرنا مقصود ہے۔ خواہ وہ ظلی نبی ہو یا بروزی نبی ہو یا تشریعی نبی ہو یا غیر تشریعی نبی ہو۔ جس کی تائید ”انا آخر النبیین انتم آخر الامم“ سے ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ اس لئے اس بحث میں دو باتیں قابل بحث رہتی ہیں۔

اول...... یہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو حضور ﷺ کا امتی کہلاتا تھا یا نہیں۔

دوم... یہ کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا یا نہیں۔

اگر یہ دونوں باتیں پائی جائیں تو نبی عربی ﷺ کے قول کے مطابق یقیناً کذاب ودجال ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو حضور ﷺ کا امتی مانتا تھا ساتھ ہی ساتھ نبوت کا دعویٰ کرتا تھا

مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴) میں لکھتا ہے: ”(میرا) صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔“

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بعض مریدوں کو نبوت کے انکار کرنے پر سرزنش کرتے ہوئے (ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶) نامی اشتہار میں لکھتا ہے: ”ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں۔ جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ: ”ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔“ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ مکالمات الٰہیہ جو

براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ "هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله" (براہین احمدیہ ص ۴۹۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی ہے۔ "جری الله فی حلل الانبیاء" یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ (براہین احمدیہ ص ۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب یہ وحی اللہ ہے۔ "محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم" اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو (براہین احمدیہ ص ۵۱۶ حاشیہ در حاشیہ) میں درج ہے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶، ۲۰۷)

مذکورہ بالا عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی "نبی عربی ﷺ" کا حق چھین کر حضور ﷺ کی نبوت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے کو نبی کہہ رہا ہے۔ نبی عربی ﷺ کے متعلق قرآنی آیات کا سرقہ اور غصب کر کے اس پر نازل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ یہاں تک حضور ﷺ کا قرآنی نام "محمد" کے متعلق کہہ رہا ہے کہ خدا نے میرا (غلام احمد قادیانی) کا نام "محمد" رکھا۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد!

دنیا میں مضمون کا سرقہ تو دیکھا گیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی طرح پورے کے پورے کتابی الفاظ کا چور تو بہت کم دیکھا گیا ہے۔ الغرض نبی عربی ﷺ کی پیشین گوئی کی بناء پر مرزا قادیانی کذاب اور دجال ٹھہرے۔ اس لئے جو مرزا قادیانی جیسے دجال اور کذاب پر ایمان لائے گا وہ حضور پرنور ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے کافر ہوگا اور جو کافر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے بقول حضور ﷺ کذاب اور دجال ہیں

۱..... "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۲..... "قادیان اس [illegible] رہے گا۔ (طاعون سے) کیونکہ یہ رسول کا تخت گاہ ہے۔" (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸)

ص ۲۳۳)

۳ ... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"

(اخبار بدر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

۴ ...

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

یعنی جو تمام کمالات سارے انبیاء علیہم السلام میں تقسیم ہوئے تھے۔ وہ سب تنہا مرزا غلام احمد کو دیئے گئے۔ اس شعر میں تمام صاحب کتاب و صاحب شریعت نبیا سے مرزا کے افضل ہونے کا دعویٰ پایا جاتا ہے۔

۵ ...

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

جو کچھ خدا کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اس کا دامن خطا سے پاک ہے .... قرآن کی طرح جس وحی کو منزہ اور پاک جانتا ہوں ... خطاؤں سے یہی میرا ایمان ہے

اس میں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے۔ مرزا پر نازل شدہ وحی غلطیوں سے ایسی پاک ہے۔ جیسا قرآن پاک ہے۔ (آگے آپ کو مرزا قادیانی کی وحی کی حقیقت معلوم ہوگی)

۶

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں
ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(نزول المسیح ص ۹۹، ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، ۴۷۸)

انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں...... میں عرفان میں کسی سے کم تر نہیں ہوں۔ ... یقین کے اعتبار سے میں ان سے کم نہیں ہوں...... جو شخص جھوٹ کہے وہ لعین ہے۔

مرزا قادیانی نے اس شعر میں دعویٰ کیا۔ خدا کی معرفت میں میں نبیوں سے کم نہیں ہوں۔ صاحب شریعت نبی ہو یا غیر صاحب شریعت نبی۔ سب سے برابر ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

۷..... "میں اسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۸..... "الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔" (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

۹..... "خدا وہ خدا ہے کہ جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

۱۰..... "ہم تمام احمدی (مرزائی) جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح سے تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم کو حضرت مسیح (مرزا قادیانی) نے جو بیان فرمایا اس سے کم و بیش کرنا سلب ایمان سمجھتے ہیں۔"

(اخبار پیغام صلح ج ۱ ص ۴۳، مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

۱۱..... "پس شریعت اسلامیہ نبی کے جو معنی کرتی ہے اس معنی کے اعتبار سے حضرت (مرزا قادیانی) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔"

(حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴)

۱۲..... "اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور مجھ سے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔" (انوار خلافت ص ۶۵)

۱۳..... "ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔ ([illegible]

آنحضرت ﷺ کے بعد)" (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء / الوصیت ص ۹۲)

۱۳..... "ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے.... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۲۷۲)

الغرض مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی عربی ﷺ کے امتی ہونے کے باوجود نبوت کا دعویٰ کر کے حضور پر نور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق کذاب و دجال ٹھہرے جو مرزا قادیانی جیسے کذاب و دجال کو نبی مانے گا وہ نبی عربی ﷺ کے باغی ہونے کی وجہ سے کافر ہوگا جو کافر ہوگا وہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہوگا۔ اس کی نجات نہیں ہوگی۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ

ناظرین! مرزا قادیانی کے مختصر حالات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو محمدی بیگم کے نکاح میں ناکامی ہوئی تو ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء میں پیشین گوئی کی تھی۔ "اگر مرزا احمد بیگ اس (سلطان محمد) سے نکاح کر دے گا تو اس کا شوہر روز نکاح سے اڑھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔"
(انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

چنانچہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ سلطان محمد نے ۱۸۹۲ء میں محمدی بیگم سے نکاح کیا اور مرزا قادیانی کے بقیہ سولہ سالہ زندگی تک مرزا قادیانی کے محبوبہ کے ساتھ داد عیش دیتا رہا اور ۱۹۲۱ء تک زندہ رہا اور مرزا قادیانی بقول خود جھوٹا ٹھہرا اور ۲۶ر جولائی ۱۹۰۸ء کو نہایت حسرت سے دنیا سے کوچ کر گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۵ر جون ۱۸۹۳ء میں مشہور عیسائی مناظر عبداللہ آتھم کے متعلق پیشین گوئی کرتے ہوئے لکھا تھا۔ "وہ (عبداللہ آتھم) پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں وہ ضرور ایسا کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔"
(جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳، مورخہ ۵ر جون ۱۸۹۳ئ)

ناظرین! آپ پڑھ چکے ہیں کہ ۵ر ستمبر ۱۸۹۴ء تک پندرہ ماہ گذر گئے۔ مسٹر آتھم نہ

مرا۔ مرزا قادیانی بقول خود جھوٹے ٹھہرے۔ روسیاہ ہوئے۔ بقول مرزا پشاور سے کلکتہ تک مرزا قادیانی کی جس قدر رسوائی ہوئی وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ مرزا قادیانی بیس سال مرید ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی پیشین گوئی کے متعلق لکھتے ہیں۔

''اس (ڈاکٹر عبدالحکیم خان) نے پیشین گوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشین گوئی کے مقابلہ پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جاوے گا۔ خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص خدا کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۷)

مقابلہ کا نتیجہ یہ نکلا۔ مرزا قادیانی چونکہ خدا کی نظر میں کاذب (جھوٹا) تھا۔ اس لئے اس کی پیشین گوئی غلط نکلی اور ۴؍اگست ۱۹۰۸ء کے اندر یعنی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کا انتقال ہو گیا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صدوق (سچا) تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے برخلاف ۲۱؍جون ۱۹۱۹ء تک زندہ رہا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے پرانے حریف مولانا ثناء اللہ امرتسری کو خطاب کرتے ہوئے ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ''اگر میں ایسا ہی کذاب (حد سے زیادہ جھوٹا) اور مفتری (بہتان باندھنے والا) ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد کی عمر دراز نہیں ہوتی۔ آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔''

(مرزا قادیانی نہایت گڑگڑا کر دعا کرتے ہوئے لکھتے ہیں) ''اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین!'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

مرزا غلام احمد قادیانی (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵) پر لکھتے ہیں: ''اور یہ بھی یاد

رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت "طاعون" پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح نے بھی انجیل میں خبر دی ہے۔ ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔"

نوٹ: ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی کا سفید جھوٹ ملاحظہ فرمایئے کہ مسیح کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر قرآن میں کہیں موجود نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰) میں لکھتے ہیں: "خدا نے سبقت کر کے اپنی طرف سے قادیان کا نام لے دیا ہے کہ قادیان کو اس (طاعون) کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔"

مرزا قادیانی (مواہب الرحمن ص۲۳، خزائن ج۱۹ ص۲۴۲) میں تحریر کرتے ہیں: "لنا من الطاعون امان ولا تخوفونی من هذه نیران فان النار غلامنا بل غلام الغلمان یعنی ہمارے لئے طاعون سے امان ہے۔ مجھ کو طاعون سے مت ڈراؤ۔ طاعون ہمارے غلام اور تابعدار ہے۔ بلکہ غلاموں کا غلام ہے۔"

"خدا مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔" (کشتی نوح ص۲، خزائن ج۱۹ ص۲)

مرزا قادیانی چونکہ بقول نبی عربی ﷺ کذاب و دجال تھے۔ ان کی پیشین گوئی غلط نکلی۔ قادیان میں یہ مرض پھیلا اور خوب پھیلا۔ چنانچہ قادیان کی کل مردم شماری (۲۸۰۰) تھی۔ جس میں (۳۱۴) اسی موذی مرض سے ہلاک ہوگئے۔ مرزا قادیانی کا مقرب: اخبار البدر کا ایڈیٹر محمد افضل اسی زمانہ میں مرض طاعون میں قادیان ہی میں ہلاک ہوا۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں میں سے کسی نے بھی اس مرنے والے کے ساتھ ہمدردی نہیں بلکہ جس مسجد میں اس کی چارپائی رکھی گئی تھی۔ بحکم مرزا قادیانی اس مسجد کے کنوئیں سے مدتوں اور دنوں کی دنوں تک اترا رہا۔ اس لئے کہ اس کنوئیں کے پانی کو کوئی اپنے گھروں میں نہ لے آوے۔ نہ ہی اس کی جنازہ کی نماز پر کوئی گیا۔ اسی طرح قاضی امیر حسین بھیروی کا جب لڑکا طاعون کا شکار ہوا تو بھی مرزائیوں نے اس سے بھی وہی سلوک کیا۔ جو افضل مذکور سے کیا تھا۔ قاضی موصوف نے مرزا قادیانی کی خدمت میں بہت شور وغل کیا کہ آپ کے مرید کافروں سے بھی بدتر ہیں۔ وغیرہ!

(اخبار بدر مورخہ ۹ نومبر ۱۹۰۲ء۔ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء ۱۶ مئی ۱۹۰۲ء ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

جب مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے ٹھہرے اور مخالفین نے شور مچایا تو مرزا قادیانی نے جھٹ تاویل کی کہ: ''پیشین گوئی میں قادیان کا لفظ نہ تھا۔ بلکہ قریہ کا لفظ تھا۔''

(اخبار البدر مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء ملفوظات ج ۳ ص ۴۷)

مرزا غلام احمد قادیانی ۲۳ جون ۱۸۹۷ء میں فرماتے ہیں اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں ان کا انتقال ہو جاتا ہے۔ یعنی اپنی موت کے بارہ برس پہلے لکھتے ہیں کہ: ''پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوا اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعے سے ظہور میں نہ آوے۔ یعنی اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۸، ۱۹ء)

قارئین! مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کے لئے پانچ باتیں پیش کیں کہ یہ سات برس کے اندر ظاہر ہوں گے۔ آپ انصاف سے بولئے کہ کیا یہ باتیں پوری ہوگئیں۔ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کے قول سے مرزا قادیانی خود کاذب ہوگئے۔

نتیجہ: مرزا قادیانی چونکہ بقول خود مفسد (فسادی) کاذب (جھوٹا تھا) اس لئے صادق یعنی مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی ہی میں بمرض ہیضہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا سے کوچ کر گیا اور ثناء اللہ امرتسری دوسری جنگ عظیم کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہے۔ الغرض مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ہونے کی بے شمار دلیلیں ہیں۔ جو کذبات مرزا میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔

قارئین! آپ ہی انصاف سے کہئے کہ جو شخص اس درجہ کا کذاب و دجال ہو وہ نبی ہو سکتا ہے۔ نبی بننا تو دور کنار ایک شریف آدمی بھی بن سکتا ہے؟

نبی عربی ﷺ کا ارشاد گرامی ملاحظہ کیجئے۔ منافق کی نشانی یہ ہے کہ: ''اذا حدث کذب واذا خاصم فجر (مشکوٰۃ ص ۱۷، باب الکبائر وعلامات النفاق)'' یعنی جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جب جھگڑے تو گالی دے۔

حدیث کے پہلے ٹکڑے کی تحقیق ہو چکی۔ اب دوسرے حصے کے متعلق تحقیق کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی تصنیفات سے مرزا قادیانی کی ایجاد کردہ ہزاروں گالیوں میں ان گالیوں کو

پیش کرتے ہیں جو مرزا قادیانی نے علماء کرام خصوصاً مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم کو دیتے ہوئے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱ تا ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵ تا ۳۰۹) تک دی ہیں۔

۱..... رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔

۲.. ... ''علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ'' خدا کی لعنت کی دس لاکھ جوتیاں ان پر پڑیں۔

۳. . . ناپاک اشتہار۔

۴. اے پلید دجال۔

۵ تعصب کے غبار نے اندھا کر دیا۔

۶. احمق بے عقل۔

۷.... ان احمقوں نے۔

۸.. .. اے نادان۔

۹.. ... آنکھوں کے اندھے۔

۱۰. . مولویت کو بدنام کرنے والا۔

۱۱... . مگر یہ نرے گدھے ہیں۔

۱۲ جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے۔

۱۳... . ظالم مولوی۔

۱۴.. .. اے اسلام کے عار مولویو۔

۱۵ . جہالت کی زندگی سے موت بہتر۔

۱۶. . چو کافر شما ساختہ از مولوی است ۔ بریں مولویت بباید گریست

۱۷ اے احمق۔

۱۸..... کیا تمہارا جنازہ پڑھا دیا جائے۔

۱۹. . حماقت ظاہر ہوئی۔

۲۰... . تمہارا گندہ جھوٹ۔

۲۱.. مگر تم نے حق کو چھپانے کے لئے جھوٹ کا گوہ کھایا۔

۲۲... . پس اے بد ذات۔

۲۳... . خبیث۔

۲۴…… دشمن باللہ ورسولہ۔

۲۵…… بیہودہ پا نند تحریف۔

۲۶…… مگر تیرا جھوٹ اسے نابکار پکڑا گیا۔

۲۷…… وہ بدذات خود پکڑا گیا۔

۲۸…… اور بے ایمان ہے۔

۲۹…… اس نابکار کی ترویر اور تلبیس ہے۔

۳۰…… ان کی عقلوں پر ضلالت کا گرہن لگ گیا۔

۳۱…… تمام دنیا سے بدتر۔

۳۲…… ایمانی روشنی مسلوب۔

۳۳…… ان کے دلوں پر انکار کی ظلمت کا خوف وکسوف لگ گیا۔

۳۴…… سب مخالفوں سے کہتے ہیں کہ جس وقت یہ باتیں پوری ہو جائیں گی۔

۳۵…… ”(یعنی احمد بیگ کا داماد سلطان محمد) میرے روبرو مر جائے گا اور اس کی بیوی میرے نکاح میں آ جائے گی تو اس دن نہایت صفائی سے (مخالفوں کی) ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔“

ناظرین! آپ مرزا قادیانی کی گالیوں بھری تحریروں کی طرف دیکھئے۔ خصوصاً گالی نمبر ۳۵ کی طرف دیکھئے کہ مرزا قادیانی کی محبوبہ کے چھن جانے پر مرزا قادیانی اپنے مخالفین کو جو گالیاں دے رہے ہیں یہ ایک نبی تو کجا ایک شریف انسان کے منہ سے نکل سکتی ہیں۔ ایسے گندہ دہن شخص کو نبی ماننے والے کا کیا حکم ہو سکتا ہے۔ آپ اپنے ضمیر سے فیصلہ کیجئے۔

نبوت کی چوتھی شرط

انبیائے سابقین یعنی گذشتہ نبیوں، رسولوں کا احترام، کتابوں کی تصدیق

چونکہ ہر سچا نبی اللہ کا نائب ہے۔ اللہ ہی کے حکم کی بناء پر نبوت ورسالت کے فرائض ادا کرتا ہے۔ اس لئے ہر سچے نبی کی تعظیم کرنا گویا خداوند تعالیٰ کی تعظیم واحترام کرنا ہے۔ ان کی توہین وہتک انہیں جھٹلانا گویا خداوند تعالیٰ کی توہین وہتک کرنا اور جھٹلانا ہے اور خداوند عالم کی توہین وتکذیب کرنے والا۔ جھٹلانے والا کافر وجہنمی ہوتا ہے۔ نبوت ورسالت سے سرفراز شخص

ہوسکتا۔ اسی قاعدہ کی بناء پر ہر نبی اپنے سے پہلے کے نبیوں کا احترام کرتے تھے اور اپنے پیروؤں کو بھی ادب و احترام کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ "تفریق بین الانبیاء" بعض نبیوں کو ماننے بعضوں کو نہ ماننے سے روکتے تھے۔ "لا نفرق بین احد منهم" مثلاً یہود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی بے عزتی کرتے تھے۔ ناجائز ولادت کہہ کر رسول ہونے سے انکار کرتے تھے۔ ان کے برخلاف نبی عربی محمد رسول اللہ ﷺ نے خود بھی تعظیم کی۔ مسلمانوں کو تعظیم کرنے کے لئے خدائی حکم سنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن نے کہا۔ "وجیهاً فی الدنیا والآخرة ومن المقربین" یعنی عیسیٰ علیہ السلام دین و دنیا دونوں جگہ عزت والے ہیں اور مقرب بارگاہ خدا ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق ارشاد ہے۔ "التی احصنت فرجها" مریم علیہا السلام وہ ہے جس نے ہمیشہ اپنے کو باعصمت رکھا۔ "ان اللہ اصطفاک وطهرک واصطفاک علی نساء العالمین" اے مریم علیہا السلام تجھ کو اللہ نے پسند کیا اور پاک بنایا اور سارے جہان کی عورتوں سے برگزیدہ بنایا۔ چنانچہ آج دنیا میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کی عزت و احترام آپ ہی کی تعلیم کی بناء پر ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

الغرض اوپر کی تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ نبیوں میں سے کسی نبی کی توہین کرنے والے شخص کا نبی ہونا تو درکنار قرآنی تعلیم کے خلاف کرنے کی وجہ سے کافر اور مرتد ہوگا۔ "ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وهو کافر" ابدی عذاب کا مستحق ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں بدزبانی

نوٹ: مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک مسیح ابن مریم علیہ السلام، عیسیٰ اور یسوع تینوں سے ایک ہی شخص مراد ہے۔

"مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ علیہ السلام اور یسوع بھی کہتے ہیں۔"

(توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

"یسوع کی تمام پیشین گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے۔ اگر ایک پیشین گوئی بھی اس پیشین گوئی کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشین گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی پیشین گوئیاں اس کی خدائی

پر وکیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھلایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے .... یسوع کی ان شوخیوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیے۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا... مسیح کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں اکثر غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔" (بقول مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے آپ کی مرمت کرتے تھے۔ عیسیٰ موٹی عقل والا (بیوقوف) ہے) (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵، ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸، ۲۸۹)

مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت یوں بدزبانی کرتے ہیں۔
"اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گیا۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔"
(کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

ناظرین! حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کو جس کی پاکدامنی کی تصدیق قرآن "التی احصنت فرجہا" (یعنی مریم وہ ہے جس نے ہمیشہ اپنے کو باعصمت رکھا ہے) کر رہا ہے۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی کس قدر تہمتیں لگا رہے ہیں۔

پہلی تہمت: حضرت مریم علیہا السلام کو نکاح سے قبل حمل ہو گیا تھا۔

دوسری تہمت: حمل کی حالت میں نکاح کر دینا تورات کی بنا پر ناجائز تھا۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ نکاح کے بعد جو اولاد ہوئی ناجائز نکاح سے پیدا ہوئی۔

تیسری تہمت: مریم علیہا السلام نے خدا سے کنواری رہنے کا عہد کر کے اپنے عہد کو توڑ ڈالا۔

چوتھی تہمت: یہ کہ قرآن تو عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے ماں کی طرف نسبت کر کے ابن مریم کہے اور مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یوسف نجار کو باپ ٹھہرائیں اور مریم بتول کے لئے قرآنی حکم کے خلاف یوسف نجار سے نکاح کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بولنے کا اتہام

"یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشین گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں۔ جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی۔ عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی۔ (بقول مرزا قادیانی عیسیٰ چور تھے اور عیسیٰ کی تعلیم کچھ عمدہ نہیں تھی) پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، ۵ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹، ۲۹۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استاد یہودی تھا؟

"آپ کا ایک یہودی استاد تھا۔ جس سے آپ نے توریت سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو کچھ زیرکی سے بہت کچھ حصہ نہیں دیا تھا۔ یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے انکار

”حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔ ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷،۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱،۲۹۰)

”قرآنی تعلیم کے برخلاف حضرت مسیح ابن مریم کا باپ یوسف نجار تھا۔ مسیح ان کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے تھے۔“ (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

جھوٹی مرزا قادیانی ”مسیح ابن مریم مکار و فریبی تھے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب اور کچھ نہ تھا۔ پھر افسوس نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کی توہین

”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ آپ وہی حضرت ہیں جنہوں نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ابھی تمام لوگ زندہ ہوں گے کہ میں پھر واپس آ جاؤں گا۔ حالانکہ نہ صرف وہ لوگ بلکہ انہیں نسلیں اس کے بعد بھی انیس صدیوں میں مر چکیں۔ مگر آپ اب تک نہ تشریف لاتے ہوئے خود وفات پا چکے۔ مگر اس جھوٹی پیشین گوئی کا کلنک اب تک پادریوں کی پیشانی پر باقی ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱

ص۲۹۱،۲۹۰)

نوٹ: بعض قادیانی ان عبارتوں کے متعلق یہ عذر کرتے ہیں کہ یہ سب عیسائی پادریوں کے مقابلے میں الزامی طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ محض دھوکا اور بناوٹ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ہی یہی ہے۔ اس لئے کہ مذکورہ باتیں دافع البلاء میں بھی موجود ہیں۔ دافع البلاء کے مخاطب زیادہ تر علماء اسلام ہیں۔ جس کا جی چاہے (دافع البلاء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی) پوری کتاب پڑھ کر خود دیکھ لے۔ اس ظالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جس قدر گندی اور فحش باتیں منسوب کی ہیں وہ ایک شریف انسان کے منہ سے ہرگز نہیں نکل سکتی۔ دافع البلاء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ ''مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ کے دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاء ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

مذکورہ بالا عبارت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تین تہمتیں لگائی ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اول ... یہ کہ وہ شراب پیتے تھے۔

دوم ... فاحشہ اور بدکار عورتیں اپنی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہوا عطر ان کے سر پر ملاتے تھے اور ان کے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اپنے بدن کو چھواتے تھے۔

سوم ... بے تعلق اور جوان عورتیں ان کی خدمت کرتی تھیں۔ مذکورہ بالا تہمتوں کو درست ثابت کرنے کے لئے کہا ہے۔ خدا نے انہی قصوروں کی وجہ سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو حصور (اپنی خواہش نفس روکنے والا) نہیں فرمایا۔

حالانکہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن پاک میں حصور نہ کہنے کا یہ نتیجہ نکالا جائے تو پھر تمام جلیل القدر پیغمبروں، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہم السلام خود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ ظالم کیا کہے گا۔ کیونکہ ان حضرات کے متعلق بھی قرآن میں حصور کا لفظ نہیں استعمال کیا گیا۔ اس سے ان کی عصمت [illegible] نہیں رہے گی۔ (خدا کی پناہ)

خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جلالت شان کو ثابت کرنے کے لئے ''وجیھا فی الدنیا والآخرۃ'' فرمایا اور مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی خاندان پر تہمتیں رکھ کر خوب گندی گالیاں دیتے۔ کیا ایسا شخص رسول یا شریف انسان ہو سکتا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت مرزا قادیانی کی بدزبانی

۱...... ''لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر'' اس کے (محمد ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ''اور تمام دنیا پر مجھے بزرگی ہے۔'' (کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

ظاہر ہے کہ تمام دنیا میں حضور نبی عربی ﷺ بھی داخل ہیں۔ تو گویا حضور ﷺ پر مرزا قادیانی کو بزرگی و شرف حاصل ہے۔

۳...... (حقیقت الوحی ص ۱۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰) میں مرزا قادیانی اپنی نسبت لکھتے ہیں: ''واتانی مالم یؤت احدا من العالمین'' یعنی مجھے وہ ملا جو تمام دنیا میں کسی کو نہیں دیا گیا۔

حضرت امام حسینؓ کی توہین

''وواللہ لیست فیہ منی زیادۃ وعندی شہادات من اللہ فانظروا'' کہا اسے (حسینؓ کو) مجھ سے کچھ زیادہ نہیں۔ میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو۔

''وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدا فالفرق اجلی واظہر'' (اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳) اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن حسینؓ دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔

دونوں شعروں میں مرزا قادیانی اپنے آپ کو سیدنا حسینؓ سے افضل ہونے کو ثابت کیا ہے۔ جگر گوشہ رسول اکرم ﷺ کی توہین کرنے والے کے متعلق فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

کافروں، فاسقوں کی خوشامد اور چاپلوسی نہ کرنا

چونکہ نبی اور رسول اللہ کا محب اور فرمانبردار ہوتا ہے۔ وہ ''الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب'' کے مصداق چند روزہ دنیاوی مفاد کے لئے ذلیل قسم کے سرکار پرستوں، کاسہ لیسوں

دنیا کے کتوں کی طرح کسی حکومت کے خاندان یا گورنمنٹ برطانیہ جیسی کافر حکومت کی ایسی ذلیل خوشامد ہرگز نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے خاندان یا انگریزی حکومت کے ساتھ اپنی وفاداری، وابستگی، خیرخواہی اور دعاگوئی کا ایسا گھٹیا مظاہرہ کیا ہے جو کسی ذلیل سے ذلیل حکومت پرست یا باحیا عاشق خوددار کی بھی کوئی ایسی تحریر نہیں دیکھی گئی۔ ذیل میں مرزا قادیانی کے دو مضمون درج کرتے ہیں اور فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ ایسی گندی اور پست فطرت کا مظاہرہ کرنے والا شخص نبی تو درکنار کیا ایک خوددار آدمی بن سکتا ہے۔ یہ دو باتیں ہیں۔

محمدی بیگم اور مرزا قادیانی

مشفقی مرزا علی بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب الطبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا۔ مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچا لے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتے۔ کیا میں چوہڑا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی لڑکی سے کیا غرض۔ کہیں جائے۔ مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو

چاہے دو سیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے یہ کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہیں آیا اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ رہ گیا ہے۔ جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں۔ ذلیل ہوں، خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا آپ کی خود منشاء ہے۔ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی (منکوحہ آسمانی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جو اب میرے قبضے میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسا ہی سب رشتے ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم! راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج مورخہ ۲۸/مئی ۱۸۹۱ء (منقول از کلمہ فضل رحمانی)

مرزا احمد بیگ (آسمانی خسر کے نام) مرزا کا خط

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا۔ اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزنداں حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرمائے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند علیم جانتا ہے۔ آپ کے لئے دعائے خیر و برکت چاہتا ہوں۔

میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں۔ تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرماویں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں کوئی غم اور فکر کی بات نہ ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے۔ جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں۔ بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی

گوئی کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہﷺ'' پر ایمان لایا ہے۔ ایسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے بندہ کوئی لڑائی نہیں کر سکتا۔ جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین و دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں ناملائم لفظ ہو تو معاف فرماویں۔ والسلام!

(خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ۔ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء بروز جمعہ منقول از کلمہ فضل رحمانی)

ناظرین! نکاح سے متعلق مرزا قادیانی کا یہ خط کلمہ فضل رحمانی میں چھپ چکا ہے۔

مرزا قادیانی کے چچازاد بھائیوں سے ایک دیوار کے مقدمہ کے سلسلے میں مرزا قادیانی نے عدالت میں حلفیہ بیان دیتے ہوئے کہا۔ ''احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیشین گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور ...... وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ ''کلمہ فضل رحمانی'' میں ہے وہ میرا ہے۔'' (الحکم مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴)

انگریزی حکومت کے ساتھ مرزا قادیانی کی وفاداری

مرزا قادیانی نے (شہادۃ القرآن ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰) میں گورنمنٹ کی توجہ کے لائق کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ اس میں مرزا قادیانی نے اپنے والد غلام مرتضیٰ اور بڑے بھائی غلام قادر کی انگریز پرستی اور ۱۸۵۷ء کے غدر میں جانی اور مالی امداد کے سلسلے کو فخریہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ کی شکرگذاری میرے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہے۔

حکومت برطانیہ کے احسانات اجمالاً اور علیحدہ بیان کو تفصیل سے لکھ کر آخر میں لکھتے ہیں کہ: ''ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں۔ جس طرح ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعاء کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعاء کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر شر سے [illegible] رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے۔ جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا

بھی شکر ادا کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کا خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ در حقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسرے کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے۔ بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں باربار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں پناہ دی ہو۔ سو وہ حکومت برطانیہ ہے۔"

مذکورہ بالا عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مذہب نصاریٰ پرستی، نصرانی حکومت کا وظیفہ پڑھنا اور نصرانی حکومت کے لئے شکر اور دعا کرنا ہے۔ نصاریٰ یعنی حکومت برطانیہ سے جہاد کرنا بقول مرزا قادیانی ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ اس بناء پر انگریزی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جتنے وطن پرستوں نے انگریزوں سے جہاد لسانی، قلمی یا سیفی یا ہتھیار سے عمل کیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کے نزدیک حرامی اور بدکار لوگ ہیں۔ "تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو"

ناظرین! آپ مرزا قادیانی کی سوانح عمری (از الف) پڑھ چکے ہیں۔ مرزا قادیانی کے بلند بانگ دعووں، جھوٹی باتوں، غلط پیشین گوئیوں، انبیاء اور صلحاء پر بہتان و افتراء پردازیوں، کم سن لڑکی کے عشق میں مرزا قادیانی کی مخبوط الحواسیوں کے ساتھ انگریز پرستی کے مظاہرے نے مظاہروں، خاتم النبیین کے متعلق نبی عربی محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی قرآن کی آیت پیش کرتا ہوں۔ آپ اس کے معنی کو بغور پڑھ کر خود مرزا کو تحقیق کیجئے۔ اگر آیت کے مطابق ہو تو اس پر اور اس کی نبوت پر لعنت بھیجئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی بن کر ان دائمی نعمتوں سے مالا مال ہو جیے۔ ورنہ اپنی عقل کے ناخن لیجئے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "هل انبئكم علىٰ من تنزل الشياطين ينزل علىٰ كل افاك اثيم (شعراء: ۲۲۱، ۲۲۲)" {ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ شیطان کن لوگوں پر اترتے ہیں۔ وہ جھوٹ بولنے والوں، افتراء پردازوں اور بدعملوں پر اترتے ہیں۔}

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی انتہاء درجہ کے جھوٹ بولنے والا، بہتان تراشنے میں

مابراہیم پاپی انسان تھا۔ اس لئے اس پر شیطان کی طرف سے وحی آتی تھی۔ ادھر مرزا محمدی بیگم کے عشق کی وجہ سے دماغی سکون و توازن کھو چکے تھے۔ اس لئے یہ شخص نہ نبی بن سکتا ہے نہ مجددی کے قابل انسان تھے۔

مرزا قادیانی اور اس کے امراض

بیماری، ضعف، نامردی اور امراض خبیثہ کا شکار۔ ناظرین! مرزا قادیانی کی سوانح عمری کے ساتھ مرزا قادیانی کے امراض بھی پروفیسر الیاس برنی کی کتاب قادیانی مذہب سے نقل کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو بھی اندازہ ہو سکے۔ جس کی جسمانی حالات ایسی ہو۔ ایسے شخص کا مسیح موعود، مجدد، مثیل عیسیٰ، عیسیٰ اور نبوت کا دعویٰ کرنا دماغی فتور اور ذہنی خرابیوں کی وجہ سے نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی کی تیس سالہ بیماری خود ان کی زبانی

"مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سردرد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جاتا نبض کم ہو جاتا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصے میں کہ پیشاب کی کثرت سے آتا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریب تیس برس سے ہیں۔"

(نسیم دعوت ص ۶۵، خزائن ج ۱۹: ص ۴۳۵)

"میں ایک دائم المریض آدمی ہوں۔ ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ آتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴ ص ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)

ضعف دماغ اور نامردی کا یقین

"دوسرا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب، دق کی بیماری کا اثر بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا۔ کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔"

(نزول المسیح ص ۲۰۹، خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷)

"جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک یقین رہا کہ نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا۔"

خاکسار: غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۸۷ء

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۱۴، خط نمبر ۳ بنام حکیم نورالدین)

نوٹ: شادی سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری شادی ہے جو مسماۃ نصرت جہاں بیگم بنت نواب ناصر سے ہوئی تھی۔ اس وقت مرزا قادیانی دائم المریض تھے۔ عمر پچاس سال سے متجاوز تھی۔ شادی کے وقت نامردی کا یقین تھا۔ پھر بھی اس دوسری بیوی کے بطن سے دس اولاد ہوئی اور جوانی میں پہلی بیوی سے صرف دو لڑکے۔ تفصیل سنئے:

"خاکسار (مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ یعنی مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچہ ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے اور ہماری والدہ صاحبہ (دوسری بیوی) سے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

نمبر شمار	نام	ولادت	وفات
۱	عصمت	۱۸۸۶ء	۱۸۹۱ء
۲	بشیر احمد	۱۸۸۷ء	۱۸۸۸ء
۳	مرزا بشیر الدین محمود احمد	۱۸۸۹ء	×
۴	شوکت	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
۵	خاکسار مرزا بشیر احمد	۱۸۹۳ء	×
۶	مرزا شریف احمد	۱۸۹۵ء	×
۷	مبارکہ بیگم	۱۸۹۷ء	×
۸	مبارک احمد	۱۸۹۹ء	۱۹۰۷ء
۹	امۃ النصیر	۱۹۰۳ء	۱۹۰۳ء
۱۰	امۃ الحفیظ	۱۹۰۴ء	×

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۵۲ روایت نمبر ۵۹)

خطرناک دورۂ مرض

"قریباً نصف گھنٹہ تک (مرزا غلام احمد قادیانی) جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ پھر ایک لخت بولتے بولتے آپ کو ابکائی آئی۔ ساتھ ہی قے ہوئی جو خالص خون کی تھی۔ جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں جو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔" (سیرۃ المہدی حصہ [illegible] صفحہ [illegible])

مالیخولیا یا مراق کا مریض

"سوال...... مالیخولیا یا مراق کس بیماری کو کہتے ہیں؟ اس کی نشانی کیا ہے؟

جواب... مالیخولیا کی ایک قسم مراق ہے یہ مرض تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے۔ جس عضو میں یہ مادہ جمع ہو جاتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔ (شرح الاسباب والعلامات) تحقیقات جدیدہ سے معلوم ہوا ہے کہ مرض کبھی یہ ہے اور جیسا کہ عورتوں میں رحم کی مشارکت سے مرض اختناق الرحم (ہسٹریا) پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دوران اعضاء کے فتور سے ضعف دماغ ہو کر مردوں میں مراق ہو جاتا ہے۔"

(مخزن حکمت مصنفہ حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی طبع دوم)

علامات مرض

"دل ڈکاریں آنا، ہاضمہ خراب ہو جانا، پاخانہ پتلا ہونا، ہر بات میں مبالغہ کرنا۔ گاہے جسم کے اوپر حصہ میں گرمی اور سرد و ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیوں یا تمام بدن کا ٹھنڈا ہو جانا۔ مرض کی کمی بیشی کے مطابق کمزوری لاحق ہونا۔ یہاں تک کہ غشی تک نوبت پہنچ جائے۔"

مالیخولیا یا مراق کے کرشمے

"بعض مریضوں میں کبھی یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے۔ آئندہ ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔"

(شرح الاسباب والعلامات طبی کتاب)

"مریض کے اکثر اوہام اس کام کے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ خدائی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔" (اکسیر اعظم جلد اول ص ۱۸۸)

مراق کا سلسلہ

"مراق کا مرض حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) کو موروثی نہ تھا۔ بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوء ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔"

(رسالہ ریویو قادیان ص ۱۰ بابت اگست ۱۹۲۶ء)

مرزا قادیانی کی بیوی بھی مراقی تھی

"میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔"

(مرزا قادیانی کا عدالتی بیان منقول از منظور الٰہی ص ۲۴۴)

گھریلو شہادات

"بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ (مرزا قادیانی کی دوسری بیوی) نے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ایک حقیقی ماموں تھے۔ جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا۔ ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آ گیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور لڑکی کا حرمت بی بی۔ لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اس کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۲۶ روایت نمبر ۲۱۲)

مراق کا اثر اور پہلا دورہ

"بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے اتھو آیا پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے۔ جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ .... جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر گر گیا۔ اور غشی کی سی حالت ہو گئی۔..... والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔ اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳)

روایت نمبر۱۹)

خلیفہ ثانی میاں محمود کو بھی مراق کا دورہ

''جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔''

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز خان مندرجہ رسالہ ریویو قادیان ص ۱۱، اگست ۱۹۲۶ئ)

ناظرین! مرزا قادیانی اور ان کے بیٹے مرزا محمود کے اقرار سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو مالیخولیا کا مرض تھا اور مالیخولیا کے اثر سے مریض اپنے آپ کو عجب واں، فرشتہ گھنے، پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دینے کو طبی اور ڈاکٹری کتابوں کے حوالہ سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا دعویٰ کرنا اسی بیماری کی وجہ سے تھا۔

ہسٹریا کی بیماری تھی

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۵، روایت نمبر ۳۶۹)

مالیخولیا یا ہسٹریا کا مریض اور نبوت

''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیتی ہے۔''

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز خان مندرجہ رسالہ ریویو قادیان اگست ۱۹۲۶ئ)

افیون کا استعمال

''افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا کے بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہ تھا۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا علم کے بغیر ضرور کسی نہ کسی وقت افیون استعمال کیا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے "تریاق الٰہی" (دوا) خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو "افیون" تھا۔ یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔"

(مضمون میاں محمود احمد خلیفہ قادیان الفضل قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

چشم نیم باز ...... مرزا قادیانی پر افیون کا اثر

"مولوی شیر علی نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں۔ ...... ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں۔ ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی۔ مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔" (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۷۷ روایت نمبر ۴۰۴، ۴۰۳)

موجودہ خلیفہ قادیان بھی افیون استعمال کرتے رہے

"مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے رہے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔ ایک دن نہ دینے پر اثر نہ ہونے کی وجہ سے حضرت (مرزا) صاحب نے فرمایا کہ خدا نے چھڑا دی ہے۔ اب نہ دو۔" (منہاج الطالبین ص ۳۷)

خواجہ کمال الدین کی افیون خوری

"موجودہ خلیفہ قادیان جب خواجہ کمال الدین کی عیادت کے لئے گئے تو خواجہ صاحب نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا۔ علاج معالجے کا ذکر ہوتا رہا۔ خواجہ صاحب افیون بھی آج کل کھاتے تھے۔ ایک رتی سے شروع کی تھی۔ ابھی یہ خیال ہے کہ چھ ماہ اور کھائیں۔ تاکہ اعصاب مضبوط ہو جائیں۔ (از تری میاں محمود خلیفہ قادیان نوشتہ عبد الرحیم درد قادیانی)"

(اخبار الفضل قادیان ۵ جولائی ۱۹۲۹ء نمبر ۳ ج ۱۷)

افیون استعمال کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کے کشف:

کشف نمبر ۱ ...... مرزا قادیانی کا عورت ہونا

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔" (ٹریکٹ ۳۴ اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد ریاض مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

کشف نمبر ۲..... مرزا قادیانی کا دس ماہ تک حاملہ رہنا [illegible]

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص ۴۷ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

"بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے۔ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

کشف نمبر ۳.....

"انت من ماءنا وھم من فشل" تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ (بزدلی) سے۔ (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵)

کشف نمبر ۴..... مرزا خدا کا بیٹا

"اسمع ولدی" اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ ج ۱ ص ۴۹)
"انت منی وانا منک" تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔ (تذکرہ ص ۴۰۰ طبع سوم)

ناظرین! جس شخص کی کشفی حالت اتنی گندی ہو وہ نبی بن سکتا ہے؟ ایسے شخص کو پیغمبر، مہدی اور مسیح ماننے والے لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ آپ ہی فیصلہ کیجئے!

چند اصولی مباحث

اقتباس از رسالہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان

کفر و اسلام کی حقیقت ...... مسلمان کون ہے اور کافر کون؟

آج کل مذہب و ملت سے بیگانگی اور ناواقفیت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ لوگ اسلام اور کفر کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کبھی مسلمان کو کافر اور کافر کو مسلمان کہنے کی شدید غلطی کر رہے ہیں۔

خصوصاً کفر کے بعض اقسام ایسے بھی ہیں جو صورت میں اسلام سے ملتے جلتے ہیں۔ عوام تو عوام اکثر تعلیم یافتہ مسلمان بھی انہیں اسلامی عقیدہ و اسلامی احکام سمجھ کر بے دھڑک قبول کر کے اپنے دین و مذہب کو برباد کرتے رہتے ہیں۔ اس بناء پر آج وقت کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام اور کفر کی حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے۔ تاکہ دور حاضر کے قادیانی چکڑالوی اہل قرآن اور نیچریوں کے خطرناک فتنوں سے بچیں۔

اسلام کیا چیز ہے؟ اور مسلمان کون ہے؟

اس لئے سب سے پہلے اصولی طور پر یہ معلوم کرنا چاہئے کہ قرآن اور شریعت اسلام میں اسلام و ایمان کس چیز کا نام ہے؟ کفر کس کا؟ مسلمان کس کو کہتے ہیں اور کافر کس کو؟

اسلام

اسلام کے سب سے بڑے ارکان یہ ہیں کہ اللہ کو ایک مانے اور اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لائے۔

رسول پر ایمان لانے کا معنی اور مطلب؟

ایمان لانے کا مطلب یہ کہ رسول کے فرمائے ہر حکم کو خوشی سے دل سے بلا چون و چرا تسلیم کرے اور اس سے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں۔ اس مضمون کو قرآن نے مندرجہ ذیل آیت میں اس طرح وضاحت کی ہے۔

"فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً (النساء:۶۵)" قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپ کو اپنے تمام نزاعات و اختلافات میں حکم (فیصلہ کرنے والا) نہ بنا دیں۔ پھر آپ جو فیصلہ فرما دیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اس کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔

نوٹ: احکام رسول دو قسم پر ہیں۔ (۱) ضروریات دین۔ (۲) غیر ضروریات دین۔

۱.....ضروریات دین

ان سے مراد وہ عقائد یا اعمال ہیں:

۱...... جن کا ثبوت آنحضرت ﷺ سے قطعی اور یقینی طور پر ہو چکا ہو۔

۲...... وہ اسلام میں اس قدر مشہور ہوں کہ علماء اور عوام خواندہ (پڑھا لکھا) ناخواندہ (ان پڑھ) سب ان سے واقف ہوں۔

۳...... وہ احکام عمل کے اعتبار سے خواہ فرض و واجب ہوں۔ جیسے نماز کا فرض ہونا، تعداد رکعت، قربانی کا واجب ہونا وغیرہ یا سنت و مستحب ہوں۔ جیسے مسواک کرنا، ختنہ کا شعار اسلام ہونا، اذان وغیرہ۔

ضروریات دین کا حکم

ایسے ضروریات کا جو تواتر سے ثابت ہوں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اگر کسی ایک کا انکار کردے تو کافر ہو جائے گا۔

۲.....غیر ضروریات دین اور اس کا حکم

ضروریات دین کے علاوہ احکام کو غیر ضروریات دین کہتے ہیں۔ انکار کرنے والا فاسق ہوگا۔

مذکورہ بالا آیت کی بناء پر اسلام اور مسلمان کی تعریف یوں ہوگی۔

اسلام: اللہ اور اس کے رسول محمد رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم کو بلا چون و چرا دل سے تصدیق کرنے اور اس پر کوئی اعتراض نہ کرنے کو "اسلام" کہتے ہیں۔

مسلمان: اللہ اور اس کے ہر حکم کو بلا چون و چرا دل سے تصدیق کرنے اور ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔

کفر کیا چیز ہے؟ اور کافر کون ہے؟

ضروریات دین یعنی خدا اور رسول کے حکم پر اعتراض یا انکار کرنے کو "کفر" اعتراض یا انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔

کفر یعنی انکار خدا یا انکار رسول کی تین صورتیں

چونکہ خدا اور رسول سے قطعی اور یقینی طور سے ثابت شدہ حکم پر اعتراض یا انکار کرنا، وہ خدا کی خدائی اور رسول کے رسول ہونے کا انکار کرنا ہے۔ اس لئے خدا اور رسول کے نہ ماننے کی

تینوں صورتیں ہوں گی وہ تینوں کفر ہیں۔

۱...... کفر کی پہلی صورت

کھلے طور پر خدا کو خدا نہ مانے یا رسول کو رسول نہ مانے۔

کفر کی وجہ: اس صورت میں انکار کی مثال "بغاوت" ہے۔ جیسے کوئی شخص صاف طور پر اعلان کر دے کہ بادشاہ وقت یا حکومت وقت کو بادشاہ یا حاکم تسلیم نہیں کرتا۔ ایسے شخص کے باغی مجرم ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا اور رسول کے انکار کو کفر اور انکار کرنے والے کو کافر اور اس کے جہنمی ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کی بے شمار آیتوں سے ایسوں کے کافر جہنمی ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے دلیل ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲...... کفر کی دوسری صورت

خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا اقرار کرے لیکن ان کے فرمائے ہوئے احکام میں سے کسی حکم کو صحیح نہ مانے یا اس پر اعتراض کرے۔

کفر کی وجہ: دوسری صورت کی انکار کی مثال "بغاوت" ہے۔ جس طرح بادشاہ وقت کو تسلیم نہ کرنا بغاوت اور جرم ہے۔ اسی طرح بادشاہ کو بادشاہ مان کر اس کے کسی حکم پر اعتراض یا انکار کر دینا بھی بغاوت اور جرم ہوگا۔ شیطان ابلیس جو سب سے پہلا اور سب سے بڑا کافر ہے۔ اس کا کفر بھی اسی دوسری قسم کے انکار کی بناء پر ہے۔ ورنہ وہ خدا کے قادر مطلق اور معبود ہونے کا منکر نہ تھا۔ خدا کی ساری خدائی کو تسلیم کرتا تھا۔ صرف خدا کے ایک حکم یعنی سجدہ کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر اور مردود قرار دیا گیا۔

اس بناء پر اگر کوئی کلمہ شہادت پڑھتا ہو نماز روزہ وحج بھی ارکان اسلام کو ادا کرتا ہو۔ لیکن ضروریات دین کے خلاف آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کے ہونے کا قائل ہو یا جہاد کے منسوخ ہونے کا قائل ہو یا نبیوں میں سے کسی نبی کی توہین کرتا ہو یا قرآنی تعلیم کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی پاک دامن ماں حضرت مریم علیہا السلام کو گالیاں دیتا ہو۔ بہرحال کسی ایک حکم کا انکار کر دے یا اعتراض کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی قاعدہ کی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیس سالہ مرید ڈاکٹر عبدالحکیم کو صرف انہیں نبی نہ ماننے کی وجہ سے مرتد کافر قرار دیتے تھے۔ ورنہ ڈاکٹر صاحب ان کے تمام دعاوی کو تسلیم کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور لاہوری پارٹی کا کفر اسی دوسری قسم کے انکار کی بناء پر ہے۔ الغرض دوسری قسم کے کفر کے لئے

ضروریات دین میں سے کسی ایک حصہ پر اعتراض یا انکار کرنے ہی کافر ہو جائے گا۔ خواہ وہ دیگر
تمام ضروریات دین کو ادا کرتے رہے۔

کفر کی تیسری صورت

یہ بھی نہ ماننے ہی کی ایک صورت ہے کہ خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت کا بھی اقرار
کرے اور زبان سے یہ بھی اقرار کرے کہ میں اللہ اور رسول کے تمام احکام کو مانتا ہوں۔ لیکن
احکام کے معنی اللہ اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے اور آپ کے بلاواسطہ شاگردوں (صحابہ
کرام) کے سمجھے ہوئے معنی کے خلاف کوئی نیا معنی گھڑ کر آپ کے احکام کو ٹال دے۔ مثلاً کوئی
کہے میں صلوٰۃ کو فرض مانتا ہوں مگر صلوٰۃ کے معنی لغت میں دعاء کرنے کے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ
بمعنی دعاء کے فرض ہیں۔ یہ رکوع اور سجدہ والی نماز فرض نہیں ہے۔ یا یوں کہے کہ اذان کو شعار
اسلام سمجھتا ہوں۔ اذان کے معنی چونکہ اعلان کرنے کے ہیں اور اعلان گھنٹہ کے ذریعہ سے بھی
ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اذان سے گھنٹہ بجانا مراد ہے۔ مخصوص الفاظ کے ساتھ اعلان کرنا مراد نہیں ہے۔
قرآن مجید ایسے شخص کو ملحد اور حدیث ایسے شخص کو زندیق قرار دیتی ہے۔

وجہ کفر: تیسری صورت کا انکار بھی بغاوت ہی کی ایک قسم ہے کہ بظاہر قانون کو تسلیم کرتا
ہے۔ لیکن قانون ساز جماعت کی تصریحات اور ہائی کورٹ کے تسلیم کئے ہوئے معانی کے خلاف
کوئی نئے معانی تراش کر قانون کو رد کر دے۔ مثلاً ریلوے قانون کی رو سے ہر مسافر ۱۵ سیر مال
اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔ اگر کوئی قد آور پہلوان کہے کہ یہ قانون پستہ قد کمزور لوگوں کے لئے
ہے جو صرف ۱۵ سیر مال اٹھا سکتے ہیں۔ میرے لئے نہیں۔ میں تیس سیر مال اٹھا سکتا ہوں۔ اس
لئے مجھے اجازت ہونی چاہئے۔ ظاہر بات ہے کہ ریلوے حکام کے نزدیک اس خود ساختہ دلیل کی
کوئی وقعت نہیں ہوگی۔ اس تاویل باطل کی وجہ سے جرمانہ کے ساتھ گستاخی کی سزا دے گی۔

لاہوری یعنی مرزا محمد علی کی پارٹی مرزا قادیانی کی صرف نبوت کا انکار کرتی ہے۔ باقی
مرزا قادیانی کی تمام کفریات کی حرف بحرف تائید کرتی ہوئی قرآن وحدیث کے معنی کو اللہ ورسول
وصحابہ کے بیان کئے ہوئے معنی کے خلاف کرنے کی وجہ سے لاہوری پارٹی بھی کافر ومرتد ہے۔
گو یہ جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مسٹر محمد علی کو قرآنی الفاظ کے وہ معانی
سمجھائے دیئے جن کو نہ نبی نے سمجھایا نہ صحابہ نے سمجھا نہ آج تک امت نے سمجھا۔ جو کچھ سمجھا تو
انگریزی حکومت کے پٹھو مرزا غلام احمد قادیانی نے سمجھا۔ نعوذ باللہ! الغرض تیسری قسم کے کفر میں
اللہ ورسول کو مانتے ہوئے ان کے الفاظ کو برقرار رکھ کر ان کے معنی میں اس طرح تاویل باطل

کرے جو اللہ و رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے معنی کے خلاف ہوں۔

کافر کو کافر نہ کہنے والا

جس شخص کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس نے ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کر دیا ہے۔ (جیسے لاہوری اور قادیانی جماعتیں) ایسے شخص کو احتیاط اور شک کی بناء پر کافر نہ کہنے والا خود بے احتیاطی سے کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی نے تعظیم انبیاء کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو فحش بازاری گالیاں دی ہیں۔ جیسا کہ آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔ ایسی صورت میں احتیاط اور شک کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر اور مرتد نہ کہنے کے معنی یہ ہوئے کہ ان کے نزدیک تعظیم انبیاء ضروریات دین میں سے نہیں۔ حالانکہ تعظیم انبیاء ضروریات دین سے ہے تو وہ شخص نادانستہ ضروریات دین کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو گیا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص پنجگانہ نماز پڑھتا ہے اور تاویل کر کے روزہ کی فرضیت کا انکار کر دے تو یہ شخص ضروریات دین کے انکار کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ ایسے شخص کو احتیاطاً کافر نہ کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے نزدیک روزہ ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔ حالانکہ روزہ ضروریات دین سے ہے۔ یہ احتیاط پر عمل کر کے نادانستہ روزہ کی فرضیت کا انکار کر کے کافر ہو گیا۔ (دیکھو اکفار الملحدین مصنفہ مولانا انور شاہ، صدر مدرس دارالعلوم دیوبند، رسالہ دین مرزا کفر خالص ہے۔ مصنفہ ابن شیر خدا مولانا مرتضیٰ حسن، ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند)

ضروری تنبیہ

ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو پیدائشی کافر نہیں سمجھتے۔ بلکہ مرزا قادیانی مسلمان کے گھر پیدا ہوئے۔ مسلمان ہی تھے۔ ایک طویل مدت تک مبلغ اسلام بن کر اسلامی عقائد کی پرچار کرتے رہے۔ لاہوری مرزائی اسی زمانہ کی کتابوں کو مناظرہ کے وقت پیش کر کے دھوکا دیتے رہتے ہیں۔ اس سے ہوشیار رہیں۔ اس کے بعد محمدی بیگم کے معاملے کے بعد سے نبوت رسالت خاتم الانبیاء کے دعویٰ کے بعد خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ آخر ہیضہ کے مرض میں انتقال کر گئے۔ قادیانیوں سے بحث کرتے وقت وفات مسیح، ظلی و بروزی نبوت وغیرہ مسائل سے ہرگز بحث مت کیجئے۔ ان سے بحث کرنا ہو تو صدق و کذب مرزا پر بحث کیجئے۔ آپ ہمیشہ غالب رہیں گے۔

مرزا قادیانی کے جانشین یا خلفاء

خلیفہ اوّل حکیم مولوی نورالدین قادیانی

"مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے کے بعد حکیم مولوی نورالدین خلیفہ اوّل مقرر ہوئے۔ جو ابتداء میں سرسید کے خیالات اور طریقہ سے بہت متاثر تھے۔ پھر مرزا قادیانی کی صحبت سے یہ اثر آہستہ آہستہ ڈھلتا گیا۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۵۹)

حکیم صاحب کا عقیدہ

"حکیم صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کے نہ ماننے والوں کو کافر اور غیر ناجی خیال کرتے تھے۔"

(تشحیذ الاذہان قادیان ج۹ نمبر۱۱)

مرزا قادیانی کو حکیم صاحب افیم کھلاتے تھے

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے تریاق الٰہی (دوا) خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے ساتھ حضرت خلیفہ (حکیم نورالدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران استعمال کرتے رہے۔"

(خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان ۱۹۲۹ء)

عبرت انگیز موت

"حکیم صاحب اخیر عمر میں گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہو گئے تھے مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے لاچار تھے۔ نہایت مشکل میں مرے۔ اس کے بعد اس کا جوان فرزند مولوی عبدالحی عین جوانی میں مر گیا۔ حکیم نورالدین کی بیوی نے نہایت تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لیا وغیرہ۔ یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء)

حکیم صاحب کے مرنے کے بعد مارچ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ مختلف جماعتیں بن گئیں۔ جس میں دو جماعت مشہور ہیں۔

۱...... قادیانی محمودی جماعت۔ ۲...... لاہوری جماعت۔

یہ دونوں دراصل ایک ہی ہیں۔ دونوں مرزا قادیانی کی نبوت کو ماننے والے مرتد اور

مسلمان کے دشمن ہیں۔ لیکن لاہوری جماعت سب سے زیادہ خطرناک جماعت ہے۔

قادیانی جماعت

اس جماعت کے قائد مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود احمد قادیانی ہیں۔ جن کا ہیڈکوارٹر قادیان تھا اور اب ربوہ میں ہے۔ جن کی مختصر سیرت اور عقائد یہ ہیں۔

خلیفہ ثانی کی مختصر سیرت

خلیفہ ثانی میاں مرزا محمود قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری بیوی مسماۃ نصرت جہاں بیگم کے بطن سے ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوا۔

خلیفہ صاحب کا بچپن اور تعلیم

"مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے آنکھوں دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔ مگر ایک دن ضروری تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا تو اس پر حضرت مرزا (مرزا غلام احمد قادیانی) فرمایا خدا نے چھڑا دی ہے۔ اب نہ دو"

(مرزا میاں محمود خلیفہ قادیان ص ۶۷ مجموعہ خطبات مصنفہ خلیفہ قادیانی)

تعلیمی خوبی

"میاں صاحب اسکول میں پڑھتے تھے۔ اس کے ہیڈ ماسٹر مفتی صادق صاحب قادیانی تھے۔ میاں صاحب ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے۔ لیکن مفتی صاحب ان کو اگلی جماعت میں بٹھا دیتے تھے۔ اس لئے کہ آپ مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ پھر مڈل کا امتحان دیا اور مفتی صاحب ساتھ تھے۔ اس میں فیل ہو گئے۔ پھر انٹرنس کا امتحان دیا اس میں بھی فیل ہو گئے۔ (مفتی محمد صادق کا وہ خطبہ جو خلیفہ ثانی کا تازہ ترین نکاح کی تقریب میں بمقام قادیان پڑھا گیا)"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

بچپن کے دو استاد

"ہائی اسکول میں میاں صاحب کے ایسے دو استاذ تھے۔ جب بھی ایک دوسرے سے ملتے تھے تو کہیں پاخانے کا مذاق شروع ہو جاتا۔ کہیں ہوا خارج ہونے کے متعلق ہنسی کرنے لگ جاتے جن کی باتوں کو سن سن کر میاں صاحب کو گھن اور نفرت آتی ہے۔"

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ اخبار الفضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۳ء)

تعلیمی حالات

”میری تعلیمی حالت نہایت معمولی تھی۔ سستی ہو یا صحت کی کمزوری کا خیال کرو۔ میں اسکول میں بھی اچھے نمبروں پر کامیاب نہیں ہوا تھا۔ دینی تعلیم ایسی تھی کہ میرے گلے اور آنکھوں کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین) کتاب خود پڑھا کرتے تھے۔ آپ خود کمزور اور بوڑھے تھے۔ مگر میری صحت کو کمزور خیال فرما کر بخاری شریف اور مثنوی رومی خود پڑھتے اور میں سنتا جاتا۔ عربی ادب کی کتابیں بھی خود ہی پڑھتے اور جب میں پڑھنا چاہتا تو فرمایا کرتے میاں تمہارے گلے کو تکلیف ہوگی۔ مجھے یاد ہے کہ بخاری کے ابتدائی چار پانچ پارے تو ترجمہ سے پڑھائے مگر بعد میں آدھا آدھا پارہ روزانہ بغیر ترجمہ کے پڑھا جاتے۔ صرف کہیں کہیں ترجمہ کر دیتے اور اگر میں پوچھتا تو فرماتے۔ جانے دو خدا خود ہی سمجھا دے گا۔“

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹ مئی ۱۹۴۳ء)

۱......مرزا غلام احمد قادیانی حقیقی نبی تھے

”پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے۔ اس کے معنی سے حضرت صاحب مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی تھے۔“ (حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴)

جواب...... مرزا قادیانی ہرگز رسول و نبی نہیں ہو سکتا۔ ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ کے خلاف ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔

۲......مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننا کفر ہے

”اگر آپ کو نبی نہ مانا جائے تو ایک خطرناک نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ جو انسان کو کافر بنا دینے کے لئے کافی ہے۔“ (حقیقت النبوۃ ص ۲۰۴)

جواب...... مرزا قادیانی کو کافر اور دجال ماننا ضروری ہے۔ جو اس کو مسلمان مانے گا وہ کافر مرتد ہو جائے گا۔ جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

۳......مرزا قادیانی کا منکر کافر ہے

”قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ ہم لوگ حضرت مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کے منکرین کو کافر کہتے ہیں۔“ (تشحیذ الاذہان ج۹۳ ص ۱۳۰)

جواب... بقول نبی عربی، جب مرزا دجال اور کذاب ٹھہرا تو ان کا انکار تو علامت مومن کی نشانی ہے۔

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت سے باہر رہنے والا کافر یعنی سوائے قادیانی جماعت کے ساری دنیا کے مسلمان کافر

"ہر ایک شخص جو مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہو چکا وہ کافر ہے۔"

(تشحیذ الاذہان ج ۶ ص ۴ ، اپریل ۱۹۱۱ء بحوالہ مذہب ص ۳۰ قادیان)

جواب... دجالوں کی بیعت مذہب اسلام کی رو سے کفر ہے۔

۵.... جو مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے نہ کافر کہتا ہے وہ بھی کافر ہے

"جو حضرت مسیح موعود کو نبی نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔"

(تشحیذ الاذہان ج ۶ ص ۴ ، اپریل ۱۹۱۱ء بحوالہ مذہب ص ۳۰ قادیان)

جواب... نبی عربی ﷺ کی پیشین گوئی درست ہوئی کہ میرے بعد بڑے بڑے دجال و کذاب نکلیں گے۔ "کلھم یزعم انه نبی الله" ہر دجال دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ حالانکہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا۔

۶..... مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا سمجھ کر مزید اطمینان کے لئے بیعت میں توقف کرے وہ بھی کافر، مرزا کو دل سے سچا سمجھے، زبان سے انکار نہ کرے، لیکن بیعت میں توقف کرے تب بھی کافر ہے

"آپ (مسیح موعود) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔"

(تشحیذ الاذہان ج ۶ ص ۴، ۱۳۰۔۱۳۴)

۷..... آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند خیال کرنے والا لعنتی اور مردود ہے

تفصیلی حوالہ... دیکھو (حقیقت النبوۃ ص ۲۲۸، ۲۸۶)

جواب... "انا اخر الانبیاء لا نبی بعدی" کے خلاف ہونے کی وجہ سے ایسا

عقیدہ رکھنا کفر اور ضروریات دین کا انکار کرنا ہے۔

۸......آنحضرت ﷺ کے بعد ایک نبی کیا ہزاروں نبی ہوں گے

تفصیلی حوالہ... دیکھو (انوار خلافت ص ۶۲)

۹......مرزا غلام احمد قادیانی کو عین محمدؐ ہونے کی وجہ سے خاتم النبیین کہنا بجا ہے

"حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات حاصل کرنے کی وجہ سے عین محمد کہہ سکیں گے۔" (ذکر الٰہی ص ۲۰)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

(اخبار بدر مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ق ص ۱۴)

"پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت، نئے دعویٰ اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہوکر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔" (نزول المسیح ص ۳۰۲، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱،۳۸۰)

جواب... مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کا بیٹا مرزا بشیر الدین کے کہنے کے مطابق آنحضرت ﷺ اور مرزا غلام احمد دونوں ایک ہوں تو پھر لازم آئے گا۔ مرزا نے پندرہ روپیہ ماہوار پر نصاریٰ کی ملازمت کی تو آنحضرت ﷺ نے بھی نصاریٰ کی ملازمت کی۔ مرزا مختاری کے امتحان میں فیل ہوئے۔ نعوذ باللہ! آنحضرت ﷺ بھی فیل ہوئے۔ مرزا قادیانی کو عیسائیوں کے ہاتھوں شکست فاش ہوئی تو نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو بھی شکست ہوئی۔ مرزا کو محمدی بیگم کے نکاح میں ناکامی ہوئی تو نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو بھی ناکامی ہوئی؟ محمدی بیگم کے وصل کی حسرت لے کر مرزا قبر میں گئے۔ اسی طرح نعوذ باللہ! آنحضرت ﷺ بھی گئے۔ توبہ توبہ!

۱۰...... سارے جہان کے مسلمان کافر ہیں، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں

تفصیلی حوالہ۔۔ دیکھو (انوار خلافت ص ۹۰ مصنفہ میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان)

جواب..... نبی عربی تو سارے جہان کو مسلمان بنانے کے لئے مبعوث ہوئے اور قادیانی صرف مرزا قادیانی کے ماننے والے کو مسلمان قرار دیتے ہیں۔ یا للعجب!

۱۱..... سارے جہاں کے مسلمان یعنی غیر احمدی کافر ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی حرام ہے نماز پڑھنے سے اعمال حبط ہو جائیں گے

تفصیلی حوالہ۔ دیکھو (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۰ئ)

جواب..... قرآن میں تو "وارکعوا مع الراکعین" کی وجہ سے ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔ لیکن قادیانی مذہب میں مرزا قادیانی کے ماننے والوں کے سوا کسی کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔

۱۲..... غیر قادیانی کا جنازہ نہ پڑھیں خواہ معصوم بچہ ہی کیوں نہ ہو

"غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔" (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۱ئ) "غیر احمدی بچے کا جنازہ پڑھنا درست نہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۲ئ، اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ئ)

۱۳..... محض احمدی یعنی قادیانی نہ ہونے کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد پر جنازہ نہیں پڑھا

تفصیلی حوالہ..... دیکھو (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ئ)

جواب..... مرزا جیسے مرتد نے جنازہ نہ پڑھا تو کیا نقصان ہوا نہ پڑھنا ہی مرزا فضل احمد کی کرامت سمجھو۔

۱۴..... احمدی لڑکیوں کا نکاح غیر احمدیوں سے کرنا ناجائز ہے لڑکیوں کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو (انوار خلافت ص ۹۳)

"ارشاد مرزا! اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو بے شک لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔" (الحکم مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ئ)

جواب..... قرآن کی رو سے قادیانی لڑکیاں مرتدات سے ہیں۔ اسلام میں غیر مسلم عورتوں سے نکاح کی ممانعت آئی ہے۔ اس سلسلہ میں خلیفہ ثانی کی عدم ممانعت کی وجہ سے فکر پیدا کرنی چاہیے۔

۱۵..... ہندو اور سکھ اہل کتاب ہیں، ان سے نکاح جائز ہے

(اخبار الفضل مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

"ہندو اہل کتاب ہے اور سکھ بھی۔ کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہے۔"

(ڈائری خلیفہ قادیان)

جواب..... بقول شخصے ماں کی گود بچے کی درسگاہ ہے۔ اس لئے ہندو اور سکھ لڑکی دوزخ کی طرف لے جانے کے لئے پکی سیڑھی بنے گی۔

لاہوری مرزائی یا غیر مبائعین کی جماعت اور ان کے کفریہ عقائد

اس جماعت کے سرگروہ مسٹر محمد علی لاہوری ایم اے اور ان کے بعد خواجہ کمال الدین ایم اے ہیں۔

مسٹر محمد علی کے حالات

"مسٹر محمد علی مرزا قادیانی کے مخلص پرانے مریدوں میں سے تھے۔ مرزا قادیانی کی زندگی ہی (رسالہ ریویو آف ریلیجنز) کے ایڈیٹر تھے۔ جن کے ذریعے سے مرزا قادیانی کے الہامات کے خیالات اور مشرکانہ تعلیمات کو پھیلاتے تھے۔ مرزا قادیانی کے بعد خلیفہ اوّل مولوی حکیم نورالدین کے مشورہ سے قرآن مجید کی قادیانی تفسیر لکھا کرتے تھے۔ اس کے عوض خزانہ انجمن سے ماہانہ دو سو روپیہ بطور تنخواہ وصول کر کے ان کا انگریزی ترجمہ کرتے تھے۔ مولوی حکیم نورالدین کے انتقال کے بعد مسٹر محمد علی نے ترجمہ کی تکمیل کا بہانہ کر کے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ سے ایک ہزار روپیہ پیشگی وصول کر کے قومی لائبریری سے ہزاروں روپے کی قیمتی کتابیں اور صدر انجمن کا ٹائپ رائٹر لے کر لاہور پہنچے۔ اعلان کر دیا کہ یہ سب کچھ میرا ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ مارچ ۱۹۳۱ء)

لاہوری مرزائیوں نے ۱۹۱۳ء کو پیغام صلح سوسائٹی کی طرف سے اخبار پیغام صلح جاری کیا۔ اس کی ادارت اور نگرانی کے فرائض محمد علی لاہوری ادا کرتے تھے۔ ان کے ممبروں پر

اعتراض ہوا کہ وہ منافق ہیں۔ اس کے جواب میں محمد علی لاہوری اور ان کی جماعت نے اعلان کر دیا۔

''ہم مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے خادمین اولین میں سے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں حضرت اقدس ہم سے رخصت ہوئے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ ہی کی جماعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔'' (پیغام صلح ج ا نمبر ۴۰ مورخہ ۱۹۱۳ء)

مارچ ۱۹۱۴ء میں جب حکیم نورالدین خلیفہ اول کا انتقال ہوا اور خلافت کا جھگڑا ہوا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام اعدو حتہ خزانوں پر مرزا محمود خلیفہ ثانی کے قبضہ کر لینے کے بعد غیر قادیانیوں کو پھنسانے کے لئے مسٹر محمد علی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نبی ہونے کا انکار کر کے مجدد، محدث، مہدی معہود، مسیح موعود وغیرہ ہونے کا اعلان کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے نا قابل تردید صاحب نبوت صاحب شریعت دعویٰ ختم رسالت دعووں کے متعلق بروزی وظلی نبی جیسے تاویل باطل کر کے مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''اکفار الملحدین فی ضروریات الدین'' میں اور مولانا سید مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند نے ''دین مرزا کفر خالص'' ہے۔ ''شیخ قادیان کا مکمل تختہ جنگ'' میں اور مولانا محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے ''ہدیۃ المہدیین فی آیت خاتم النبیین'' میں اور مولانا شبیر احمد صاحب شیخ الاسلام پاکستان نے ''الشہاب لرجم الخاطف المرتاب'' (اردو) میں قادیانیوں خصوصاً لاہوریوں کی خوب قلعی کھولی ہے۔ مندرجہ ذیل کتابوں سے اخذ کر کے مذکورہ مضامین لکھے گئے ہیں۔ تفصیل کے لئے مندرجہ بالا کتابوں کو دیکھئے۔ (یہ تمام احتساب قادیانیت میں چھپ گئی ہیں۔ مرتب)

خواجہ کمال الدین، بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی کے عبرت انگیز حالات

یہ بھی مسٹر محمد علی کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات کے پھیلانے میں نہایت سرگرمی دکھاتے تھے۔ مسٹر محمد علی کی طرح یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اللہ اور رسول

مانتے تھے۔ خواجہ صاحب کے قدیم عقائد ملاحظہ فرمایئے: " (مسیح موعود) ایک نبی اللہ ہے اور مخبر صادق احمد مرسل صلوٰۃ اللہ علیہ کا خاتم النبیین ہونا چاہتا ہے کہ اس شخص غلام احمد کے غلام انبیاء اور نبی اللہ ہوں۔" (اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

"ہمیں اس کے غلام نبی بننے (مرزا قادیانی) کو بھی نبی اللہ کمالات کے باعث ماننا پڑے گا۔ اگر غلام کو نبی اس لئے تسلیم نہیں کرتے کہ اس میں بعض باتیں پائی جاتی ہیں۔ جنہیں ہمارا عقیدہ منقص ٹھہراتا ہے تو وہی باتیں احمد مختار میں بھی موجود ہیں۔ تو ہم غلام احمد قادیانی کو چھوڑ دینے کے ساتھ ہی اس کے سردار کو بھی جواب دے دیں گے۔" (اخبار الحکم قادیان)

خواجہ صاحب ۱۹۲۰ء کے ستمبر کے مہینے میں قادیانیت کی اشاعت اور محمد علی لاہوری کی قادیانی تفسیر کی طباعت کے اخراجات کے لئے چندہ کی غرض سے برما کے دارالخلافہ رنگون آئے۔ مشہور رئیس اعظم سر جمال مرحوم کے گھر میں ٹھہرے۔ ابتداء میں منافقانہ طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کا سچا ہونا اور دعویٰ نبوت نہ کرنے کے متعلق تقریریں کیں۔ اس کے مقابلے کے لئے مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی "مدیر النجم" بھی تشریف لائے۔ مولانا کے سوال کرنے پر مرزا غلام احمد قادیانی ابتدائی تحریرات یعنی (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۹) کی ختم نبوت کو ماننے کی عبارتیں دکھا کر دھوکہ دے رہے تھے کہ یکایک مولانا نے خواجہ کمال الدین کی لکھی ہوئی کتاب کا حوالہ دیا۔ جس میں خواجہ صاحب نے مرزا قادیانی کو خدا کا نبی، رسول خدا کا برگزیدہ مرسل، نذیر و بشیر و پیغمبر لکھا تھا۔ اس کے بعد مولانا عبدالشکور کی موجودگی تک مقابلہ میں نہیں آئے۔ نہایت رسوا ہو کر برما سے واپس گئے۔ ان تمام واقعات کو دیکھنا ہو تو "سیر رنگون" نامی کتاب دیکھئے۔ (یہ بھی احتساب قادیانیت میں چھپ چکی ہے۔ مرتب) اس کے بعد خواجہ صاحب لندن گئے۔ "ریویو آف اسلام" نامی رسالہ میں اپنی تبلیغی سرگرمی دکھاتے رہے۔ یکایک خواجہ صاحب کے جھوٹ کا پول یوں اخبار میں چھپا جس کو قادیانی اخبار الفضل کے الفاظ میں سنئے۔

"خواجہ کمال الدین صاحب کے منجملہ اور کارناموں کے ایک یہ بھی ہے کہ جہاں کہیں کوئی پرانا نومسلم انگریز جو سالہا سال سے مسلمان چلا آتا ہے۔ اتفاقاً کہیں وو کنگ مسجد چلا گیا تو

خواجہ صاحب نے جھٹ اس مادی رپورٹ میں اپنے نو مسلموں کے درمیان لکھ کر فرق ڈال دیا۔ فکر ہے کہ اخبار پیغام صلح صرف اردو میں ہے۔ اس ملک (انگلستان) کے لوگوں کے پاس شاذ و نادر آتا ہے جسے وہ پڑھ سکتے ہیں ورنہ ہماری مشنریوں کی بدنامی اس ملک میں ہوتی۔ وہ ظاہر ہے لیکن جب سے پیدائش پیغام اخبار میں شائع ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے کمال ہوشیاری سے ایک نیا طرز اختیار کیا کہ لکھا اپنی رپورٹ میں نو مسلم کا نام نہیں لکھتے۔ انگریزی رسالہ میں تو پہلے ہی نہیں لکھتے۔ کیونکہ وہ اس ملک انگلستان میں شائع ہوتا ہے۔ نام لکھنے سے رپورٹ کا غلط ہونا جلد ثابت ہوسکتا ہے۔ مگر اخبار پیغام میں بھی محض نام نہیں دیئے جاتے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۲۸ ص ۳، مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۱۸ء)

لاکھوں روپے کا غبن

خواجہ کمال الدین صاحب یورپ میں اشاعت اسلام کے نام سے جو لاکھوں روپے لے چکے تھے۔ ایک عرصہ سے ان کے حساب کا مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ بار بار کے اصرار سے خواجہ صاحب بوجے کہ انہوں نے بعض رقوم کو ذاتی بتا کر حساب بتانے سے قطعاً انکار کر دیا۔ بعض کے متعلق کہا ان کا حساب کتاب انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سپرد کیا گیا ہے۔ انجمن اس کی ذمہ دار ہے۔ بعد میں جو اعلان ہوا تو معاملہ اور الجھن میں پڑ گیا۔

وفات کا تار

جب خواجہ کمال الدین کی وفات کا تار قادیان پہنچا تو انہوں (خلیفہ قادیان نے) ہاتھ اٹھا کر دعا تک نہ کی۔ پہلے نماز جنازہ پڑھنا تو درکنار دعائے مغفرت ہی کر لیتے۔ بلکہ اس کی بجائے بہت ہی تکلیف دہ کلمات مرحوم کے متعلق کہے۔ عبرت، عبرت!

(خطبہ مولوی محمد علی جماعت لاہور مندرجہ اخبار پیغام صلح ۱۲ دسمبر ۱۹۳۲ء)

لاہوری مرزائیوں کے کافر ہونے کی وجوہات

عقیدہ نمبر ۱: غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

کافر ہونے کی وجوہات

نبی کاذب کی تکذیب نہ کرنے کی وجہ سے لاہوری کافر ہیں۔

تشریح: مرزا غلام احمد قادیانی نے قطعاً یقیناً نبوت کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی کی زبانی سنئے:

۱..... "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اسی نے میرا نام "نبی" رکھا ہے۔ اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔"

{تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳}

۲..... "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

{دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱}

۳..... "میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں۔ میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔"

{ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲}

آنحضرت ﷺ کے فرمان (میری بعد میری امت میں سے تیس دجال کذاب نکلیں گے ہر شخص خیال کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ آگاہ رہو میں خاتم النبیین ہوں۔ لا نبی بعدی۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکے گا۔) کے مطابق جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب اور جھوٹا ہوگا۔ اب صورت یہ ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قطعاً و یقیناً نبوت کا دعویٰ کیا۔ جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہوگا۔ لہٰذا نتیجہ نکلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال اور کافر ہے۔

نبی عربی محمد رسول اللہ ﷺ کو سچا نبی ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے قول کی تصدیق کرتے ہوئے نبی کاذب یعنی غلام احمد قادیانی کی تکذیب کریں۔ اس بنا پر لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی جیسے نبی کاذب کی تکذیب نہ کرنے کی وجہ سے کافر ٹھہرے۔

نیز متفق علیہ مسئلہ ہے جو شخص یقینی طور پر ثابت شدہ کافر، نبی کاذب کے کفر میں تردد کرے یا تکفیر نہ کرے تو وہ ضروریات دین یعنی حضور علیہ السلام کے احکام میں شک کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ چونکہ لاہوری مرزائی مرزا قادیانی کو نہ کافر کہتے ہیں نہ اس کے کفر میں

فک کرتے ہیں۔ اس لئے لاہوری مرزائی کافر ہوئے۔

عقیدہ نمبر: ۲..... نبوت حقیقیہ نبوت شرعیہ بلکہ نبوت تشریعیہ دونوں کو سرور عالم پر ختم مانتے ہیں۔ یہ دونوں ضروریات دین میں سے ہیں۔

کافر ہونے کی وجوہات

کفر کی تیسری وجہ قرآنی آیت "فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر" کے ماتحت بیان کر چکے ہیں کہ ضروریات دین سے کسی ایک حکم کے انکار کر دینے پر جس طرح کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ضروریات دین کو ضروریات نہ جاننا یا ان کے انکار کو کفر نہ سمجھنا یا انکار کرنے والے کو کافر نہ جاننا یا نہ کہنا بھی بالاتفاق کفر ہے۔ مثلاً ابولہب یا ابوجہل کو کافر نہ سمجھے یا کافر نہ کہے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لاہوری مرزائی مذکورہ عقیدہ رکھتے ہوئے بھی مرزا غلام احمد اور مرزا محمود کی قادیانی پارٹی بشیر الدین اور اس کی پارٹی کو مذکورہ عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کافر نہ کہنے سمجھنے کی وجہ سے لاہوری مرزائی مرتد اور کافر ہوں گے۔

عقیدہ نمبر: ۳..... قرب قیامت میں نزول عیسیٰ نہیں ہوگا۔

کافر ہونے کی وجوہات

کفر کی چوتھی وجہ: بقول مرزا غلام احمد قادیانی نزول عیسیٰ کا مسئلہ متواترات میں سے اعلیٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین کا انکار کرنا خواہ تاویل سے ہو یا بغیر تاویل کے کفر ہے۔ چونکہ لاہوری مرزائی اس کا انکار کرتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ کافر ہیں۔ (دیکھو اکفار الملحدین مصنفہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ)

عقیدہ نمبر: ۴..... نزول عیسیٰ کا عقیدہ مشرکانہ یہودانہ اور لغو عقیدہ ہے۔

کافر ہونے کی وجوہات

کفر کی پانچویں وجہ: لاہوری قادیانی سوائے ختم نبوت کے ظاہری اقرار کے اس مسئلہ میں مرزا غلام احمد کے ہمنوا ہیں۔ چونکہ نزول عیسیٰ کا مسئلہ متواترات اور ضروریات دین میں سے ہے۔ ضروریات دین کو مشرکانہ عقیدہ لغو عقیدہ کہنا کفر ہے۔ لہٰذا لاہوری مرزائی کافر ہوئے۔

کفر کی چھٹی وجہ: لاہوریوں کے نزدیک نزول عیسیٰ کا عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔ نیز یہ بھی مسلم ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ سو برس تک صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام امت